انشائی ومعروضی مکمل کتاب

Revised Edition



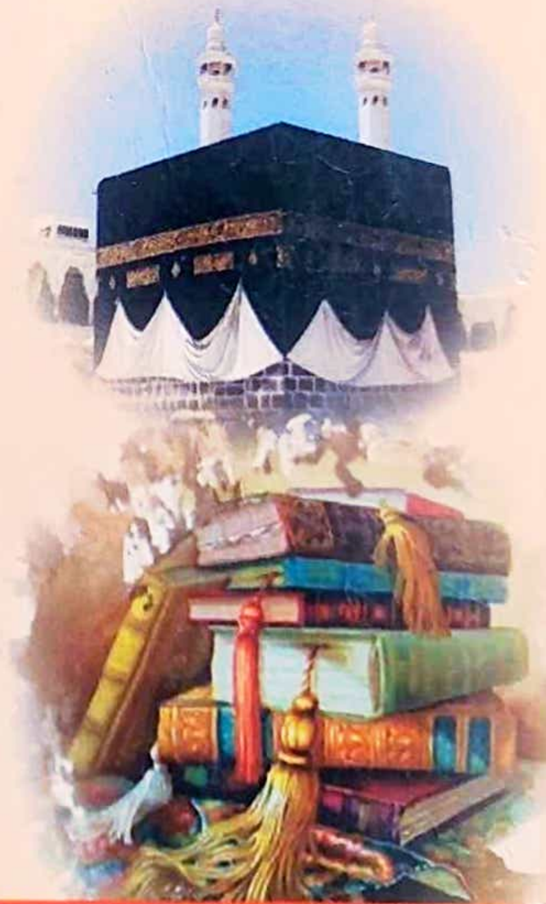
تہذیب وتاریخ

سوالاً وجواباً

Islamic Studies

For 1st Year

برائے گیارہویں جماعت



- اسلامی تہذیب وتمدن
- سیرت النبی ﷺ
- خلافت راشدہ

پروفیسر جمیل احمد قریشی

042
37235944
امتیاز بک ڈپو، اردو بازار، لاہور

مثالی

تہذیب و تاریخ

سوالاً جواباً مع معروضی سوالات وجوابات

اسلامی تہذیب وتمدن سیرت النبی ﷺ اور خلافت راشدہ

پروفیسر جمیل احمد قریشی (مرحوم)

- پروفیسر محمد اسلم جاوید (صدر شعبہ) — گورنمنٹ کالج سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
- پروفیسر اظہر حسن — گورنمنٹ ڈگری کالج عارف والہ
- پروفیسر غلام محمد قریشی — گورنمنٹ ڈگری کالج خان پور
- پروفیسر محمد اکرم خان نیازی — گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز (بھکر)
- پروفیسر کلیم اختر قریشی — گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز (راجن پور)
- پروفیسر مسز نازیہ نورین — گورنمنٹ کالج نواز شریف برائے خواتین منڈی بہاءالدین

شکیل احمد قریشی

اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج سول لائنز۔ ملتان

اشاعت 2018ء

کمپوزنگ ________ محمد شاہ زمان 0300-7326705

- 061-6224080
- رضا کتاب گھر گول باغ گل گشت ملتان 061-6523273
- کامران بک سنٹر گول باغ گل گشت ملتان 061-6522950

نیوز کارنر گول باغ گل گشت ملتان

قیمت -/230

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

لِلّٰہِ ولرَسُولِہ

(اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہ)

اور اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور

پیش لفظ

عزیز طلباء ''اسلامیات اختیاری'' پرچہ الف (برائے گیارہویں کلاس) کی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کتاب کو نئے انشائی و معروضی طرز کے مطابق لکھا گیا ہے۔ سوالات کو جامع اور مدلل انداز میں لکھا ہے، سوالات میں قرآنی آیات کو اصل قرآن پاک سے سکین کر کے لگایا گیا ہے جس سے کتاب کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہو گیا اور عربی میں اغلاط کا اندیشہ بھی ختم ہو گیا ہے۔

بحیثیت بشری تقاضہ کتابت اور پروف ریڈنگ کی اغلاط کا ہونا کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔ تاہم تمام اصلاحی و تصحیحی سفارشات وتجاویز کا ہمیشہ کھلے قلب و ذہن سے خیر مقدم کیا جائے گا۔ جوابات کی تیاری اور پروف ریڈنگ میں جو کوتاہی اور کمی رہ گئی ہے تو اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

مصنفین

فہرست مضامین

اسلامیات اختیاری

(انشائیہ)

حصہ اوّل

اسلامی تہذیب و تمدن

تہذیب وتمدن

تہذیب کے معنی ومفہوم بیان کریں۔

(DISCRIBES MEANING & DEFINITION OF CIVILIZATION)

انسانی تہذیب وتمدن کا آغاز جدامجد حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کے دنیا میں آنے سے ہوا۔ دراصل یہ اسلامی تہذیب کی بنیاد تھی۔ اس کی تکمیل خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی آمد پر ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک دنیا میں مختلف تہذیبوں نے جنم لیا۔ قبل از اسلام مندرجہ ذیل تہذیبیں موجود تھیں۔

(۱) قدیم تہذیبیں: (OLD CIVILIZATIONS)

حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے وقت دنیا میں کئی تہذیبیں موجود تھیں۔ مثلاً ہندو تہذیب، رومی تہذیب، یونانی تہذیب، مصری تہذیب اور ایرانی تہذیب۔ برصغیر پاک وہند میں ہڑپہ اور موہنجو دوڑو کی قدیم ترین تہذیب کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ عیسائی اور یہودی تہذیب کے پیروکار بھی عرب میں موجود تھے۔ لیکن یہ ساری تہذیبیں انسانیت کی صحیح رہنمائی کرنے سے عاری تھیں اور اپنا اصل وجود کھو چکی تھیں۔

(۲) تہذیب کے لغوی معنی:

(LITERAL MEANING OF CIVILIZATION)

(۱) درخت کی کانٹ چھانٹ کرنا (۲) پاک کرنا (۳) کسی چیز کو خالص کرنا۔ (۴) عیوب دور کرنا۔ (۵) جاری کرنا۔ (۶) جلدی کرنا۔ (۷) اخلاق کی اصلاح کرنا۔ (۸) شوروغل کرنا۔ (۹) تعلیم وتربیت دینا۔ (۱۰) کسی چیز کو سنوارنا۔

اصطلاحی مفہوم: (TERM MEANING)

کسی قوم کے وہ بنیادی افکار ونظریات جو اس کے افعال کو جنم دیتے ہیں۔ تہذیب کے ایک معنی درخت کی کانٹ چھانٹ اور شاخ تراشی کرنا ہے اور آپ نے یہ بھی اکثر دیکھا ہوگا کہ مالی پودوں کو پانی دیتا ہے، کھاد ڈالتا ہے، گلی سڑی اور سوکھی ہوئی ٹہنیوں کو الگ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے پودوں کی بہتر نشوونما ہو جاتی ہے اسی کو تہذیب کہتے ہیں۔

مغربی مفکر کی نظر میں تہذیب کی تعریف:

(DEFINITION OF CIVILIZATION ACCORDING TO WESTERN THINKER)

''تہذیب کسی گروہ کی پختہ عادات، روایات، سماجی، رسومات، معاشرتی معاملات، روحانی وعلمی رجحانات وحالات کے مجموعہ کا نام ہے جو بڑوں سے چھوٹوں کی طرف منتقل ہوتی ہے۔''

غرضیکہ تہذیب سے مراد ایسی تمام سیاسی، مذہبی، معاشی، معاشرتی اور مادی ترقی ہے جس کے لیے انسان آغاز دنیا سے کوشاں رہا ہے۔ اس پر صدیوں سے تجربات ہوئے ہیں۔ ہر دور کے انسان کی یہی خواہش رہی ہے کہ وہ علوم وفنون رہن سہن، سفر، کھانے پینے، فن تعمیر اور ہر شعبہ ہائے زندگی میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں اور سہولتیں حاصل کرے تا کہ وہ بہتر زندگی گزار سکے۔

اسلامی تہذیب کی تعریف:

(DEFINITION OF ISLAMIC CIVILIZATION)

ہر قوم کی اپنی ایک تہذیب ہوتی ہے اور عام طور پر تہذیب کا سرچشمہ مذہب ہوتا ہے۔ ملت اسلامیہ کی بھی اپنی جداگانہ تہذیب ہے۔ جسے اسلامی تہذیب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ وہی تہذیب ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مکمل کیا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

ترجمہ:۔ ''آج کے دن میں نے تمہارے لیئے دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔''

اسلامی تہذیب کسی یونانی، ایرانی یا رومی تہذیب سے ماخوذ نہیں بلکہ اس کی اصل اساس خالص اسلامی ہے اور اس کی بنیاد وحی (قرآن مجید) اور اسوہ حسنہ (حدیث) پر ہے۔ اسلامی تہذیب کا دائرہ کار بہت وسیع ہے جو فرد، خاندان، مسجد، مکتب، ریاست، عالم اسلام تک پھیلا ہوا ہے اسلامی تہذیب میں شمولیت اختیار کرنے کا ذریعہ کلمہ طیبہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اسلامی تہذیب کی خصوصیات بیان کیجئے

(CHARACTERICTS OF ISLAMIC CIVILIZATION)

(۱) توحید: (TOHEED)

توحید اسلامی تہذیب کی نمایاں خصوصیت ہے۔ یہ اسلام کی بنیاد ہے۔ توحید کا مطلب یہ ہے کہ اس ساری کائنات کا خالق و مالک ایک اللہ ہے۔ کائنات کی ہر چیز اللہ کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہے۔ سارے جہانوں کا پالنے والا ایک ہے۔ ہر چیز کے اثرات اسی کے حکم کے پابند ہیں۔ وہ اپنی ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ تمام ضروریات اور مشکلات میں اسی کی طرف رجوع کرنا اور اسی کو مدد کے لیے پکارنا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ: ''کہہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور اس کا کوئی ہمسر یا ثانی نہیں ہے۔''

(۲) رسالت اور اُسوہ حسنہ:

(PROPHETHOOD & EXAMPLE OF PROPHET'S BEHAVIOUR)

اسلامی تہذیب کی دوسری بنیاد رسالت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جہاں دوسری ضروریات پیدا فرمائیں ہیں وہاں ایک اہم ضرورت رسالت ہے۔ اللہ کریم نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء کا سلسلہ شروع کیا۔ عقیدہ رسالت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے خاص خاص اور برگزیدہ بندوں کو مقرر کیا۔ یہ برگزیدہ بندے اللہ کے نبی اور رسول کہلائے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور پیغام ہدایت کو انسانوں تک پہنچایا۔ اس فریضہ کو رسالت کہتے ہیں۔ منصب رسالت خالص اللہ کا عطیہ ہے۔ کوئی شخص اپنی کاوش، لیاقت وصلاحیت کی بناء پر اس منصب تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ:" یہ (نبوت و رسالت) اللہ کی مہربانی ہے جس کو چاہے عطاء کرے اور اللہ بڑی مہربانی والا ہے۔"

(۳) عظمت انسان کا تصور:

(CONCEPT OF HUMAN DIGNITY)

عظمت انسان اسلامی تہذیب کا ایک درخشندہ پہلو ہے جو عزت و احترام اور تمام کائنات میں برتری انسان کو حاصل ہے دوسری تمام تہذیبیں اس تصور سے عاری اور محروم ہیں۔ کسی تہذیب میں انسان کو پیدائشی گنہگار کہا گیا۔ کسی نے اسے پلید اور ناپاک قرار دیا اور پورے معاشرہ کو ذات پات میں تقسیم کر دیا۔ اسلام نے جو عظمت انسان کا تصور دیا ہے وہ دنیا کی کسی اور تہذیب میں نہیں ملتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ

ترجمہ:"ہم نے انسان کو بزرگی عطا کی۔"

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝

ترجمہ:"اللہ نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔"

(۴) اخوت و مساوات: (BROTHERHOOD & EQUALITY)

اسلامی تہذیب اخوت و مساوات کا درس دیتی ہے۔ ذات پات کی کوئی تمیز نہیں۔ آقا و غلام میں کوئی فرق نہیں۔ اونچ نیچ کا کوئی تصور نہیں۔ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" ۝ ترجمہ:"مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

تمام اسلامی عبادات اخوت و مساوات کا مظہر ہیں، اعزاز و اکرام کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ

ترجمہ:" بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

حدیث شریف میں ہے: (IN THE LIGHT OF HADITH)

''لوگو! ہاں بے شک تمہارا رب ایک ہے، بے شک تمہارا باپ ایک ہے،
ہاں عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی
فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔''

(۵) انسان کا کائنات میں مقام:

(MAN'S PLACE (VALUE) IN UNIVERSE)

انسان کے ذہن میں چند فلسفیانہ سوالات ابھرتے ہیں۔ کائنات کیا ہے؟ اس کا آغاز اور انجام کیا ہے۔ انسان کا اس میں کیا مقام ہے۔ کائنات کا خالق کون ہے؟ ان تمام باتوں کا اطمینان بخش حل اسلامی تہذیب میں موجود ہے۔ یہ ساری کائنات ایک خالق کی پیدا کردہ ہے۔ انسان اس کائنات میں سب سے افضل ہے۔ ساری کائنات اس کی خدمت کے لئے بنائی ہے اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے بنایا ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝

ترجمہ:- ''جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

(۶) رواداری اور وسعت نظری:

(TOLERANCE & BROAD-MINDEDNESS)

اسلام رواداری اور وسعت نظری کی تلقین کرتا ہے۔ اختلافات کو قبول کرنا اور برداشت کرنا رواداری ہے۔ رواداری کا تقاضا یہ ہے کہ انسان حلیم الطبع، بردبار، صابر اور عفوو درگزر سے کام لے۔ اسلامی معاشرہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں سے حسن سلوک اور رواداری سے پیش آنے پر زور دیتا ہے۔ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سننا اور تحمل کے ساتھ جواب دینا چاہیئے۔ طعن و تشنیع اور تشدد کی راہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ ارشاد قرآن یہ ہے۔

لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ

ترجمہ: ''دین میں کوئی جبر نہیں۔''

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝ (الکافرون-6)

:''تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔''

(۷) سادگی اور پاکیزگی: (SIMPLCITY & PIETY)

اسلام سادگی اور پاکیزگی اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ی حیات طیبہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ کھانے پینے، رہن سہن، بول چال اور زندگی کے تمام شعبہ جات میں سادگی اور پاکیزگی پر زور دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔''اور اپنے کپڑے پاک رکھا اور گندگی سے دور رہ۔''

(۸) ذکر الٰہی اور عبادت کا تصور:

(CONCEPT OF PRAYERS (WORSHIP)

دین اسلام میں عبادت کا ایک عظیم تصور پایا جاتا ہے۔ ظاہری طور پر نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد جو کہ ارکان اسلام بھی کہلاتے ہیں۔ ہماری عبادت کے طریقے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان کی چوبیس گھنٹے کی زندگی عبادت بن جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ احکام الٰہی اور سنتِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرماں بردار ہو۔ اسلام کے نزدیک زندگی پیکر جہد وعمل اور مقصود رضائے الٰہی ہے۔ بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا جائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی اطمینان اور سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے۔

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾

''آگاہ رہو! کہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

(۹) امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

(PROHIBITION OF EVIL COMMANDING GOOD DEEDS)

اسلامی تہذیب میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کی بہت تلقین کی گئی ہے۔ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نبی آخرالزمان ہیں۔

ان کے بعد چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ اب دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ کا فریضہ امت مسلمہ کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اسلامی روایات کو زندہ رکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ:۔ ''تم ایک بہترین امت ہو۔ جو لوگوں کے لیے بنائی گئی ہو۔ تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔'' (آل عمران۔110)

امر بالمعروف کے معنی نیکی کا حکم دینا اور نہی عن المنکر کے معنی ہیں برائی سے روکنا، معاشرے میں امن وسکون، جان و مال کے تحفظ اور برائی کے قلع قمع کے لئے یہ فریضہ نہایت ضروری ہے۔

(۱۰) عدل وانصاف: (JUSTICE)

اسلامی تہذیب میں عدل وانصاف کی بہت تلقین کی گئی ہے۔ اسی سلسلے میں قرآن مجید نے رشتہ داروں اور والدین سے عدل وانصاف کی تاکید کی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

ترجمہ:۔ ''اور جب بات کرو تو انصاف کیا کرو خواہ وہ قرابت دار ہی ہو۔''

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔''

(۱۱) دیگر خصوصیات: (OTHER CHARACTISTICS)

(۱) اسلامی تہذیب فرد اور جماعت میں توازن قائم رکھتی ہے۔ (۲) اجتماعی فلاح و بہبود کی ضامن ہے۔ (۳) قیام امن کی داعی ہے۔ (۴) اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دیتی ہے۔ (۵) اسلامی تہذیب کا فنِ تعمیر ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ (۶) اسلام غیر مسلموں کو بھی حسنِ سلوک کی تاکید کرتا ہے۔

اسلامی تہذیب کے عوامل کون کون سے ہیں وضاحت کریں۔

تہذیب اسلامی کے عوامل سے مراد اسلام کے وہ بنیادی عقائد ہیں جنہیں قرآنی اصطلاح میں اجزائے ایمان کا نام دیا گیا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تاریخ انسانی میں عقیدہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ عقیدہ ہی ہے جس کے تحفظ کی خاطر انسان اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ جذبات انسانی پر اس کے عقائد کی حکمرانی ہوتی ہے۔ عقائد کی ہٹ دھرمی اور انتہا پسندی مختلف اقوام میں جنگوں کا باعث بنتی ہے۔

(۱) عقیدہ کے لغوی معنی: (LITERAL MEANING OF FAITH)

عقائد، عقیدہ کی جمع ہے۔ یہ لفظ عقد سے نکلا ہے۔ عربی زبان میں اس کے معنی ہیں باندھنا، گرہ لگانا، مقرر کرنا، عہد و پیمان اور کسی چیز کو مضبوط کرنا۔

(۲) اصطلاحی مفہوم: (TERM MEANING)

اصطلاح میں انسان کے وہ پختہ خیالات، نظریات اور ایمانیات جو اس کے ارادوں کو حرکت دیتے ہیں اور انسان سے اچھے یا برے کام سرزد کراتے ہیں اسے کوئی خاص طرز زندگی اختیار کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ انہیں عقائد کہا جاتا ہے۔ یہی اس کے اعمال کے محرک ہوتے ہیں۔

(۳) اسلام کے بنیادی عقائد: (BASIC BELIEFS OF ISLAM)

قرآن کریم کی سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ

ترجمہ: "یعنی بڑی نیکی تو یہ ہے کہ آدمی اللہ، یوم آخرت، ملائکہ، اللہ کی نازل کردہ کتاب اور اس کے انبیاء پر ایمان لائے۔" (البقرہ۔177)

مندرجہ بالا آیات میں عقائد کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

(۱) اللہ پر ایمان (توحید) (۲) رسولوں پر ایمان (رسالت) (۳) ملائکہ پر ایمان (۴) الہامی کتب پر ایمان (۵) آخرت پر ایمان

(۱) توحید پر ایمان: (BELIEF IN TOHEED)

اسلام میں توحید کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام کا قصر اسی بنیاد پر تعمیر ہوا۔ اسلام کا سارے کا سارا نظام اسی کے گرد گھومتا ہے۔ یہی زندگی کے ہر شعبہ کی جان اور روح رواں ہے۔ اسی نے انسانیت کو گمراہی اور جہالت کی عمیق گہرائیوں سے نکال کر معراج انسانیت پر پہنچا دیا۔ توحید کے بغیر انسانی کردار کی تعمیر ممکن ہی نہیں۔ ہر نبی کی تبلیغ کا نقطہ آغاز توحید ہی تھا۔

(۲) توحید کا مطلب: (MEANING OF TOHEED)

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام خوبیوں کا جامع اور تمام عیوب سے منزہ (پاک) سمجھنا۔ اس کی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنا اور یہ یقین رکھنا کہ اللہ

موجود ہے۔ وہ خالقِ کائنات ہے۔ یہ ساری کائنات اسی کے حکم سے چل رہی ہے۔ وہ اپنی ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ اُسے نفع ونقصان کا مالک سمجھنا، تمام ضروریات اور مشکلات میں اسی کی طرف رجوع کرنا اور اسی کو مدد کے لئے پکارنا۔

ارشاد ربانی ہے:۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿٤﴾

''کہہ دو اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور اس کا کوئی ہمسر یا ثانی نہیں۔''

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

''حکم صرف اللہ کے لئے ہے (یوسف آیت۔۴۰)

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ O

ترجمہ:۔ ''اور تمہارا اللہ تو ایک معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

حدیث شریف:

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ O

ترجمہ: ''کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور ثابت قدم ہو جا۔'' (مسلم)

(۲) رسالت پر ایمان (BELIEF IN PROPHETHOOD)

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے مختلف علاقوں اور زمانوں میں جو رسول بھیجے وہ سب برحق ہیں اور سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ تاہم ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام سابقہ انبیاء کی نبوت اور رسالت پر ایمان لائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

ترجمہ: ''ہم اس کے رسولوں میں باہم کوئی فرق بھی نہیں کرتے (البقرہ:۲۸۵)

عقیدہ رسالت کی اہمیت:

(IMPORTANCE OF BELIEF IN PROPHETHOOD)

عقیدہ توحید و رسالت لازم وملزوم ہیں۔ کلمہ طیبہ میں ان ہی دونوں باتوں کا ذکر ہے۔ یہی دین کی اصل اور بنیاد ہیں۔ خالق کائنات نے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے جو ذرائع عطا کئے ہیں ان میں رسالت سب سے بہتر، جامع اور شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ منصب رسالت خاص خدائی عطیہ ہے۔ کوئی شخص محض اپنی سعی و کوشش، لیاقت و صلاحیت کی بناء پر اس منصب تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ خاص انعام اور فضل الٰہی ہے۔

ختم نبوت: (END OF PROPHETHOOD)

حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو عظیم رہبر و رہنما تسلیم کیا جائے۔ ہر شعبہ زندگی میں آپؐ کی اطاعت کو لازم سمجھا جائے۔ آپؐ کو خاتم النبیین سمجھا جائے چونکہ ختم نبوت قرآن و حدیث اور اجماع امت تینوں طرح سے ثابت ہے۔

(۳) ملائکہ پر ایمان (BELIEF IN ANGELS)

ملائکہ جمع ہے ملک کی جس کے معنی فرشتہ ہیں۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے یہ مراد ہے کہ فرشتے موجود ہیں۔ ان کا وجود نورانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جو کام اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کئے ہیں انہیں یہ انجام دیتے ہیں۔

مشہور فرشتے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام: (HAZRAT GIBREAL)

یہ بہت مقدس فرشتہ ہے۔ اس کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام نبیوں تک پہنچانا تھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیوں کہ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد اب وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔

(۲) حضرت میکائیل علیہ السلام: (HAZRAT MICHEEL)

ان کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے بندوں کو روزی پہنچانا اور بارش برسانا ہے۔

(۳) حضرت عزرائیل علیہ السلام: (HAZRAT AZREEL)

یہ ہر جاندار کی روح قبض کرتے ہیں۔

(۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام: (HAZRAT ISRAFEEL)

یہ قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ تو تمام دنیا ختم ہو جائے گی۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے پر ساری مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی اور حشر کا میدان لگے گا۔

(۵) دیگر فرشتے: (OTHER ANGELS)

کراماً کاتبین، قبر کے فرشتے، مؤمنین کی مدد کے لئے آنے والے فرشتے، مؤمنین کے لئے دعا کرنے والے فرشتے، دربان جنت رضوان اور دربان جہنم جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں۔

(۴) الہامی کتابیں (REVEALED BOOKS)

قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (البقرہ:4)

ترجمہ: ”اور جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا ہے، اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا ہے۔

الہامی (آسمانی) کتابیں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے رسولوں پر نازل کی ہیں کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ سب کتابیں صحیح تھیں۔ سابقہ لوگوں نے ان کتب میں تحریف کر دی اب سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہے۔ اب صرف قرآن مجید قیامت تک صحیح صورت میں قائم رہے گا چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مشہور آسمانی کتب: (FAMOUS REVEALED BOOKS)

(۱) توریت : حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۲) زبور۔ : یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۳) انجیل : حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۴) قرآن مجید : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

(۵) آخرت پر ایمان

(BELIEF IN THE WORLD HEREAFTER)

معنی و مفہوم: (MEANING & DEFINITION)

لفظ آخرت کے معنی سب سے پیچھے، آخر میں آنے والی، بعد میں آنے والی چیز یا پچھلی زندگی کے ہیں۔ یوم الآخرت کا مطلب ہے پچھلا دن۔

آخرت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان موت کے بعد ہمیشہ کے لئے ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ایک دن ایسا آئے گا جب اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ اس کے جسم سمیت زندہ کرے گا پھر اس کے نیک و بد اعمال کی جزاو سزا ملے گی۔ دنیا کی زندگی عارضی اور اخروی زندگی دائمی اور ابدی ہے۔

عقیدہ آخرت کی اہمیت:

(IMPORTANCE OF BELIEF WORLD HEREAFTER)

قرآنِ مجید میں آخرت کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ توحید و رسالت کے ذکر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ آخرت کے عقیدے پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ عقیدہ آخرت کے بغیر بہتر اور صالح معاشرے کا قیام ممکن نہیں۔ اس عقیدہ کی کمزوری انسان کی تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہے۔ سیاست، معاشرت، معیشت اور تجارت سب ہی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

قرآنِ مجید کا استدلال (ARGUMENTS OF HOLY QURAN)

سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: ''تم مردہ تھے تو خدا نے تم کو زندہ کیا۔ پھر تم کو موت دے گا پھر زندہ کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ O

ترجمہ: ''اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے اور پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔''

اسلامی تمدن

تمدن کے معنی ومفہوم اور اسلامی تمدن کی تعریف کریں۔

تہذیب کی طرح تمدن بھی ایک طویل زندگی رکھتا ہے اور تمدن کی بنیاد بھی اسلام نے ہی رکھی ہے۔ جو مل جل کر زندگی بسر کرتا ہے۔ انسان نے ہر دور میں یہی کوشش کی ہے کہ اچھی متمدن زندگی گزارے۔

(ا) تمدن کے لغوی معنی:

(LITERAL MEANING OF CIVILIZATION)

(ا) شہری سکونت اختیار کرنا۔ (۲) شہری لوازمات اختیار کرنا (۳) اقامت کرنا (۴) شہر بسانا (۵) معاشرہ میں رہنا۔ (۶) مہذب اور خوش اخلاق ہونا۔

(۲) اصطلاحی مفہوم: (TERM MEANING)

اصطلاحی اعتبار سے تمدن ضروریات زندگی کی پیداوار ہے انسانی زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبہ سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ معاشرے کی ہر چھوٹی بڑی چیز تمدن کی مظہر ہے۔ انسانی زندگی میں جن چیزوں کی ضرورت پیش آتی ہے وہ آہستہ آہستہ ایک تمدن کو جنم دیتا ہے۔ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" کے مصداق زندگی کی مختلف ضرورتوں کے مطابق انسان جو افعال و اعمال کرتا ہے یا ایجادات ہوتی ہیں اور پیداوار بڑھاتا ہے جو بھی ترقی کرتا ہے سکول اور مدارس، کارخانوں، ہسپتالوں کا قیام، حفاظتی اقدامات اور دوسرے سینکڑوں مسائل کا حل تلاش کرنا یہ سب تمدن میں شامل ہے۔

(۳) تمدن کی تعریف: (DEFINITION OF WAY OF LIVING)

تمدن تہذیب کی عملی شکل کا نام ہے۔

ایف جے گولڈ کہتا ہے:۔

"علم تمدن ان اداروں کی عادات، حرکات وسکنات اور جذبات کے مطالعہ کا نام ہے۔ جس کے ذریعہ سے انسان اپنے فرائض کو احسن طریقے سے انجام دے سکے اور سیاسی جماعت کے رکن کی حیثیت سے مستفید ہو سکے۔"

جدید دور میں اسے ایک علم کی حیثیت دیدی گئی ہے۔ جسے علم تمدن کہتے ہیں۔ جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ جس معاشرہ سے اس کا تعلق ہے اس میں رہتے ہوئے اس کا طرزِ عمل طریقہ زندگی اور رویہ کیا ہونا چاہیئے ۔ یہ علم اجتماعی زندگی کے عملی پہلوؤں کی رہنمائی کرتا ہے۔ علم تمدن کا مقصد اور غرض و غایت زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنانا ہے۔

(۴) اسلامی تمدن کی تعریف: (ISLAMIC WAY OF LIVING)

اسلامی تہذیب کی طرح اسلامی تمدن کی بنیاد بھی پہلے انسان اور پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں آنے پر ہوئی اور اسی طرح سب سے بہتر تمدن کی شکل و صورت میں حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے عروج پر پہنچایا اور ایک مثالی تمدن پیش کیا۔ یعنی ایسا معاشرہ جو اپنی زندگی کو قرآن مجید اور سنت رسول صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے مطابق گزارنا چاہتا ہے۔ وہ اسلامی تمدن کہلاتا ہے جس طرح اسلامی تہذیب کسی دوسری تہذیب کی محتاج نہیں اسی طرح اسلامی تمدن بھی اپنی جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ اسلامی تہذیب کی طرح اسلامی تمدن کی بنیاد بھی کتاب و سنت پر ہے۔

(۵) تہذیب وتمدن میں فرق:

(DIFFERENCE OF CIVILIZATION & WAY OF LIVING)

تہذیب و تمدن ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بعض اوقات تہذیب وتمدن کے الفاظ کا اطلاق ایک دوسرے پر کیا جاتا ہے۔ ان میں قریبی مشابہت پائی جاتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تہذیب کا تعلق نظریات سے ہے اور تمدن اس کا عملی مظہر ہے۔ کسی بھی معاشرہ کا تمدن اس کی اپنی تہذیب کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ حدیث اور سنت کا بھی یہی فرق ہے۔ کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے اعمال و اقوال کو حدیث کہتے ہیں اور جب ان پر عمل کیا جائے گا تو وہ سنت کہلائیں گے۔

دوسرے لفظوں میں تہذیب نظریات کا نام ہے اور تمدن عمل کا نام ہے یعنی تمدن تہذیب کی عملی شکل کا نام ہے گو ان دونوں کی شکلیں روح اور جسم جیسی ہیں۔ گویا تہذیب روح اور تمدن جسم ہے۔ تہذیب کی حیثیت بیج کی ہے اور تمدن پھل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلامی تمدن کی نمایاں خصوصیات بیان کریں۔

(ا) عبادات اسلامیہ: (ISLAMIC FESTIVALS)

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج، عیدین کی نمازیں قربانی، مساجد کی تعمیر وغیرہ اسلامی تمدن کی عبادات کہلاتی ہیں۔ ایک مسلمان پانچوں وقت مسجد میں نماز کا اہتمام کرتا ہے۔ ہر سال ماہ رمضان اور دیگر سال بھر میں آنے والے روزے رکھتا ہے۔ غرباء میں زکوٰۃ تقسیم کرتا ہے۔ مناسک حج ادا کرتا ہے۔ قربانی کرتا ہے۔ ان احکامات و فرائض کی ادائیگی اور اسلامی تہواروں کا منانا اسلامی معاشرہ میں ایک عجیب اثر انگیز ماحول پیدا کرتا ہے۔ غیر اسلامی تمدن اس قسم کا ماحول پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ عبادات اسلامی تمدن کو زینت بخشتی ہیں۔ ہر عبادت، عمل اور تہوار خدا پرستی کا مظہر ہے۔ اجتماعیت کی عظیم مثال صرف اسلامی تمدن ہی پیش کرتا ہے۔

(۲) انسانی معاملات: (HUMAN MATTERS)

اسلامی تمدن کی اہم خصوصیت اس کا نظام معاملات ہے جو معاشرے میں رہتے ہوئے ہر انسان کو اپنے اردگرد اور ماحول سے رابطہ قائم رکھنا ہوتا ہے۔ والدین و اولاد، ہمسایہ، رشتہ دار، زوجین، اساتذہ، شاگرد، شہری اور حکومت، آقا غلام سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس نے ان معاملات میں باقاعدہ ایک دوسرے کے حقوق و فرائض متعین فرمائے ہیں۔ والدین کے سلسلے میں کہا گیا ہے:۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا O ترجمہ: ''والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔''

(۳) حاکمیت اعلیٰ: (ULTIMATE AUTHORITY)

اسلامی تمدن کے مطابق جو سیاسی نظام قائم کیا جائے گا۔ اس میں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ کیونکہ حقیقی حاکم اعلیٰ قادر مطلق اور فرماں روا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس ہے ۔قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

ترجمہ: ''حقیقی فرماں روائی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔''

اقتدار اعلیٰ کی جو خصوصیات اور خوبیاں ماہرین علم سیاسیات پیش کرتے ہیں۔ وہ صرف

اور صرف خالق کائنات اور رب کائنات ہی کو زیب دیتی ہیں۔

(۴) انقلابی تمدن: (REVOLUTIONARY WAY OF LIVING)

اسلامی تمدن ایک انقلابی اور عالمگیر حیثیت کا حامل ہے۔ مسلمانوں نے جن جن علاقوں میں اسلامی تمدن سے دیگر اقوام عالم کو روشناس کرایا وہاں کے لوگوں نے اس سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا اور اس تمدن کو بخوشی قبول کیا کیونکہ اس تمدن کی سادگی، اخوت و مساوات، محبت و ہمدردی اور خدمت خلق نے براہِ راست اقوام عالم پر دور رس اثرات چھوڑے ہیں۔ سپین اور برصغیر کی اسلامی حکومتیں مثال کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ اسلام ایک انقلابی دین و تحریک ہے۔ اس سے پیدا ہونے والا تمدن بھی انقلابی ہے۔

(۵) غیر طبقاتی تمدن: (UNITED WAY OF LIVING)

اسلامی تمدن میں طبقائیت نہیں ہے۔ ذات پات اور رنگ و نسل کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ پورا معاشرہ ایک عمارت اور ایک جسم کی مانند ہوتا ہے۔ شرف و عزت کا دارومدار تقویٰ اور پرہیز گاری پر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

"بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

(۶) غیر مسلموں سے حسنِ سلوک:

(TREATMENT WITH NON-BELIVERS)

اسلامی تمدن کے مطابق جنم لینے والا معاشرہ تعصب سے پاک ہوتا ہے۔ اس تمدن میں غیر مسلم جنہیں ذمی یا اقلیت کہا جاتا ہے۔ بڑے آرام و سکون کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ معاشرتی انصاف کیا جاتا ہے۔ انہیں پوری طرح شہری حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ یہودیوں کو سوائے اسلامی ممالک کے اور کہیں پناہ نہیں ملتی تھی۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسلمان حکومت یا مسلم آبادی نے کبھی بھی کسی غیر مسلم آبادی کو ظلم اور بربریت کا نشانہ نہیں بنایا۔ اقلیتوں کے دکھ درد اور شادی و غمی کی تقریبات میں شریک ہوتے رہے۔

(۷) رہن سہن اور لباس: (DRESS & HOUSING)

اسلامی تمدن میں رہن سہن اور لباس میں سادگی پائی جاتی ہے۔ اسلامی لباس میں سرکوٹوپی یا عمامہ وغیرہ سے ڈھانپنا ہے مناسب لباس کرتہ، شلوار، قمیض، پاجامہ، تہبند وغیرہ میں جو اعزازی شان نظر آتی ہے وہ مغربی لباس میں نہیں ملتی۔ عورتوں کے لئے پردہ کی خاص پابندی، نگاہوں کا نیچا رکھنا مرد وزن کا عام اختلاط اور میل وجول کی ممانعت ایسی خصوصیات ہیں جو فطرت انسانی کے لئے مفید اور اطمینان وسکون کا باعث ہیں ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (النور:30)

ترجمہ: ''اے نبی! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

(۸) منصفانہ اور عادلانہ تمدن:

اسلامی تمدن عدل وانصاف پر بہت زور دیتا ہے۔ جس معاشرہ سے عدل وانصاف ختم ہو جاتا ہے وہاں کا امن وامان کا آرام اور سکون بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جان ومال اور آبرو کا تحفظ نہیں ہوتا۔ ارشادِ الٰہی ہے:۔

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى

ترجمہ: ''کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو بلکہ انصاف کرو یہ تقویٰ کے قریب ہے۔'' (المائدہ:8)

(۹) اتحاد و یک جہتی: (UNITY)

اسلام اتحاد و یک جہتی کا درس دیتا ہے۔ مسلمان ایک اللہ، ایک رسول اور ایک کتاب کو مانتے ہیں۔ اس لئے ان میں اتحاد و یکجہتی کا پایا جانا ضروری ہے ارشاد ربانی ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:103)

ترجمہ:۔ اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا نہ ہو جاؤ۔''

(۱۰) اخوت، مساوات اور آزادی:

(EQALITY, BROTHERHOOD & FREEDOM)

اسلامی تمدن کے تحت سب لوگ برابر ہیں۔ اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اور

اسلام نے انسان کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ" O ترجمہ:"مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

حدیث شریف میں آتا ہے:۔

کُوْنُوْا عِبَادَاللّٰہِ اِخْوَانًا O ترجمہ:"اے اللہ کے بندو تم سب بھائی بھائی بن جاؤ۔"

اخوت و مساوات کا عملی ثبوت نماز اور حج کے موقع پر ملتا ہے۔ نماز میں ایک ہی امام کے پیچھے شاہ و گدا، امیر و غریب، کالے و گورے، غلام و آقا، حاکم و ماتحت سب ہی لوگ صف باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی کسی کو آگے پیچھے نہیں کرسکتا۔ یہی حال حج پر ہوتا ہے۔ ایک لباس میں ملبوس مناسک حج ادا کرتے ہیں۔

اسلامی تہذیب کے عناصر کونسے ہیں بیان کریں؟

اسلامی تہذیب کے عناصر سے مراد وہ بنیادیں ہیں جس پر اسلام کا عظیم الشان قصر استوار کیا گیا ہے۔

معانی ومفہوم: (MEANING & DEFINITION)

ارکان رکن کی جمع ہے۔ اگر کسی حصے یا جوڑ کے بغیر کسی چیز کی حیثیت برقرار نہ رہ سکے تو اسے اس چیز کا رکن کہا جاتا ہے۔ مثلاً زمین، چاروں طرف کی دیواریں اور چھت وغیرہ یہ چیزیں ایک عمارت کے ارکان ہوتے ہیں اور اگر ان میں سے کسی ایک کی کمی بھی رہ جائے تو عمارت مکمل نہیں ہوتی۔ شرعی اصطلاح میں ارکان اسلام سے مراد دین کے وہ بنیادی اصول و اعمال ہیں جن پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے۔

ارکان اسلام: (PILLARS OF ISLAM)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمَ رَمَضَانَ O

ترجمہ:"اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر اٹھائی گئی ہے۔ اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اُسکے

بندے اور اس کے آخری رسول ہیں۔"
نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔(متفق علیہ)
پانچ ارکان:۔ (۱) کلمہ شہادت (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) روزہ (۵) حج

(۱) کلمہ شہادت (TESTIFICATION)

ارکان دین میں سب سے اہم کلمہ شہادت ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ○

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے بندے اور اس کے آخری رسول ہیں۔"

کلمہ شہادت کے دو حصے:(TWO PARTS OF TESTIFICATION)

(۱) توحید کی گواہی۔ (۲) رسالت کی گواہی

ان دو باتوں کی گواہی دیئے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بظاہر توحید و رسالت دو باتیں ہیں۔اصل میں دونوں ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص نہ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مان سکتا ہے اور نہ رسول کو تسلیم کئے بغیر اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتا ہے۔

(۲) نماز (SALAT / NAMAZ)

نماز ارکان اسلام میں دوسرا بڑا اہم رکن ہے۔نماز ایک قدیم عبادت ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔نماز تمام اعمال میں بہتر عمل ہے۔انسانی تربیت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔اس لئے پانچ وقت کی نماز ہر مسلمان عاقل ، بالغ اور مرد عورت پر فرض ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ترجمہ:"نماز قائم کرو اور شرک کرنے والوں میں سے مت ہو جاؤ۔"
(سورہ الروم۔آیت نمبر ۳۱)

حدیث شریف:۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"دین کی اصل بنیاد خدا اور رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہے اور اس کی عمارت کا ستون نماز ہے۔"

(۳) روزہ (FASTING)

نماز کی طرح روزہ بھی ایک عظیم عبادت ہے۔ جس طرح نماز انسانی کردار کی تعمیر و تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اسی طرح روزہ سے انسانی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی تربیت ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

ترجمہ:"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔" (البقرہ:183)

حدیث شریف:۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ" O

ترجمہ:"روزہ ڈھال ہے۔(نسائی،ابن ماجہ)

(۴) زکوٰۃ (ZAKAT)

اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے۔ اسلام کے نظام معیشت میں زکوٰۃ کو ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت حاصل ہے۔ زکوٰۃ ہمارے مال و دولت کا وہ حصہ ہے جو ہم نصاب کے مطابق سال پورا ہونے پر خدا کی راہ میں دیتے ہیں۔ دین اسلام میں زکوٰۃ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

سورہ المؤمنون آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾ (مومنون:4)

ترجمہ: ''وہی لوگ ہیں زکوٰۃ دینے والے۔''

حدیث شریف:۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

(۱) تمہارے اسلام کی تکمیل یہ ہے کہ تم زکوٰۃ ادا کرو۔

(۲) جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔''

(۵) حج (PILGRIMAGE / HAJJ)

حج کے لفظی معانی ہیں کسی کی زیارت کا ارادہ کرنا یا کہیں جانا۔ اصطلاح میں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جانا اور ذوالحجہ کی 8 تاریخ سے 12 تاریخ تک اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق مکہ مکرمہ کے آس پاس مخصوص عبادت کی ادائیگی کرنا حج کہلاتا ہے۔ حج ہر بالغ، عاقل، تندرست، آزاد، صاحب توفیق و استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

ترجمہ: ''اور لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جس کو اس کے راستے کی استطاعت ہو۔'' (آل عمران آیت 97)

حدیث شریف:۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

''جس شخص کو کسی بیماری یا ضرورت یا ظالم و جابر حکمران نے نہ روکا ہو اور پھر بھی حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی مرے چاہے نصرانی۔'' (ترمذی)

حج جملہ عبادات کا مجموعہ ہے۔ حج اسلام کا صرف مذہبی فریضہ ہی نہیں بلکہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی و علمی، قومی و ملی غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے اور مسلمانوں کی بین الاقوامی حیثیت کا علمبردار ہے۔

اخلاق

اخلاق کا معنی و مفہوم بیان کریں، قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی اہمیت بیان کیجئے؟

(DISCUSS MORALITY IN THE LIGHT OF QURAN & HADITH)

اخلاق تعلیمات اسلام کا ایک عنصر ہے، انسان جب اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کی ہر شے سے اس کا تھوڑا بہت تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی تعلق کے فرض کو بحسن و خوبی انجام دینا اخلاق ہے۔ اخلاق سے مقصود بندوں کے حقوق و فرائض کے وہ تعلقات ہیں جن کو ادا کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ اسلام کی بنیاد اخلاق حسنہ پر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (مسند احمد، بیہقی)

"بے شک مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں۔"

(۱) لغوی معنی: (LITERAL MEANING)

اخلاق جمع ہے خلق کی، جس کے لغوی معنی ہیں طبع۔

(۲) اصطلاحی مفہوم: (TERM MEANING)

اخلاق ان اعمال اور اوصاف کو کہتے ہیں جو طبیعت کا جزو بن جائیں۔ رذائل سے بچنے اور فضائل سے آراستہ ہونے کا نام حسن خلق ہے۔ مثلاً جھوٹ سے احتراز کرنا اور صداقت کو اختیار کرنا حسن خلق کہلاتا ہے۔ اخلاق کے رذائل و فضائل کے بارے میں یہ نکتہ ملحوظ رہے کہ صرف رذائل سے بچنا ضروری نہیں بلکہ اسلام ہر اس شے سے دور رہنے کا حکم دیتا ہے جو رذیلت کی طرف مائل کرتی ہے۔ جہاں تک فضائل اخلاق کا تعلق ہے یہ ضروری ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی چھوٹا نہ سمجھا جائے۔

(۳) اخلاق کی اقسام: (KINDS OF MORALITY)

اخلاق کی درج ذیل دو اقسام ہیں۔

(۱) اخلاق حسنہ: (IDEAL MORALITY)

اچھے اخلاق کو ہم اخلاق حسنہ یا محاسن یا فضائل اخلاق کا نام دیتے ہیں۔ اس

میں تمام ایسی باتیں شامل ہیں کہ جو کسی بھی شخص کے اخلاق کو اچھا بناتی ہیں مثلاً صدق ،امانت، دیانت ،عفو، احسان ،عدل وغیرہ۔

(۲) اخلاق سیئہ: (BAD TRAITS)

برے اخلاق کو ہم اخلاق سیئہ یا رذائل اخلاق کا نام دیتے ہیں۔اس میں تمام ایسی باتیں شامل ہیں کہ جو کسی بھی شخص کے اخلاق کو برا بناتی ہیں مثلاً جھوٹ، خیانت، بددیانتی، ظلم، حق تلفی، ناانصافی وغیرہ۔

اسلام میں اخلاق کی اہمیت

(IMPORTANCE OF MORALITY)

اخلاق کو اسلام میں کس قدر اہمیت حاصل ہے، اس کا اندازہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ے اس فرمان سے کیجئے کہ مجھے مبعوث ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں ۔اخلاق گویا اسلام کا دوسرا نام ہے۔

(۱) تمام الہامی مذاہب میں اخلاق کا مقام:

(STATUS OF MORALITY ALL REVALED RELIGIONS)

اگر ہم تمام الہامی مذاہب کی تعلیمات کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ اخلاق کو تمام الہامی مذاہب میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے اور تمام الہامی مذاہب کی تعلیمات اخلاق کی درستگی کے گرد گھومتی ہیں ۔بطور مثال تورات کے احکام عشرہ کو دیکھا جا سکتا ہے کہ جن میں چھٹا، ساتواں اور آٹھواں حکم یہ ہیں؟

''تو خون نہ کرنا، تو زنا نہ کرنا، تو چوری نہ کرنا''

(خروج باب ۲۰، آیات ۱۵، ۱۴، ۱۳)

(۲) حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کا مقصد:

(THE PURPOSE OF PROPHETHOOD)

حضور اکرم ﷺ نے ایک موقع پر خود اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں واضح فرمایا

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ ۝

"بے شک میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔"

(۳) حضور ﷺ کا اخلاق حسنہ: (IDEAL MORALILTY (PBUH)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود اپنی زندگی بھی اخلاق کا نہایت اعلیٰ نمونہ تھی جس کی کہ خود قرآن حکیم نے بھی شہادت دی ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم۔۴)

"اور بے شک آپ بڑے اخلاق پر ہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا گیا تھا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اخلاق کیسا تھا؟ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ: کان خلقہ القرآن۔ آپ کا اخلاق قرآن تھا۔

(۴) اخلاق قرآن کی روشنی میں:

(MORALITY IN THE LIGHT OF HOLY QURAN)

اسلام میں اخلاق کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآن حکیم میں جابجا اخلاقی تعلیمات دی گئی ہیں۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (۱۲: البقرہ:۸۳)

"اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔"

وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (البقرہ:۱۹۵)

"اور نیکی کرو۔ بے شک اللہ نیکی کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔"

وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ (الاعراف:۱۴۲)

"اور اصلاح کرتا رہ، اور فساد کرنیوالوں کے رستے کی پیروی نہ کر۔"

(۵) احادیث کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF HADITH)

حضور اکرم ﷺ کے بہت سے فرامین بھی اخلاق اور اخلاقی تعلیمات کو اپنانے سے متعلق موجود ہیں۔ یہاں ہم ان میں سے صرف چند ایک کا ذکر کر رہے ہیں:۔

☆ "مؤمنوں میں سے ایمان میں سب سے کامل وہ ہے کہ جو ان میں سے سب سے

اچھے اخلاق والا ہے۔"

☆ "بے شک تم میں سے زیادہ اچھا وہ ہے کہ جس کا اخلاق تم میں سے زیادہ اچھا ہے۔"

☆ "اللہ کے بندوں میں سے اللہ کا سب سے پیارا ان میں سے سب سے اچھے اخلاق والا ہے۔"

☆ "نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔"

☆ "ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی سے خوش پیشانی سے ملے۔"

☆ "لوگوں میں اچھے اخلاق سے مل جل کر رہو۔"

☆ "مؤمن کے ترازو میں قیامت کے روز اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔"

☆ "میزان میں اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہیں رکھی جائے گی۔"

☆ "اے اللہ! تو نے میرا جسم اچھا بنایا ہے میرا اخلاق بھی اچھا بنادے۔"

اسلامی نظام اخلاق کی خصوصیات

(CHARACTERISTICS OF ISLAMIC SYSTEM OF MORALITY)

اسلام کا نظام اخلاق دنیا کا بہترین نظام اخلاق ہے۔ درج ذیل میں ہم اسلام کے اخلاقی نظام کی چند اہم خصوصیات کا ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) اسلامی نظام اخلاق کے مآخذ:

(ORIGIN FOR ISLAMIC SYSTEM OF MORALITY)

کسی بھی نظام اخلاق کو پرکھنے کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ اس نظام اخلاق کا ماخذ کیا ہے؟ اس کو کس نے بنایا ہے؟ کیا اس کو وضع کرنے والا واقعی اس صلاحیت کا حامل بھی ہے کہ وہ کوئی نظام وضع کر سکے یا نہیں؟ اگر ہم بغور مطالعہ کریں تو اسلامی نظام اخلاق سب سے آگے ہوگا کیونکہ اس کو کسی فرد یا افراد نے وضع نہیں کیا ہے کہ ان کی حیثیت اور صلاحیت کا سوال پیدا ہو بلکہ اس نظام کو خود اللہ تعالیٰ نے وضع کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ذات ہے کہ جو ہر چیز سے باخبر ہے اور اس کا بنایا ہوا کوئی نظام غلط نہیں ہوسکتا۔

(۲) اسلامی نظام اخلاق کی بنیاد:

(BASE FOR ISLAMIC SYSTEM OF MORALITY)

اسلامی نظام اخلاق کی بنیاد نیت پر ہے۔ اسلام کی نظر میں اصلاح نیت کے بغیر کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہوسکتا۔ اسلام صرف ظاہری اخلاق کا ہی نہیں بلکہ خلوص نیت کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ اگرچہ ظاہری اخلاق بھی دوسرے کے دل میں بندے کا مقام پیدا کرتا ہے لیکن اگر اس ظاہری اخلاق کے ساتھ خلوص نیت بھی شامل ہو جائے تو ظاہر ہے کہ آپس کی محبت میں اضافہ ہوگا اور ایک اچھا معاشرہ تشکیل پائے گا۔

(۳) اسلامی نظام اخلاق کی جامعیت: (COMPREHENSIVENESS)

اسلامی نظام اخلاق ایسا نظام اخلاق ہے کہ جو ہر لحاظ سے جامع ہے۔ اس میں زندگی کے ہر شعبے اور ہر دور کے متعلق راہنمائی موجود ہے۔ انسان کی خلوت، وجلوت، اس کے تعلقات، اس کی خواہشات، اس کے شب و روز اس کے معاملات وغیرہ ہر شعبے اور اس کے بچپن، لڑکپن، نو جوانی، جوانی، ادھیڑ عمری اور بڑھاپے وغیرہ ہر دور کے متعلق مکمل راہنمائی موجود ہے۔ اسلامی نظام اخلاق ہر قسم کے حالات میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔

(۴) نظام اخلاق کی آسان تعلیمات: (EASY TEACHINGS)

اسلامی نظام اخلاق صرف یہی نہیں کہ یہ قابل عمل ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ یہ عمل میں آسان بھی ہے۔ اسلامی اخلاق کی تمام تعلیمات نہایت آسان ہیں کسی کو اس پر عمل کسی لحاظ سے بھی گراں نہیں ہوسکتا۔ ہاں! البتہ اگر کوئی تعصب کی وجہ سے ان تعلیمات کو اپنے لئے گراں سمجھ رہا ہو تو ہو اس کا اپنا قصور ہے، اسلامی نظام اخلاق مشکل یا گراں نہیں ہے۔

(۵) انسانی فطرت کے عین مطابق:

(ACCORDING TO HUMAN NATURE)

اسلامی نظام اخلاق کا یہ بھی امتیاز اور خصوصیت ہے کہ اس کی تمام تعلیمات فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔ اسلامی نظام اخلاق نے کوئی بھی ایسا حکم نہیں دیا کہ جو انسانی فطرت کے خلاف ہو اور خلاف فطرت ہونے کی وجہ سے اس پر عمل مشکل یا ناممکن ہو جائے۔

اسلام نے نہ ہی رہبانیت کا درس دیا ہے اور نہ ہی جدید مغربی تہذیب والی غیر فطری کھلی چھٹی دی ہے کہ جو انسان کو انسانیت سے ہٹا کر حیوانیت کی طرف لے جائے۔

(۶) دائمی نظام اخلاق:

(AN ETERNAL / PERPETUAL SYSTEM)

اسلامی نظام اخلاق ایک دائمی نظام اخلاق ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوسکتا۔ کوئی بھی نظام اخلاق اس وقت تبدیل ہوا کرتا ہے کہ جب وہ ہر دور، ہر طبقے، ہر معاشرے اور ہر علاقے کے لئے قابل عمل نہ ہو لیکن اسلامی نظام اخلاق میں ایسی کوئی کمی نہ ہے۔ لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی نظام اخلاق ایک دائمی نظام اخلاق ہے۔

....

تقویٰ (PIETY)

تقویٰ کا مفہوم قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

تقویٰ کو اسلامی تہذیب میں بنیاد کی سی حیثیت ہے۔ قرآن وحدیث میں اس موضوع پر بار بار زور دیا گیا ہے اور اس کے حصول کی تاکید کی گئی ہے۔ تقویٰ کے بغیر مسلمان کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ تمام عبادات واعمال کی روح اور جڑ تقویٰ ہے۔

(۱) لغوی معنی: (LITERAL MEANING)

یہ عربی کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ڈرنا، رک جانا، بچانا، محفوظ کرنا، پرہیز کرنا، کسی چیز کو مضر اور نقصان دہ چیزوں سے بچانا، حفاظت کرنا قرآن حکیم میں تقویٰ کے مقابلے میں عدوان کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ہر حد سے تجاوز کرنا اور کسی کا حق غصب کرنا۔ لہذا تقویٰ کے معنی یہ ہوئے کہ حدود سے تجاوز نہ کرنا اور حق دار کو اس کا حق ادا کرنا۔

شرعی اصطلاح میں مفہوم: (TERM MEANINGS)

شرعی اصطلاح میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو کام کرنے کے قابل ہیں ان پر عمل کرنا اور جو شریعت میں ناقابلِ قبول ہیں انہیں ترک کر دینا یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنت پر عمل کرنا تقویٰ ہے۔

تقویٰ کی تعریف (DEFINITION OF PIETY)

(۱) حضرت عمرؓ اور حضرت کعب الاحبارؒ:

ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت کعب الاحبارؒ سے سوال کیا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں۔ حضرت کعب الاحبارؒ نے حضرت عمر فاروقؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کو کبھی ایسے راستے پر چلنے کا اتفاق ہوا ہے جس کے دونوں طرف کانٹے دار جھاڑیاں ہوں اور گزرنا نہایت دشوار ہو حضرت عمرؓ نے کہا ''کئی مرتبہ'' حضرت کعبؒ نے کہا ''یا امیر المؤمنین ایسے موقع پر آپؓ کیا کرتے ہیں؟''

حضرت عمرؓ نے جواب دیا: ''اپنا دامن سمیٹ لیتا ہوں کہیں کانٹے اس میں چبھ نہ جائیں۔''
حضرت کعبؒ نے فرمایا۔ ''بس یہی تقویٰ ہے کہ دنیا کے خاردار جنگل میں سے اپنے دامن کو سمیٹ کر گزر جائیں کہ کہیں اللہ کی نافرمانی کے کانٹے اس کے ساتھ نہ الجھ جائیں۔''

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

''متقی وہ شخص ہے جو شرک اور کبائر و فواحش سے پرہیز کرتا ہو۔''

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

''اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنے کا نام تقویٰ ہے۔''

قرآن مجید کی روشنی میں تقویٰ کی اہمیت:

(IMPORTANCE IN THE LIGHT OF QURAN)

اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی (المائدہ:8)

ترجمہ: ''انصاف کرو یہ تقویٰ کے قریب ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ○ ترجمہ: ''بے شک اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔''

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران:102)

ترجمہ: ''اللہ سے اس طرح ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔''

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ○

ترجمہ: ''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ گناہ اور

زیادتی میں تعاون نہ کرو۔"

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:13)

ترجمہ: "بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

اَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ (مومنون:52)

ترجمہ: "میں تمہارا رب ہوں پس مجھ ہی سے ڈرو۔"

وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ (البقرہ:40)

ترجمہ: "صرف مجھ ہی سے ڈرو۔"

(۴) ارشادات نبوی ﷺ: (SAYINGS OF PROPHET)

(۱) ایک دفعہ صحابہؓ نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پوچھا کہ سب سے زیادہ معزز کون ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

"جو ان میں سب سے زیادہ پاکباز ہے۔"

(۲) حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے۔

"اے اللہ مجھے ہدایت، تقویٰ، پرہیزگاری اور حسب ضرورت مال داری عطا فرما"۔

(۳) ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کے سوال کے جواب میں فرمایا۔

"میں تمہیں تقویٰ کی تلقین کرتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی ابتداء ہے۔"

(۵) حدیث قدسی ہے:

"میں اس بات کا حقدار ہوں کہ مجھ سے تقویٰ رکھا جائے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اس کے لئے میرے پاس مغفرت ہے۔"

(۶) تقویٰ کی حدود: (SCOPE OF PIETY)

تقویٰ صرف یہ نہیں ہے کہ نیکی اور عبادت کے فرائض انجام دیئے جائیں اور حرام اشیاء سے پرہیز کیا جائے بلکہ تقویٰ کی حدود یہ ہیں کہ حرام کاموں سے بچنے کے ساتھ ساتھ مشتبہ امور سے بھی پرہیز کیا جاوے۔

(۷) تقویٰ کے درجات: (GRADES OF PIETY)

علماء کرام نے تقویٰ کو تین درجات میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) ادنیٰ: (LOWEST)

ادنی درجے کا تقویٰ ایمان ہے جو عذاب جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

(۲) اوسط: (MEDIOCRE)

اوسط درجے کا تقویٰ یہ ہے کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کیا جائے اور کبائر وفواحش سے پوری طرح اجتناب کیا جائے۔

(۳) اعلیٰ: (HIGHEST)

اعلیٰ درجہ کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے جو انسان کے دل کو خدا سے غافل کر دے یہ تقویٰ کا اعلیٰ وارفع مقام ہے۔ اللہ کے خاص بندے اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

(۸) نہی عن المنکر کے سلسلہ میں تقویٰ کے درجات

(۱) اعلیٰ درجہ:۔ برائی کو ہوتے ہوئے دیکھ کر ہاتھ سے روک دینا اعلیٰ درجہ کہلاتا ہے۔

(۲) اوسط درجہ:۔ اگر برائی کو ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو پھر زبان سے روک دے، یہ ایمان کا اوسط درجہ ہے۔

(۳) ادنیٰ درجہ:۔ اگر ہاتھ اور زبان سے برائی کو نہ روک سکے تو کم از کم دل میں برا سمجھے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

(۹) تقویٰ کے تقاضے: (DEMAND / REQUIREMENTS OF PIETY)

(۱) خشیت الٰہی پیدا کیا جائے اور خدا کا خوف ہر وقت مومن کے دل پر چھایا رہے۔

(۲) مومن کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہو۔

(۳) حب الٰہی اور عشق رسول ﷺ سے دل لبریز ہو۔

(۴) حرام اشیاء کے ساتھ مشتبہ اور مشکوک چیزوں سے بھی پرہیز کیا جائے۔

(۵) اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ پورے عالم کی اصلاح اور ہدایت کے لئے کام کرے۔

(۶) چھوٹے چھوٹے گناہ کو بھی حقیر نہ سمجھے۔

متقین کی صفات بیان کیجئے۔

(۱۰) متقین کی صفات: (CHARACTERISTICS OF PIOUS)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ البقرہ کے آغاز میں متقین کی چند صفات بیان کی ہیں۔

(۱) متقین غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ (۲) نماز قائم کرتے ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (۴) قرآن حکیم پر ایمان رکھتے ہیں۔ (۵) کتب سابقہ (تورات، زبور، انجیل پر ایمان رکھتے ہیں یہ کتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء پر نازل ہوئی تھیں لیکن اب ناپید ہیں۔ (۶) آخرت پر یقین وایمان رکھتے ہیں۔

چند دیگر مقامات پر مندرجہ ذیل صفات بیان ہوئی ہیں۔

(۷) اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ (۸) انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ (۹) اور عہد کرنے کے بعد اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں۔ (۱۰) مصیبت اور آزمائش میں صبر کرتے ہیں۔ (۱۱) خود بھی سچے ہوتے ہیں اور سچوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ (۱۲) غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ (۱۳) غلاموں کو آزاد کرنے والے ہیں۔ (۱۴) زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

سورۃ الزمر میں فرمایا:

(ترجمہ) ”اور جو سچائی لے کر آیا اور اس کو سچ جانا وہی لوگ تقویٰ والے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا۔“

تقویٰ کی ضرورت واہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

تقویٰ کی اہمیت وضرورت:

(NEED & IMPORTANCE OF THE PIETY)

عبادت کا مقصد:-

(۱) تمام عبادات واعمال کی جڑ اور بنیاد ہے تقویٰ ہے جس کے بغیر کوئی عبادت یا عمل

اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا۔ تمام اسلامی عبادات کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے قرآن حکیم میں روزہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض قرار دیئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔'' (البقرۃ:197)

(۱) بہترین زادراہ تقویٰ ہے:

انسانی زندگی ایک سفر ہے اور ہر سفر کے لیے کچھ نہ کچھ زادراہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ انسان کا سفر موت پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ اس سفر کے لئے جس زادراہ کی ضرورت ہے اس میں سے سب سے بہتر زادِراہ اس کی کامیابی کی کنجی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ

ترجمہ: ''سب سے اچھا زادراہ تقویٰ ہے۔ (البقرۃ آیت ۱۹۷)

(۲) عزت وشرافت کا معیار تقویٰ ہے:

(PIETY: THE STARADARD OF NOBILITY)

اسلامی معاشرہ میں عزت وشرافت کا معیار تقویٰ ہے۔ یہ اعزاز واکرام رنگ ونسل، حکمران یا امیر ہونے کی بناء پر حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات:13)

ترجمہ: ''تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے۔''

حدیث شریف میں ہے:

ترجمہ: ''کسی عربی کو عجمی پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔''

(۳) مؤمنین کی تربیت: (TRAINING FOR BELIEVERS)

مؤمنین کے سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل کے لئے تقویٰ کی اہمیت و ضرورت ہے۔ اگر معاشرہ میں متقی اور پرہیزگار لوگ کم ہو جائیں تو فساد اور خرابیاں پھیل جاتی ہیں اور اس طرح معاشرہ میں بدامنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر متقی اور پرہیزگاروں کی تعداد زیادہ ہو تو برائی کو روکنے کے لئے افرادی قوت مدافعت موجود رہتی ہے۔ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہم فریضہ جاری رہتا ہے اس کے لئے تقویٰ کی خاص ضرورت ہے۔

(۴) اسلام کی بنیاد تقویٰ پر ہے: (PIETY: THE BASE OF ISLAM)

اسلام کی عمارت کی بنیاد تقویٰ ہے کیونکہ اسلامی عقائد (توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ، کتب و تقدیر) اور اسلامی ارکان (کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کی عمارت تقویٰ سے ہی مکمل ہوتی ہے۔ تقویٰ مذہب کی جان اور روح ہے۔ عبادت کا وہ طریقہ جس کی بنیاد تقویٰ کی بجائے شر، فساد اور منافقت پر رکھی جائے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں کیا جاتا اس کی مثال منافقین کی بنائی گئی ''مسجد ضرار'' ہے۔ جس کے مسمار کرنے کا حکم بذریعہ وحی کیا گیا۔

(۵) بہترین لباس تقویٰ ہے: (PIETY: THE BEST DRESS)

لباس انسان کی زینت ہوتا ہے۔ جسمانی عریانی کا ستر ہے۔ گرمی و سردی سے بچاتا ہے۔ تقویٰ کو بہترین لباس اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ مومن کو گناہوں سے بچاتا ہے اور جب کوئی انسان تقویٰ کا لباس پہن لیتا ہے تمام اخلاقی عیوب چھپ جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ

ترجمہ: ''تقویٰ کا لباس سب سے اچھا ہے۔'' (سورہ اعراف:26)

تقویٰ کا مقام دل ہے: (HEART: THE CENTRE OF PIETY)

تقویٰ کا مقام دل ہے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''تقویٰ یہاں ہے۔''

ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو گیا تو سارا جسم ٹھیک ہو گیا۔ اگر وہ بگڑ گیا تو پورا جسم بگڑ گیا۔ فرمایا وہ دل ہے۔''

تقویٰ کے فوائد و ثمرات بیان کریں۔(BENEFITS OF PITY)

(ا) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا حصول:

(MEANS TO REACH ALLAH'S WILL)

تقویٰ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے جو مومن اللہ سے محبت کرتے ہیں احکام کی پابندی بجالاتے ہیں حرام اور مشکوک چیزوں کے ساتھ ساتھ ادنیٰ سے ادنیٰ گناہ سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ ان سے خوش ہوتا ہے اور ان کا دوست بن جاتا ہے ۔یہی لوگ اولیاء کہلاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ O ترجمہ: ''اللہ متقیوں کا دوست ہے۔''

(۲) اعمال کا قبول ہونا: (ACCEPTANCE OF DEEDS)

ایسا عمل اور عبادت جس میں تقویٰ نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ انہی کے اعمال قبول ہوتے ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۞

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تو صرف تقویٰ والوں سے ہی قبول کرتا ہے۔'' (المائدہ:27)

(۳) گناہوں کی معافی: (FORGIVENESS FROM SINS)

تقویٰ اختیار کرنے سے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے چونکہ انسان غلطی کا پتلا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ (الطلاق:5)

ترجمہ: ''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

(۴) دنیا اور آخرت میں اطمینان وسکون:

(PEACE OF HEART & MIND)

جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں انہیں دنیا میں اطمینان اور سکون حاصل ہو جاتا ہے اور وہ لوگ آخرت میں بے خوف ہوں گے اور کوئی غم نہ ہوگا۔

ارشادِ ربانی ہے۔

فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ترجمہ: ''پس جس نے تقویٰ اختیار کیا اور نیک بنے۔ ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔'' (الاعراف:35)

(۵) بصیرت اور شعور پیدا ہوتا ہے: **(AWARENESS)**

تقویٰ مومن کے اندر بصیرت اور شعور پیدا کرتا ہے مومن کے ہر ہر عمل سے اس کا اظہار ہوتا ہے کھرے کھوٹے، نیک و بد میں تمیز پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے کھرے کھوٹے میں تمیز پیدا کر دے گا۔'' (انفال:29)

(۶) رزق میں برکت: **(SUFFICIENCY IN EARNING)**

جو شخص متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے اس کے رزق میں برکت اور توسیع ہو جاتی ہے اسے رزق ایسے ذرائع سے پہنچتا ہے کہ اسے خود خبر تک نہیں ہوتی یعنی متقی کے رزق کے کفیل خود اللہ کی ذات ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے تنگی سے باہر آنے کا راستہ بناتا ہے اور اللہ اسے وہاں سے رزق بھیجتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔'' (الطلاق:2-3)

(۷) جنت کا حصول: (MEANS TO ACHIEVE HEAVEN)

جولوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے جنت کا وعدہ کیا ہے ایک جگہ اور ارشاد ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (الحجر:45)

ترجمہ: ''بے شک پرہیز گار جنتوں اور چشموں میں ہیں۔''

(۸) قرب الٰہی اور قرب رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا درجہ حاصل ہوتا ہے:

(CLOSENESS TO ALLAH & PROPHET)

مسلمانوں میں سے جولوگ زیادہ متقی اور پرہیز گار ہوتے ہیں انہیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ایسے لوگ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں جو انسانوں کو بھلائی اور ہدایت کی دعوت دیتے ہیں ان پر اللہ برکات کا نزول فرماتا ہے اور اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

....

ذکر

ذکر کے معانی ومفہوم، قرآن وسنت کی روشنی میں اہمیت بیان کیجئے۔

ذکر کو اسلامی عبادات میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ذکر اسلامی عبادت کی روح اور تزکیہ نفس کا بہت بڑا ذریعہ ہے انسان کی اصلاح کے لئے سب سے زیادہ اسی کی ضرورت ہے خالق اور بندے کے تعلق کی بنیاد ہی ذکر پر ہے۔ یہ ذکر ہی ہے جو انسان کو خدا سے جوڑتا ہے ذکر تمام عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہے۔

لغوی اور اصطلاحی مفہوم: (LITERAL & TERM MEANINGS)

لغت میں ذکر کے معنی ''یاد کرنا'' بھولی ہوئی چیز کی یاد تازہ کرنا۔ بار بار ذہن میں لانا اور قول وبیان کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے ذکر کے مقابلہ میں غفلت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اسی کا ذکر کرنا اسی کی حمد وثناء بیان کرنا ذکر کہلاتا ہے۔ ذکر سے مراد قرآن مجید بھی ہے۔ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے کی کتاب ہے

قرآن مجید میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ذکر کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے ذکر کو نصیحت کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔

ذکر کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں:

(IMPORTANCE IN THE LIGHT OF QURAN)

قرآن مجید میں ذکر کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

(۱) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ O(البقرہ:152)

ترجمہ: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔''

مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

(۲) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ

ترجمہ: ''وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی یاد کرتے ہیں۔'' (آل عمران:191)

(۳) وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾

ترجمہ: ''اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم کامیابی حاصل کرو۔'' (الجمعہ:10)

(۴) أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

ترجمہ: ''یاد رکھو اطمینان قلب تو ذکر خداوندی میں ہے۔'' (الرعد:27)

(۵) ''اپنے رب کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے یاد کرو اور ذرا آہستہ آہستہ آواز میں صبح و شام اس کا ذکر کرو اور بھولنے والوں میں سے مت ہو جاؤ۔'' (الاعراف:205)

(۶) ''وہ عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی امید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

احادیث کی روشنی میں (IN THE LIGHT OF HADITH):

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۱) ''جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اس کی مثال زندہ جیسی ہے اور جو شخص اللہ کو یاد

نہیں کرتا اس کی مثال مردہ جیسی ہے۔" (متفق علیہ)

(۲) "ایک دفعہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کسی صحابی نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا

"جب تو اس دنیا سے رخصت ہو تو تیری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو۔"

(۳) اہلِ جنت کو سب سے زیادہ حسرت وندامت اس لمحہ پر ہوگی جو دنیا میں خدا کو یاد کئے بغیر گزر گیا ہو۔" (طبرانی، بیہقی)

(۴) "جب تمہارا گزر بہشت کے باغات سے ہو تو پھل چنا کرو۔ جب صحابہؓ نے اس کی وضاحت چاہی تو فرمایا باغات مساجد ہیں اور پھل چننے سے مراد ذکر الٰہی ہے۔" (ترمذی)

(۵) آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔

"میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے پاکیزہ اور تمہارے درجات بہت بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (اللہ کی راہ) میں خرچ کرنے سے بھی بہتر اور جہاد میں دشمنوں کو قتل کرنے اور قتل ہونے سے بھی افضل ہو۔

صحابہؓ نے عرض کیا ضرور فرمائیے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔

"اللہ کا ذکر" **(ابن ماجہ، ترمذی، مسند امام احمد)**

ضرورت واہمیت: (NEED & IMPORTANCE)

یہ دنیا دکھوں کا گھر ہے۔ انسان کو قدم قدم پر آلام ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عظیم ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ شیطانی اور طاغوتی طاقتوں اور نفسانی خواہشات انسان کو گھیرے ہوئے ہیں ان حالات میں انسان کو ایک سہارے کی ضرورت ہے۔ اور وہ سہارا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ذکر الٰہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ پیدا ہوتا ہے اطمینان قلب کا باعث بنتا ہے۔ معتدل اور متوازن کردار کی تشکیل ہوتی ہے ایثار اور نفس کشی کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ کی یاد کے بغیر انسان کا دین پر قائم رہنا مشکل ہے۔ ذکر الٰہی سے انسان میں ہمت وحوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ جو نیکی کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ برائی کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا ہے خدمت دین اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف جہاد کے لئے صبر واستقامت کا بہترین ذریعہ صرف ذکر الٰہی ہے۔

ذکر کے فوائد وثمرات (BENEFITS OF ZIKAR)

(۱) افضل ترین عبادت: (THE BEST PRAYER)

ذکر افضل ترین عبادت ہے۔ قرآن و حدیث میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہے اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے۔

(۲) قربِ الٰہی کا حصول:

(ACHIEVEMENT OF GOD'S CLOSENESS)

ذکر الٰہی سے اللہ کا قرب اور اس کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ:152)

ترجمہ: ''تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔''

(۳) عذاب الٰہی اور شیطانی حملوں سے بچاؤ:

(SAFETY FROM GOD'S WRATH)

جب تک بندہ ذکر الٰہی کرتا رہے وہ شیطانی حملوں اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ جب تک بندہ اللہ کے ذکر میں ہونٹ ہلاتا رہے اللہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔

(۴) اطمینان قلب کا باعث:

(CAUSE OF SATISFACTION)

اللہ کے ذکر سے دل کو اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے۔ اطمینان قلب اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ ارشادِ ربانی ہے

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:27)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

(۵) ذکر صدقات وخیرات کا بدل ہے:

(A SUBSTITUTES FOR SADQA & ALMS)

ذکر الٰہی صدقات اور خیرات کا بدل ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔

(۱) ''اگر ایک شخص کے پاس بہت سا مال ہو اور اسے راہِ خدا میں خرچ کر رہا ہو اور دوسرا شخص ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔''

(۲) ''ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوا ہے ایک دفعہ نادار صحابہؓ نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اہل دولت اپنی مالی قربانیوں کی وجہ سے ہم پر سبقت لے گئے ہیں حالانکہ باقی عبادات میں ہم ان کے برابر ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس پر عمل پیرا ہو کر تمہیں ان کے برابر اجر و ثواب مل جائے گا اور تم بعد میں آنے والوں میں سبقت لے جاؤ گے۔ اور تم سے کوئی افضل نہ رہے۔'' صحابہؓ نے عرض کی ''ہاں'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔

(۶) طہارت و پاکیزگی: (PURITY)

ذکر الٰہی سے مؤمن کو روحانی اور جسمانی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے نفس کا تزکیہ اور تطہیر ہو جاتی ہے۔ مؤمن جتنا زیادہ ذکر کرے گا اتنا ہی زیادہ جسم کے اندر مہک اور خوشبو پیدا ہوتی چلی جائے گی بعض بزرگوں اور علماء کے گھروں اور ان کی قبروں سے تو خوشبو آنے کا واقعہ سنا ہوگا کہتے ہیں کہ یہ خوبی اور صلاحیت درود شریف کے کثرت سے پڑھے جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(۷) ذاکرین کے لئے جنت کا مخصوص دروازہ:

(A SPECIAL DOOR OF HEAVEN)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ صرف ذاکرین کے لئے مخصوص ہے کہتے ہیں کہ ذاکرین ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے ذاکرین کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ خاص انعام ہے۔

(۸) دعاء کی مقبولیت: (ACCEPTANCE OF WISHES)

اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے ور ذکر کرنے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

''تین اشخاص کی دعاء رد نہیں ہوتی اور ضرور قبول ہوتی ہے ایک کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا دوسرا مظلوم اور تیسرا عادل حکمران۔''

شکر

شکر کے معانی و مفہوم اور اسکی اقسام بتائیں۔

(GRATITUDE GRATEFULNESS)

شکر الٰہی بھی بہت بڑی عبادت ہے دراصل یہ بھی ذکر ہی کی ایک قسم ہے۔ بندوں سے بندوں اور بندوں کا اللہ سے جو خاص تعلق ہے وہ شکر کی وجہ سے زیادہ مضبوط اور گہرا ہوتا ہے بندگی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہر حال میں اللہ کا شکر کرتا رہے۔

(ا) شکر کے لغوی معنی: (LITERL MEANING)

عربی زبان میں شکر کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(ا) احسان مندی کا اظہار کرنا۔ (۲) جانور میں تھوڑا تھوڑا چارہ ملنے پر بھی تروتازگی موجود ہو اور دودھ زیادہ دے۔ (۳) دودھ دینے والے جانور کے تھنوں کا دودھ سے بھر جانا۔ (۴) بخل کے بعد سخاوت پر اتر آنا۔ (۵) بارش سردی اور ہوا کا تیز ہونا۔ (۶) اگر شکر کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو تو اس کے معنی اجر دینا اور جزا دینا ہوں گے۔

(۲) شکر کا اصطلاحی مفہوم: (TECHNICAL MEANING)

شکر کے اصطلاحی معانی یہ ہیں کہ کسی نیکی پر دل زبان اور عمل سے پورا پورا اجر دیا جائے۔ شرعی نقطہ نظر سے محسن حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعامات و اکرام کا دل، زبان اور اعضاء سے اعتراف کرنے کو شکر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بے شمار اور لاتعداد احسانات کو یاد کر کے دل سے ان کا اعتراف اور زبان سے ان کا اقرار اور عمل سے اپنی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری ظاہر کرنا شکر کہلاتا ہے۔

عربی زبان میں شکر کے مقابلے میں کفر کا لفظ آیا ہے اس کے معنی ڈھانپنا اور انکار کرنا اور چھپانا ہیں۔ اردو میں کفرانِ نعمت کا لفظ بولا جاتا ہے قرآن مجید میں بھی شکر کے مقابلے میں کفر کا لفظ استعمال ہوا ہے کفرانِ نعمت بہت بڑا گناہ ہے۔

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ

ترجمہ: ''تم میرا شکریہ ادا کرو میری ناشکری نہ کرو۔'' (بقرہ:152)

(۳) شکر کی اقسام

(۱) اللہ تعالیٰ کا شکر: (GRATEFULNESS OF ALLAH)

اللہ تعالیٰ کے اپنی مخلوق اور خصوصاً انسانوں پر لاتعداد احسانات ہیں اللہ تعالیٰ نے انسانی ضروریات اور احساسات کو پورا کرنے کے لئے اس دنیا میں ہر قسم کی چیزیں پیدا کی ہیں جن کا اگر انسان شمار شروع کرے تو کر ہی نہیں سکتا۔

ارشادِ الٰہی ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا

ترجمہ: ''اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو شمار نہ کر سکو۔'' (النحل:18)

اس کریم کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا ہے۔ اشرف المخلوقات کا اعزاز عطا کیا کہ پوری کائنات ہماری خدمت کے لئے پیدا کی اور یہ سب کچھ بغیر مانگے دیا ایسی ذات کا شکر نہ کیا جائے تو کیا جائے۔ لہٰذا انسان کا فرض اولین ہے کہ محسن حقیقی کا ہر لمحہ شکریہ ادا کرتا رہے۔

(۲) بندوں کا شکر: (GRATEFULNESS TO HUMAN)

انسانوں کے آپس کے تعلقات کا تقاضا یہ ہے کہ ہر انسان کسی نہ کسی دوسرے انسان کے احسان اٹھاتا ہے ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت ہے باہمی تعاون سے ہی معاشرہ میں خوشگوار ماحول پیدا ہو سکتا ہے والدین کا اولاد، زوجین، اساتذہ اور شاگرد، رشتہ دار، افسر و ماتحت وغیرہ ایسے رشتے ہیں جن کے آپس میں ایک دوسرے کے احسانات کا بوجھ ہوتا ہے اسی لئے اس پر واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنے محسن کے احسانات کا شکر ادا کرے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔

مَنْ لَّمْ یَشْکُرُ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ O

ترجمہ: ''جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا۔''

شکر کے طریقے اور درجات بیان کریں۔

شکر کے اظہار کے تین طریقے ہیں۔

(۱) قلبی (۲) قولی (۳) عملی

(۱) قلبی شکر: (GRATEFULNESS AT HEART)

قلبی شکر سے مراد یہ ہے کہ انسان دل کی گہرائیوں سے اس حقیقت کا اعتراف کرے کہ دنیا کی تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ ہمارا کوئی استحقاق نہ تھا بلکہ سراسر اس کی مہربانی اور عطاء ہے۔ دراصل یہ احساس اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور بندگی کے عقیدے کو پختہ کردیتا ہے۔

(۲) قولی شکر: (THROUGH SAYING)

قولی شکر کی صورت یہ ہے کہ جس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کے احساسات و جذبات سے دل موجزن ہوجائے تو ان کا اظہار زبان کے ذریعہ کیا جائے۔ حمد و شکر کے کلمات اس کی زبان سے جاری ہوجائیں۔ حمد و ثناء کے لئے الحمدللہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر، سبوح قدوس کے کلمات مستعمل ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے الحمدللہ اور سبحان اللہ کہنا زمین و آسمان کے خلا کو پُر کردیتے ہیں۔

(۳) عملی شکر: (PRACTICAL)

عملی شکر کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں استعمال کرے۔ کوئی قدم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ اٹھے اللہ کا دیا مال اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا جسم دونوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے مال بھی اس کے حکم کے مطابق خرچ کیا جائے اور جسم کے اعضاء دل و دماغ، آنکھ و ناک کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ شیطانی امور کے لئے نہ ہوں بلکہ اللہ کی عبادت کے لئے اور اس کی مخلوق کی خدمت کے لئے استعمال ہوں۔

(۴) شکر کے مراتب: (GRADES OF GRATEFULNESS)

امام غزالی فرماتے ہیں کہ شکر کے تین درجے ہیں جن کا دارومدار نیت پر ہے وہ مراتب یہ ہیں۔

(۱) احسانات الٰہی پر اس کا شکریہ ادا کرنا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس بات کی دلیل قرار دینا کہ اس کی مجھ پر نظر کرم ہے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا کہ وہ اب مزید فضل و کرم فرمائے گا۔ (۳) اس بات پر شکر گزار ہونا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت نے میرے دل میں یاد الٰہی کو اور تازہ کردیا ہے۔ میرا دل اس کی طرف مائل ہوگیا ہے اس نعمت سے فائدہ اٹھا کر مجھے اللہ تعالیٰ کا مزید قرب حاصل ہوگا۔ (احیاء علوم الدین)

شکر کی فضیلت واہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں۔

(۱) تقاضائے فطرت: (NATURAL DEMAND)

اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا فطرت انسان کا تقاضا ہے عام طور پر دیکھا گیا ہے جب آدمی کو کوئی خوشی یا راحت نصیب ہوتی ہے تو اس کے پورے جسم میں فرحت کی ایک لہر پیدا ہوتی ہے۔ جس سے شکر کا اظہار ہوتا ہے۔ تھکن کے بعد جب آرام کے لئے لیٹتا ہے، کھانا پیٹ بھر کے کھانے کے بعد، کوئی مشروب پینے کے بعد اور اسی طرح دیگر موقعوں پر اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ شکر کا اظہار کرنا یہ احساسات اور جذبات از خود ابھرتے ہیں اور اگر ان خیالات کی صحیح رہنمائی ہو جائے تو اس تمام شکر کا تعلق خالق حقیقی کے لئے وقف ہو جاتا ہے (اگر کوئی دوست ہمارے ساتھ کچھ احسان اور نیکی کرے تو ہمارا دل چاہتا ہے کہ فوراً اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔) جس پر احسان کیا جائے وہ اپنے لئے احسان منداور ممنون کے لفظ استعمال کرتا ہے الفاظ میں نرمی اور لجاجت پیدا ہو جاتی ہے اس احسان کے بدلے احسان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ زبان اور دِل اس کے احسان مند ہو جاتے ہیں لہذا ہماری فطرت کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور احسان کرنے والوں کا دل و زبان سے شکرادا کریں۔

(۲) قرآن مجید میں شکر کی تاکید:

(REMINDER OF GRATEFULNESS)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار انسان کو شکرادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ وہ منعم حقیقی کی نعمتوں کا اعتراف کر کے صحیح معنوں میں اطاعت گزار اور فرمانبردار بن جائیں چند ارشادت قرآنی درج ذیل ہیں۔

(۱) وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝ (البقرہ:172)

ترجمہ: ”اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار ہو تو اس کے لئے شکرادا کرو۔“

(2) فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

ترجمہ: ”پس اللہ تعالیٰ نے جائز اور پاک چیزیں جو تمہیں دے رکھی ہیں ان میں سے کھاؤ۔ اور اس کی نعمتوں کا شکرادا کرو۔“ (نحل:114)

(3) كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

ترجمہ: ''اسی طرح جانوروں کو ہم نے تمہارے بس میں کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔'' (حج:36)

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

(4) وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: ''اور اللہ شکور و بردبار ہے۔'' (التغابن:15)

(5) اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾

ترجمہ: ''ہم نے انسان کو راہ بتادی اب وہ خواہ شکر کرے یا کفر۔'' (سورہ دہر:3)

(۳) حدیث کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF HADITH)

(۱) ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پوچھا ''یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہم کون سا مال جمع کریں۔'' آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل۔''

(۲) آپ ﷺ نے فرمایا بے شک وہ کھانا کھانے والا جو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا صبر کرنے والے روزہ دار کا ہوتا ہے۔''

(۳) آپ ﷺ نے فرمایا ''دو خصلتوں والے شخص کو اللہ کے ہاں صابر و شاکر کہتے ہیں ایک یہ کہ جس شخص کو دین میں فائق تر دیکھے تو اس کی پیروی کرے اور دوسرے یہ کہ دینوی حالت میں کسی شخص کو اپنے سے کمتر دیکھے تو اپنے حال پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

(۴) اُسوہ حسنہ: (EXCELLENT EXAMPLE)

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پوری زندگی شکر الٰہی کا کامل نمونہ تھی۔

آپ ﷺ ہر وقت ذکر اور شکر میں مشغول رہتے راتوں کو عبادت میں مصروف رہتے۔ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے تمام گناہ معاف کر دیئے پھر آپ ﷺ اتنی

تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شُكُوْرًا○

ترجمہ: ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

(۵) تمام عبادات شکر ہیں:

(ALL PRAYERS MEAN GRATEFULNESS)

مومن کی پوری زندگی عبادت ہے مومن کا سونا اور جاگنا عبادت ہے اور عبادت شکر الٰہی کا دوسرا نام ہے۔ لہذا شکر کے بغیر دین اسلام کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات جسمانی قوت اور دماغی صلاحیت اللہ کی راہ میں صرف کرنا ہی شکر ہے اور اس طرح دولت مند کا دولت خرچ کرنا شکر ہے صاحب علم کا بندگان خدا کو اپنے علم سے فائدہ پہنچانا شکر ہے۔ الغرض مومن کا ہر فعل جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صادر ہوتا ہے۔ شکر ہی کی تعریف میں آتا ہے۔

شکر کے ثمرات وفوائد قرآن وسنت کی روشنی میں لکھیں۔

(۱) رضائے الٰہی کا حصول: (TO GET THE WILL OF ALLAH)

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے اس کی رضامندی حاصل ہوتی ہے اور مومن کی زندگی کا مقصد اور نصب العین رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ ارشاد الٰہی ہے

وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ (الزمر:7)

ترجمہ: ''اگر تم شکر کرو تو وہ تم سے راضی ہو جائے۔''

(۲) نعمتوں میں اضافہ: (INCREASE IN BLESSINGS)

مومن جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر مزید نعمتیں اور رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:7)

ترجمہ: ''اگر تم نے شکر ادا کیا تو میں تمہیں مزید نعمتوں سے نوازوں گا۔''

(۳) گناہوں کی مغفرت: (FORGIVENESS)

شکر الٰہی سے بندوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

''جو شخص کھانا کھانے کے بعد کہے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے میری تدبیر اور طاقت

کے بغیر مجھے یہ کھانا دیا تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

(۴) عذاب الٰہی سے نجات:

(FREEDOM FROM GOD'S WRATH)

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے بندہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا

ترجمہ: "اگر تم اللہ کے شکر گزار ہو جاؤ اور ایمان لاؤ تو اللہ کو تمہیں سزا دینے سے کوئی سروکار نہیں اللہ تعالیٰ قدر شناس اور جاننے والا ہے۔ (نساء:147)

(۵) غرور وتکبر کا علاج: (A REMEDY FOR PRIDE)

غرور وتکبر ذاتی کمال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ شکر اس احساس کا نام ہے کہ یہ ذاتی کمال اور سب کچھ اللہ کی عطا ہے میں کچھ بھی نہیں اور میرا کوئی کمال نہیں شکر کرنے پر تکبر کا جذبہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

(۶) الفت ومحبت کا ذریعہ: (MEANS OF LOVE)

اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے سے اللہ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے اور آپس میں شکر کرنے سے محبت وشفقت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں امن اور خوشی کی فضاء پیدا ہوتی ہے دراصل معاشرہ کی خوشگواری کا انحصار محبت بھرے جذبات پر ہوتا ہے۔

(۷) آخرت میں درجات کی بلندی: (UPGRADATION)

شکر ادا کرنے والے مؤمنین آخرت میں بلند درجات سے نوازے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل فرما دیں گے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (آل عمران:144)

"اور ہم جلد ہی شکر ادا کرنے والوں کو جزا دیں گے۔"

صبر کے معانی ومفہوم، قرآن وسنت کی روشنی میں اہمیت لکھیں۔

انسانی شخصیت کی تعمیر اور کردار کی تشکیل میں صبر واستقلال کی بہت اہمیت ہے اس کا شمار اعلیٰ صفات میں ہوتا ہے صبر کی مثال ایک ایسے کڑوے درخت کی مانند ہے جس کا پھل نہایت شیریں ہے قرآن مجید میں تقریباً ستر یا پچھتر مرتبہ اس کا ذکر آیا ہے غرضیکہ یہ ان اخلاق فاضلہ میں سے ہے جس کی ہر حالت میں ضرورت ہوتی ہے۔

معنی ومفہوم: (LITERAL MEANINGS)

صبر کے معنی روکنے، سہارنے اور مویشی کو چارہ کھلائے بغیر باندھنے کے ہیں۔ استقلال کے معنی مضبوطی، استحکام، ثابت قدمی، ارادے کی پختگی اور عمل میں اضطراب اور گھبراہٹ سے رکے دوسروں کی زیادتی اور ظلم وستم کو برداشت کرے قلب وزبان کو شکوہ شکایت سے روکے اور انتقامی کارروائیوں کی بجائے عفوودرگزر سے کام لے۔

(۱) صبر کا حقیقی مفہوم: (REAL MEANING)

صبر کسی مجبوری، بے کسی، بے بسی یا انتقام نہ لینے کا نام نہیں بلکہ حوصلہ، ہمت اور عزم و استقامت سے مشکلات ومصائب کو خدا کے بھروسہ پر خندہ پیشانی سے خاطر میں نہ لانے کا نام صبر ہے۔

(۲) قرآن مجید کی روشنی میں (IN THE LIGHT OF QURAN)

(۱) سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۵ میں ارشاد ربانی ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (سورہ بقرہ:45)

ترجمہ: ''اور نماز اور صبر کے ساتھ مدد طلب کرو۔''

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (آل عمران:146)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۗ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

:''اور جو مصیبت آپ کو پیش آئے اسے برداشت کرو یہ بڑے عزم کی بات ہے۔'' (لقمان:17)

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ:::153)

ترجمہ: ''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ: ''بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر جمے رہے تو نہ ڈر ہے ان کو اور نہ غم کھائیں گے۔'' (الاحقاف آیت ۱۳)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا

ترجمہ: ''اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ۔'' (آل عمران:200)

سورہ العصر میں ارشاد فرمایا

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

ترجمہ: ''ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی تاکید اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔'' (العصر:۳)

(۳) حدیث کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF HADITH)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

☆ جو شخص صبر کرے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

☆ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے ایسی نصیحت فرمائیے کہ اس کے بعد اور کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر ثابت قدم رہ۔'' (مسلم)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''مومن پر جب بھی سختی یا بیماری، رنج و تکلیف، غم و الم آئے یہاں تک کہ اسے کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی کچھ خطائیں معاف فرما دیتے ہیں۔''

☆ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومن مردوں اور عورتوں پر کبھی کبھی آزمائشیں آتی رہتی ہیں ۔کبھی اس کا مال برباد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

☆ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا صبر جمیل کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ ایسا صبر ہے جس میں شکایت نہ ہو۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

(i) صبر نصف ایمان ہے۔ (ii) صبر میری چادر ہے۔ (iii) صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (iv) فتح و نصرت صبر سے مشروط ہے۔ (v) صبر بخشائش کی چابی ہے۔ (متفق علیہ)

(۴) سابقہ انبیاء اور امتوں کی مثالیں:

(EXAMPLES OF PREVIOUS PROPHETS)

سابقہ انبیاء کو دین حق کی تبلیغ واشاعت کی خاطر اس قدر تکلیف کا سامنا کرنا پڑا کہ ایک دن میں چالیس چالیس انبیاء کو قتل کیا گیا۔ ان کے ساتھیوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا آگ کے الاؤ بنا کر زندہ جلا دیا گیا۔ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہوتا ہے ایک موقع پر صحابی رسول حضرت خبابؓ نے قریش کے ظلم وستم کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے صبر واستقامت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

''سنو! تم سے پہلی امتوں کا حال یہ تھا کہ کفار بندہ مومن کو پکڑ لیتے تھے اور گڑھا کھود کر گاڑ دیتے، سر پر آرا رکھ کر اسے چیر دیا جاتا، لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت کو نوچا جاتا کہ وہ ہڈیوں میں چبھ جائیں مگر یہ تکالیف بھی انہیں دین حق سے نہ ہٹا سکیں۔''

(۵) صحابہ کرامؓ کا صبر واستقلال:

(PATIENCE OF COMPANIONS)

صحابہ کرامؓ کی زندگی صبر واستقلال کے واقعات سے بھری پڑی ہے ابتدائے اسلام میں صحابہؓ کو مارا پیٹا جاتا۔ سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر گھسیٹا جاتا پیشانی لپیٹ کر دھواں دیا جاتا بھوکا پیاسا رکھا جاتا آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا یہاں تک کہ یہ انگارے جسم کی چربی سے پگھل کر ٹھنڈے ہو جاتے لیکن صحابہؓ احد احد کی آوازیں نکالتے یہ تکالیف صحابہ کرامؓ کو اپنے دین سے نہ موڑ سکیں۔

(۶) صبر اور سیرت طیبہ سے مثالیں:

(PATIENCE & SEERAT UL NABI)

پیدائش سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا چھ برس کی عمر

میں والدہ ماجدہ فوت ہوگئیں آٹھ سال کی عمر میں دادا حضرت عبدالمطلب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے نبوت کے چند سال بعد شفیق چچا حضرت ابو طالب بھی داغ مفارقت دے گئے اور اسی سال غمگسار بیوی حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا لیکن آپؐ صبر و استقلال کے پیکر، ان تمام حادثات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔

(۱) کفار کی مخالفت:

(OPPOSITION OF NON BELIVERS)

جب آپ ﷺ نے تبلیغ اسلام کا آغاز کیا تو پورا عرب آپ ﷺ کی مخالفت پر کھڑا ہو گیا مصائب کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ چاروں طرف سے مخالفت، عداوت اور دشمنی کے طوفان اٹھنے لگے قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کی گئیں آپ ﷺ کو جادوگر، شاعر، دیوانہ اور کاہن کہا گیا راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ کوڑا کرکٹ پھینکا گیا پتھر برسائے گئے حتیٰ کہ قتل کی سازشیں بھی کی گئیں لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے عظیم مقصد پر صبر و استقلال سے قائم رہے۔

(۲) کفار کے وفود:

(DELEGATIONS OF NON BELIVERS)

کئی بار کفار کے وفود آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ کو اپنے مقصد سے ہٹانے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے آپ ﷺ کو اپنا امیر اور سردار بنانے کی پیش کش کی۔ مال و دولت کا لالچ دیا۔ اعلیٰ خاندان میں شادی کی دعوت دی مگر آپ ﷺ نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کر دیا "اے چچا! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیں تو پھر بھی اپنے مشن سے باز نہیں آؤں گا۔"

(۳) اوجھڑی کا واقعہ:

ایک دفعہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کے اکسانے پر اوجھڑی لا کر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوپر ڈال دی حضرت فاطمہؓ کو پتا چلا تو وہ تشریف لائیں اور گندگی صاف کی۔

(۴) ابوجہل کا رویہ: (ABOU JEHAL'S BEHAVIOURS)

(۱) ابوجہل آپ ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ ذی

الحجاز کے بازار میں خطاب فرما رہے تھے کہ لوگو! لا الہ الا اللہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے ابو جہل آپ ﷺ کے پیچھے خاک اڑاتا شور مچاتا آیا اور لوگوں کو آپ ﷺ سے ملنے اور بات سننے سے روکنے لگا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

(ب) ایک بار ابو جہل نے ایک کنواں کھدوایا تاکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کے لئے نکلیں تو اس میں گر پڑیں۔ بدبخت خود ہی گر پڑا اور بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے اسے نکالا۔

(۵) ابولہب اور ام جمیل: (ABOU LAHAB & UMM-E-JAMEEL)

ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا تھا لیکن جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ دین کا آغاز کیا تو وہ اور اس کی بیوی ام جمیل دونوں نے آپ ﷺ کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ اور آپ ﷺ کے بدترین دشمن ہو گئے۔ ابولہب نے کہنا شروع کر دیا "لوگو! معاذ اللہ یہ دیوانہ ہے اس کی باتوں پر دھیان نہ دو۔" اور اس کی بیوی حضور اکرم ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی کئی مرتبہ آپ ﷺ کے تلوے لہولہان ہو جاتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ظلم کو برداشت کرتے رہے کبھی بددعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے۔

(۶) شعب ابی طالب میں محصوری: (SHAIB-E-ABI TALIB)

جب قریش کی تمام تدابیر ناکام ہو گئیں اور ان کے ظلم و ستم کے باوجود مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تو کفار مکہ نے ایک اور چال چلی۔ آپ ﷺ کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا اس کی وجہ سے حضرت ابو طالب اپنے پورے خاندان اور تمام مسلمانوں کے ساتھ ایک گھاٹی جو انہی کے نام کی نسبت سے شعب ابی طالب مشہور تھی۔ تین سال تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی میں محصور رہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پایہ استقلال میں کسی قسم کی جنبش نہ آئی۔

(۷) طائف کا سفر: (JOURNEY TO TAIF)

حضور ﷺ نبوت کے دسویں سال شوال کے مہینے میں طائف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثؓ بھی تھے۔ اہلِ طائف نے آپ ﷺ کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا۔ شریر لوگوں نے پتھر مار مار کر آپ ﷺ کو لہولہان کر

دیا۔ آپ ﷺ دکھ سے مجبور ہو کر بیٹھ جاتے۔ تو آپ ﷺ کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کرتے اور جب آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قدم اٹھاتے تو سنگ باری کرتے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ سب کچھ صبر واستقامت سے برداشت کیا اور ان کے لئے بددعا کی بجائے دعا کی۔ (متفق علیہ)

(۸) قتل کا منصوبہ اور ہجرت مدینہ:

(ASSASINATION PLAN & MIGRATION TO MADINA)

اہل مکہ کے ظلم وستم کی انتہا دیکھئے کہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے گھر کا گھیراؤ کر لیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کیا حتیٰ کہ انعام کی لالچ میں ''سراقہؓ'' اور بریدہ اسلمیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کرنا چاہا لیکن ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

(۹) منافقین، مشرکین اور یہود کی مخالفت:

(OPPOSITION OF ALL NON BELIVERS)

جب آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی مخالف قوتوں نے مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی، منافقین، مشرکین اور یہودیوں کی سازشوں اور کارستانیوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے مشن کو جاری رکھا بلکہ ان گروہوں کے ساتھ صبر، رحمت اور عفو ودرگزر کے ساتھ معاملہ کیا۔

(۱۰) غزوات کا سلسلہ: (BATTLES)

کفار مکہ نے ہجرت کے باوجود بھی آپ ﷺ کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ اسلام کے آفاقی پیغام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا بڑے بڑے غزوات جیسا کہ غزوہ بدر، غزوہ احد اور خندق میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ غزوہ احد میں آپ ﷺ کے چچا حمزہؓ کو نہ صرف شہید کیا بلکہ آپؓ کے جسم کے اعضاء تک کاٹ دیئے مگر آپ ﷺ مکمل طور پر ثابت قدم رہے۔

(۱۱) صبر وقناعت کی زندگی: (THE LIFE OF PATIENCE)

آپ ﷺ کی پوری زندگی صبر وقناعت اور استقامت واستقلال کا پیکر نظر آتی ہے آپ ﷺ کی خوراک، رہن سہن اور لباس نہایت سادہ تھے کئی کئی روز گھر میں چراغ اور آگ نہ جلتی اور آپ ﷺ فاقہ سے رہتے زمین پر چٹائی پر، فرش پر جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔

صبر کے فوائد و ثمرات

(۱) اجر عظیم: (GREAT REWARD)

صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (الزمر پ ۲۳ آیت ۱۰)

ترجمہ: ''صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔''

(۲) گناہوں کا ازالہ:

ویسے تو ہر نیکی انسان کے گزشتہ گناہوں کے کفارے کا باعث بنتی ہے۔ لیکن صبر خاص طور پر انسان کے لئے اس کے ماضی کے گناہوں کا ازالہ بنتا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود۔۱۱۴)

ترجمہ: ''بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔''

(۳) اخوت و مساوات: (EQUALITY BROTHERHOOD)

صبر سے جذبہ اخوت و مساوات کو تقویت پہنچتی ہے اور یہ جذبہ اسلام کے اخلاقی و قانونی نظام حیات میں خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے اس اعتبار سے صبر کی اہمیت اور ثمرات میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ انسان جب معاشرے میں صبر و برداشت سے کام لے کر زندگی گزارے گا تو باہمی محبت اور یگانگت میں اضافہ ہوگا۔

(۴) خشیت الٰہی: (FEAR OF GOD)

صبر سے انسان کے اندر خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور یہ خشیت اور خوف تعمیر سیرت و کردار میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے اور یہ بھی صبر کے مرہون منت ہے حدیث کے مطابق خشیت الٰہی گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے اور اس ڈھال کی مضبوطی کے لئے صبر نہایت ضروری ہے۔

(۵) اللہ کا قرب: (CLOSENESS TO ALLAH)

قرب الٰہی تمام مذاہب کا مدعا و مقصود ہے بالخصوص اسلام میں انسان کی معراج اسی میں ہے کہ اسے قرب الٰہی اور خشیت الٰہی حاصل ہو۔ صبر اس ضمن میں نہایت اہم ہے چنانچہ ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرہ:153)

ترجمہ: ''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ O

ترجمہ: ''اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

(٦) ایمان کا سرچشمہ: (ORIGIN FOR BELIEF)

صبر اور ایمان لازم وملزوم ہیں ایک کے بغیر دوسرے کا تصور محال ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَلصَّبرُ نِصفُ الْاِیْمَانِ O

ترجمہ: ''صبر نصف ایمان ہے قرآن حکیم میں بھی کئی مقامات پر صبر اور ایمان کا ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

(٧) دنیا اور آخرت کی کامیابی:

(SUCCESS IN THIS WORLD & HEREAFTER)

صبر دنیا و آخرت کی کامیابیوں کی ضمانت ہے صبر سے انسان کے اندر وہ اعلیٰ اخلاقی اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں جو اسے خالق و مخلوق دونوں کی نگاہ میں باوقار اور محبوب بنا دیتے ہیں انسان کے اندر دونوں جہاں کی کامیابیوں کے لئے مطلوبہ اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔

(٨) دلی اطمینان: (SATISFACTION)

صبر انسان کے لئے باعث سکون واطمینان ہے صبر کرنے والوں کا ایمان اللہ پر مضبوط ہوتا ہے وہ تمام کٹھن حالات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتا ہے واویلا نہیں کرتا سکون واطمینان اور باوقار طریقے سے زندگی گزارتا ہے غیر سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کرتا گویا صبر تعمیر شخصیت میں بھی نمایاں کردار ادا کرتا ہے اور دلی سکون ملتا ہے۔

(٩) جنت کا حصول: (MEANS TO GET HEAVEN)

صبر حصول جنت کا ذریعہ ہے اللہ پاک نے صبر کرنے والوں سے جنت اور اپنی رضا مندی کا وعدہ کر رکھا ہے اور فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

:" بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔" (آل عمران:9)

لہٰذا اہلِ صبر کے لئے جنت کی بشارت قطعی اور حتمی ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کی مدد: **(ALLAH'S HELP)**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَلنَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ O　ترجمہ:" اللہ تعالیٰ کی نصرت صبر کے ساتھ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ O　ترجمہ:" اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اس قسم کی کتاب وسنت میں کئی مقامات پر خوش خبریاں اور وعدے موجود ہیں اور یہ ہمارا روزمرہ کا بھی تجربہ ہے کہ اسے ہی عزت ملتی ہے جو صبر کرنے والا اور برداشت کرنے والا ہو۔ اسی لئے فرمایا۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (شوریٰ:43)

ترجمہ:" جو صبر کرے اور معاف کردے تو یقیناً یہ نہایت سخت قسم کے کاموں میں ہے۔"

عفوودرگزر کے معانی ومفہوم، قرآن وسنت کی روشنی میں فضیلت واہمیت لکھیں۔

عفوودرگزر ایک عظیم نیکی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے دنیا کی چہل پہل اور رونق اللہ تعالیٰ کی اسی صفت کی وجہ سے نظر آتی ہے اگر خالق کائنات انتقام لینے پر آجائے تو دنیا راکھ کا ڈھیر بن جائے۔ باری تعالیٰ کی اس صفت کا عام مظاہرہ تو آخرت میں دیکھنے میں آئے گا جب وہ ہم جیسے گناہ گاروں کی بخشش فرمائیں گے۔

(۱) معنی ومفہوم: **(MEANING & DEFINITION)**

عفو کے لغوی معنی مٹانا، محو کرنا، سزا نہ دینا، معاف کرنا، نظرانداز کرنا اور اختیار رکھنے کے باوجود انتقام نہ لینا اور درگزر کرتے ہوئے معاف کردینا عفو کہلاتا ہے۔

(۲) ارشادات خداوندی: **(IN THE LIGHT OF QURAN)**

(۱) اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا

ترجمہ: ''یا کسی کی برائی کو معاف کرو۔ تو بیشک اللہ معاف کرنے والا اور قدرت والا ہے۔ (النساء۔۱۴۹)

(۲) مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی

ترجمہ: ''اور یہ بات خوف خدا سے زیادہ قریب ہے کہ تم معاف کرو۔'' (البقرہ۔۲۳۷)

(۳) فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا (البقرہ۔۱۰۹)

ترجمہ: ''پس تم معاف کردیا کرو اور درگزر کرتے رہا کرو۔''

(۴) اور جو برداشت کرے اور بخش دے تو یقیناً یہ ہمت کا کام ہے۔

(۳) حدیث کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF HADITH)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

☆ ''ایک دوسرے کو معاف کردو تمہارے باہمی کینے دور ہو جائیں گے۔

☆ ''اللہ تعالیٰ عفو و درگزر کرنے والوں کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔''

☆ پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔ (متفق علیہ)

☆ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے خادم کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز ستر بار (ترمذی شریف)

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ ''پروردگار عالم آپ کے بندوں میں کون آپ کی بارگاہ میں زیادہ عزت والا ہے۔ ارشاد ہوا وہ بندہ جو قصوروار پر طاقت وقدرت رکھنے کے باوجود اسے معاف کردے۔''

(۴) عفو کی حدود: (LIMITATION OF FORGIVENESS)

شریعت اسلامی نے عفو کی ایک حد مقرر کی ہے اگر انتقام اور سزا کا اصول نہ ہو تو نظام تمدن درہم برہم ہو جائے معافی اور رعایت صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب کسی شخص کی غلطی اور زیادتی سے معاشرہ میں بگاڑ اور فساد پیدا ہونے کا امکان نہ ہو اور وہ شخص اپنی لغزش پر شرمندہ

اور تمدنی حقوق پوری ایمانداری سے ادا کیئے جائیں کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی یا ظلم نہ ہو۔

(۳) اہمیت از روئے قرآن: (IMPORTANCE IN THE LIGHT OF QURAN)

قرآن حکیم کی رو سے عدل انسانی معاشرے کی جان ہے جہاں عدل نہ ہوگا لازمی امر ہے کہ عدل نہ ہونا ہی ظلم ہے اور ظلم فرد اور معاشرہ ہر دور کے لئے باعث زوال اور بربادی ہے انسان کو دنیا و آخرت کی ناکامیوں اور رسوائیوں سے بچانے کے لئے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر عدل پر روشنی ڈالی گئی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى

ترجمہ: ''کسی قوم کی دشمنی میں اس قدر مشتعل نہ ہو جاؤ کہ عدل نہ کر پاؤ عدل کرو کیونکہ یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔'' (المائدہ۔۸)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الحجرات۔۹)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ پاک عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

بعثت انبیاء و رسل اور نزول کتب کا مقصد عظیم بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ترجمہ: ''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔''

(الحدید۔۲۵)

ان آیات کی روشنی میں ہم قرآن حکیم کا نقطہ نظر واضح طور پر معلوم کر سکتے ہیں کہ قیام عدل کے لئے ہی سلسلہ نبوت و رسالت اور نزول کتب شروع کیا گیا اور قرب و محبت الٰہی کے لئے بھی عدل لازمی ہے اور قرآن حکیم نے ان تمام منفی جذبات احساسات کو ممنوع قرار دیا ہے جو عدل کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرتے ہوں۔

عدل کے متعلق قرآن حکیم نے ایک نہایت حکیمانہ اسلوب میں ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (النحل۔۹۰)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔''

امت مسلمہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا

جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا (البقرہ۔۱۴۳)

ترجمہ: ''ہم نے تمہیں اعتدال پسند امت بنایا۔''

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء۔۵۸)

ترجمہ: ''اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل سے فیصلہ کرو۔''

ان ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عدل و انصاف کا قیام صرف حکومتی فریضہ ہی نہیں بلکہ ہر فرد اور قوم اس کے مکلف ہیں۔

(۴) حدیث کی روشنی میں اہمیت:

(IMPORTANCE IN THE LIGHT OF HADITH)

قرآن حکیم کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد عظیم بھی قیام عدل ہے جیسا کہ سورۃ النساء آیت 105 میں ارشاد فرمایا۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ

ترجمہ: ''اے نبی ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ آپ پر نازل کی تاکہ جو راہ راست اللہ نے تمہیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔

ظاہر ہے کہ یہ راہِ راست عدل کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے دوسرے لفظوں میں عدل صراط مستقیم ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدل کے بارے میں فرمایا۔

☆ ''نیک اور عادل بادشاہ قیامت کے روز عرش الٰہی کے سایہ تلے ہوگا۔'' (متفق علیہ)

☆ ''قیامت کے دن وہ لوگ نور کے مینار پر ہوں گے جو اپنے گھر اور معاملات حکومت میں عدل کرنے والے ہوں گے۔''

☆ ''عدل کرنے والوں کے لئے دو اجر ہیں ایک ادائیگی فرض کا اور دوسرا عدل کا۔''

☆ ''زمین پر ایک حد کا اجراء چالیس روز کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔'' (سنن ابن ماجہ)

☆ ''تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔''

(۱) مظلوم (۲) امام عادل (۳) روزہ دار کی بوقت افطار

کی عزت میں اضافہ کرتے ہیں۔

(۴) عزم و ہمت: (RESALUTION)

عفو کا مظاہرہ کرنا اور صبر سے کام لینا بہت ہی ہمت اور عظمت والا کام ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ؈ (شوریٰ:42)

ترجمہ: ''جو شخص صبر اور عفو سے کام لیتا ہے تو یہ بہت ہمت کا کام ہے۔''

(۵) اجرِ عظیم: (GREAT REWARD)

اللہ تعالیٰ خود عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں وہ اپنے بندوں سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو معاف کیا کریں آخرت میں اللہ اس صفت کا بہت زیادہ اجر دیں گے۔ حدیث میں آتا ہے جس نے غصہ ضبط کر لیا اس حال میں کہ وہ اسے پورا کرنے کی قدرت رکھتا تھا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے دے گا جس حور کو پسند کرے اپنے لئے منتخب کرے۔

(۶) ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے: (SPIRIT OF SACRIFICE)

عفو کی وجہ سے معاشرے میں الفت و محبت کے جذبات پیدا ہوں گے ایثار و قربانی کی فضا قائم ہوگی، بغض اور انتقام سے نجات مل جائے گی۔ ایثار و قربانی کی تربیت حاصل ہوتی ہے ان ہی جذبات کی موجودگی میں معاشرے میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔

(۷) دوزخ سے چھٹکارا: (FREEDOM FROM HELL)

ہماری مغفرت اور بخشش کا انحصار اللہ تعالیٰ کے عفو پر ہی ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ عفو کی صفت کو بہت پسند کرتے ہیں جو مؤمن اس صفت کے حامل ہوں گے وہ دوزخ سے نجات پائیں گے۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

''میں تمہیں نہ بتادوں کہ دوزخ کی آگ کس پر حرام ہے ہر آسانی پیدا کرنے والے، نرم دل، جلد ملنے والے اور سہولت برتنے والے پر۔''

(۸) تبلیغ اسلام: (PREACHING OF ISLAM)

اسلام کی اشاعت تبلیغ میں عفو کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ چونکہ یہ صفت تبلیغ کی جان

ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں بہت زیادہ تکالیف برداشت کیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بیان فرماتے ہیں کہ دین کی خاطر جتنا مجھے ستایا گیا ہے اتنا کسی اور کو نہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیا دشمنان اسلام اس صفت سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے فتح مکہ کے موقع پر کس شان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف:92)

ترجمہ: ''آج کے دن تم پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔''

(۹) غصہ کا علاج: (A REMEDY FOR ANGER)

روز مرہ کے معاملات میں ہم ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جس سے دوسرے کو غصہ آتا ہے ناراضگی کا سبب بنتا ہے ایسی صورت میں اگر عفو سے کام لیا جائے تو غصہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور دوسرے کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے۔ اس لئے غصہ کا علاج یہی ہے کہ عفو کا مظاہرہ کیا جائے۔

عدل کے معنی و مفہوم اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی اہمیت بیان کیجئے؟

(۱) عدل کے لغوی معنی: (LITERAL MEANING OF JUSTICE)

عدل ظلم کی ضد ہے عربی زبان میں بوجھ کو دو برابر حصوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ دونوں بوجھ یکساں ہوں عدل کہلاتا ہے۔

لغوی معنوی کے اعتبار سے عدل سے مراد افراط و تفریط سے بچنا اور ہر شے کو اس کے محل وقوع پر رکھنا عدل کہلاتا ہے علاوہ ازیں توازن قائم رکھنا سیدھا کرنا اور برابر کرنے کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲) اصطلاحی مفہوم: (TERM MEANINGS)

اصطلاحی مفہوم میں عدل سے مراد ہے کہ انسانی زندگی کے ہر دو پہلو یعنی انفرادی اور اجتماعی حیات میں توازن و تناسب قائم ہو ہر ایک کا حق اسے بے لاگ طریقے سے ادا کیا جائے کسی کی حق تلفی نہ ہو گویا عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے اخلاقی، معاشی، معاشرتی، سیاسی

لیا۔ لیکن جب ان کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ گئیں تب آپ ﷺ نے مجبوراً ان کو سزا دی۔

(۷) منافقین کا گروہ: (GROUP OF HYPOCRITES)

مشرکین اور یہودیوں کے علاوہ مدینہ میں منافقین کا بھی ایک گروہ تھا جو نت نئی سازشیں کرتا اور اسلام کے خلاف منصوبے بناتا اور انتہائی گھٹیا پروپیگنڈے کرتا جس کی وجہ سے آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو سخت تکلیف ہوتی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے غزوہ احد کے موقع پر غداری کی اور جب مسلمانوں کو نقصان ہوا تو طنز کیا۔ حضرت عائشہؓ صدیقہؓ پر تہمت لگائی عبداللہ بن ابی کا لڑکا مسلمان ہو چکا تھا اس نے کئی بار حضور ﷺ سے درخواست کی کہ میں خود اپنے باپ کا خاتمہ کر دوں۔ لیکن آپ ﷺ نے منع فرمادیا بلکہ اس کی موت پر اسے اپنا کرتہ پہنایا اور بحکم الٰہی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وہ کرتہ واپس لے لیا اور نماز جنازہ بھی نہ پڑھائی۔

(۸) فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان:

(GENERAL FORGIVENESS ON OCCASION OF FATEH MAKKAH)

۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اہل مکہ خائف تھے پچھلے ۲۰ سالوں کے ظلم وستم اور نازیبا حرکات، جنگوں کے واقعات حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ، حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی اور بڑے بڑے روسا اس فکر میں تھے کہ اب کیا بنے گا اور کس قسم کا سلوک کیا جائے گا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا وَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ O

ترجمہ: ”آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔“

(۹) چند دیگر واقعات: (SOME OTHER INCIDENTS)

(۱) صلح حدیبیہ کے موقع پر ۷۰ آدمی گرفتار ہوئے انہیں معاف کر دیا۔ (۲) مسجد نبوی میں پیشاب کرنے والے کو معاف کر دیا۔ (۳) ایک بدو آیا اس نے غلہ کا مطالبہ کیا آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے گستاخی بھی کی اور یہ بھی کہا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم برائی کا بدلہ بھلائی میں دیتے ہیں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے غلہ اور کھجوریں دے دیں۔ (بخاری شریف) (۴) سراقہؓ، بریدہ اسلمیؓ اور کوڑا کرکٹ پھینکنے والی عورت کو بھی معاف کر دیا۔

(۷) معاشرہ میں عفو کی اہمیت:

(IMPORTANCE OF FORGIVENESS IN SOCIETY)

اسلامی نظام اخلاق میں عفو کو بہت اہمیت حاصل ہے۔قرآن میں اس کی بہت تاکید بیان ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی روشن مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔انسانی طبیعتوں میں اختلاف ایک قدرتی اور فطری بات ہے اور ہم میں سے کون ایسا ہے جو غلطی نہ کرتا ہو۔اگر ایک دوسرے کے اختلافات کو معاف اور نظر انداز نہ کیا جائے تو سارے کا سارا نظام تمدن درہم برہم ہو جائے اور معاشرہ کا امن وسکون تباہ و برباد ہو جائے محبت، اتحاد اور اخوت کی بجائے نفرت، کینہ پروری اور انتشار پیدا ہو جائے۔حقیقت یہ ہے کہ کسی معاشرے میں عفوو درگزر جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گا اور ترقی وفلاح کی راہ پر گامزن ہوگا۔

عفو کے فوائد وثمرات قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیجئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول:

(MEANS TO GET ALLAH'S WILL)

عفوودرگزر سے کام لینے والے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اس کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے انسانی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خوش ہو جائے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی نصرت: (ALLAH'S WILL)

جو مسلمان عفوودرگزر کا معاملہ کرے گا تو اس سے اللہ محبت کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت بندے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔

(۳) عزت میں اضافہ: (INCREASED RESPECT)

عفو ایک بہت بڑی نیکی ہے ایک دوسرے کو معاف کرنے سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے عزت میں اضافہ ہوتا ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو معاف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان

بھی ہو بلکہ اصلاح کی امید بھی ہو جو افراد عادی مجرم ہوں یا حدود اللہ کے جرم کے مرتکب ہوئے ہوں تو ان کی معافی حدود اللہ کے اجراء سے ہی ہو سکتی ہے ایسے افراد کو ضرور سزا دینی چاہیئے۔ تاکہ اس کے خوف سے وہ جرم سے باز آجائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے معاملے میں کسی سے انتقام لیا ہو، لیکن جب کوئی حدود اللہ میں دست درازی کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہو جاتے۔

(۵) عفوو درگزر اور سیرت طیبہ سے مثالیں:(EXAMPLES FROM SEERAH)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درگزر کا مجسمہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک عفوو درگزر کا اعلیٰ نمونہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ہدایت ربانی کی عملی تفسیر تھے حکم خداوندی ہوا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عفو کو اپنایئے۔ نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی عفوو درگزر کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔

(۱) کفار مکہ کی شدید مخالفت :(OPPOSITION OF NON BELIEVERS)

کوہ صفا پر دعوت حق کے اعلان کے ساتھ ہی مخالفتوں کا سیلاب امڈ پڑا۔ آپ ﷺ پر شدید مظالم ڈھائے گئے۔ آپ ﷺ کو نعوذ باللہ جادوگر، دیوانہ، مجنوں، پاگل اور شاعر کہا گیا تمسخر اور مذاق اڑایا گیا راستے میں کانٹے بچھائے گئے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو ناقابل بیان تکالیف دی گئیں لیکن آپ ﷺ نے کسی کے لئے بددعا نہ کی۔

(۲) ابوجہل کا رویہ: (ABOU JAHAL'S BEHAVIOUR)

ابوجہل آپؐ کی مخالفت میں سب سے آگے تھا۔ ایک راوی جس نے حضور ﷺ کو ذی المجاز کے بازار میں اسلام میں آنے کی دعوت دیتے ہوئے دیکھا۔ بیان کرتا ہے حضور ﷺ فرمارہے تھے لوگو لا الہ الا اللہ کہو نجات پاؤ گے پیچھے پیچھے ابوجہل تھا وہ آپ ﷺ پر خاک اڑا کر کہہ رہا تھا لوگو! اس شخص کی باتیں تمہیں اپنے مذہب سے برگشتہ نہ کر دیں۔ یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے دیوتاؤں، لات وعزیٰ کو چھوڑ دو۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ اس حالت میں اس کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ ابوجہل حضور ﷺ کو ایک گڑھے میں ڈالنا چاہتا تھا لیکن خود جا گرا اسے یقین تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اسے کوئی نہیں نکال سکتا۔ حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جا کر نکالا۔

(۳) مشہور دشمنان اسلام کو معافی: (FORGIVENESS TO ALL)

ابو سفیان، صفوان بن امیہ، حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی، ہندہ اور دیگر سینکڑوں دشمنان اسلام کو نہ صرف معاف کیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کی، ہندہ پکار اٹھی۔

''یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے سے ناپسندیدہ خیمہ کوئی میری نگاہ میں نہ تھا لیکن اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے سے زیادہ محبوب میری نگاہ میں کوئی اور نہیں۔''

(۴) ایک بدو کا واقعہ: (INCIDENT OF A BEDUIN)

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تلوار درخت سے لٹکائے ہوئے سو رہے تھے کہ ایک بدو کافر آیا۔ تلوار ہاتھ میں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگایا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ'' یہ سنتے ہی کافر کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تو اس سے انتقام لے سکتے تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بھی معاف کر دیا۔

(۵) اہل طائف کا ظلم وستم: (CRUELTY OF PEOPLE OF TAIF)

دعوت اسلام کے سلسلہ میں آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے اہلِ طائف نے نہ صرف آپ ﷺ کی بات سننے سے انکار کر دیا بلکہ شدید مخالفت کی اور آپ ﷺ کو انتہائی تکلیف واذیت پہنچائی گئی۔ سنگ باری سے پاپوش مبارک لہولہان ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ایک باغ میں پناہ لی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ ﷺ حکم دیں تو اہلِ طائف کو طائف کے دونوں پہاڑوں کے درمیان تہہ بالا کر دوں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''نہیں، ممکن ہے ان کی نسل سے اہلِ ایمان اٹھیں۔''

(۶) یہود مدینہ سے درگزر: (FORGIVENESS TO JEWS OF MADINA)

مدینہ کے یہودیوں نے آپ ﷺ کی شدید مخالفت کی۔ کفار مکہ سے گٹھ جوڑ کیا باوجود میثاق مدینہ کے غداری کا ثبوت دیا۔ آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ خیبر کے یہودیوں نے آپ ﷺ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپ ﷺ نے حتی الوسعی درگزر سے کام

(۳) قرآن مجید کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF QURAN)

احسان ایک اعلیٰ اور جامع صفت ہے۔ قرآن مجید میں اس کے بارے میں بکثرت ارشادات وارد ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل پ۱۴ آیت ۹۰)

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔“

اپنے حق سے کم وصولی کرنا مستحق کو اس کے حق سے زیادہ دینا ذاتی انتقام نہ لینا اور سب کی خیر خواہی کرنا، احسان ان سب کا مجموعہ ہے اس لئے قرآن حکیم میں احسان کا مقام عدل سے بلند کیا گیا ہے۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران۔۱۳۴)

ترجمہ: ”اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۝ (الاعراف۔56)

ترجمہ: ”اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔“

فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (ھود۔115)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

ان آیات سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ احسان تمام نیکیوں کی معراج ہے اور قرآن حکیم نے محسنین کے لئے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ اور احسان کا تقاضا یہ بھی ہے کہ دوسروں کے ساتھ ہمارا معاملہ کریمانہ اور فیاضانہ ہو۔

(۴) احسان از روئے احادیث: (IN THE LIGHT OF HADITH)

معلم قرآن رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی پاکیزہ تعلیمات اور ان قرآنی آیات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

☆ ان اللہ کتب الاحسان علی کل شئی O

”اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔“ (مسلم شریف)

☆ ”جس شخص کو پسند ہو کہ اللہ قیامت کی تکالیف سے اسے نجات دے تو وہ تنگ دست کو

مہلت دیا کرے اور مقروض کو معاف کر دیا کرے۔"

☆ "دوسروں سے حسن سلوک سے پیش آنا بھی احسان ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

☆ یہ نہ کہو کہ لوگ ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم احسان کریں گے اور زیادتی کرنے والوں کے ساتھ زیادتی کریں گے بلکہ احسان کا بدلہ بھی احسان سے دو اور برائی کا بھی۔"

(۴) اُسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احسان:

(EXCELLENT EXAMPLE OF PROPHET)

نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی ہمیں احسان سے عبارت نظر آتی ہے قبل از بعثت بھی آپؐ ہی اعلیٰ اخلاق کی بلندیوں پر فائز تھے۔ جس کی شہادت آپ ﷺ کی شریک حیات حضرت خدیجہؓ پہلی نزول وحی کے موقع پر دیتی ہیں۔ اعلان نبوت کے بعد مخالفین نے آپ ﷺ کا مذاق اڑایا۔ وہ کونسی ذہنی، جسمانی یا اعصابی تکلیف تھی جو آپ ﷺ کو نہ پہنچائی گئی ہو۔ سجدے کی حالت میں خانہ کعبہ کے اندر اونٹ کی غلیظ بھاری اوجھڑی ڈالی گئی۔ شعب ابی طالب میں نظر بند کیا گیا۔ اہلِ طائف نے ایک دن میں وہ ظلم کر دیا جو مکہ والے دس سال میں نہ کر سکے مخالفین نے آپ ﷺ کو اپنے آبائی وطن (مکہ) چھوڑنے پر مجبور کیا۔ قاتلانہ حملے ہوئے گھر سے بے گھر کیا گیا بیٹیوں کو طلاق دی نرینہ اولاد کے فوت ہونے پر طعنے دیئے گئے۔ مدینہ کی دس سالہ زندگی میں اندرونی سازشیں کی گئیں۔ پچاسی کے قریب جنگیں مسلط ہوئیں۔ دندان مبارک شہید کیئے گئے کھانے میں زہر دیا گیا۔ قلعے سے بھاری پتھر گرا کر شہید کرنے کی سازش کی گئی۔ لیکن افضل البشر خاتم الرسل ﷺ نے ان جرائم کے باوجود دشمن پر جب قابو پایا تو فرمایا

لا تثریب علیکم الیوم ۝ ترجمہ: "آج تم پر کوئی سزا نہیں۔"

اسی طرح ظلم و جبر میں پسی ہوئی اور گمراہی کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو اوج ثریا تک پہنچایا اور اسوہ حسنہ کے اس مختصر سے نقشے میں احسان کی روشن کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں غرض آپؐ کی ساری زندگی اور سارا پیغام پوری انسانیت کے لئے احسان کا ایک لافانی ولاثانی روشن مینار ہے کہ جس کی بناء پر خالق کائنات نے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ انبیاء: 107)

اسلامی کتب میں موجود ہے۔

(۶) تجارت میں عدل: (JUSTICE IN BUSINESS)

اس ضمن میں سب سے زیادہ زور ناپ تول میں پورا عدل کرنے پر دیا گیا ہے نیز ملاوٹ ذخیرہ اندوزی کو حرام قرار دیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ۝

ترجمہ: "پیمانہ سیدھا رکھو تول کم مت دو۔" (الرحمٰن:9)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

"ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو کم تولتے ہیں لوگوں سے لیتے ہوئے
پورا لیں اور دیتے وقت کم دیں۔"

تجارتی لوٹ کھسوٹ اور بدعنوانی قوم پر غضب الہی کو بھڑکاتی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جو زلزلہ سے تباہ ہوئی تھی اس فعل بد کی مرتکب تھی لہذا تجارت میں بھی عدل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

(۷) اقتصادی پالیسی میں عدل: (JUSTICE IN ECONOMIC POLICY)

اسلام عدل کا علمبردار ہے عصر حاضر میں اسلام کے تصور مساوات کو غلط رنگ دیکر اسے ایک مخصوص شیطانی نظام کے تحفظ کے لئے پیش کیا جاتا ہے لیکن معمولی سے معمولی عقل کا آدمی بھی یہ سمجھ رکھتا ہے کہ اسلام نے اقتصادی معاملات میں عدل کی تعلیم دی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر فرد کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق معقول معاوضہ ملنا چاہیئے ہر فرد کو قومی دولت سے استفادہ کرنے کا حق ہے اس کے ساتھ ساتھ اسلام اقتصادی معاملات میں عدل قائم کرنے کے بعد حصول دولت کے ناجائز ذرائع حرام قرار دیتا ہے، اسلام ارتکاز دولت کے خلاف ہے اور ایک ایسا اقتصادی فطری نظام پیش کرتا ہے جس میں معاشرے کا کوئی فرد بھی خوراک، لباس، پوشاک، تعلیم، علاج، نکاح، اور ذہنی سکون جیسی بنیادی ضرورت سے محروم نہیں رہتا۔

(۸) دشمنوں کے درمیان عدل: (JUSTICE AMONG ENEMIES)

اسلام دنیا کا واحد دین ہے جو کہ دشمنوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے بلکہ اس کی عملی مثالیں دور نبوی اور خلافت نبوی میں موجود ہیں۔ ہندومت، یہودیت، عیسائیت، بدھ

مت، زرتشت ہو یا دور جدید کی وحشی مغربی تہذیب ہو یا پھر خود ساختہ ترقی پسند دہریت ہو سب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ تمام نظام افراط وتفریط کا شکار ہیں انسانوں کے درمیان چیتے اور بھیڑیے کا سا رشتہ استوار کرتے ہیں انسانوں سے جانوروں جیسا سلوک کرنا ان نام نہادی فاتحین کا مشغلہ ہے۔ لیکن چشم فلک نے دشمنوں کے ساتھ عدل ہوتا آج تک نہیں دیکھا تھا۔

بدر کے قیدی ہوں یا فتح مکہ کے بعد دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں سب کے ساتھ عادلانہ بلکہ عدل سے بھی بڑھ کر احسان کا سا برتاؤ اسی پیغمبر اسلام کا شیوہ ہے کہ جس پر اہل یورپ اپنی درندگی چھپانے کے لئے آئے دن طرح طرح کے الزامات نکالتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دشمنوں کے ساتھ عدل کرنے کی تعلیم اسلام کا ایک خصوصی طرہ امتیاز ہے باقی تمام مذاہب اور نظریات اس میدان میں نظر ہی نہیں آتے۔

احسان کے معانی، مفہوم اور قرآن وسنت کی روشنی میں اہمیت بیان کیجئے۔

(۱) لغوی معنی: (LITERAL MEANING)

احسان کا لفظ ''حسن'' سے نکلا ہے اس کا مطلب ہے ''اچھا کرنا'' خوبصورت بنانا، ماہر ہونا، نیکی و بھلائی کرنا، اچھا سلوک کرنا، اور باطن کو ظاہر سے زیادہ پاکیزہ ہونا۔

(۲) اصطلاحی مفہوم: (TERM MEANING)

اصطلاحی معنی میں احسان اس عمل کو کہتے ہیں جو بہترین اور خوب ترین طریقے پر انجام دیا گیا ہو۔ خالق ومخلوق کے نزدیک پسندیدہ ہو احسان کا مقام عفوو درگزر اور عدل سے بھی بڑھ کر ہے احسان پوری انسانی زندگی پر محیط ہے۔

حدیث جبریل میں احسان کی جو تعریف کی گئی ہے وہ عبادت کے متعلق ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کر ایسے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے (اللہ کو) نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔

لئے کہا جائے تو عدل کا پہلو ہمیشہ سامنے رہنا چاہیئے۔ارشاد خداوندی ہے

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے کرو۔(نساء۔58)

☆ اگر مومنوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں عدل کے ساتھ صلح کرادیا کرو۔(الحجرات۔۲۶)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جو شخص دس آدمیوں پر بھی حاکم بنایا گیا وہ قیامت کے دن اس حالت میں پیش کیا جائے گا کہ اس کے ہاتھ گردن کی طرف ہوں گے یا تو پھر عدل کی بناء پر اس کے ہاتھ کھول دیئے جائیں گے یا بے انصافی کی بناء پر دوزخ میں گرے گا۔'' (بیہقی)

(۲) عدالتی معاملات میں عدل: (JUSTICE IN COURT MATTER)

عدل کی اگرچہ زندگی کے قدم قدم اور سانس میں ضرورت ہے لیکن عدالتی عدل سب سے زیادہ اہم ہے اسلام نے رشوت کو حرام اور جھوٹی گواہی کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ اس لئے قرار دیا کہ یہ عدل میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔

لہذا عدالتی کارروائی کے لئے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر تاکید کی گئی ہے اور اس میں بدعنوانی کو دنیا و آخرت کے لئے مہلک ترین قرار دیا ہے ظالم حاکم کے لئے جابجا وعیدیں موجود ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

(۳) اپنی ذات سے عدل: (JUSTICE TO ONE SELF)

اسلام میں اصلاح کا ہر قدم اپنی ذات سے شروع کیا جاتا ہے۔اس حوالے سے اپنی ذات سے عدل کرنا ازحد ضروری ہے اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

اے ایمان والو خود کو اور اپنے اہلِ خانہ کو آگ سے بچاؤ۔(التحریم۔6)

لہذا اپنی ذات سے عدل یہی ہے کہ انسان اپنا مقصد تخلیق پہچانتے ہوئے زندگی بسر کر کے دنیا و آخرت کی ناکامیوں سے بچے۔عبادت الٰہی، اطاعت نبوی اور خدمت خلق کو اپنا شعار بنائے۔

(۴) اہل خانہ سے عدل: (JUSTICE FOR FAMILY)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو۔"

اگر چہ گھریلو زندگی میں عدل کی سب سے زیادہ ضرورت اس کے لئے ہوتی ہے جس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تاہم ایک ہی بیوی کی موجودگی میں بیوی بچوں کے درمیان عدل سے کام لینا چاہیئے۔ رشتہ داریوں میں عدل کے تقاضوں کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

جو بھی بات کرو تو عدل کی کرو خواہ رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ (الانعام۔۸)

دوسری جگہ فرمایا

"اے ایمان والو انصاف کی حمایت میں کھڑے رہو اللہ کے لئے گواہ بنو خواہ اس میں تمہارا نقصان ہو ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا۔" (النساء۔۵)

(۵) دینی معاملات میں عدل: (JUSTICE IN RELIGIOUS MATTERS)

ملکی معاملات چلانے کے لئے اور معاشرے میں امن سکون اور ترقی کے لئے عدل کی ضرورت واہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کے تمام مفکرین نے اسے ایک بنیادی ضرورت قرار دیا ہے اسلام جس کا مقصد ہی دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود ہے اس نے بھی تمام مذاہب اور مفکرین سے کہیں بڑھ کر ایک عدل اجتماعی کا تصور پیش کیا اور پھر یہ تصور محض نظری یا علمی فلسفوں میں الجھ کر نہیں رہ گیا بلکہ دنیا میں کم وبیش ۱۰۰۰ ہزار سال تک عملی طور پر قائم رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے۔

وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ (شوریٰ:15)

"مجھے حکم ملا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔"

عادل حکمران قیامت کے روز اللہ کے دائیں جانب نور کے میناروں پر ہوں گے۔

عادل حکمرانوں پر قیامت کے دن عرش الٰہی کا سایہ ہوگا۔

اس کے علاوہ اسلام نے اپنے اجتماعی سیاسی معاشی معاشرتی غرض ہر نظام میں عدل کی روح کو پوری طرح برقرار رکھا اور ایک مکمل قابل عمل اصلاحی پروگرام پیش کیا جو قانون فقہ اور دیگر

☆ ''امام عادل قیامت کے روز اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور میرے زیادہ قریب ہوگا اور بے انصاف و بے رحم حاکم اللہ کا مغضوب اور مجھ سے دور ہوگا۔''

ان ارشادات کی روشنی میں معاشرے کے لئے عدل وانصاف کی اہمیت وضرورت کھل کر سامنے آرہی ہے کوئی معاشرہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ پورے معاشرے کی جان اور ہر فرد کی بنیادی ضرورت ہے کہ اسے بے لاگ عدل مہیا کیا جائے۔

(۵) عدل اور اُسوہ حسنہ:

(JUSTICE & EXCELLENT EXAMPLE OF PROPHET)

ان ارشادات الٰہی اور ارشادات نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روشنی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اسوہ حسنہ کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

☆ ''ایک صحابی مسجد میں سو رہے تھے کسی شخص نے ان کی چادر چرالی ان کی آنکھ کھلی اور انہوں نے چور کو پکڑا اور حضور ﷺ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ملزم کو طلب فرمایا اس نے اعتراف جرم کیا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس صحابیؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسے معاف کیا آپ ﷺ نے فرمایا پہلے کیوں نہ معاف کیا اب سزا مل کر رہے گی۔'' (قطع السارق سنن نسائی)

☆ ''بنی مخزوم کی فاطمہ نامی عورت چوری کے الزام میں پکڑی گئی تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نہایت ہی عزیز اور پیارے صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ملزمہ کی سفارش کی تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا۔

''اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔''

☆ ''اگر کسی شخص کی جان مال عزت کو میری وجہ سے صدمہ پہنچا ہو تو وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے یعنی آپ ﷺ خود کو تمام تر اخلاقی رفعتوں کے باوجود قانون کی عدالت میں پیش کر رہے ہیں۔ اس طرح خلفاء راشدین کے دور میں عدل وانصاف کے وہ سنہری اور بے مثال نظائر سامنے آتے ہیں کہ جس کی تاریخ عالم کوئی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔

(۶) عدل تمام کائنات کی جان ہے:

(JUSTICE THE SOUL OF UNIVERSE)

خالق کائنات نے اپنی کائنات کے متعلق ارشاد فرمایا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُکَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی

"اس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ وہ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور وہ لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور اس نے کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چل رہا ہے ایک مقررہ وقت تک۔" (سورہ الزمر:5)

گویا عدل روح کائنات ہے اس کائنات میں ہر طرف عدل اور توازن ہمیں نظر آتا ہے یہ شمس وقمر، نجوم وکواکب سیارے کہکشائیں یہ اجرام فلکی ذرہ برابر بھی اپنے مدار سے ہٹیں تو کرہ ارض تباہ ہو جائے۔ موسموں کا مقررہ وقت پر آنا جانا، فصلوں اور پھلوں کا مقررہ وقت پر پکنا، چاند و سورج کا طلوع اور غروب ہونا بارشوں اور ہوا کا مقررہ وقت پر چلنا ہر چیز کا مقررہ انداز سے پیدائش اور پرورش کا ہونا یہ سب کچھ نظام کائنات کے عدل کا اظہار ہے۔

(۷) انسانی جسم کی مثال: (EXAMPLE OF HUMAN BODY)

تخلیق میں عدل کے لئے ایک اہم اور قریبی مثال انسانی جسم کی ہے ہمارے جسم کا تمام اندرونی و بیرونی نظام عدل پر مبنی ہے اگر اعضاء بدن اپنے دائرہ عمل میں اعتدال وتوازن کے ساتھ اپنے فرائض انجام نہ دیں تو کیسی کیسی تکالیف میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب معاشرہ میں عدل وانصاف نہ ہوگا تو پورا معاشرہ ظلم سے بھر جائے گا مصائب وآلام اور دکھ ہی دکھ ہوں گے۔

مختلف شعبہ ہائے زندگی میں عدل کی اہمیت بیان کریں۔

(۱) اپنی ذات سے عدل (۲) اہل خانہ سے عدل (۳) فریقین کے درمیان عدل (۴) عدالتی معاملات میں عدل (۵) ریاستی معاملات میں عدل (۶) تجارت میں عدل (۷) اقتصادی پالیسی میں عدل (۸) دشمنوں کے ساتھ عدل

(۱) فریقین کے درمیان عدل: (MUTUAL JUSTICE)

جب کسی کو کسی تنازعہ میں منصف بنا دیا جائے یا فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے کے

ترجمہ: ''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔''

(۵) احسان جتلانے کی ممانعت:

(PROHIBITION OF REMINDING FAVOUR)

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُبۡطِلُواْ صَدَقَٰتِكُم بِٱلۡمَنِّ وَٱلۡأَذَىٰ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو۔'' (سورۃ البقرہ: 264)

مندرجہ بالا آیت احسان کی اصل روح ہے جس طرح حسد کرنے سے نیکیاں جل جاتی ہیں اسی طرح احسان جتانے سے اللہ کے نزدیک اسکا اجر ختم ہو جاتا ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی اس کا اجر ختم ہو جاتا ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا لہذا احسان جتلانے سے اس کی ساری اہمیت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ احسان جتانے والا ریاکاری پر اتر آتا ہے اور ریاکار کی بھی کوئی نیکی قبول نہیں کی جاتی ۔ درحقیقت دنیا میں انسان کا اپنا وجود ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے بھلا جس کا وجود بھی اپنا نہ ہو وہ دوسروں کو کیا دے سکتا ہے اس لئے اگر کوئی کسی پر احسان کرے تو اسے سمجھنا چاہیئے کہ یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہوا۔ لہذا احسان جتلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

احسان کی مختلف صورتیں بیان کریں۔

(۱) حقوق اللہ میں احسان (۲) حقوق العباد میں احسان

(۱) حقوق اللہ میں احسان: (RIGHTS (DUTIES) TO ALLAH)

ہمارا وجود اور اس کی تمام صلاحیتیں اللہ کی عطاء کردہ ہیں۔ بقولِ شاعر

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بھلا بندہ اللہ پر کیا احسان کر سکتا ہے لیکن اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کو حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے کمال شفقت و ربوبیت کا اظہار کرتے ہوئے بندے کی فرماں برداری اور اس کی راہ میں مال خرچنے کو احسان سے تشبیہ دی۔ لہذا ایمان اور عمل صالح کو اللہ پاک نے احسان

قرار دیا ہے گویا حقوق اللہ میں احسان یہ ہے کہ اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ کے حکم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر پورا کرنے کا نام ہے۔

(۲) حقوق العباد میں احسان: (DUTIES TO HUMANS)

(۱) والدین سے حسن سلوک (۲) رشتہ داروں سے حسن سلوک (۳) قصوروار کو معاف کرنا (۴) مستحق کو پورا حق دینا (۵) مقروض کو مہلت دینا (۶) ضرورت مندوں کی امداد (۷) تنگ دلی سے اجتناب (۸) محسن سے حسن سلوک (۹) دشمنوں اور غیر مسلموں سے اچھا برتاؤ۔ (۱۰) ظالم ومظلوم کی مدد۔

(۱) والدین سے حسن سلوک:

(EXCELLENT BEHAVIOUR WITH PARENT'S)

خدا کے بعد سب سے بڑا درجہ والدین کا ہے۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (البقرہ پ:83)

:"اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔"

لہذا انسان کے حسنِ سلوک کی اولین مستحق اس کے ماں اور پھر باپ ہیں۔

(۲) رشتہ داروں سے حسنِ سلوک:

(EXCELLENT BEHAVIOUR WITH RELATIVES)

اہل خانہ اور رشتہ داروں سے بہتری ودرگزر اور حسنِ سلوک سے پیش آنا احسان کی ایک قسم ہے۔ قرآن حکیم میں سورہ نساء آیت نمبر ۳۶، البقرہ ۲۱۵، ۱۷۷، ۲۷ اور ۸۳ سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۲۳ اور سورۃ بنی اسرائیل میں رشتہ داروں اور اہلِ خانہ سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"کہ جو شخص طویل زندگی اور رزق میں فراخی چاہتا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔"

(۳) قصوروار کو معاف کرنا: (FORGIVING A CRIMINAL)

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

ترجمہ: ''وہ (مومن) غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ محسنوں کو پسند فرماتے ہیں۔ (آل عمران:134)

''برائی کا بدلہ نیکی سے دینے پر دشمن بھی دوست بن جاتا ہے۔''

(۴) مستحق کو پورا حق دینا:

(GIVING DUE RIGHTS TO DESERVING)

روزمرہ کے معاملات میں ہر مستحق کو اس کا پورا پورا حق ادا کرنا بھی احسان ہے اور اس میں کمی کرنا ظلم ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ

میری امت کا غریب انسان وہ ہے جو ڈھیروں نیکیوں کے باوجود بھی جہنم میں جائے۔ کیونکہ قیامت کے دن اس کی نیکیاں حق داروں کو دے دی جائیں گی اور حق داروں کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں ڈال کر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(۵) مقروض کو مہلت : (TIME GIVEN TO A BORROWR)

کسی تنگ دست مقروض کو مہلت دینا احسان کا اونچا درجہ ہے دنیا میں اسلام ہی وہ واحد ضابطہ حیات ہے جس میں سب سے پہلے اس امر کی طرف توجہ دلائی چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ

ترجمہ: ''اور اگر تنگ دست ہو تو فراخی تک مہلت دو اور اگر خیرات کر دو تو تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔'' (البقرۃ:280)

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ

''ایک شخص کی اللہ پاک نے اس بناء پر بخشش کر دی کہ وہ پہلے مقروض کو مہلت دیتا اور پھر معاف کر دیا کرتا۔''

(۶) ضرورت مندوں کی امداد: (HELP OF NEEDY)

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذریت:19)

ترجمہ: ''اور مومنوں کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کا بھی حق ہے۔''

لہٰذا مساکین اور حاجت مندوں کی مالی اور اخلاقی مدد کرنا بھی احسان کے زمرے میں آتا ہے۔

(۷) تنگ دلی سے اجتناب: (AVOIDING MISERLINESS)

احسان کا تقاضا یہ ہے کہ مومن میانہ روی اختیار کرے۔ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ فراخ دل، فراخ ذہن اور فراخ دست ہونا بھی احسان کی ایک قسم ہے بخیل، تنگ نظر، تنگ دل اور تنگ ذہن احسان کے بالکل برعکس ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْاo "آسانی پیدا کرو تنگی پیدا نہ کرو۔"

بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْاo "خوشخبری سناؤ نفرتیں نہ پھیلاؤ۔"

اور پھر ارشاد فرمایا کہ

"نرمی ہر شے کی زینت میں اضافہ کرتی ہے۔"

(۸) محسن سے حسن سلوک:

(GOOD BEHAVIOUR TO YOUR WELL WISHER)

قرآن مجید کا ایک مستقل قاعدہ یہ ہے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن:60)

ترجمہ: "نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں۔"

یہ قرآن مجید کا ایک ذریں اصول ہے اس سے نیکی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے باہمی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اخوت، مساوات محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۹) دشمنوں اور غیر مسلموں سے اچھا برتاؤ:

(GOOD BEHAVIOUR NON-MUSLIM)

اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس میں دشمنوں اور غیر مذہب کے لوگوں سے بھی حسن سلوک کی تاکید کی۔ ہندومت یہودیت اور عیسائیت میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا مال و اسباب لوٹنے پر کوئی پابندی نہیں لیکن اسلام نے آکر اعلان کیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ترجمہ: "ہم نے بنی آدم کو محترم بنایا۔" (بنی اسرائیل:70)

(۱۰) ظالم ومظلوم کی مدد: (HELP OF SUFFERING PEOPLE)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْمًا O

ترجمہ: ''اپنے بھائی کی مدد کر خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔''

احسان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مظلوم کو ظلم سے نجات دلائی جائے اور ظالم کو جہنم کے ایندھن سے بچایا جائے اسے ظلم سے روکا جائے۔ لہذا خاتمہ ظلم، قیام، عدل کے ضمن میں کی گئی تمام کوششیں احسان کے زمرے میں آتی ہیں۔

(۱۱) احسان کی اہمیت: (IMPORTANCE OF FAVOUR)

احسان عدل سے ایک زائد چیز ہے اس کی اہمیت عدل سے بھی زیادہ ہے اسلامی معاشرے کی بنیاد عدل پر رکھی جاتی ہے اور احسان اس کا نقطہ عروج ہے۔ عدل سے معاشرہ ظلم اور حق تلفی سے پاک ہوتا ہے جبکہ احسان معاشرے میں خوشگوار، صحت مند فضاء قائم کرتا ہے۔ ایثار، اخلاص ،محبت و یگانگت، خیر خواہی وشکر گزاری اور نرمی یہ سب کچھ احسان کی بدولت میسر آتے ہیں اجتماعی زندگی میں لطف وحلاوت اور سکون پیدا ہوتا ہے اور تمام اخلاقی اقدار کو نشو ونما حاصل ہوتی ہے۔

احسان کے فوائد وثمرات قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیجئے۔

(۱) اجر عظیم کا وعدہ: PROMISE OF GREAT REWARD

احسان کرنے والوں کے لئے اللہ پاک نے اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے ارشاد فرمایا۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران:172)

ترجمہ: ''جنہوں نے احسان وتقویٰ اختیار کیا ان کیلئے اجر عظیم ہے۔''

(۲) صفت الٰہی: (ANTTRIBUTE OF ALMIGHTY)

احسان صفت الٰہی ہے اور انسان کو اللہ کا خلیفہ ہونے کے ناطے اس صفت کو اپنانا چاہیئے تاکہ فرائض خلافت بخیر وخوبی انجام پا سکیں۔

(۳) اسلامی معاشرہ کی روح: (SOUL OF ISLAMIC SOCIETY)

احسان اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اس سے باہمی خلوص و محبت پیدا ہوتی ہے۔ بغض وحسد کی جگہ ایثار وقربانی اور تعاون و ہمدردی میسر آتی ہے دوست خیر خواہ بن جاتے ہیں دشمن دوست بن جاتے ہیں۔ بدامنی اور فساد کا خاتمہ ہو جاتا ہے معاشرہ جنت نظیر بن جاتا ہے اس لئے ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل:90)

ترجمہ: ''اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔''

(۴) نعمتوں کی فراوانی: (ADITION / INCREASE IN BLESSINGS)

احسان نعمتوں کے اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ جب کوئی انسان دوسرے پر احسان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر احسان فرماتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (قصص:77)

ترجمہ: ''تو بھی لوگوں پر احسان کر جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔''

(۵) محبت وقربت الٰہی کا ذریعہ: (MEANS TO GET ALLAH'S LOVE)

احسان ایک ایسی نیکی ہے جس سے انسان محبت وقربت الٰہی کی منازل بڑی تیزی سے طے کر کے اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہو جاتا ہے اور قربت ومحبت جنت سے بڑی نعمت ہے۔

خدمت خلق

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہربان ہو گا عرشِ بریں پر

خدمت خلق کے معانی ومفہوم اور فضیلت واہمیت بیان کریں۔

(۱) معنی ومفہوم: (MEANING & DEFINITION)

مل جل کر رہنا انسان کی فطرت میں شامل ہے اور اس فطری جذبے کی تکمیل کے لئے باہمی امداد اور خدمت خلق بے حد ضروری ہے کسی غرض صلہ یا خوف ولالچ کے بغیر انسانیت کی بنیاد پر دوسروں کے کام آنا خدمت خلق کہلاتا ہے بشرطیکہ اس میں صرف اور صرف رضائے الٰہی مقصود ہے۔

(۲) اہمیت وفضیلت: (IMPORTANCE AND BENEFITS)

اسلام ایک فطری دین ہے اپنے اخلاقی اور قانونی نظام حیات کی بنیاد اس نے مخلوق کی فلاح و بہبود اور بے لوث خدمت پر رکھی ہے اسلام انسانیت کے لئے ایک صحت بخش متوازن اور عالمگیر فلاح و بہبود اور خدمت کا پروگرام پیش کرتا ہے اور اس میں صرف اور صرف انسانیت کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

اہل ایمان کی بے لوث، پر خلوص اور عظیم، جذبہ خدمت خلق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۝

ترجمہ: ''ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں نہ کہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔'' (سورہ الدھر:9)

یہ دراصل اہلِ ایمان کا ایک قول نقل کیا جا رہا ہے کہ جب وہ مخلوق کی خدمت کرتے ہیں تو ان کا مقصود و مطلوب صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے نہ ووٹ نہ کرسی نہ لیڈری نہ شہرت اور نہ ہی کوئی اور مادی یا ذاتی ستائش و منفعت مطلوب ہوتی ہے۔ بقول شاعر۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئیں دنیا میں انساں کے انساں

(حالی)

غرض اسلامی نقطہ نظر سے خدمت خلق، دین و ایمان اور عبادت کا تقاضہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک زاہدہ عابدہ خاتون کو اللہ پاک نے اس لئے دوزخ میں ڈالا کہ اس نے ایک بلی کو بھوکا پیاسا رکھ کر مارا تھا اور ایک طوائف کو بخش دیا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔

جس دین میں جانوروں کی خدمت کا یہ مقام ہے انسانیت کی خدمت کا کیا مقام ہوگا۔

(۳) قرآن مجید کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF QURAN)

قرآن مجید بنی نوع انسان کی بھلائی اور فلاح کے لئے نازل ہوا اور خدمت خلق کے فطری زریں اور قابل عمل اخلاقی و قانونی احکامات دیئے مثلاً قصاص کے متعلق فرمایا

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّاُولِي الْاَلْبَابِ (البقرة:179)

ترجمہ: ''اے صاحبان عقل تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا

ترجمہ: ''جس کسی نے قصاص یا جرم فساد کے علاوہ کسی کو ناحق قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا جس کسی نے کسی کی زندگی بچائی۔ تو اس نے تمام انسانوں کو زندگی دی۔'' (المائدہ۔۳۲)

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ۔83)

ترجمہ: ''اور لوگوں سے خوش اسلوبی سے بات کرو۔''

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

ترجمہ: ''اور آپس میں مال ناحق مت کھاؤ۔'' (البقرۃ۔188)

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (النور۔2)

ترجمہ: ''زانیہ عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔''

ان آیات میں اسلام نے مخلوق کی جان و مال اور عزت کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہوئے خدمت خلق کی عظیم عمارت کا ایک مضبوط سنگِ بنیاد رکھا دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام نے صرف زبانی جمع خرچ پر زور نہیں دیا بلکہ عملی طور پر وہ معاشرہ قائم کر کے دیا کہ جسے بجا طور پر خدمت خلق کی معراج (Climax) قرار دیا جا سکتا ہے۔

(۴) حدیث کی روشنی میں:۔ (IN THE LIGHT OF HADITH)

حدیث قرآن کی عملی تفسیر ہے قرآن نے خدمت خلق کا جو نقشہ کھینچا ہے اس میں عمل کا رنگ دنیا کی پہلی اسلامی مملکت میں ملتا ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ نے موجودہ نام نہاد ''مہذب'' معاشرہ سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے عملی طور پر قائم کی جس کی بنیادی ''اینٹ'' حضور ﷺ کا یہ قول ہے۔

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسِ O

ترجمہ: ''بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔''

اسلامی نقطہ نظر سے خدمت خلق کی بنیاد رنگ، نسل، مذہب، ذات پات اور نام پر نہیں بلکہ انسانیت پر ہے۔

دوسری جگہ فرمایا

"دین خیر خواہی کا نام ہے پوچھا گیا کس کی خیر خواہی فرمایا اللہ اور اس کے رسول قائدین مسلم اور عوام الناس کی۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ صِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ٥

اے لوگو! ایک دوسرے کو سلام کرو۔ لوگوں کو کھانا کھلاؤ صلہ رحمی کرو اور جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (مشکوۃ)

مزید فرمایا

☆ "راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا صدقہ ہے اور بھولے بھٹکے یا اندھے کو راستہ بتانا بھی ثواب ہے۔" (مسلم)

☆ "مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ ہی مشکل وقت میں اسے اکیلا چھوڑتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔" (مسلم)

☆ "جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے جو اپنے بھائی کی مصیبت دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ آخرت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کر دیتا ہے جو کسی کی عیب پوشی کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی کرے گا۔" (ابوداؤد)

☆ "اپنے بھائی کے استقبال میں مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔"

☆ "مومنوں کی باہمی محبت نرمی اور شفقت کی مثال ایک جسم کی مانند ہے اگر کسی ایک حصے کو تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔"

ان تمام احادیث کا ایک ایک لفظ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار اور مخلوق کی غیر مشروط اور غیر محدود فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔"

(۵) جانوروں سے حسن سلوک: (KINDNESS TO ANIMALS)

خدمت خلق کا دائرہ بہت وسیع ہے چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک تمام مخلوق اس میں آ جاتی ہے اسلام نے جانوروں کو بھوکا پیاسا رکھنے طاقت سے زیادہ کام لینے سے منع کیا ہے۔

جانوروں کو آپس میں لڑانا تکلیف دے کر ذبح کرنا ان کا مثلہ کرنا (لاش کی بے حرمتی کرنا) ممنوع قرار دیا اور فرمایا۔"

"بھوکے جانور کو کھلانا پلانا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔"

خدمت خلق کی اقسام یا مختلف صورتیں بیان کریں۔

ویسے تو خدمت خلق کا دائرہ پوری انسانیت پر محیط ہے لیکن ذیل میں اس کی اہم اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) ایثار و قربانی (۲) حقوق و فرائض کی ادائیگی (۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر (۴) رفاہ عامہ کے کام (۵) مادی اور روحانی خدمت۔

(۱) ایثار و قربانی: (SACRIFICE)

ایثار و قربانی خدمت خلق کا سب سے بڑا اور ضروری شعبہ ہے اپنی ضروریات اور آرام کو قربان کر کے دوسروں کے کام آنا اسلام کا نقطہ مقصود اور انسانیت کی معراج ہے مومنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ترجمہ: "مومن اپنے اوپر اوروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ خود حاجت مند ہی کیوں نہ ہوں۔" (سورۃ حشر: 9)

اسوہ حسنہ اور اسوہ صحابہ و بزرگان دین اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

(۲) حقوق و فرائض کی ادائیگی: (PERFORMING DUTIES)

اپنے تمام اخلاقی اور قانونی فرائض فراخ دلی سے ادا کرنا اور حقوق کی وصولی میں عدل واحسان سے کام لینا بھی خدمت خلق کا حصہ ہے اس میں حقوق اللہ کی ادائیگی بھی شامل ہے کیونکہ عدل واحسان کے ساتھ ان حقوق و فرائض کی ادائیگی اور وصولی معاشرے میں خوشحالی، امن اور سکون پیدا کرتی ہے جس سے پورا معاشرہ فلاح و بہبود حاصل کرتا ہے۔

(۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

(COMMANDING GOOD & FORBIDING EVIL)

یہ خدمت خلق کی سب سے اعلیٰ ترین صورت ہے اور طریقہ نبوی ﷺ کے عین

مطابق ہے یعنی مخلوقات کو دنیا و آخرت کی ناکامی سے بچانے کے لئے نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے اور اس کے لئے ریاستی سطح پر اسلامی نظام حکومت قائم کیا جائے کیونکہ یہ اسلامی حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

"تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کے فائدے کے لئے بنایا گیا نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ (آل عمران:110)

(۴) رفاہ عامہ کے کام:(MATTERS OF PUBLIC WELFARE)

اسلامی نقطہ نظر سے انہیں صدقہ جاریہ بھی کہا جاتا ہے اس کا مقصد ہے ایسے کام کئے جائیں جس سے تمام مخلوق کو فائدہ پہنچے۔ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ پانی کا نظام کرنا، کسی کو صحیح مشورہ دینا، راستے کا پتہ دینا۔ معذوروں کی مدد کرنا، غرض ہر جائز مشکل میں کسی کی مدد کرنا سب کچھ اس میں شامل ہے اور اگر یہ تمام کام صرف رضائے الٰہی کے لئے کئے جائیں تو انہیں خدمت خلق کہا جاتا ہے۔

(۵) مادی اور روحانی خدمات: (MATERIAL & SPIRITUAL SERVICES)

کسی کی جائز مادی ضروریات پوری کرنا یا کسی گمراہ یا متلاشی حق کی راہنمائی اور تربیت کرنا بھی خدمت خلق میں شامل ہے اسی طرح مصائب و آلام مثلاً زلزلے، قحط، سیلاب، وبا، طوفان اور جنگوں میں گھری ہوئی انسانیت کی مدد کرنا خدمت خلق کی مختلف صورتیں ہیں۔

خدمت خلق اور غیر مسلم

(SERVICE OF MANKIND & NON-BELIVERS)

بعض غیر مسلم بالخصوص عیسائیوں، اسلام کے خلاف اندھا دھند اور متعصبانہ پروپیگنڈا کرتے ہیں اور اسلامی نظریہ خدمت پر کیچڑ اچھالتے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے بلکہ یہ لوگ خود خدمت خلق کی آڑ میں اپنی مختلف انجمنوں کے ذریعے انسانیت کو تعصب، خود غرضی اور گمراہیوں کے جہنم میں دھکیل کر اپنے مذموم مقاصد پورے کرتے ہیں اور اپنا زہریلا لٹریچر پھیلاتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلام خدمت خلق کے میدان میں مسلم یا غیر مسلم کا امتیاز تو ایک طرف انسانوں اور جانوروں میں بھی فرق روا نہیں رکھتا بلکہ جملہ مخلوقات کی غیر مشروط بے لوث اور مخلصانہ خدمت پر زور دیتا ہے۔

رہی یہ بات کہ غیر مسلم سائنس دان ڈاکٹرز وغیرہ جو اپنے علاج اور ایجادات کے ذریعے انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اسلامی نقطہ نظر سے ان کی جزا اسی دنیا میں دولت، شہرت، عزت، ایوارڈ، اعزازات یا نوبل پرائز کی صورت میں دے دی جاتی ہے۔ کیونکہ یہی کچھ ان کا مطلوب و مقصود ہوتا ہے جو کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے آخرت میں ایسے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ

”جو لوگ کافر ہوئے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا ہو وہ اپنے کئے کا کچھ پھل نہ پا سکے گا۔“

(سورہ ابراہیم، آیت ۱۸)

دوسری جگہ فرمایا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ڮ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

”جو لوگ اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوش نمائیوں کے طالب ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں دے دیتے ہیں اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی لیکن آخرت میں ان کے لئے صرف آگ ہے جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب کچھ ملیا میٹ ہو گیا اور ان کا کیا دھرا محض بے حقیقت ہے۔“ (سورۃ ہود۔ ۱۶،۱۵)

خدمت خلق کے فوائد و ثمرات لکھیئے۔

(QUOTE THE BENEFITS OF SERVICE OF MANKIND)

خدمت خلق ایک ہمہ گیر اور عالمی عبادت ہے اس کے فوائد و ثمرات بھی آفاقی اور لافانی ولاثانی ہیں۔

(۱) رضائے الٰہی کا حصول:

(MEANS TO ACHIEVE WILL OF ALLAH)

خدمت خلق کا یہ ثمر جنت سے بھی زیادہ قیمتی ہے عبادت سے صرف جنت ملتی ہے اور خدمت سے خدا ملتا ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق خدمت خلق رضائے الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

(۲) اُسوہ حسنہ پر عمل:

(FOLLOWING THE EXAMPLES SET BY PROPHET)

خدمتِ خلق کا یہ فائدہ پہلے فائدہ سے کسی طرح بھی کم تر نہیں بلکہ صرف اسی خدمت خلق پر رضائے الٰہی کا حصول میسر ہوگا جو اسوہ حسنہ کے مطابق ہوگا لہذا خدمت خلق سے اسوہ حسنہ پر عمل کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) گناہوں کا کفارہ:

(AN ALTERNATE (EXPIATION) OF SINS)

خدمت خلق انسان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے کیونکہ قرآن کا ایک مستقل قاعدہ ہے۔

إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود۔114)

ترجمہ: ''نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔''

(۴) محبوب خلق: (BELOVED BY ALL MANKIND)

خدمت خلق کا خوگر تمام مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے اس کی عزت وقار میں اضافہ ہوتا ہے مصیبت کے وقت لوگ اس کی مدد کرتے ہیں ایسا شخص بارسوخ اور ہر دلعزیز ہوتا ہے بلکہ اسے منصب قیادت بھی نصیب ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ اقامت دین کا کام کر کے عنداللہ اور عندالخلوق ماجور و محبوب ہوتا ہے کیونکہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ ۝

ترجمہ: ''قوم کا خادم ہی اس کا سردار ہوتا ہے۔''

اسی طرح مولانا روم فرماتے ہیں۔ ''ہر کہ خدمت کرو اور مخدوم شدہ'' جو سب کی خدمت کرتا ہے۔ وہ مخدوم (جس کی خدمت کی جائے) بن جاتا ہے۔''

قرآن وسنت کی روشنی میں عائلی زندگی کا مفہوم اس کی اہمیت بیان کریں۔

(DESCRIBE THE MEANING & IMPORTANCE OF FAMILY LIFE IN THE LIGHT OF QURAN & SUNNAH)

عائلی عربی لفظ ہے جو خاندان کے معنی میں آتا ہے۔ انگریزی میں اسے Family کہتے ہیں عموماً خاندان میں میاں بیوی اور بچے شامل ہوتے ہیں یعنی عائلی زندگی سے مراد گھر کے ان تمام افراد کی زندگی ہے جو والد، والدہ اور بچوں پر مشتمل ہوتی ہے یہ معاشرے کا سب سے زیادہ اہم اور ضروری ادارہ ہے۔

(ا) عائلی زندگی کی اہمیت: (IMPORTANCE OF FAMILY LIFE)

گھر تربیت کا بنیادی یونٹ شمار ہوتا ہے ایک جوڑا اور بچے اس کے افراد ہوتے ہیں۔ والدین بچوں کی پرورش کرتے ہیں انہیں زندگی کے آداب سکھاتے ہیں غرض ان کی تربیت بھی گھر پر ہی ہوتی ہے بچہ زیادہ وقت گھر پر گزارتا ہے اس لئے ان کی زندگی پر گھر کے اثرات کا نقش بہت گہرا ہوتا ہے اور یہی نقوش ساری عمر اس کی سیرت وکردار سے پیدا ہوتے رہتے ہیں اس لئے اسلام نے گھر کو بسانے کے میاں بیوی کے حقوق پر زور دیا ہے تاکہ خاندان کی زندگی میں حسن ونکھار پیدا ہو اور میاں بیوی اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیں اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ O

"تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے۔"

عائلی زندگی کے استحکام کی خاطر طلاق کی سختی سے ممانعت کی ہے۔

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ O

"جائز کاموں میں سب سے بری طلاق ہے۔" (ابوداؤد)

ماں باپ کو بچوں کی تربیت پر خاص توجہ دینی چاہیئے۔ یہی بچے معاشرے کے افراد بنتے ہیں اور کل ملک وقوم کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہیں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

"باپ کا اپنے بچے کو کوئی ادب سکھانا ایک صاع (تقریباً پورے چار سیر) غلہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے اہل وعیال جھگڑا

کریں گے سربراہ سے کہیں گے اے اللہ اس سے پوچھ ہم ناواقف تھے اس نے ہمیں حرام کھلایا اور جو پالنے کی ذمہ داریاں اس کے ذمہ تھیں اس نے پوری نہ کیں ہمیں ناواقف رکھا۔"

اسلام نے میاں بیوی کے تفصیلی احکامات بتائے ہیں والدین اور اولاد کے حقوق بھی بتا دیئے ہیں تاکہ خاندان کی ذمہ داریوں میں کوئی خلل نہ پڑے۔ اس طرح اسلام خاندان کی اہمیت خاص زور دیتا ہے اور اس یونٹ کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا ہے تاکہ اس کے ارکان کی تربیت بہتر سے بہتر ہو۔

آج مغرب میں خاندان کا ادارہ کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے ایک جوڑا ایک عارضی مدت کے لئے اپنے تعلقات استوار کرتا ہے اور جب چاہتا ہے چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لیتا ہے بچوں کی عدم ولادت کے لئے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کیا جاتا ہے کچھ افراد اس ذمہ داری کو قبول بھی کر لیتے ہیں تو بچوں کو نرسری ہوم (Nursery Home) میں داخل کر دیا جاتا ہے بوڑھے والدین کو (Old Home) میں بھیج دیا جاتا ہے اور جوڑا جوانی کے ایام ادھر ادھر گزارتا پھرتا ہے۔ اسلام نے اس کے افراد کو ایک رسی میں باندھ دیا ہے اور ہر ایک کے الگ الگ حقوق بتا دیئے ہیں عائلی زندگی کی اہمیت کے سلسلے میں قرآن و سنت کے مندرجہ ذیل احکامات قابلِ غور ہیں۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا
وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً

ترجمہ: "تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ (النساء: 1)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً

ترجمہ: "اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیوی بچے بھی دیئے۔" (الرعد: 38)

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (النور: 32)

ترجمہ: "اور تم میں جو بے نکاح ہوں تو ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اس طرح)

تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے اس (نکاح) کے لائق ہو اس کا بھی۔"

اسی آیت میں آگے کہا گیا ہے "اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالی وسعت والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

(۲) حدیث کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF AHADITH)

☆ اے نوجوانوں! تم میں سے جو اسباب جماع کی قدرت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور شرم گاہوں کی حفاظت رکھتا ہے۔ (بخاری)

☆ بہت بچے جننے والی عورت سے شادی کرو اور نسل بڑھاؤ اس لئے کہ میں قیامت کے دن تمہاری وجہ سے فخر کروں گا۔ (بحوالہ ابن کثیر۔ جلد ۳)

☆ بندے نے جب نکاح کر لیا تو اس نے نصف دین پورا کر لیا۔ (مشکوۃ کتاب النکاح)

☆ میں نکاح کرتا ہوں پس جو میرے طریقے سے منہ موڑے وہ مجھ میں سے نہیں۔ (بخاری)

☆ "انسان کے میزان عمل میں جو چیز سب سے زیادہ (وزن) دار ہوگی وہ اس کے خاندان پر کیا ہوا خرچ ہوگا۔" (کنز العمال)

عائلی زندگی کے مقاصد بتائیے۔

(OBJECTIVES OF FAMILY LIFE)

(۱) عفت و عصمت: (CHASTITY INNOCENCE)

عائلی زندگی کا سب سے بڑا مقصد، عفت و عصمت اور ناموس و آبرو کی حفاظت ہے قرآن و سنت کی رو سے نکاح جوہر عصمت کا بہترین محافظ ہے قرآن پاک میں نکاح کو احصان سے تعبیر کیا گیا ہے حص قلعہ کو کہتے ہیں اور احصان کے معنی قلعہ بندی کے ہیں جو مرد نکاح کرتا ہے وہ محصن ہے گویا وہ ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے اور جس عورت سے نکاح کیا جاتا ہے وہ محصنہ ہے یعنی اس قلعہ کی حفاظت میں آ گئی جو نکاح کی صورت میں اس کے نفس اور اس کے اخلاق کی حفاظت کے لئے تعمیر کیا گیا۔ قرآن حکیم میں کہا گیا ہے۔

اور ان عورتوں کے سوا عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں اس طرح کہ تم اپنے مالوں کے ذریعے

ان سے نکاح کرلو۔ بشرطیکہ (نکاح) مقصود عفت قائم رکھنا ہو نہ کہ شہوت زنی۔" (النساء۔۲۵)

(۲) مودت ورحمت: (LOVE & BLESSING)

دوسرا مقصد مودت ورحمت ہے چونکہ مرد وعورت کا تعلق صالح تمدن کے لیے ضروری ہے اس لیے اس تعلق کو وقتی اور ہنگامی فائدوں سے الگ رکھ کر ایک مضبوط اور پائیدار بندھن کی حیثیت دی جاتی ہے۔ یہ بندھن اطمینان قلب اور سکون کا باعث ہے قرآن حکیم اس تعلق کو مودت ورحمت کا باعث قرار دیتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا
وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً

اوراس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیویاں پیدا کیں۔ تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میں محبت اور ہمدردی ہو۔ (الروم:21)

(۳) ترغیب محنت: (MOTIVATION FOR LABOUR)

اسلام دین محنت ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے محنت کے لیے پیدا کیا ہے نظام خاندان کا ایک مقصد انسان کو محنت کرانا بھی ہے جب ایک فرد کے ساتھ اس کی بیوی اور بچے بھی ہو جائیں تو وہ اکیلے پن سے زیادہ محنت کرتا ہے یہی بات اس آیت میں کہی گئی ہے۔

"تم میں سے جن کے نکاح نہیں ہیں ان کے نکاح کروا دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جن میں اس کی صلاحیت ہو نکاح کر دیا کرو اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔" (النور۔۳۲)

حدیث شریف ہے۔

التمسوا الغنى فى النكاح O

ترجمہ: "نکاح میں تونگری تلاش کرو۔" (ابن ماجہ)

(۴) بچوں کی تربیت: (TRAINING OF CHILDREN)

خاندان بچوں کی تربیت کرتا ہے بچے مسلسل نگہداشت اور دیکھ بھال مانگتے ہیں ان کی تعلیم وتربیت اہل خانہ ہی بہتر انداز میں کر سکتے ہیں اور یہی ذمہ داری والدین کا اولین فرض ہے۔
قرآن حکیم نے کہا۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:6)

ترجمہ: ”تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

”مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بابت سوال ہوگا عورت اپنے شوہر کے گھر کی محافظ ہے اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ (بخاری ومسلم)

(۵) تعاون وہمدردی: (COOPERATION & SYMPATHY)

اسی طرح انسان میں ہمدردی اور محبت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں ایک دوسرے کے لیے جذبہ ایثار وقربانی کا مظاہرہ ہونے لگتا ہے خاندان کا یہی جذبہ برادری اور پھر ملک وقوم کے لیے پیدا ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

وہ مسلمان جو لوگوں میں گھل مل کر رہے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے اس سے بہتر ہے جو لوگوں سے (الگ تھلگ) گھل مل کر نہ رہے اور ان کی اذیتوں پر صبر نہ کرے۔

(۶) بقائے نسل انسانی: (CONTINUATION OF LIFE)

عائلی زندگی کا اہم مقصد بقائے نسل انسانی ہے اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں جتنی ارواح پیدا کیں ہیں وہ دنیا میں ضرور آئیں گی عائلی زندگی کے ذریعہ سے یہ مقصد پورا ہو رہا ہے افزائش نسل انسانی ایک فطری مقصد ہے عائلی زندگی کا نظام صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ کائنات میں جتنی بھی دیگر حیواناتی مخلوق ہیں سب ہی کی فطرت میں اسے رکھ دیا گیا ہے روزمرہ کی زندگی میں یہ مشاہدہ ہمارے سامنے ہے۔

(۷) احساس ذمہ داری: (SENSE OF RESPONSIBILITY)

عائلی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انسان میں ذمہ داری کا احساس ابھرتا ہے۔ شادی کے بعد گھریلو فرائض کی ادائیگی ایک اچھا خاصا اہم مسئلہ ہے۔ بچوں کی دیکھ بھال، تربیت، معاش کا انتظام اور دیگر حقوق وفرائض کو پورا کرنے سے ایک جوڑا اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتا ہے۔ ذمہ دار اشخاص معاشرے کی تعمیر میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(۸) بنیادی ضرورت: (BASIC NEED)

عائلی زندگی کا نظام انسان کی بنیادی ضرورت ہے اسے معاشرے کی اکائی اور بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔ جن معاشروں میں عائلی زندگی سے فرار پایا جاتا ہے وہ اطمینان اور سکون کی زندگی سے محروم رہتے ہیں۔ مل جل کر زندگی بسر کرنا انسان کی فطری خواہش ہے۔

(۹) عبادت الٰہی: (ALLAH'S WORSHIP)

بچوں کی دیکھ بھال، تربیت اور اسی طرح زوجین کے حقوق کی ادائیگی والدین کی خدمت واطاعت، یہ سب کام عبادت کے زمرے میں شامل ہیں۔ ایمانیات اور ارکان اسلام کے بعد ان کاموں کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عبادت کا تصور بہت وسیع ہے۔ ہر نیکی کا کام عبادت ہے۔ اسی طرح عائلی زندگی میں فرائض کی ادائیگی بھی ایک اہم عبادت ہے۔

(۱۰) اُسوہ حسنہ کی پیروی:

(FOLLOWING THE EXAMPLE OF PROPHET(PBUH)

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:21)

"تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے"۔

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ

نکاح میری سنت ہے جو شخص میری اس سنت سے روگردانی کرے گا۔ اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں

لہٰذا قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ عائلی زندگی کو اختیار کرنا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت اہم سنت ہے۔ جسے پورا کرنا نہایت ضروری ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں والدین کے حقوق بیان کریں۔

(DESCRIBE THE RIGHTS OF PARENTS)

دنیا میں سب سے مقدس اور قریب ترین رشتہ والدین اور اولاد کا ہے۔ باقی تمام رشتے ان کے بعد کے ہیں۔ والدین ان کو پرورش اور زیور تربیت سے آراستہ کرتے ہیں۔ ایک بچہ گھر میں کھاتا پیتا ہے اور پروان چڑھ کر زندگی کی منازل طے کرتا ہے۔ غرض والدین اس کی زندگی کے ظاہری سبب ہیں۔ اسی لئے اسلام نے ان کے حقوق وفرائض پر بہت زور دیا ہے۔

(۱) اطاعت وفرمانبرداری: (OBEDIENCE)

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری ان کا اولین حق ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

"اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ

پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے جس کی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا تم سب کو میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ (العنکبوت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ حرم علیکم عقوق الامهاتO

یقیناً تم پر اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی حرام ٹھہرائی ہے۔ والدین کی اطاعت کی ایک بہترین مثال حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہے جب ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ بیٹا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں اللہ کی راہ میں قربان کر رہا ہوں بیٹے نے کہا ابا جی اللہ کا حکم یہی ہے۔ میں تیار ہوں۔

(۲) حسنِ سلوک: (EXCELLENT BEHAVIOUR)

قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ نساء میں تو یہاں تک کہا گیا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (النساء:36)

ترجمہ: ''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔''

قرآن حکیم میں ایک مقام پر کہا گیا ہے۔

اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔ اور تم ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر تیرے پاس ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی ہوں (اف) بھی مت کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا تھا۔ (بنی اسرائیل ۲۶)

احادیث میں اس بات کو اس انداز میں کہا گیا ہے کہ ماؤں کے پاؤں تلے جنت ہے۔

رضا الرب فی رضاء الوالد وسخط الرب فی سخط الوالدO

رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

اللہ کو سب سے پسندیدہ کام وقت پر نماز پڑھنا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا، خدا کی راہ میں محنت

اٹھانا ہے۔

(۳) خدمت والدین: (SERVICE TO PARENTS)

خدمت والدین بھی دینی فریضہ ہے۔ اسلام نے اسے لازم قرار دیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں کہا گیا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۗ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ مال تمہیں خرچ کرنا ہے تو ماں باپ اور قرابت داروں اور بے باپ کے بچوں اور محتاجوں اور مسافر پر جو کوئی نیک کام کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے۔ (البقرہ: 215)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کی؟ فرمایا جس نے ماں باپ میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور پھر وہ جنت میں داخل نہ ہو۔ (مسلم)

وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ (مریم: 14)

ترجمہ: اور وہ اپنے والدین کے خدمت گزار تھے اور (خلق کے ساتھ) سرکشی کرنے والے (یا حق تعالیٰ کی) نافرمانی کرنے والے نہ تھے۔

ایک صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ آپ مشورہ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے اس نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا ماں کی خدمت کر اس لئے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

(۴) عزت واحترام: (RESPECT & REGARD)

اس سلسلے میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۲۶ پہلے گزر چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بیٹا ماں باپ کی طرف محبت وشفقت کی نگاہ ڈالے اللہ تعالیٰ ہر نگاہ کے بدلے ایک مقبول حج لکھ دیتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا چاہے دن میں سو مرتبہ دیکھے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ بزرگ اور پاک ہیں۔ ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی کتنا احمق ہے جو اپنے

ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی شخص اپنے باپ کو گالی بھی دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ وہ پلٹ کر اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا (بنی اسرائیل:23)

ترجمہ: ''والدین کو اف تک نہ کہو اور نہ ان دونوں کو جھڑکو۔''

(۵) دعائے مغفرت: (PRAY FORGIVENESS)

ربنا اغفرلی ولوالدی (ابراہیم:۴۱) اے میرے رب مجھے اور میرے والدین کو بخش دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی بندہ (مسلم) کے والدین یا ان میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے۔ اور وہ ان کا اطاعت گزار ہوتا ہے پھر ان کے لئے دعاء و مغفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیکیوں میں لکھ دیتا ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر پوچھا کیا میں ماں باپ کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد بھی نیکی کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ان کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

(۶) اقرباء سے حسن سلوک:

(EXCELLENT BEHAVIOUR TO RELATIVES)

والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور واقف کاروں سے حسنِ سلوک کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان کو احساس ہو یہ اس شخص کی اولاد ہے جو زندگی میں ہم سے حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔

ایک بار ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول مجھ سے بڑا گناہ ہو گیا ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا تمہاری والدہ زندہ ہے اس نے کہا نہیں پھر آپ ﷺ نے پوچھا خالہ اس نے کہاں ہاں فرمایا اس کے ساتھ نیکی کرو۔ حضور ﷺ کا فرمان:

بڑی نیکیوں میں سے ایک نیکی یہ ہے کہ انسان والد کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں سے حسنِ سلوک رکھے۔

(۷) والدہ کا خصوصی درجہ: (SPECIAL STATUS OF MOTHER)

بچے کی پرورش اور تربیت میں ماں کا خصوصی کردار ہوتا ہے ابتداء ہی سے ماں بچے کے

لئے تکلیف جھیلتی ہے۔قرآن حکیم کہتا ہے۔

اس کے ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور پھر دو سال تک اسے دودھ پلایا۔(لقمان۔۱۴)

اس سلسلے میں فرمان نبوی ملاحظہ ہوں۔

ابو ہریرہ سے (روایت ہے) کہا ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں، بولا پھر کون فرمایا تیری ماں، پھر کون، فرمایا تیری ماں، بولا پھر کون، فرمایا تیرا باپ۔

☆ ''اللہ تعالیٰ نے یقیناً تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے۔''

☆ ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیری ماں ہے اس نے کہا ہاں فرمایا تو اس کے پاس رہ کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔

(۸) وصیت پر عمل کرنا: (FOLLOWING PARENT'S WILL)

والدین کی وصیت پر عمل کرنا اولاد کے فرائض میں شامل ہے۔بعض اوقات والدین اپنی اولاد کو کوئی وصیت کر جاتے ہیں۔اس سلسلہ میں اولاد کو چاہیئے کہ وہ ان کی وصیت کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔خواہ وصیت اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔البتہ اگر جائیداد کا معاملہ ہو تو والدین اپنی پوری جائیداد کا ایک تہائی سے زیادہ وصیت نہیں کر سکتے۔(بعض اوقات کسی نیک کام کی وصیت کر جاتے ہیں)

(۹) والدین کی ناراضگی سے بچنا: (AVOIDING DISOBEDIENCE)

اولاد کو چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کی ناراضگی سے بچے۔والدین اولاد کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے'' کہ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔(۱) مظلوم کی دعا۔(۲) مسافر کی دعا۔(۳) والد کی دعا بیٹے کے لئے۔

(۱۰) مالی امداد: (FINANCIAL SUPPORT)

والدین کی مالی امداد کرنا اولاد کا اہم فریضہ ہے۔ان کی مرضی کے مطابق انہیں جیب

خرچ وغیرہ دینا چاہیئے۔ اخراجات میں ان سے مشورہ کرنا چاہیئے بعض اوقات والدین مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں۔ان کا یہ قرضہ ادا کرنا چاہیئے۔سورۃ البقرہ آیت ۲۱۵ میں ارشاد ربانی ہے۔"اے نبی کہہ دیجئے مال و دولت میں سے جو کچھ تم خرچ کرو وہ والدین اور رشتہ داروں کے لئے۔"

قرآن وسنت کی روشنی میں اولاد کے حقوق بیان کریں۔

(RIGHTS OF CHILDREN IN THE LIGHT OF QURAN & HADITH)

آج کے بچے کل کی قوم کے معمار ہوتے ہیں۔ان کی صحیح تربیت کی جائے تو اچھی قوم بنتی ہے۔اسی لئے اسلام نے ان کی نگہداشت پر خاص زور دیا ہے۔سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں یہ وہ عنوان ہے جس کا سراغ دوسری آسمانی کتابوں میں نہیں ملتا۔اس سے یہ سمجھنا ہے کہ اسلام سے پہلے والدین کو تو اپنی اولاد پر غیر محدود اختیارات حاصل تھے مگر اولاد کا باپ پر کوئی حق تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔اور اس کو والدین کی بزرگی کے خلاف سمجھا گیا تھا۔لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مذہب لے کر تشریف لائے۔اس کی شریعت میں حقوق کے مسئلہ میں بڑوں چھوٹوں کی تفریق نہیں وہ جس طرح چھوٹوں پر بڑوں کے جائز حقوق تسلیم کرتا ہے۔اسی طرح وہ چھوٹوں کے بھی بڑوں پر مناسب حقوق قائم کرتا ہے۔اس سلسلہ میں فرمان نبوی:

لیس منامن لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرناہ

جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

تفصیلی احکامات حسب ذیل ہیں۔

(ا) قتل اولاد کی ممانعت:

(PROHIBITION OF ASSASSINATION OF OFFSPRING)

اسلام سے پہلے اہلِ عرب بچوں کو قتل کر دیتے تھے۔اس کے مذہبی اور معاشی اسباب تھے۔اسلام نے اس کی سختی سے ممانعت کی۔قرآن حکیم نے کہا:

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ (الانعام:140)

ترجمہ: "گھاٹے میں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو قتل کیا۔"

اس طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے دیوتاؤں نے یہ بات خوبصورت کر کے دکھائی کہ وہ اپنی اولاد کو قتل کر دیں۔ تاکہ یہ ہمیشہ (ہمیشہ کے لئے) ہلاک کر دیں۔ اور ان کے دین کو ان پر مشتبہ کر دیں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان مشرکوں کو اور جو کچھ خدا پر وہ افتراء کرتے ہیں اس کو چھوڑ دیں کہ خدا نے ان کو ایسا حکم دیا ہے۔ (انعام)

☆ اور زمین پر کوئی جاندار نہیں لیکن اس کی روزی کا فرض خدا پر ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ

ترجمہ: "اور اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے نہ مار ڈالو۔ ہم ہی ہیں جو ان کو اور تم کو روزی دیتے ہیں۔" (بنی اسرائیل: 31)

ارشاد ربانی ہے

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۞ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۞ (تکویر: 9-8)

"اور جب (قیامت کے دن) زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں قتل کی گئی تھی۔

(۲) پرورش اولاد: (BRINGING UP)

جانداروں میں سب سے نازک پرورش انسان کے بچوں کی ہے۔ یہ مسلسل نگرانی اور توجہ مانگتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا خاص حکم دیا ہے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (بقرہ: 233)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔

احادیث میں آتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے (روایات ہے) انہوں نے کہا (کہ) ایک عورت میرے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا۔ میں نے اسے وہی دے دی۔ پھر اس نے اسے اپنی لڑکیوں میں بانٹ دیا اور اس نے خود نہ کھایا۔ پھر اٹھ کر باہر چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ گھر آئے اور میں نے آپؐ کو بتایا تو آپ نے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا جس کو بیٹیوں کی کچھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو وہ اسے آگ سے دور رکھیں گی۔ (مشکوۃ المصابیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح آئیں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

(۳) تعلیم وتربیت: (EDUCATION & TRAINING)

پرورش کے ساتھ تعلیم وتربیت لازم وملزوم ہے۔ قرآن حکیم میں آتا ہے۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:4)

ترجمہ: ''تم اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جب تمہارے بچے سات سال کی عمر کو ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھایا کرو۔ اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور اس وقت الگ سلایا کرو۔

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کی اچھی تربیت کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور فرمان ہے باپ کا بچہ کو کوئی ادب کی بات سکھانا ایک صاع صدقہ سے اچھا ہے۔

(۴) رحم وشفقت: (AFFECTION & KINDNESS)

شفقت ومحبت سے پیش آنا بچوں کے لئے ضروری ہے۔ بچے پھولوں کی مانند ہوتے ہیں۔ حسن سلوک کا برتاؤ ان پر بہت زیادہ اثر کرتا ہے۔ اس کی مثالیں ہمیں کاشانہ نبوت سے بھی ملتی ہیں۔ ایک صحابی اقرع بن حابس دربار نبوی میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کر رہے تھے۔ اس کو یہ بات ادب اور وقار کے خلاف معلوم ہوئی۔ اس نے کہا کیا آپ بچوں کو پیار کرتے ہیں۔ میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو پیار نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم وشفقت کو نکال لیا تو میں کیا کروں جب

آپ کے بیٹے ابراہیم نے وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کہتے جاتے تھے بیٹے آپ کی جدائی کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ حضرت فاطمہ جب تشریف لائیں تو آپ فرط محبت میں کھڑے ہو جاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن اور حسین کو کندھوں پر سوار کر لیتے ان کو پیار کرتے اور چومتے تھے۔ قران حکیم کا فرمان ہے۔

إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن۔15)

ترجمہ: "تمہارے مال و اولاد تمہاری آزمائش ہے۔"

(۵) نکاح: (MARRIAGE ARRANGEMENTS)

والدین اولاد کے نکاح کا معقول انتظام کریں۔ قرآن وسنت میں اس کے احکام موجود ہیں۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ (نور:۳۲)

ترجمہ: "اور غیر شادی شدہ کے نکاح کر دو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو اس کا اچھا نام رکھے اور جب بالغ ہو تو اس کی شادی کرنی چاہیئے اور اس کی شادی نہ کی اور اس نے گناہ کیا تو اس کا گناہ باپ کے سر ہے۔ مشہور فرمان نبوی ہے۔

النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني o

"نکاح میری سنت ہے جس نے اس سے منہ موڑا وہ ہم میں سے نہیں۔"

(۶) اولاد کی رضامندی: (AGREEMENT OF CHILDREN)

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم دیا ہے کہ اولاد کا مناسب رشتہ مل جائے تو شادی میں دیر نہیں کرنی چاہیئے لیکن شادی میں بچوں کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے کہ عورت چاہے بیوہ ہو یا کنواری اس کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور آپ ﷺ نے بغیر رضامندی کی شادی سے منع فرمایا ہے۔

(۷) مساوات: (EQUALITY)

بچوں کے درمیان عدل و مساوات سے کام لینا چاہیئے اگر اسے ترک کر دیا جائے تو بچے احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے اس ظلم سے روکا ہے۔ ایک شخص حضور ﷺ کے

پاس آیا اور کہا ہے کہ میں نے اپنے ایک لڑکے کو غلام دیا ہے آپ اس پر گواہی ڈال دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے سب لڑکوں کو ایک ایک غلام دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا میں اس پر گواہ نہیں بنتا۔

(۸) عقیقہ: (AQEEQA)

بچے کی پیدائش کی خوشی میں اللہ کے نام پر جانور کو ذبح کرنا عقیقہ کہلاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑکے کی پیدائش کے ساتھ عقیقہ ہے تم اس کی طرف سے خون بہاؤ اور بالوں وغیرہ کی گندگی دور کرو۔ (بخاری)

ترمذی میں ہے کہ بچہ عقیقہ کے بدلے رہن ہے ساتویں دن جانور ذبح کر کے اس کا عقیقہ کیا جائے اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔ اسی طرح ابوداؤد کی حدیث ہے۔ جس شخص کے یہاں بچہ پیدا ہو تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔

(۹) میراث: (LEGACY / INHERITANCE)

اسلام نے اولاد کو جائیداد میں نہ صرف شریک کیا بلکہ حصے مقرر کر دیئے۔ اس طرح تا کہ کوئی کمی بیشی نہ ہو سکے۔ پرانے زمانے میں اس سلسلے میں بڑا ظلم ہوتا تھا اور اہلِ مغرب تو اب بھی اس جاہلانہ رسم پر عمل کرتے ہیں اور بعض دفعہ وہ بڑے لڑکے کو جائیداد کا وارث قرار دیتے ہیں۔ اسلام نے ہر حصہ دار کے برابر حصے مقرر کر دیئے ہیں۔ یہاں تک کہ لڑکیوں کو جائیداد میں حصہ دیا اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ باپ کو کسی جائز وجہ کے بغیر قانونی طور پر اولاد کو جائیداد سے محروم کرنے یا ایسی وصیت کرنے کا کوئی حق نہیں جس سے ان کی حق تلفی ہو۔ قرآن حکیم نے کہا ہے کہ

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء:۱۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تمہاری اولاد کے بارے میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے۔''

(۱۰) لڑکیوں کی پیدائش پر صبر:

(PATIENCE SHOWN ON THE BIRTH OF DAUGHTER)

عام حالات میں لوگ بیٹیوں پر بیٹوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ بعض اوقات صرف بیٹیاں

ہی پیدا ہوتی ہیں اور بیٹوں سے محروم رہتے ہیں ایسے حالات میں اللہ کا شکر اور صبر کرنا چاہیئے چونکہ بہت سے والدین ایسے ہیں جو لڑکی اور لڑکے دونوں سے محروم ہوتے ہیں۔

حقوق زوجین (RIGHTS OF SPOUSE)

زوجین عربی میں تثنیہ کا صیغہ ہے۔ مراد ہے دو زوج کے معنی میاں بیوی اور ساتھی کے ہیں۔ یہ خاوند اور بیوی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زوج کی جمع ہے ازواج۔ حقوق زوجین سے مراد وہ حقوق اور فرائض ہے جو میاں بیوی کے ازواجی رشتے میں آنے کے بعد اسلام نے ایک دوسرے پر عائد کئے ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں بیوی کے حقوق بیان کریں۔

(DESCRIBE THE RIGHTS OF WIFE)

(ا) حُسنِ سلوک: (EXCELLENT BEHAVIOUR)

قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔

''عورتوں کے بھی حقوق ہیں جیسے مردوں کے ہیں۔'' (البقرہ:۲۲)

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:۱۹)

''بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔''

احادیث: (AHADITH)

☆ خیر کم خیر کم لاھلہ٥ تم میں اچھا وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہے۔ (حدیث)

☆ ولزوجک علیک حق٥ اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج کے مو[illegible]

''عورتوں کے بارے [illegible]

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مشہور قول ہے۔

رفقا بالقواریر٥ ''آبگینیوں سے نرمی کا سلوک کرو مبادا یہ ٹوٹ نہ جائیں۔''

(۲) نان ونفقہ: (PROVIDING BASIC NEEDS OF LIFE)

اسلام نے نان نفقہ اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کی تمام ذمہ داریاں خاوند پر ڈالی

ہیں۔اس لئے بیوی سے ایک درجہ برتر ہے فقہ حنفی میں کہا گیا ہے کہ میاں بیوی دونوں صاحب حیثیت ہوں تو بیوی کا نفقہ اسی کی حیثیت کے مطابق ہوگا بیوی غریب ہو اور شوہر مالدار ہو تو اس کا نفقہ غریب اور امیر کے درمیان بھی غریب کے نفقہ سے زیادہ اور امیر کے نفقہ سے کم ہوگا لیکن اگر بیوی مالدار اور شوہر غریب ہے تو مرد اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا اور باقی اس کے ذمہ قرض ہوگا جسے وہ حسب سہولت ادا کرے گا۔

(بحوالہ مسلمان عورت کے حقوق، سید جلال الدین عمری)

قرآن حکیم میں اس سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے۔

عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ (البقرہ:236)

''مالدار پر اس کی حیثیت کے مطابق اور مفلس پر اس کے مطابق''۔

حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو کھائے اسے کھلائے اور جب تو پہنے اسے پہنائے تو اس کے منہ پر نہ مارے اور اسے برا نہ کہے۔

(۳) حق مہر: **(DOWER)**

اسلام نے مرد کو حکم دیا کہ جس عورت سے نکاح کرے اسے لازماً مہر ادا کرے مہر کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا امام مالک، امام شافعی، امام احمد وغیرہ کے نزدیک بغیر مہر کے نکاح باطل ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک نکاح تو ہوجائے گا مگر اسے مہر مثل دینا پڑے گا۔

قرآن مجید فرقان حمید نے صاف کہا ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء:4)

ترجمہ: ''عورتوں کے مہر ان کو خوش دلی سے دو۔''

وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:24)

اور معروف طریقے سے ان کے مہر ادا کرو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے عورت سے مہر پر اس نیت سے شادی کی کہ وہ اسے ادا نہیں کرے گا وہ چور ہے۔

یاد رہے مہر صرف عورت کا حق ہے علامہ ابوبکر جصاصؒ کہتے ہیں مہر عورت کی ملکیت

ہے وہی اس کی مستحق ہے اس کے سر پرست کا اس میں کوئی حق نہیں (احکام القرآن) شریعت نے مہر کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ یہ آدمی کی حیثیت کے مطابق کم یا زیادہ کیا جاسکتا ہے۔

(۴) عدل وانصاف: (JUSTICE)

اسلام دین فطرت ہے اس نے حالات کے مطابق ایک سے زیادہ اور چار تک شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔ بعض دفعہ ملکی، معاشی اور اخلاقی حالت کے پیشِ نظر ایک سے زیادہ شادی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ لیکن اس فعل کی صرف اجازت ہے۔ لازمی نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ صرف ایک ہی شادی کی جائے۔ اگر مجبوراً ایک سے زیادہ شادی کرنا پڑے تو اس کی حد چار ہے مگر ان کے درمیان عدل وانصاف قائم کیا جائے۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ

ایک بیوی کی طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو معلق چھوڑ دو۔ (النساء:129)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہ کرے اور ایک طرف جھک جائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ جھکا ہوا ہوگا۔ (مشکوۃ المصابیح)

(۵) ظلم وتعدی کی ممانعت: (PROHIBITION OF CRUELITY & OPPRESSION)

عورتوں پر سختی اور زیادتی کی ممانعت کی گئی ہے۔ انہیں حدیث میں آبگینے کہا گیا ہے سختی سے یہ ٹوٹ جاتی ہے اگر اس کے ساتھ نبھا نہ ہو تو پہلے شریفانہ انداز میں اسے سمجھائیں ورنہ عزیز واقارب کو بلا کر اس کو سمجھایا جائے پھر کچھ تنبیہ کی جائے اگر بات نہ بنے تو معروف طریقے سے رخصت کر دیا جائے۔ یہ نہیں کہ اسے قیدی بنا کر رکھا جائے اور اس پر ظلم کا پہاڑ نہ ڈھایا جائے قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا (البقرہ:231)

"اور عورتوں کو ستانے اور زیادتی کرنے کے لئے نہ روکو۔"

(۶) حق وراثت: (INHERITANCE)

اسلام سے پہلے عرب عورتوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیتے تھے اسلام نے اسے دوہرا حصہ دیا اسے والدین اور شوہر دونوں طرف سے وراثت میں حصہ ملتا ہے۔ سورۃ النساء میں وراثت کے تفصیلی احکامات اس سلسلے میں موجود ہیں۔

(۷) حق خلع: (RIGHT OF SEPARATION)

جس طرح مرد کو طلاق کا حق ہے اسی طرح عورت کو اسلام نے خلع کا حق دیا ہے اگر عورت اور مرد میں نبھاہ نہ ہو سکے تو عورت مہر اور حسب استطاعت اشیاء دے کر مرد سے آزادی حاصل کر سکتی ہے۔ اگر مرد خلع کو قبول نہ کرے تو عورت عدالت سے رجوع کر سکتی ہے فسخ نکاح اور خلع دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

(۸) فطری ضروریات: (NATURAL NEEDS)

مرد عورت کی فطری ضروریات کو بھی پورا کرے اسلام میں رہبانیت نہیں۔ حضور ﷺ نے بیوی بچوں کو چھوڑ کر عبادت کرنے سے بھی منع کیا ہے آپ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص بال بچوں کو چھوڑ کر عبادت میں لگ گیا ہے۔ دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو کھڑا ہو جاتا ہے عبادت کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دیکھئے میں عبادت بھی کرتا ہوں روزے بھی رکھتا ہوں مگر بچوں سے قطع تعلق نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کو اس فعل سے منع کیا۔ قرآن مجید میں ایلاء کا حکم ہے اس میں بھی کہا گیا ہے کہ ناراضگی کی صورت میں چار ماہ سے زیادہ بیوی سے دور نہ رہو۔

قرآن و سنت کی روشنی میں خاوند کے حقوق بیان کریں۔

(RIGHTS OF HUSBAND IN THE LIGHT OF QURAN)

(۱) اطاعت: (OBEDIENCE)

قرآن و سنت نے عورت کے لئے لازم قرار دیا ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت کرے اچھی خواتین کی خصوصیات میں اطاعت سرفہرست ہے۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ (النساء: 32)

''تو جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں (مال و آبرو) کی حفاظت کرتی ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی وضاحت یوں کی ہے ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ عورت جو اس حال میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی نہ ہو تو وہ جنت میں داخل نہ ہوگی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے لیکن اطاعت جائز کاموں میں ہوگی ناجائز کاموں میں نہیں۔

(۲) حفظ غیب: (PROTECTION OF SELF RESPECT)

حفظ غیب سے مراد اس چیز کی حفاظت ہے جو شوہر کی عدم موجودگی میں بطور امانت اس کے پاس ہے اس میں نسب آبرو۔ مال اور اس کے راز ہیں کی حفاظت غرض سب کچھ اس زمرے میں آجاتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

(۱) عورت اپنے خاوند کے گھر میں نگران اور جوابدہ ہے۔

(۲) جب عورت کا خاوند گھر سے باہر ہو تو وہ اس کی عدم موجودگی میں اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرے اور خاوند کے مال کی نگرانی میں وفادار مخلص ہو۔ (ابن ماجہ)

(۳) خاوند کو خوش رکھنا: (PLEASNG ONE'S HUSBAND OWN)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے فرمایا کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کرے اور جب اسے حکم دے تو اطاعت کرے اور اپنی ذات اور شوہر کے مال کے بارے میں غلط بات نہ کرے۔

(۴) فطری تسکین: (NATURAL SATISFACTION)

شادی کا مقصد پاکدامنی ہے نکاح سے ایک مرد و عورت کا جنسی تعلق جائز ہو جاتا ہے بیوی پر لازم ہے کہ وہ مرد کی اس ضرورت کا خیال رکھے اس سلسلے میں نباض فطرت ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان موجود ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب خاوند بیوی کو اس ضرورت کے لئے بلائے تو وہ انکار نہ کرے اور اگر وہ نہ جائے اور خاوند رات بھر ناراض رہے تو فرشتے اس پر صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(۵) بناؤ سنگھار: (DO MAKE-UP)

بیوی کو خاوند کے لئے آرائش وزیبائش کرنی چاہیئے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت جنتی ہے فرمایا جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کرے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی کے پاس بناؤ سنگھار کا سامان نہ پایا۔ تو انہوں نے پوچھا کیا عثمان سفر پر گئے ہوئے ہیں۔

(۶) شکر گزاری: (GRATEFULNESS)

بیوی کو شکر گزاری اور احسان مندی کے جذبے سے کام لینا چاہیئے اگر گھر میں کسی وقت تنگی ترشی کے حالات ہوں تو ہمت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے یہ نہیں کہ ہر وقت ناشکری کرے اور کہے کہ مجھے اس گھر میں آ کر کیا ملا ہے۔

معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی عورتوں کو جہنم میں دیکھا جو اپنے شوہروں سے ناشکری اور احسان فراموشی سے پیش آتی تھیں۔

(۷) عدت اور سوگ: (MOURNING)

بیوی کو شوہر کی موت کا چار ماہ دس دن کا سوگ منانا چاہیئے اس عرصہ میں نہ تو وہ نکاح کر سکتی ہے اور نہ بناؤ سنگھار کر سکتی ہے عدت کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

ترجمہ: ''جو لوگ تم میں مر جاتے ہیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو ان کی عدت ۴ ماہ اور دس دن ہے۔'' (البقرہ: 234)

(۸) تحفظ مال: (PROTECTION OF HUSBAND'S POSSESSION)

بیوی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کی غیر حاضری میں نہ صرف اپنی عصمت کا تحفظ کرے بلکہ اس کے مال و دولت اور گھر کے سامان کی بھی حفاظت کرے عورت گھر کی مالکہ ہونے کی حیثیت سے مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مرد گھر سے باہر ہو تو عورت پورے گھر کی حفاظت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

علم کا معنی و مفہوم اور ضرورت و اہمیت قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کریں۔
(MEANING, DEFINITION, NEED & IMPORTANCE OF KNOWLEDGE)

علم کا معنی و مفہوم: (MEANING & DEFINITION)

علم کے لغوی معنی جاننا، پہچاننا، واقف ہونا، سمجھنا کسی چیز کا ادراک کرنا اور سیکھنا وغیرہ کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں علم سے مراد کسی چیز کی حقیقت کو سمجھنا اور اس حقیقت کا کھوج لگانا ہے۔

علم کی ضرورت و اہمیت: (NEED & IMPORTANCE)

شریعت اسلامیہ میں علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی سب سے پہلی وحی کا سب سے پہلا لفظ ہی علم کا تھا۔ ''اقرا'' (پڑھ) (سورہ العلق۔ آیت ۱)

قرآن مجید کی روشنی میں (IN THE LIGHT OF QURAN)

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (علق:1)

''اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔''

''اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا علم دیا۔'' (البقرہ۔۳۱)

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (علق 5-4)

''جس نے قلم سے تعلیم دی اور انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی۔ جن کو وہ نہ جانتا تھا۔''

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ

''آپ کہیے کیا علم والے اور بے علم برابر ہوتے ہیں۔'' (الذمر:9)

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:28)

''اور خدا کے وہی بندے اس سے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''

وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (بقرہ:129)

''آپ ان کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔''

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ:114)

''کہہ دیجئے اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔''

وَمَا یَعْقِلُھَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ (العنکبوت:43)

''اور علم والے ہی عقل رکھتے ہیں۔''

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

''اللہ ان لوگوں کے درجے بلند کرے گا کہ جو تم میں سے ایمان رکھتے ہیں اور وہ کہ جن کو علم دیا گیا ہے۔'' (المجادلہ:11)

حدیث کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF HADITH)

☆ اطلبوا العلم من المهد الى اللحد O

ترجمہ: ''گہوارے سے لحد تک علم حاصل کرو۔''

☆ طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة O

ترجمہ: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔''

☆ العلما ورثة الانبياء O

ترجمہ: ''علماء انبیاء کے وارث ہیں۔''

☆ انما بعثت معلما O

ترجمہ: ''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

☆ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے نکلے وہ جب تک کہ گھر واپس نہ آجائے خدا کی راہ میں ہے۔''

☆ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ چودھویں رات کا چاند ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے۔

☆ ایک فقیہ (عالم دین) شیطان کے مقابلہ میں ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

اسلامی نظامِ تعلیم کے اغراض و مقاصد بیان کریں:

(OBJECTIVES OF ISLAMIC SYSTEM OF EDUCATION)

اسلام نظام تعلیم کو ایک نصب العین سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ اسلامی نظام تعلیم میں اول و آخر تک مقصدیت پوری طرح کارفرما ہوتی ہے اسلام ایسے افراد چاہتا ہے جو انفرادی طور پر اس عظیم مقصد کے ساتھ وابستگی رکھتے ہوں۔ اور اجتماعی طور پر اسلامی ریاست کے اچھے شہری ثابت ہوسکیں کیونکہ وہ نظام تعلیم جس سے مقاصد ریاست پورے نہ ہوں اجتماعی نظم کے لئے مہلک ہوتا ہے۔''

مقصد تعلیم: (OBJECTIVES OF EDUCATION)

اسلامی تعلیم میں مقصدیت پائی جاتی ہے بے مقصد تعلیم اسلام کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتی اس کا تفصیلی جائزہ اس طرح لیا جاتا ہے۔

(۱) تعمیر کردار: (CHARACTER BUILDING)

تعلیم میں سب سے زیادہ اہمیت طالب علم کے کردار کی تعمیر ہے۔ تعلیم جب تک اچھے کردار کی تعمیر کی وجہ نہ بنے تو وہ اپنے اصلی مقصد کے لحاظ سے ناکام ہوگی۔ قرآن حکیم میں ایمان کے ساتھ نیک عمل کی تلقین کی گئی ہے (سورہ العصر) نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی قرآن حکیم نے تزکیہ نفس۔ انسانی زندگی کی طہارت اور روح کی پاکیزگی بتایا ہے۔ غرض تعلیم کا اہم مقصد کردار کی تشکیل ہے امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

''تعلیم کا مقصد یہی نہیں ہونا چاہیئے کہ نوجوان کے ذہن کے علم کی پیاس بجھا دے بلکہ اس کے ساتھ اسے اخلاقی کردار اور اجتماعی زندگی کے اوصاف نکھارنے کا احساس بھی پیدا کرنا چاہیئے۔''

(۲) خدا شناسی: (RECOGNITION OF GOD)

اے این وائٹ ہیڈ نے کہا ہے بلکہ زور دیا ہے کہ تعلیم کی روح یہ ہے کہ وہ مذہبی

ہو۔ اقبال کا خیال بھی یہی تھا کہ اسلام ہماری زندگی اور تعلیم کا مقصد ہونا چاہیئے۔ انہوں نے خواجہ غلام السیدین کو ایک خط میں لکھا:

علم سے میری مراد وہ علم ہے جس کا دارومدار حواس پر ہو عام طور پر میں نے علم کا لفظ انہی معنوں میں استعمال کیا ہے اس علم سے وہ طبعی قوت ہاتھ آتی ہے جس کو دین کے ماتحت رہنا چاہیئے اگر یہ دین کے تحت نہ رہے تو محض شیطانیت ہے۔

(۳) تربیت: (TRAINING)

تعلیم کا ایک اہم مقصد نفوس انسانی کی تربیت ہے۔ تعلیم صرف ذہن تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کا اثر انسان کے عمل میں بھی جاری اور ساری رہنا چاہیئے۔ بعثت نبوی کا اہم مقصد یہی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ

ترجمہ: ''اللہ وہ ہے جس نے امیوں میں ان ہی میں سے پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور انہیں پاک کرتے اور کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔'' (الجمعہ:2)

(۴) علم یقینی کی تحصیل:

(ACQUISITION OF CERTAIN KNOWLEDGE)

اسلام تحقیق اور مشاہدے پر زور دیتا ہے اس لئے کائنات پر غور و فکر کا حکم دیا گیا ہے قرآن حکیم میں بیشتر مقامات پر اس طرح دعوت دی گئی ہے انبیاء علیہم السلام بھی مشاہدہ اور تجربے سے کام لیتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر نبی نے اللہ سے کہا کہ اے اللہ مجھے دکھا کہ مردہ کس طرح قیامت میں زندہ ہوں گے تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو۔''

ظن اور گمان کی پیروی سے روکا گیا ہے کیونکہ یہ یقینی علم نہیں ہوتا۔

وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ (بنی اسرائیل۔36)

ترجمہ: ''جس چیز کا تجھے علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کر۔''

(۵) خوفِ خدا: (FEAR OF GOD)

علم کا بنیادی مقصد تقویٰ یا خوف خدا پیدا کرنا ہے تقویٰ اسلامی تعلیمات کی روح ہے بلکہ زندگی کا مقصد یہی ہے اگر ایک انسان علم سے اپنے وقت کا فرائڈ لینن آئن سٹائن بھی بن جائے اور وہ خوف خدا نہ رکھتا ہو تو اسلام کے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

راس الحکمۃ مخافۃ اللہ O

ترجمہ: "حکمت کی بنیاد خوفِ خدا ہے۔"

(۶) تکمیل حیات: (COMPLETION OF LIFE)

تعلیم کا ایک مقصد نوجوان کو زندگی اور اس کے مقصد کی تکمیل کے لئے تیار کرنا ہے اور انہیں زندگی کے طریقوں کی تربیت دیکر معاشرے کی گوناگوں ضروریات پورا کرنے کے لائق بنانا ہے۔ قرآن حکیم میں مسلمانوں کو دعا سکھائی گئی۔

"اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔" (البقرہ)

پس اسلام دنیا کی ترقی کا بھی خواہاں ہے اس نے محنت و مشقت کا حکم دیا ہے اور رزق حلال عبادت ہے پس اسلامی تعلیم کا مقصد دیانت دارانہ، منصفانہ اور معقول معاش کی فراہمی ہے۔

(۷) رضائے الٰہی: (ALLAH'S WILL)

اسلامی نظامِ تعلیم صرف ایک نظامِ تعلیم ہی نہیں بلکہ یہ رضائے الٰہی کے حصول کا بھی ذریعہ ہے۔ یہ ایک طرف اپنے سیکھنے والوں کو یہ سکھاتا ہے کہ کونسے اطوار اپنانے سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور دوسری طرف اس نظامِ تعلیم سے وابستہ ہونا بھی بذاتِ خود رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

مکتب کا معنی و مفہوم اور اسکی اہمیت بیان کریں۔

(MEANING, DEFINITION & IMPORTANCE OF SCHOOL / ACADEMY)

مکتب کا مفہوم: (MEANING OF SCHOOL)

مکتب اسم ظرف ہے کتابت کے معنی لکھنے کے ہیں مکتب اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں لکھا اور پڑھا جاتا ہے عام استعمال میں درس گاہ و مدرسہ سکول کے الفاظ اسی لئے آتے ہیں۔

اہمیت: (IMPORTANCE)

مکتب اجتماعی اداروں میں بہت مقدس اور اہمیت کا حامل ادارہ ہے۔ کسی معاشرے کے اجتماعی شعور اور انفرادی تشخص کے ارتقاء کا انحصار زیادہ تر مکتب و مدرسہ پر ہی ہے جو ماحول مکاتب و مدارس کا ہوتا ہے وہی ماحول اس معاشرے اور ملک کا ہوتا ہے افراد قوم میں نوجوان نسل یہیں پروان چڑھتی ہے قوم کے معمار یہیں تیار ہوتے ہیں حال اور مستقبل کا انحصار ان ہی اداروں پر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اپنے تعلیمی نظام اور تعلیمی اداروں کی طرف خاص طور پر توجہ دیتی ہیں جدید دور میں ہر قسم کے بجٹ کا اکثر حصہ اسی پر صرف کیا جاتا ہے بلکہ دفاع کے بعد اس کا نمبر ہے۔

اولین درسگاہ: (ELEMENTARY TRAINIGN CENTRE)

گھر کے بعد بچے کی تربیت پر مکتب کا اثر پڑتا ہے۔ ماں کی گود کے بعد بچے کی اولین درسگاہ مکتب ہے۔ استاد کی باتیں بچوں کے دل پر نقش ہو جاتی ہیں اور یہی باتیں ان کے عمل کا حصہ بن جاتی ہیں اور کل ان ہی احوال کو لیکر وہ زندگی کے میدان میں آگے بڑھتا ہے اور یہی چیزیں اس کے سیرت و کردار کا حصہ بن جاتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرف ابتداء اسلام ہی سے توجہ دی صفہ نامی مدرسہ کی بنیاد رکھی یہاں کثیر تعداد میں صحابہ کرامؓ علم کی پیاس بجھاتے تھے۔ اسلام کی شمع سے یہ جگہ ہر وقت منور رہتی تھی اور طالب علم ہر حال میں شاکر اور صابر رہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکا ہر وقت خیال رہتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی مسلسل دیکھ بھال کرتے۔ تھے ان کی فکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر لمحہ دامن گیر رہتی تھی۔ ان کے کھانے پینے اور ضروریات زندگی کا تعلق براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی میں ہوتا تھا۔

یہی وہ مقام تھا جہاں سے اساتذہ حفاظ کی روانگی ہوتی جس جگہ سے دین کی دعوت کا

پیغام آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مدرسہ سے تیار شدہ اساتذہ دین کی خدمت کیلئے روانہ کرتے اور بعض ظالم لوگ ان اساتذہ کو لے جا کر شہید کر دیتے تھے اس طرح ان اساتذہ کی جانی قربانیاں بھی تاریخ اسلام میں سنہری حرفوں سے لکھی گئی ہیں۔

آج بھی قومیں اپنے مادر علمی کے نام لے کر فخر کرتی ہیں۔ مدرسہ نظامیہ جامعہ قرطبہ، جامعہ ازہر (مصر) دارالعلوم دیوبند۔ ندوۃ العلماء، لکھنؤ، جامعہ ملیہ دھلی، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد اور جامعہ رضویہ مظہرالاسلام (بریلی) کے ناموں سے کون واقف نہیں اور ان کی خدمات کا کون انکار کر سکتا ہے۔

....

اسلامی مکتب کی تاریخ بیان کریں۔

(HISTORY OF ISLAMIC SCHOOL)

اسلامی مکتب کی تاریخ مسجد سے شروع ہوتی ہے مدینہ آ کر حضور ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ عبادت گاہ تعلیم گاہ بھی تھی یہاں درس و تدریس کی محفلیں لگتی تھیں۔

(۱) مسجد نبویؐ: (MASJID-E-NABVI)

مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ داہنے ہاتھ پر ایک چبوترا صفہ بھی بنایا گیا تھا یہ اقامتی مدرسہ تھا یہاں طلباء پڑھتے بھی تھے اور قیام بھی رکھتے تھے چند روز یہاں قیام کر کے دین کی تعلیم حاصل کر کے یہ واپس اپنے گھروں میں چلے جاتے تھے۔ اس مدرسے کے نصاب تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم بھی شامل تھی قرآن مجید حفظ کرنا اس کو تجوید کے ساتھ پڑھنا نماز اور فقہ کے مسائل سیکھنا ان کا نصاب تھا۔

(۲) مسجد صنعاء: (MASJID-E-SANA)

مسجد نبوی مدینہ کے بعد اسلام کی دوسری مسجد صنعاء (یمن) جہاں درس و تدریس کا باقاعدہ سلسلہ جاری ہوا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ ایک عرصہ تک اس درس گاہ کی خدمت کرتے رہے اموی دور میں ولید بن عبدالملک نے اس مسجد کی عالی شان پیمانہ پر تعمیر کرائی۔

(۳) عربوں کی علمی ترقی کا آغاز:

(INITIATION OF EDUCATIONAL DEVELOPMENT OF ARABS)

پروفیسر محمد سلیم لکھتے ہیں:۔ کہ جس ملک میں پہلے کل سترہ اٹھارہ خواندہ افراد تھے

وہاں عام خواندگی کا اوسط ستر اسی فی صد تک ہو گیا ہجرت کے دوسرے سال یہ حکم نازل ہوا کہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا میعاد کے تعین کے ساتھ دستاویز لکھ لینے میں تساہل نہ کرو۔ (بقرہ۔۲۸۲) یہ حکم بتا رہا ہے کہ ملک کی غالب آبادی لکھنے پڑھنے کی اہل بن چکی تھی جس ملک میں بعثت سے قبل ایک بھی تحریری کتاب نہیں تھی ۳۵ھ میں جنگ صفین کے موقع پر ہزاروں نسخے قرآن مجید کے بلند ہو گئے یہ سب تعلیمی تحریک کی کامیابیاں ہیں۔

(۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات:

(DEVOTION OF COMPANIONS OF PROPHET)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں مساجد میں حلقہ ہائے درس جاری رہے۔ بزرگ صحابہ تعلیم و تدریس میں مصروف رہے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ بچیوں کو تعلیم دیا کرتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے دیہات اور شہروں میں مکاتب و مدارس کا جال بچھا دیا اور نگرانی کے لئے گشتی معلمین مقرر کئے یہاں تک کہ بدوؤں کی تعلیم کے لئے ابوسفیان کو چند افراد کے ساتھ مقرر کیا جو دیہات میں اسی کام کے لئے گشت کرتے رہتے تھے عورتوں کی تعلیم کا الگ انتظام تھا۔ مدینہ منورہ میں امہات المؤمنین حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے مکاتب چل رہے تھے حضرت عمرؓ نے اساتذہ کی بیت المال سے باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں۔ عام استادوں کی ماہانہ تنخواہ پندرہ درہم ماہانہ قرآن مجید کے طالب علموں کے لئے انہوں نے وظیفہ مقرر کیا تھا ان کو پانچ درہم ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ مرکزی مدارس کے نام یہ ہیں حرم مکہ مکرمہ، مسجد نبوی، مدینہ منورہ، جامع مسجد بصرہ، جامع مسجد کوفہ، جامعہ مسجد دمشق، جامع مسجد حمص، جامع مسجد فسطاط۔ (مصر)

حضرت عثمان نے قرآن حکیم کو قریش کی قرات پر جمع کر دیا اور اس کی نقلیں کر کے عالم اسلام میں پھیلا دیں۔ اس طرح قرآن مجید کی مستند رسم الخط شائع ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا دور باہمی خانہ جنگی کا دور تھا مگر تعلیمی تحریک بدستور سرگرمی سے جاری رہی۔ دیار و امصار کی مساجد میں حسب سابق درس و تدریس کی محفلیں جمی رہیں۔

(۵) دور بنو امیہ: (UMMAYAD DYNASTY)

بنو امیہ کا دور علم و ادب کا دور ہے۔ تفسیر۔ حدیث فقہ۔ تاریخ عربی، شعر و ادب مغازی کی کتب لکھی گئیں۔ ملک کے طول و عرض میں جامعات قائم کی گئیں۔

(۶) دور عباسیہ: (ABBASID DYNASTY)

عباسی دور تو علم وادب کا روشن دور ہے۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ منطق تاریخ۔ طب کیمیا۔ جغرافیہ۔ ہیئت۔ ریاضی میں مسلمانوں نے علم کے دریا بہائے اور بغداد علم کا مرکز بن گیا۔

(۷) دور سلجوقی: (PERIOD OF SALJOOQI)

سلجوقیوں کے دور میں نظام الملک طوسی نے اپنے زمانہ وزارت میں تمام اہم شہروں میں مدرسے کھول دیئے اس میں بغداد کا مدرسہ نظامیہ خاص امتیاز رکھتا ہے جس کا نصاب آج بھی عالم اسلام میں رائج ہے۔

غرض تمام عالم اسلام میں مدارس کا سرکاری اور نجی سطح کا جال بچھایا گیا یہاں تک کہ انگریزی دور حکومت میں بھی مساجد میں قرآن کریم۔ حدیث فقہ اور اسلامی علوم کی تعلیم وتدریس جاری رہی۔

....

اسلامی مکتب کے مقاصد وافادیت بیان کریں۔

(OBJECTIVES & BENEFITS)

(۱) اشاعت علم: (PROPAGATION OF KNOWLEDGE)

دین اسلام میں علم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

پہلی وحی علم ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشاعت علم پر خاص توجہ دی اور مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مکتب کی بنیاد بھی رکھ دی مکتب اشاعت علم کا ذریعہ ہے علم کا حاصل کرنا اور اس کی اشاعت اسلامی نقطہ نظر سے نہایت ضروری ہے اور مدارس و مکاتب علم کی اشاعت کا ذریعہ اور مرکز ہوتے ہیں۔

(۲) مساوات: (EQUALITY)

مکاتیب و مدارس مساوات کی تربیت دیتے ہیں امیر و غریب سب ایک جگہ بیٹھ کر اور ایک ہی مکان میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں فضیلت اور برتری کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں ہم جماعت ہونے کا ایک گہرا تعلق پیدا ہو جاتا ہے عام اساتذہ اور طالب علم ایک دوسرے کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:10)

ترجمہ: ''مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

مساوات کا عملی مظاہرہ مکتب میں بھی نظر آتا ہے۔

(۳) اخلاق کی تربیت: (TRAINING OF MORALITY)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاق پر بہت زور دیا ہے۔ اخلاق اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔ مکاتب اخلاقی تربیت کا مرکز اور ذریعہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ ○

ترجمہ: ''میں بے شک اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

اکمل المؤمنین احسنھم خلقاً ○

ترجمہ: ''تم میں سے کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔''

(۴) روحانی تربیت: (SPIRITUAL TRAINING)

مکتب نہ صرف ذہنی، اخلاقی اور جسمانی تربیت کرتے ہیں بلکہ روحانی تربیت کا باعث بھی بنتے ہیں علم وذکر روح کی خوراک ہیں۔ روح کی بالیدگی اور پرورش میں مکتب اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(۵) نظم وضبط کی تربیت: (SELF CONTROL DISCIPLINE)

معاشرے میں نظم وضبط کی اہمیت سے کون انکار کرسکتا ہے۔ جس قوم میں نظم وضبط ختم ہو جائے وہاں بدامنی پھیل جاتی ہے۔ مکاتب قوم کے افراد کو نظم وضبط کی تربیت کا درس دیتے ہیں۔ وقت پر سکول آنا، وقت کی پابندی کرنا، اساتذہ کا پڑھانا اور وقت پر چھٹی ہونا۔ جماعت میں نظم وضبط کا خیال رکھنا یہ ساری باتیں طالب علم کو نظم وضبط کا عادی بناتی ہیں۔

(۶) رواداری: (TOLERANCE)

تمام فلاسفر کے نزدیک رواداری ایک اہم اخلاقی وصف ہے مکتب کے پاکیزہ ماحول میں ہمیں رواداری کا بھی درس ملتا ہے ظاہر ہے کہ مکتب ایک اجتماعی جگہ ہے جہاں مختلف

اذہان ومزاج کے افراد تعلیم حاصل کرتے ہیں لہذا تعلیمی قربت کے دوران باہمی شکوہ شکایت کے ازالہ کے لئے رواداری سے کام لینا چاہیے تاکہ ماحول پاکیزہ رہے اور یوں مسلسل رواداری پر عمل کرنے سے انسان اسکا خوگر ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کی تعریف وتوصیف خالق کائنات نے یوں بیان فرمائی۔

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ (آلِ عمران:124)

اور (مومن) غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔

....

قرآن وسنت کی روشنی میں استاد کے حقوق بیان کریں۔

(RIGHTS OF TEACHERS IN THE LIGHT OF QURAN & HADITH)

استاد اور شاگرد کا بھی دینی اور دنیاوی رشتہ ہے یہ تعلق بھی بڑا گہرا ہوتا ہے اس سلسلے کی تعلیمات حسب ذیل ہیں۔

(۱) احترام وعزت: (RESPECT & REGARD)

معاشرے میں استاد کا احترام اور عزت لازمی ہے جو معاشرہ اس وصف سے خالی ہوتا ہے وہ دینی اور دنیاوی برکات سے محروم ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ تمہارے تین باپ ہیں۔ ایک وہ جس کے ہاں تم پیدا ہوئے۔ دوسرا وہ جس کی لڑکی تمہارے گھر میں ہے تیسرا جس سے تم نے علم سیکھا ان تینوں میں اعلیٰ معلم ہے استاد کے وقار کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے ہوتا ہے۔

انما بعثت معلماًO

ترجمہ: ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

(۲) اطاعت وفرمانبرداری: (OBEDIENCE)

استاد والدین کی طرح ہوتے ہیں شاگرد کو استاد کا فرماں بردار ہونا چاہئے گستاخ طلباء استاد سے کچھ نہیں سیکھ سکتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

''جس سے میں نے ایک بھی حرف سیکھا میں اس کا غلام ہوں۔''

(۳) معاشی سہولت: (FINANCIAL SATISFACTION)

استاد کی معاشی ضروریات پوری ہونی چاہئیں اگر وہ معاشی طور پر پریشان ہوگا تو نہ صحیح علم حاصل کر سکے گا اور نہ اس علم کو صحیح معنوں میں آگے منتقل کر سکے گا۔ اس لئے اساتذہ کو معاشی طور پر پریشان نہیں ہونا چاہیے شاید اسی لئے نظام الملک طوسی نے اساتذہ کے گراں قدر مشاہرے مقرر کئے لیکن اس کے ساتھ استاد میں قناعت کا جذبہ پیدا ہونا چاہیئے مشہور فلسفی اور حکیم ابونصر فارابی نے سرکاری دربار سے گراں قدر مالی انعامات لینے سے انکار کر دیا تھا۔

(۴) استاد کی خدمت: (SERVICE OF TEACHER)

طلبہ کو استاد کی خدمت کرنے میں سعادت سمجھنی چاہیئے خلیفہ ہارون رشید کے دونوں لڑکے امین اور مامون مشہور محدث امام مالکؒ کے زیر تربیت تھے۔ ایک مرتبہ دونوں شاگردوں میں اس بات پر جھگڑا ہو گیا کہ استاد کی جوتیاں اٹھا کر کون چلتا ہے۔ قاضی فخر الدین فرماتے ہیں کہ یہ منصب اور اعزاز مجھے اپنے استاد امام زید کی خدمت کرنے کے طفیل ملا ہے۔ میں ان کی خدمت کرتا تھا ان کا کھانا پکاتا تھا اور میں نے خود اس کھانے میں سے کبھی ایک لقمہ نہیں کھایا۔

(۵) ہدایات پر عمل: (FOLLOWING DIRECTIONS)

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ جو ہدایات اور راہنمائی درس و تدریس کے دوران استاد کرے ان پر پوری طرح عمل کرے اگر وہ بے توجہی اور لاپرواہی سے کام کرے گا تو وہ تذبذب اور تشویش کا شکار ہو جائے گا لہذا ہر طالب علم کو اپنے استاد کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۶) تندہی اور دلجمعی: (CONCENTRATION)

طالب علم کا یہ فرض ہے کہ حصول علم میں محنت و مشقت اور تندہی اور دلجمعی کا مظاہرہ کرے اور غفلت و تساہل کو ہرگز قریب نہ آنے دے اس مقصد کے لئے تمام غیر ضروری مشاغل اور فضول مصروفیات سے اجتناب کرے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

"جب تک تم سب کچھ علم کو نہ دے ڈالو علم تمہیں اپنا کوئی حصہ بھی نہیں دے گا۔"

(۷) تحقیق و جستجو کا جذبہ: (SPIRIT OF RESEARCH)

ایک اچھے طالب کا یہ کام ہرگز نہیں کہ وہ کتابوں میں لکھے ہوئے غلط نظریات کو اپنے دماغ میں جگہ دے کر مزید تحقیق نہ کرے بلکہ اسے ہر سطح پر نقاد کی حیثیت سے تنقیدی نگاہ سے دیکھنا چاہیے اور صحیح نظریات کو قبول کرنے کے لئے دلائل پیش کرے لہذا حصول علم کے لئے اسے تحقیق و جستجو کرنی چاہیئے۔

(۸) ادب سے تحصیل علم:

(ACQUIRING KNOWLEDGE WITH RESPECT)

دوران تعلیم استاد کی بات غور سے اور نہایت اطمینان سے سننی چاہیئے۔ استاد کی آواز سے بلند آواز نہیں کرنی چاہیئے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات:2)

ترجمہ: ”اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلم تھے ضمناً اس آیت میں یہی کہا گیا ہے کہ استاد کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہیں کرنا چاہیئے۔ شاہ ولی اللہ ؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے اپنے استاد کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنا بالکل آداب کے خلاف ہے۔

(۹) شامل دعا رکھنا: (PRAY FOR TEACHERS)

استاد کو شامل دُعا رکھنا چاہیئے دعاؤں میں استاد کو یاد رکھنا طالب علم کا فرض ہے۔ زندگی میں بھی اور اس کی موت کے بعد دُعا مغفرت میں خصوصی طور پر اس کا خیال رکھے۔ انسان کو اپنے بزرگوں اور عزیزوں کے ساتھ استاد کے لئے بھی ضروری دُعا کرنی چاہیئے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں شاگرد کے حقوق بیان کریں۔

(DISCRIBE THE RIGHTS OF STUDENTS)

(۱) طلبہ پر شفقت: (AFFECTION ON STUDENTS)

استاد کو طلباء پر شفقت کرنی چاہیے اور ان سے محبت کرنی چاہئے ایک استاد بہت شفیق اور مہربان ہوتا ہے بلکہ استاد مصائب اور مشکلات میں طلباء کا سہارا بنتا ہے۔ امام ابو یوسف

(۱۸۰ھ) امام ابو حنیفہؒ کے درس میں شریک ہوتے تھے ان کی ماں کا اصرار تھا کہ محنت مزدوری کریں کیونکہ ان کی ماں بیوہ تھی جب امام ابو حنیفہؒ کو اصل صورتحال معلوم ہوئی تو آپؒ نے شاگرد کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

(۲) طلباء کے درمیان مساوات:

(EQUALITY AMONG STUDENTS)

اساتذہ کی نگاہ میں تمام طلباء یکساں اور برابر ہونے چاہیئے امیر غریب طلباء میں فرق نہیں کرنا چاہیئے۔ بنو عباس کے خلیفہ ہارون رشید نے امام مالکؒ سے گزارش کی کہ امین اور مامون شہزادوں کو گھر آ کر تعلیم دیں۔ امام مالکؒ نے انکار کر دیا فرمایا یہ علم کی توہین ہے کہ عالم چل کر متعلم کے گھر جائے۔

پھر خلیفہ نے دوسری درخواست کی کہ اچھا یہ لڑکے پڑھیں گے تو مسجد میں مگر آپؒ ان کو علیحدہ وقت دیں اور انہیں علیحدہ بٹھائیں۔ امام مالکؒ نے یہ درخواست بھی رد کر دی اور فرمایا تعلیم میں تفریق نہیں کر سکتا یہ سب کے ساتھ بیٹھیں گے اور سب کے ساتھ پڑھیں گے۔

(۳) استاد کا وسیع مطالعہ:

(VAST KNOWLEDGE OF TEACHER)

استاد کا مطالعہ وسیع ہونا چاہیئے اور اسے اپنے مضمون پر عبور حاصل ہونا چاہیئے۔ اور اسے مطالعہ ساری عمر جاری رکھنا چاہیئے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ عالم اس وقت عالم ہوتا ہے۔ جب تک وہ طالب علم ہے جب وہ پڑھنا چھوڑ دے اور سمجھے کہ علم سے بے نیاز ہو گیا ہے اور جو کچھ اس نے حاصل کر لیا ہے وہ اس کے لئے کافی ہے تو ایسا سمجھنے والا سب سے بڑا جاہل ہے۔

(۴) باکردار استاد: (EXAMPLARY TEACHER)

استاد کو بلند کردار اور اچھی سیرت کا حامل ہونا چاہیئے اس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف:2)

ترجمہ: ''وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔''

معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچی سے کاٹے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ تھے جو دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔

(۵) طالب علم سے دلی تعلق:

(CORDIAL RELATIONSHIP WITH STUDENTS)

ایک استاد طالب علم کو بہت عزیز رکھتا ہے ایک مرتبہ ضحاد بن ابی سلیمان کوئی طویل سفر کر کے گھر واپس آئے۔ بیٹے نے پوچھا ابا جان آپ نے سفر میں کسے یاد رکھا کہا کہ عزیز شاگرد نعمان (ابو حنیفہؒ) کو۔

(۶) علم کو پوشیدہ نہ رکھنا: (NO MISERLY APPROACH)

استاد کو علم شاگردوں سے پوشیدہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے اس میں بخل اور کنجوسی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے جس شخص سے علم کی کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہے۔ اور وہ اس کو چھپالے تو قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس علم کی مثال جس سے نفع نہ اٹھایا جائے اس خزانہ جیسی ہے جس میں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔

(۷) امام غزالیؒ کی رائے: (OPINION OF IMAM GHAZLI)

امام غزالیؒ نے اچھے استاد کی حسب ذیل خصوصیات بتائی ہیں۔

☆ اچھے استاد کو چاہیئے کہ طلباء کے ساتھ شفقت سے پیش آئے ان کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا کہ اپنی اولاد کے ساتھ کرتا ہے۔

☆ آنحضرت ﷺ کے نمونے کو ہر وقت پیش نظر رکھے اصل مقصود ترویج واشاعت علم ہو۔ معاوضہ کا کوئی خیال بھی دل میں نہ لائے۔

☆ اپنی توجہ طلبہ کی طرف علمی لیاقت پر ہی مذکور نہ کرے بلکہ ان کی تربیت پر بھی توجہ دے اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو تو نرمی کے ساتھ پیش آئے۔

☆ اپنے شاگردوں کے سامنے دوسرے اساتذہ اور دوسرے مضامین کی مذمت نہ کرے۔

☆ اس کا عمل رسول ﷺ کی اس حدیث پر ہونا چاہیئے کہ جو شخص اپنے مخاطب کے معیار

فہم سے بلند گفتگو کرتا ہے اس سے بعض لوگوں کے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

☆ استاد کو چاہیئے کہ وہ تمام طلبہ کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے امیر اور غریب طلبہ کے درمیان کوئی تفریق روا نہ رکھے۔

....

مسجد کا مفہوم اور اس کی اہمیت واضح کریں۔

(MEANING & IMPORTANCE OF MOSQUE)

مسجد کا مفہوم: (DEFINITION OF MOSQUE)

مسجد۔ سجد۔ یسجد سے ظرف مکان ہے۔ بعض لوگوں نے مسجد بالکسر اور بعض نے مسجد پڑھا ہے۔ زجاج نے مسجد کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔

"ہر وہ جگہ جہاں عبادت ہوتی ہے وہ مسجد ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی۔"

قرآن حکیم میں مسجد کی اصطلاح کو مسجد حرام۔ مسجد اقصیٰ اور مسلمانوں کی مطلق عبادت گاہ کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں اہمیت:

(IMPORTANCE IN THE LIGHT OF QURAN)

نبی ﷺ کے نزدیک مسجد کی بڑی اہمیت تھی مدینے پہنچ کر پہلا کام یہ کیا کہ ابوایوبؓ کے گھر میں نماز ادا کرنے کی جگہ بنائی سب سے پہلی مسجد آپ ﷺ نے قبا کے مقام پر بنائی اس کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر شروع کر دی قرآن حکیم میں مساجد کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے۔

"اور ان کے ساتھ مسجد حرام کے قرب و جوار میں قتال نہ کرو جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے خود نہ لڑیں۔" (البقرہ۔۱۸۷)

"اور ان کو کیا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نہ سمجھے حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی (بننے کے بھی لائق) نہیں۔ اس کے متولی تو متقیوں کے سوا اور کوئی بھی اشخاص نہیں۔" (الانفال۔۳۴)

"بے شک جو لوگ کافر ہوئے وہ (مسلمانوں کو) اللہ کے رستہ سے اور مسجد حرام

سے روکتے ہیں جس کو ہم نے تمام آدمیوں کے واسطے مقرر کیا ہے۔" (الحج۔۲۵)

"اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مساجد میں اس کا ذکر کئے جانے سے منع کرے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔" (البقرہ۔۱۱۴)

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ (الجن۔18)

بے شک مساجد اللہ کے لئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو

سورہ توبہ میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ

ترجمہ: "اللہ کی مساجد صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے۔ اور نماز کو قائم کیا زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کیا۔ امید ہے یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں ہوں گے۔" (توبہ:18)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں اہمیت:۔

(IMPORTANCE IN THE LIGHT OF HADITH)

احادیث مبارکہ میں مسجد کی اہمیت اس طرح واضح کی گئی ہے۔

☆ "خدا کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین مقامات مساجد ہیں اور بدترین بازار ہیں۔"

☆ "جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔" (بخاری مسلم)

☆ "جو شخص دن کے اول حصہ میں یا آخری حصہ میں مسجد کی طرف جائے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرتا ہے خواہ وہ صبح کے وقت جائے یا شام کے وقت۔" (بخاری و مسلم)

☆ "نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو عموماً چاشت کے وقت آتے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے دو رکعت نماز پڑھتے پھر مسجد میں (تھوڑی دیر) بیٹھتے (مشکوٰۃ)

اسلامی معاشرے میں مسجد کی اہمیت

(IMPORTANCE OF MOSQUE IN ISLAMIC SOCIETY)

اسلامی معاشرے میں مسجد کی اہمیت مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت نمایاں کی جاتی ہے۔

(۱) دینی مرکز: (RELIGIOUS CENTRE)

مسجد مسلمانوں کی عبادات کا مرکز ہے۔ دن میں پانچ بار اور پھر جمعہ کے دن تمام لوگ یہاں نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن وسنت کے ارشادات یہ ہیں۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴿۴۳﴾ (البقرہ:43)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو تم اللہ کی یاد کی طرف چل دو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے رب کے نزدیک بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔'' (جمعہ:۹)

احادیث میں آتا ہے:

حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کو خوش خبری پہنچاؤ جو اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کے سبب ان کو کامل روشنی نصیب ہوگی۔ (مشکوہ المصابیح)

''مومن مسجد میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں اس طرح ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں۔'' (مشکوہ)

اس طرح اسلام نے مسجد کو ایک مرکزی مقام بنا دیا نظام صلوۃ کا اجتماع تنظیم ومساوات، ہمدردی اور محبت کے جذبات پروان چڑھاتا ہے اور مل جل کر اپنے مسائل کو حل کرنے کی ترغیب دیتا ہے یوں گوشہ اطمینان مل جاتا ہے اور ایک مقام ذکر نصیب ہوتا ہے اور مسلمانوں کی شوکت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

(۲) سیاسی مرکز: (POLITICAL CENTRE)

سیاسی انتظام دین کا حصہ ہے نبی کریم ﷺ سیاسی معاہدے اور بات چیت مساجد میں کرتے تھے۔ ملت کو کسی اہم سیاسی واقعہ سے مطلع کرنے کے لئے آپ ﷺ مسجد میں خطبات ارشاد فرماتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی بیعت کا پہلا خطبہ بھی مسجد نبوی میں دیا اور اس کے بعد خلیفہ عموماً مسجد میں خطبہ دیا کرتے تھے۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا مقالہ نگار لکھتا ہے: ''مسجد سیاست اور مذہب دونوں کا مرکز ومحور تھا۔''

(۳) انتظامی مرکز: (CENTRE OF ADMINISTRATION)

آنحضور ﷺ کے زمانے میں مال غنیمت کی تقسیم ہنگامی فنڈ کی وصولی غرباء کی امداد اور دیگر انتظامی وعدالتی امور یہیں طے ہوتے تھے۔غزوات کے لئے چندہ یہیں اکٹھا کیا جاتا تھا۔ مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض کی صورت میں اطمینان کے خطبات پیغمبر اسلام کی زبان سے ہی جاری ہوتے تھے۔اہم شکایت کا ازالہ یہیں ہوتا تھا زمانہ نبوت میں قانونی مسائل کا فیصلہ مسجد میں ہوا کرتا تھا۔بنی مخزوم کی وہ عورت جس نے چوری کی تھی اس کا فیصلہ بھی آپ ﷺ نے مسجد میں ہی کیا۔طبری نے یہاں تک لکھا ہے۔کہ ۱۲۳ھ میں مدینہ کے قاضی مسجد میں فیصلے کیا کرتے تھے۔

ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ شیراز میں اسے جس عدالت میں پیش ہونا پڑا وہ مسجد میں منعقد ہوئی اور قاضی ایک نامور فقیہ تھا۔

(۴) تعلیمی مرکز: (CENTRE OF EDUCATION)

عہد نبوی میں قرآن حکیم کے معانی ومفہوم مسجد میں بیان کئے جاتے تھے اور حدیث سننے کے لئے لوگ جمع ہوتے تھے بخاری ومسلم کی کتاب العلم میں تحریر ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں دو حلقے قائم تھے ایک حلقہ عابدوں کا تھا اور دوسرا علم حاصل کرنے والوں کا تھا۔

آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اہل علم کی مجلس میں جا بیٹھے اور فرمایا

انما بعثت معلما O

آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے ساتھ ہی اصحاب صفہ کا مدرسہ قائم کیا تھا۔یہ لوگ دن رات علم حاصل کرتے تھے اور یہیں سے اس شمع کو منور کرنے کے لئے معلمین دوسرے مقامات پر بھیجے جاتے تھے۔یہ اثر بعد میں بھی چلتا رہا۔تیسری اور چوتھی صدی ہجری تک مساجد اہل علم سے بھری نظر آتی تھیں۔پروفیسر خالد علوی اپنی کتاب اسلام کا معاشرتی نظام میں لکھتے ہیں۔

مصر کی جامع عمرو میں ۴۳۹ھ کے لگ بھگ پانچ ہزار اشخاص روزانہ موجود رہتے ان میں علماء طلبہ قراء اور اجنبی لوگ شامل تھے مدرسہ نظامیہ سے لے کر جامع ازہر تک جامع نیشاپور سے لے کر حسن بصری کی مجلس علمی تک مسجد بنیادی حیثیت کی حامل رہی۔

مسجد کے آداب بیان کریں۔

(DISCRIBES MANNERS OF MOSQUE)

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے یہ ایک مقدس جگہ ہے اس کا ادب واحترام ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ (الجن:18)

''مساجد اللہ کے لئے ہیں اس لئے اللہ کے سوا ان میں کسی اور کو مت پکارو۔''

☆ مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ O

''اے اللہ میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔''

☆ ''مسجد میں تھوکنا ناک صاف کرنا گناہ ہے۔(بخاری)

☆ ''مسجد میں خرید وفروخت کرنا گم شدہ چیز کو تلاش کرنا ممنوع ہے۔(مشکوۃ)

☆ ''مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نفل ادا کرنے چاہئیں۔(مشکوہ)

☆ ''مسجد میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیئے۔''

☆ دوسروں کے اوپر سے پھلانگنا نہیں چاہیئے۔''

مسجد سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ انی اسئلک من فضلک ورحمتک O

''اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں۔''

☆ ''مسجد کے اندر اونچی آواز سے قہقہہ نہیں لگانا چاہیئے۔''

☆ ''مسجد کے اندر دنیاوی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیئے۔''

☆ ''بدبودار چیز کو کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیئے۔''(مشکوہ)

☆ ''مسجد میں نمازیوں کے آگے سے نہیں گزرنا چاہیئے۔''

....

مسجد کے فوائد بیان کریں۔

(DISCRIBES THE BENEFITS OF MSOQUE)

(۱) عظیم تربیت گاہ: (GREAT TRAINING CENTRE)

مسجد مسلمانوں کی عظیم اور بنیادی تربیت گاہ ہے مسجد کے بغیر مسلمان کے کردار و سیرت کی تکمیل ممکن نہیں۔ انسانی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی تربیت مسجد ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی مسلمان مسجد سے تعلق توڑے تو دین سے بھی دور ہوتا چلا جاتا ہے مسجد مسلمانوں کی سیاسی، مذہبی اخلاقی اور معاشرتی اقدار کو پروان چڑھاتی ہے۔

(۲) عبادت گاہ: (PLACE OF WORSHIP)

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے اسلام کا نظام صلوۃ مسجد کے بغیر نامکمل اور ادھورا ہے۔ نماز کا حکم یہی ہے کہ مسجد میں با جماعت ادا کی جائے انفرادی نماز کے مقابلہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب ستائیس گنا زیادہ ہے۔

(۳) مساوات کا مظہر: (EXPRESSING EQUALITY)

مسجد اسلامی مساوات کا مظہر ہے مسلمانوں کو مساوات کا درس دیتی ہے یہاں آ کر بڑائی اور اونچ نیچ کے تمام امتیازات ختم ہو جاتے ہیں جو شخص پہلے آئے اسے پہلے جگہ ملتی ہے۔ کوئی بھی اُسے اپنی جگہ سے نہیں اٹھا سکتا۔ مساوات کا عملی مظاہرہ مسجد ہی میں دیکھنے میں آتا ہے جہاں شاہ و گدا امیر و غریب افسر و ماتحت سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

(۴) طہارت و پاکیزگی:

مسجد میں داخل ہونے کے لئے لباس اور جسم کا پاک ہونا نہایت ضروری ہے وہ لوگ جو نماز کو پابندی کے ساتھ مسجد میں آ کر پڑھتے ہیں۔ ان کے نہ صرف جسم اور لباس ہی پاک ہوتے ہیں بلکہ قلب و روح بھی پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح مساجد میں مسلمانوں کی روحانی اور جسمانی طہارت و پاکیزگی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

(۵) پابندی وقت: (PUNCTUALITY)

ایک مرتبہ نماز کے بارے میں سوال کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”نماز کو وقت پر پڑھنا بہترین عمل ہے۔ اگر اس سے بہتر کوئی عمل ہوتا تو فرشتوں کو عطا ہوتا۔“

پانچ وقت نماز کی پابندی کی عادت نمازی کو دوسرے کام دھندوں، ملازمت اور کاروبار خواہ انفرادی ہوں یا اجتماعی وقت کا پابند بنا دیتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

ترجمہ: ”بے شک مؤمنین پر نماز وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔“ (النساء:103)

(۶) اتحاد اسلامی کا مظہر: (EXPRESSING UNITY)

نماز مسلمانوں کے اتحاد کا عملی مظہر ہے پانچ وقت کی نماز محلّہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز جامع مسجد میں عیدین کی نماز عید گاہ میں پڑھتے ہیں اور سال میں ایک مرتبہ ساری دنیا سے آئے ہوئے مسلمان حج کے موقع پر ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اتحاد اسلامی کا ثبوت دیتے ہیں لہذا مساجد سے مسلمانوں کو اتحاد و یکجہتی کا درس ملتا ہے۔

(۷) شعار اسلام: (A SYMBOL OF ISLAM)

مسجد مسلمانوں کا شعار ہے اگر کسی گاؤں یا بستی میں اذان کی آواز آئے یا مسجد کے مینار نظر آئیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کی آبادی ہے لہذا مسجد مسلمانوں کے وجود کی نشانی ہے شعائر اللہ کا احترام اور عزت اسلام کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ (الحج:32)

”(بات) یہی ہے اور جو شخص تعظیم کرے اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں کی تو بلاشبہ یہ دلوں کے پرہیزگاری سے ہے۔“

(۸) اخوت کی تعلیم: (EDUCATION OF BROTHERHOOD)

مسجد مسلمانوں کے اندر بھائی چارہ کے جذبات پیدا کرتی ہے پانچ وقت کی نمازوں

میں مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ آپس میں خیریت دریافت کرتے ہیں۔ سلام اور مصافحہ کا موقع میسر آتا ہے اسی طرح محبت اور الفت کے احساسات ابھرتے ہیں ایک دوسرے کی ضروریات اور تکالیف میں کام آتے ہیں۔

(۹) سحر خیزی: (EARLY RISING)

مسجد میں با جماعت نماز پڑھنے سے سحر خیزی کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ یہ عبادت اور صفت زندگی کے شعبوں میں بہت کام آتی ہے۔

(۱۰) اطمینان وسکون قلب: (CORDIAL SATISFACTION)

مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ ان پاکیزہ مقامات میں اللہ کی خاص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ مسلمان کا دل مسجد میں ایسے ہی لگتا ہے جیسے مچھلی پانی میں خوش خوش رہتی ہے نماز، اذکار اور وظائف الٰہی سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

معاشرہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے اسلامی معاشرہ کا مفہوم واضح کریں۔
نیز اسلامی معاشرہ کی نمایاں خصوصیات سپرد قلم کیجئے۔
(DEFINE SOCIETY, ISLAMIC SOCIETY & ITS SILENT FEATURES)

معاشرہ کیا ہے؟: (WHAT IS SOCIETY)

معاشرہ عربی میں مصدر ہے۔اس کے معنی مِل جُل کرزندگی گزارنا ہے علمائے معاشرت کے نزدیک معاشرہ افراد کا وہ گروہ یا اجتماع ہے جو کسی خاص مقصد کے لئے منظّم ہوتا ہے۔دوسرے الفاظ میں یہ افراد کا ایسا مجموعہ ہے جو خاص نظریات،تہذیب وتمدن اور مخصوص مقاصد کو لیے ہوتا ہے۔یہ بات یادرہے کہ افراد کا وہ گروہ ہرگز معاشرہ نہیں کہلاتا جو کسی خاص مقصد کے لئے جمع یا منظّم نہ ہوا ہو۔

اسلامی معاشرہ: (ISLAMIC SOCIETY)

اسلامی معاشرہ سے مراد افراد کا وہ گروہ یا اجتماع ہے جو اسلام کے مخصوص نظریات اور تہذیب وتمدن کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہو۔مسلمانوں کا معاشرہ عقائدِ اسلام ارکان اسلام۔ اسلامی اخلاقیات۔تہذیب وتمدن پر عمل پیرا ہوتا ہے ان کی زندگی سے اسلامی نظریات اور عملی زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔وہ اٰمَنُوا وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ کی عملی تصویر ہوتا ہے یہ اپنے قول و فعل سے اللہ کے بندے نظر آتے ہیں۔

اسلامی معاشرہ کی خصوصیات
(SILENT FEATURES OF ISLAMIC SOCIETY)

(ا)توحیدورسالت کی جھلک: (REFLECTION OF ONENESS)

اسلامی معاشرہ خالص توحید کی جھلک ہوتا ہے وہ ایک خدا کو مانتا ہے اور اسی کے آگے جھک جاتا ہے اسی پر امیدیں قائم کی جاتی ہیں۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ۔186)

ترجمہ:''پکارنے والے کو پکار کا جواب دیتا ہوں جب مجھے کوئی پکارے۔''

(2)وحدت نسل انسانی:(UNITY OF HUMAN GENERATION)

اسلامی معاشرہ وحدت نسل انسانی کے تصور پر مبنی ہوتا ہے وہ انسانوں کے درمیان

عارضی تفریق کا قائل نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے۔"

حدیث میں آتا ہے۔

"کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔"

(3) ہمدردی و تعاون: (SYMPATHY & CO-OPERATION)

یہ معاشرہ ہمدردی اور تعاون کے اصول پر کار فرما ہوتا ہے اس معاشرہ میں کبائر بدگمانی تجسس حسد و بغض ناجائز حمایت غیبت جھوٹی گواہی جیسے گناہ سے دور رہا جاتا ہے کیونکہ یہ امور ہمدردی اور محبت کا خاتمہ کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے اور نہ کسی کی راز جوئی کرو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو اور نہ قیمت بڑھانے کے لیے بولی دو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔ اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ باہم روگردانی کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

(4) امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

(COMMANDING GOOD PROHIBITING EVIL)

اسلامی معاشرہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے سنہری اصول کو اپنائے ہوئے ہے۔ یہ لوگ اچھے کاموں کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور برائیوں سے لوگوں کو منع کرتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

"تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہو تم لوگ بھلے کاموں کی طرف بلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔" (آل عمران۔۱۱۰)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تمہیں نیکی کی ضرور ہدایت کرنا ہو

گی اور برائی سے ضرور روکنا ہوگا۔ ورنہ عین ممکن ہے اللہ تم پر اپنی طرف سے
عذاب بھیج دے۔ پھر تم اسے پکارو گے اور تمہیں جواب نہ آئے گا۔'' (ترمذی)

(5) جذبہ ایثار: (SPIRIT OF SACRIFICE)

جذبہ ایثار و قربانی ہمدردی و خیر خواہی اسلامی معاشرہ کا ایک امتیازی وصف ہے، اس طرح اسلامی معاشرے میں محبت و شفقت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو احادیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے کنارہ کرتا ہے اور جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہے۔ اللہ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے اور جس نے کسی مسلمان سے ایک دکھ ہٹایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے روز قیامت کے دکھوں سے ایک دکھ دور کر دیا اور جس نے کسی مسلمان پر پردہ ڈالا اللہ نے اس پر قیامت کے روز پردہ ڈالا۔

حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آتا ہے کہ

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

''کوئی بندہ اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔''

(6) احساسِ ذمہ داری: (SENSE OF RESPONSIBILITY)

اجتماعی شعور پیدا کرنے، اُسے بیدار رکھنے کے لیے اسلام نے جو اقدامات کئے ہیں ان میں سے سب سے اہم فرد کو اپنا ذمہ دار بنالیا ہے۔ انسان اپنے گناہوں کا خود ذمہ دار ہے۔

قرآن حکیم میں آیا ہے:

''اور جو کوئی (برا) فعل کرتا ہے تو اس کا نقصان اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' (انعام۔۱۶۴)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ

''تم سب راعی ہو اور تم سب اپنے ماتحتوں کے بارے میں جوابدہ ہو۔''

(7) عالمگیر معاشرہ: (A UNIVERSAL SOCIETY)

یہ معاشرہ گھر سے شروع ہوتا ہے اور عالمگیر سطح تک چلا جاتا ہے۔ ہر کلمہ گو فرد اس کا رکن ہوتا ہے۔ یہاں مشرق و مغرب کالے گورے کی تمیز نہیں ہوتی ان سب کو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ''O'' کی

لڑی میں پرو دیا ہے، آخری حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ سب اہلِ اسلام ایک برادری میں ہیں۔''

(8) سادگی: (SIMPLICITY)

اسلامی معاشرہ سادگی کا علمبردار ہے۔ اسلامی تعلیمات، احادیث نبوی، اسوہ حسنہ صحابہ کرامؓ کی زندگی کی مثالیں۔ اولیاء اور علماء کے کردار سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کھانے پینے، رہن سہن، خوشی وغمی کی تقاریب غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی نمایاں نظر آتی ہے سادگی سے اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ اسلاف کی زندگی سے سبق حاصل کرتے ہوئے اسلامی روایات کو زندہ رکھیں۔

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الانعام: 141)

ترجمہ: ''لوگو اسراف نہ کرو۔ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

(9) اخوت ومساوات: (EQUALITY, BROTHERHOOD)

اخوت ومساوات اسلامی معاشرے کی نمایاں خصوصیات ہیں اگر کسی معاشرہ میں اخوت و مساوات کے جذبات پیدا ہو جائیں تو ایسا معاشرہ جنت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ جب اسلامی معاشرہ احکام الٰہی کا فرمانبردار اور اسوہ حسنہ کا پیروکار تھا تو سنہری معاشرہ تھا۔ یہ خوبیاں معاشرہ کی جان ہیں۔

(10) وضعداری وآداب: (EXPRESSING EQUALITY)

اسلامی معاشرہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اس میں وضعداری پائی جاتی ہے مہمان کی خاطر تواضع، ہمسایہ، رشتہ دار، زوجین اور شہریوں کے حقوق وفرائض کے سنہری اصول اعلیٰ تعلیم کا حصول ہے۔ اچھے آداب واطوار کا خاص خیال رکھا جاتا ہے، کھانے پینے اور سونے کے آداب مجلس کے آداب مکتب کے آداب، مسجد کے آداب، سفر کے آداب، لباس کے آداب اسلامی معاشرے کو دوسرے معاشروں سے ممتاز کرتے ہیں۔

(11) رواداری اور وسعت نظری: (TOLERANCE BROAD OUTLOOK)

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ (البقرہ: 256)

''دین میں جبر نہیں ہے۔''

اسلامی معاشرہ میں رواداری اور وسعت نظری پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ہر مذہب اور ہر فرقے کو اپنے اپنے عقائد کے مطابق تحریر، تقریر، تبلیغ اور عبادت کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسلمان حکومتوں میں ہمیشہ غیر مسلم رعایا بہت آرام وسکون سے زندگی بسر کرتی رہی ہے۔ دوسروں کے نظریات کو برداشت کرنا اور رواداری سے پیش آنا اسلامی معاشرے کی ایک نہایت اچھی خوبی ہے۔

(12) عدل: (JUSTICE)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل:90)

''بیشک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے''۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عدل وانصاف کا یہ عالم تھا کہ غیر مسلم یعنی یہودی، عیسائی، مشرک اور منافق تک بھی اپنے مقدمات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کرتے تھے۔

خلافت راشدہ اور پوری تاریخ اسلام عدل کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

ایک موقع پر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

''اگر میری بیٹی بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔''

(13) عوامی رنگ: (NO DISCILIMINATION)

اسلامی معاشرہ میں عوامیت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ طبقانیت نہیں ہوتی۔ امیر وغریب، افسر وماتحت، مالک وخادم، خلیفہ اور رعایا میں کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ تاریخ اسلامی میں سنہری مثالیں موجود ہیں۔ خلفاء پر تنقید ہوئی اور جواب دیا۔ غرضیکہ ہر شخص بغیر کسی خوف کے ہر حاکم کے پاس جا سکتا ہے۔ نکتہ چینی اور اعتراض کر سکتا ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں رشتہ داروں کی اہمیت اور حقوق بیان کریں۔

(RIGHTS & IMPORTANCE OF RELATIVES)

رشتہ داری اور قرابت کے خیال رکھنے کو عربی محاورہ میں صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔ سید سلیمان ندوی سیرت النبی ﷺ کی جلد ششم میں رقمطراز ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیم میں صلہ رحمی اور حقوقِ قرابت کی اہمیت دنیا کے تمام مذاہب سے زیادہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ وحی محمدیؐ میں اس کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن پاک کی کم از کم بارہ آیات میں اس کی صریح تاکید ہے اور اس کو انسان کا احسان نہیں بلکہ اس کا فرض اور حق بتایا ہے۔

قرآن حکیم کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF QURAN)

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (روم۔38)

''قرابت دار کو اس کا حق ادا کرو۔''

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى (البقرہ۔177)

''اور اصل نیکی اس کی ہے جس نے مال کو اس کی محبت پر قرابت مندوں کو دیا۔''

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى (بقرہ۔38)

''ماں باپ اور رشتہ دار کے ساتھ نیکی کرو۔''

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى

''بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کا حکم کرتا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔'' (نحل۔90)

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

''اور تم میں جو فضل اور کھلے ہاتھ والے ہیں وہ قرابت داروں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔'' (النور۔22)

حدیث کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF HADITH)

☆ ''جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے۔''

☆ ''صلہ رحمی کو توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

☆ ''رحم سے رحمٰن نے فرمایا جس نے تجھ کو ملایا میں اس سے ملوں گا۔ جس نے نہ ملایا اس سے نہ ملوں گا۔''

☆ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہوتا ہے۔''

☆ ''احسان جتلانے والا قطع تعلق کرنے والا شراب کشید کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مشکوۃ)

☆ ''کسی شخص کی یہ خوبی نہیں ہے کہ وہ اچھے سلوک کا جواب اچھے سلوک سے دے بلکہ خوبی یہ ہے کہ اس کے رشتہ دار اس سے برا سلوک کریں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے۔''

رشتہ داروں کے حقوق

(RIGHTS OF RELATIVES)

(۱) قطع رحمی کی ممانعت:

(PROHIBITION OF BREAKING UP RELATIONS)

رشتے کو توڑنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا کرنیوالا مفسد۔ بدعہد اور گناہگار ہے سورۃ البقرہ ۲۷ میں ارشاد ہوا:

''اس سے وہ انہی کو گمراہ کرتا ہے جو حکم نہیں مانتے اور جو اللہ کے ساتھ وعدہ کر کے توڑتے ہیں اور اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو توڑتے ہیں اور زمین پر فساد کرتے ہیں''

اس رشتے کو توڑنے یا نظر انداز کرنے کو قطع رحمی کہا گیا ہے احادیث مبارکہ میں ہے۔

لا یدخل الجنۃ قاطع O

''قطع رحمی کرنیوالا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

''اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہوتا ہے۔''

(۲) حسنِ سلوک: (EXCELENT BEHAVIOUR)

قرآن مجید نے اقرباء سے حسن سلوک پر بہت زور دیا ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ (البقرہ۔83)

''ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔''

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى

''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت داروں سے نیکی کرو۔'' (النساء۔36)

حدیث شریف میں آتا ہے

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَلَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗO

''جس کو یہ پسند ہو کہ اس کا رزق بڑھا دیا جائے اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے تو وہ رشتہ داری کو جوڑے۔''

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو اپنے ٹوٹے ہوئے رشتے کو ملائے۔

(۳) مالی امداد: (FINANCIAL SUPPORT)

اسلام جہاں معاشرے کے دوسرے افراد کی مالی امداد کرنے کا حکم دیتا ہے وہاں، رشتہ دار کو خصوصی طور پر مدنظر رکھنے کی تاکید کرتا ہے مثلاً پس تو قرابت دار کو اس کا حق ادا کرو۔ (الروم۔۳۸)

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى (البقرہ۔177)

''اور مال کو اس کی محبت کے باوجود قرابت داروں کو دیا کرو۔''

''فائدے کی جو چیز تم خرچ کرو تو ماں باپ رشتہ داروں، یتامیٰ اور غرباء کے لیے ہے۔'' (البقرہ۔215)

اور جو لوگ تم میں فضل کرنے والے اور کشائش والے ہیں وہ قرابت داروں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔ (النور۔۲۲)

(۴) جائیداد میں حصہ: (INHERITANCE)

اسلام نے جائیداد کے وارث قریبی رشتہ دار قرار دیئے ہیں اگر یہ نہ ہوں تو پھر دور کے رشتہ دار وارث بنیں گے۔ ماں باپ، بیٹے بیٹی، میاں بیوی، بہن بھائی اور اس کے بعد دور کے رشتہ دار جن کی تفصیل سورہ نساء میں آئی ہے وارث قرار دیئے ہیں۔ رشتہ داروں کے علاوہ غیر وارث نہیں بن سکتے۔ حتیٰ کہ منہ بولا بیٹا متبنیٰ بھی جائیداد میں حصہ نہیں لے سکتا۔ ہاں ایک تہائی کی وصیت کی جاسکتی ہے مگر ۲/۳ پھر بھی قرابت داروں کا ہوگا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

مسلمان کے سب سے پہلے حق دار اس کے والدین اس کے بیوی بچے اور بھائی بہن ہیں پھر وہ جو ان کے بعد قریبی ہوں اور وہ جو اُن کے بعد قریبی ہو۔ (ترمذی)

(۵) اللہ کی رحمت کا سبب:

(A CUASE OF ALLAH'S BLESSINGS)

رشتہ دار سے حسنِ سلوک اللہ کی رحمت کا باعث ہوتا ہے اور اس کو توڑنے والا خسارے میں ہوگا عبداللہ ابن اوفیؓ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنیوالا موجود ہوتا ہے۔ (مشکوۃ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ رحم (رشتہ) رحمٰن سے لیا گیا ہے جس نے تجھ کو ملایا میں اس سے ملوں گا جس نے تجھ کو نہ ملایا میں اس سے نہ ملوں گا۔

(۶) جنت کے حصول کا ذریعہ: (MEANS TO REACH HEAVEN)

ایک بار ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے آ کر عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے فرمایا "خدا کی بندگی کرو۔ کسی کو اس کا ساجھی نہ بناؤ نماز پوری طرح ادا کرو۔ زکوٰۃ دو اور قرابت کا حق ادا کرو۔" جبیر بن معطم کہتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جو قرابت کا حق ادا نہ کرے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

(۷) رشتہ داروں میں شادی: (MARRIAGE WITHIN RELATIVES)

قرابت داری کا یہ اہم حق ہے کہ رشتے ناطے اپنے قریبی عزیزوں اور برادری میں کئے جائیں تا کہ آپس میں زیادہ سے زیادہ اُنس محبت اور اتحاد پیدا ہو سکے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی تمام بیٹیوں کی شادی اپنے ہی خاندان میں کی۔ اگر رشتہ داروں میں معقول رشتہ نہ ملے تو پھر دوسرے مسلمانوں میں کرنا بھی صحیح ہے لیکن خاندان اور برادری کو ترجیح دینا مستحسن ہے۔

(۸) حق شفعہ: (RIGHT OF PRE-EMPTION)

رشتہ داروں کے حقوق میں ایک حق یہ بھی ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار اپنا مکان، دکان اور زمین وغیرہ وغیرہ فروخت کر رہا ہو تو اپنے رشتہ دار اور قرابت داروں کو ترجیح دے۔ اس سے بھی خاندان اور برادری میں محبت و اتفاق کی فضاء قائم ہوتی ہے۔

(۹) عفو و درگزر: (FORGIVENESS)

رشتہ داروں کا ایک حق یہ ہے کہ ان کی غلطیوں خامیوں کوتاہیوں اور زیادتیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے عفو و درگزر کا مظاہرہ کیا جائے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی میں اس قسم کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ ایک شخص جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے کچھ رشتہ دار اور احباب ایسے ہیں کہ میں ان سے تعلق قائم کرتا ہوں اور وہ تعلق توڑ دیتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ان سے نرمی سے پیش آتا ہوں وہ سختی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب تک تم اس طرزِ عمل پر رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ تمہاری مدد پر مامور رہے گا۔''

(۱۰) روحانی اور اخلاقی امداد: (SPIRITUAL & MORAL SUPPORT)

رشتہ داروں کی روحانی اور اخلاقی امداد بھی ضروری ہے نیکی کی ترغیب اور برائی سے روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے رشتہ داروں میں تبلیغ تلقین اور پند و نصیحت کو عام کیا جائے اگر رشتہ دار بری باتوں مثلاً شراب، جواء یا کسی بھی بداخلاقی جیسے جرائم کا عادی ہو جائے تو مناسب طریقہ استعمال کر کے اسے باز رکھا جائے۔ چونکہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تبلیغ و اصلاح کا کام سب سے پہلے اپنے خاندان والوں سے ہی شروع کیا۔

قرآن و سنت کی روشنی میں ہمسایہ کے حقوق اور اہمیت بیان کریں۔

(RIGHTS OF NEIGHBOURS & ITS IMPORTANCE)

مفہوم: (DEFINITION)

ہمسایہ اور پڑوسی قریب کے رہنے والے لوگوں کو کہتے ہیں عربی میں اسے جار کہتے ہیں اور جیران اس کی جمع ہے ہمسایہ کی حدود ایک حدیث میں چالیس گھروں تک بتائی گئی ہے اور زیادہ حق قریب ترین پڑوسی کا بتایا گیا ہے۔

پڑوسی کی اقسام: (TYPES OF NEIGHBOURHOOD)

سورہ نساء میں پڑوسی کی اقسام بھی بتائی گئی ہیں:

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ

''ہمسایہ رشتہ دار اجنبی اور پاس بیٹھنے والا۔'' (النساء۔36)

مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں:

جار کے معانی پڑوسی کے ہیں عام مفسرین نے فرمایا جار ذی القربیٰ سے مراد وہ پڑوسی ہے جو تمہارے مکان کے ساتھ متصل رہتا ہے اور جار جنب سے وہ پڑوسی مراد ہے جو تمہارے مکان سے کچھ فاصلے پر رہتا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جار ذی القربیٰ سے وہ شخص مراد ہے جو پڑوسی بھی ہے اور رشتہ دار بھی اس طرح اس میں دو حق جمع ہو گئے اور جار جنب سے مراد ہے وہ صرف پڑوسی ہے رشتہ دار نہیں اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ جار ذی القربیٰ وہ پڑوسی ہے جو اسلامی برادری میں داخل اور مسلمان اور جار جنب سے غیر مسلم پڑوسی مراد ہے۔

والصاحب بالجنب کے معنی ہم پہلو ساتھی کے ہیں جس میں رفیق سفر بھی داخل ہے جو ریل میں جہاز میں بس میں، گاڑی میں آپ کے برابر بیٹھا ہو وہ شخص بھی داخل ہے جو کسی عام مجلس میں آپ کے برابر بیٹھا ہو (اس کو بھی عارضی پڑوسی سمجھ کر تنگ نہ کیا جائے)

ہمسائیوں کے حقوق

(RIGHTS OF NEIGHBOURS)

(1) اذیت کی ممانعت:

(PROHIBITION O TROUBLING NEIGHBOURS)

پڑوسیوں کو اذیت دینے کی ممانعت کی گئی ہے ایک دن دلنشین انداز میں حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہ ہوگا، خدا کی قسم وہ مومن نہ ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کون؟ فرمایا! وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے'' ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص خدا اور روز جزاء پر اعتقاد رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے۔''

(2) تحائف کا عطیہ: (GIFTS / PRESENTS)

پڑوسیوں میں محبت کے جذبات پروان چڑھانے کے لیے ہدیوں اور تحائف دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک متوکل صحابی ابوذرؓ کو تلقین کی اے ابوذر جب شوربا پکاؤ پانی ڈال دو اور اس سے اپنے پڑوسیوں کی خبر کرتے رہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ میری دو پڑوسن ہیں میں ان میں سے کس کے پاس بھیجوں فرمایا جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانوں کی بیویو! تم میں سے کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کیلئے حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

(3) حسن سلوک: (EXCELLENT BEHAVIOUR)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو تعلیم کی غرض سے آپ ﷺ نے فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کی کہ میں سمجھا کہ کہیں ان کو وراثت کا حق نہ دلا دیں، ایک اور موقع پر فرمایا اللہ کے نزدیک ساتھیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہے اور پڑوسیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے آنحضرت ﷺ نے ایک بہت بڑی بات اس طرح فرمائی وہ مومن نہیں جو خود سیر ہو اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔

(4) پڑوسی کی حق تلفی، عظیم گناہ :

(USURPING NEIGHBOUR'S RIGHTS)

برائی ہر جگہ برائی ہے لیکن بعض مقامات پر یہ اور عظیم برائی بن جاتی ہے پڑوسی کے ساتھ برائی کرنا دس گنا زیادہ برا کہا گیا ہے۔

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یوں فرمایا!

"زنا حرام ہے خدا اور اس کے رسول نے اس کو حرام کیا۔"

بدکاریوں سے بڑھ کر بدکاری یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے چوری حرام ہے خدا اور رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کو حرام کیا ہے لیکن دس گھروں میں چوری کرنے سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرا لے۔"

(5) پڑوسی سے محبت: (LOVE WITH NEIGHBOUR)

خدا اور رسول ﷺ سے محبت کا معیار پڑوسی کی محبت کو قرار دیا گیا محبوب خدا حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پیار کرے یا جس کو اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت کا دعویٰ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ پڑوسی کا حق ادا کرے۔ ایک اور موقع پر فرمایا:۔

"تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک اپنے پڑوسی کی جان کے لیے وہی پیار نہ رکھے جو خود اپنی جان کیلئے پیار رکھتا ہے۔"

(6) تکلیف میں صبر: (PATIENCE ON TROUBLES)

کوئی پڑوسی اگر برائی کرے تو گھر چھوڑ کر دوسرا بہتر مقام تلاش کر مگر اس کی برائی کے بدلے میں تم اس کے ساتھ برائی نہ کرو۔ یہ بات اُسے شرمندہ کریگی چنانچہ ایک بار ایک صحابیؓ نے آ کر شکایت کی کہ یا رسول اللہ میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے فرمایا جاؤ صبر کرو۔ اس کے بعد وہ پھر شکایت لیکر آئے پھر یہی نصیحت کی پھر وہ آئے فرمایا کہ جا کر اپنے گھر کا سامان راستہ میں ڈال دو۔ ان صحابیؓ نے یہی کیا۔ اس پر سب لوگوں نے ان کے پڑوسی کو لعن طعن کیا۔ یہ دیکھ کر وہ شرمندہ ہوا۔ اور وہ ان کو منا کر گھر واپس لے گیا۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ تنگ نہ کروں گا۔

(7) اچھے برے کی پہچان: (DISTINCTION OF GOOD & BAD)

پڑوسی سے سلوک کو انسان کے اچھے اور برے ہونے کا معیار سمجھا گیا ہے اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں سب سے پہلے دو مدعی اور مدعا علیہ پیش ہوں گے۔ جو پڑوسی ہوں گے۔ انسان کی خوش خلقی اور بد خلقی کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ اُسے وہ اچھا سمجھے جو اس کے سب سے زیادہ قریب ہو۔ چنانچہ ایک دن صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہم اچھا کر رہے ہیں یا برا فرمایا جب اپنے پڑوسی کو تم اپنی نسبت اچھا کہتے سنو تو سمجھو کہ اچھا کر رہے ہو اور جب برا کہتے سنو تو سمجھو کہ برا کر رہے ہو۔

سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں ان کی اس بات کا یہ اثر ہوا کہ ہر صحابیؓ اپنے پڑوسی بھائی کا خدمت گزار بن گیا اور ہمسایوں میں دوست دشمن مسلم اور غیر مسلم کی تمیز بھی اٹھ گئی۔

(8) حق شفعہ: (RIGHTS OF PRE-EMPTION)

ہمسایہ کے حقوق میں یہ حق شفعہ ایک اہم حق ہے شریعت اسلامیہ نے اسے ضروری قرار دیا ہے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا

''ہمسایہ اپنے شفعہ کا زیادہ مستحق ہے اگر وہ غائب ہو تو (بہتر یہ ہے) کہ شفعہ کیلئے اس کا انتظار کیا جائے۔ لیکن یہ شفعہ اس وقت ہوگا جب دونوں کا راستہ ایک ہوگا۔''

(9) خوشی اور غمی کی تقاریب میں شرکت:

(SHARING SORROWS & ATTENDING CEREMONIES)

پڑوسی کی خوشی اور غمی کی تقاریب میں شرکت کرنا بھی ایک اہم حق ہے انسان کو خوشی اور غمی دونوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیئے ایک ہمسایہ کو چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کی خوشی میں شریک ہو۔ اس کا ہاتھ بٹائے اور اگر اس سلسلہ میں کوئی اُسے کسی مالی امداد کی ضرورت پیش آئے تو اسے بھی پورا کرے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ جب مومن اپنے بھائی کی ایک حاجت پوری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی بہتر حاجات پوری کرتا ہے اور ہمسایہ کو کوئی غم کا واقعہ پیش آجائے تو اسے تسلی و تشفی دلائی جائے۔ کھانے وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔ دوائی، بیمار کی دیکھ بھال اور مالی امداد کا اگر مستحق ہو تو ان کی پوری طرح مدد کی جائے۔

اسلامی ریاست کے شہریوں کے حقوق بیان کریں۔

(RIGHTS OF CITIZENSHIP IN ISLAMIC STATE)

علم سیاسیات میں شہری سے مراد ریاست کا وہ مستقل باشندہ ہے جسے اس ملک کی شہریت حاصل ہو اور اسے اس ملک کے تمام سیاسی، معاشی، قانونی، مذہبی، معاشرتی حقوق حاصل ہوں اور ان کے بدلے وہ کچھ فرائض بھی ادا کرتا ہو خواہ وہ دیہات کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہائشی ہو۔ انگریزی میں اسے Citizen کہتے ہیں۔

دنیاوی ریاستوں میں ملکی اور غیر ملکی باشندوں کے طور پر شہری کی تقسیم کی جاتی ہے جبکہ اسلام میں یہ تقسیم مسلم اور غیر مسلم (جسے ذمی کہتے ہیں) کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

شہریوں کے حقوق (RIGHTS OF CITIZEN)

اسلامی ریاست میں شہریوں کو مندرجہ ذیل حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

(1) حق زندگی: (RIGHTS TO LIVE)

زندگی کا حق ہر شہری کا بنیادی حق ہے سورہ مائدہ میں فرمایا گیا۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا

''اور جو کسی انسان کو بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا زمین پر فساد پھیلایا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے اسے زندہ رکھا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ رکھا۔'' (مائدہ:32)

یہاں بغیر وجہ کے قتل کو انسانیت کا قتل بتایا گیا ہے اسی طرح غیر مسلم (ذمی) کے قتل کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا۔

جو کوئی ہمارا ذمی ہو اس کا خون ہمارے خون کی طرح ہے اور اس کی دیت ہماری دیت کی طرح اوران کے مال ہمارے مال کی طرح ہوں گے۔

(2) مال و عزت کا حق:

(PROTECTION OF POSSESSION & CHASTITY)

شہریوں کو اپنے جان و مال، عزت و آبرو کا بھی حق ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام اس کا خون بھی اس کا مال بھی اس کی آبرو بھی۔ قاضی ابو یوسفؒ نے فرمایا امام کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی ثابت شدہ حق کے بغیر کسی شخص کے قبضے سے اس کی کوئی شے نکالے۔ ان حقوق کو معاشرتی حقوق بھی کہا جا سکتا ہے۔

(3) معاشرتی مساوات: (EQUALITY)

خون، رنگ، خاندان، زبان، پیشہ کام کے لحاظ سے شہریوں کے درمیان فرق روا نہیں رکھا جانا چاہیئے۔ بقول قرآن حکیم یہ ذات برادریاں سب پہچان کی علامت ہیں اور معزز صرف متقی ہیں۔

(4) نجی زندگی کا حق: (RIGHTS OF PRIVATE LIFE)

اسلامی ریاست میں ہر شہری کو نجی زندگی کا مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے گھریلو زندگی میں مداخلت نہیں کی جاسکتی قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

''اے لوگو! جو ایمان لائے اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں بغیر ان کی اجازت کے داخل نہ ہو جب تک گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔''

(5) آزادی کا حق: (RIGHTS OF FREEDOM)

آزادی کا حق انسان کا بنیادی حق ہے۔اس حق کو آسانی سے سلب نہیں کیا جاسکتا، ایک بار حضور ﷺ سے تقریر کے دوران اپنے پڑوسی کے بارے میں پوچھا جو شک کی بناء پر گرفتار ہوا تھا آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا اس کے پڑوسی کو رہا کردو اسلام کا اصول یہ ہے کہ:

''کوئی شخص بغیر عدل کے قید نہیں کیا جاسکتا۔'' (مؤطا)

(6) اظہار رائے کی آزادی: (FREEDOM OF EXPRESSING OPINION)

اسلام رائے کے اظہار کی آزادی بھی عطا کرتا ہے لیکن اس حد تک کہ یہ آزادی فتنہ و فساد کا سبب نہ بن جائے حضرت علیؓ نے خوارج سے کہا۔

''تم جہاں رہو تمہاری مرضی مگر ہمارے اور تمہارے درمیان شرط یہ ہے کہ تم خون ریزی اور رہزنی اختیار نہ کرنا اور ظلم سے باز رہو۔''

(7) تنقید کا حق: (RIGHTS OF CRITICISM)

اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اپنی بات حکام تک پہنچائیں اور ان پر جائز تنقید کریں۔حضرت عمرؓ سے ایک شخص نے برسرعام پوچھا کہ عمرؓ بتاؤ ہر آدمی کو مال غنیمت میں سے ایک ایک چادر ملی ہے اور آپؓ دراز قد ہیں آپؓ کا کرتہ ایک چادر میں نہیں بنتا بتائیں دوسری چادر کہاں سے لی آپؓ کے بیٹے عبداللہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی چادر ابا جان کو دی تھی ۔اس طرح خلیفہ وقت کا محاسبہ کیا جاسکتا ہے۔

(8) حق شوریٰ: (RIGHTS OF COUNSLING)

اسلامی ریاست میں شہریوں کو مشورہ دینے کا حق ہوتا ہے خلیفہ شہریوں کے مشورے

سے حکومت کرتا ہے قرآن حکیم کی ان آیات کی رو سے یہ حق مسلمانوں کو دیا گیا ہے۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ O (الشوریٰ:28)

''اور ان کے امور آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔''

وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ (آل عمران:159)

''اور ان سے معاملات میں مشورہ کرو۔''

(9) حق معاہدہ: (RIGHT OF AGREEMENT)

ہر مسلمان شہری دوسرے شہری سے ریاست کے اندر معاہدے بھی کرسکتا ہے تاکہ زندگی کے معاملات آسانی سے طے ہوسکیں۔ لیکن یہ معاہدہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کے خلاف نہ ہو۔

(10) تحریر وتقریر کا حق: (RIGHT OF SPEECH & WRITING)

شہری کو تحریر وتقریر کا بھی حق حاصل ہے تاکہ مختلف آراء سامنے آجائیں لیکن اسلامی تعلیمات کیخلاف یہ حق استعمال نہیں کرنے دیا جائے گا۔

(11) مذہبی آزادی: (RELIGIOUS RIGHTS)

مذہب اختیار کرنے کی شہریوں کو آزادی ہے کسی کو زبردستی عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ (البقرہ:256)

''دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں۔''

لکم دینکم ولی دین O

''تمہیں تمہارا دین اور ہمیں اپنا دین مبارک ہو۔''

(12) مذہبی جذبات کا لحاظ کرنا:

(REGARD FOR RELIGIOUS SENTIMENTS)

ہر شہری کے مذہبی جذبات کو مجروح نہ کیا جائے اسی طرح ان کے نظریات اور مذہبی شخصیات کا بھی احترام کیا جائے قرآن حکیم میں کہا گیا ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الانعام:108)

''ان (بتوں) کو برا نہ کہو جنہیں یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔

اسی آیت میں کہا گیا کہ کہیں یہ پلٹ کر تمہارے اللہ تعالیٰ کو برا کہنے لگیں۔

(13) انصاف کا حق: (RIGHT OF JUSTICE)

ہر شہری کو انصاف ملنا چاہیئے۔ یہ انسان کا بنیادی حق ہے۔

سورہ انعام میں کہا گیا ہے:۔

فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (الانعام:152)

''پس عدل کرو چاہے یہ تمہارے رشتے دار کے خلاف ہو۔''

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا

''کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل سے باز نہ رکھے۔'' (المائدہ:8)

(14) تحفظ ملکیت: (PROTECTION OF PROPERTY)

اسلامی ریاست کے شہریوں کو اپنی ملکیت و جائیداد کے تحفظ کا حق ہے ہر آدمی حلال ذرائع سے جائیداد بنا سکتا ہے اور اس حلال ملکیت کو کوئی چھین نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ:188)

''تم باطل طریقہ سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔''

(15) معاشی تحفظ: (PROTECTION OF WEALTH)

بھوکا آدمی ہر حالت میں اس بات کا مستحق ہے کہ اسے روٹی دی جائے، بیمار کو علاج کی سہولتیں ملنی چاہئیں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے:۔

''حکومت ہر اس شخص کی ولی (مددگار) ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو'' (بخاری)

ایک خلیفہ راشدؓ نے فرمایا:

''خدا کی قسم اگر اھل عراق کی بیواؤں کی خدمت کیلئے زندہ رہ گیا تو ان کو اس حال میں چھوڑ جاؤں گا کہ میرے بعد انہیں کسی اور مرد کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔''

(16 کاروبار کی اجازت: (FREEDOM OF BUSINESS)

شہریوں کو جائز کاروبار کرنے کی اجازت ہوگی لیکن سود، شراب، دھوکہ، احتکار واکتناز، جوا جیسے کاروبار کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

(17) حق ملازمت: (FREEDOM OF JOB)

اسلامی ریاست میں شہریوں کو اہلیت کی بناء پر ملازمت کا بھی حق ہوگا حکمرانوں کے پاس یہ امانت ہے کہ وہ شہریوں کے لئے ملازمت کے اختیارات رکھتے ہیں اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء۔58)

"اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل لوگوں کو پہنچادو۔"

نوٹ:- حقوق نمبر 14 تا 17 کو شہریوں کے معاشی حقوق بھی کہا جاتا ہے۔

اسلامی ریاست میں ذمیوں کے حقوق بیان کریں۔
(RIGHTS OF NON MUSLIM IN ISLAMIC STATE)

ذمیوں کے حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) حفاظت جان: (PROTECTION OF LIFE)

ذمی کے خون کی قیمت مسلمان کے خون کے برابر ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا:

"اپنے ذمی سے وفا کرنے کا سب سے زیادہ حق دار میں ہوں۔"

(2) تحفظ عزت: (PROTECTION OF CHASTITY)

ذمی کی عزت مسلمان کی عزت کی طرح قابلِ احترام ہے۔

"اُسے تکلیف دینے سے باز رہنا واجب ہے اور اس کی غیبت اسی طرح حرام ہے جیسی مسلم کی غیبت حرام ہے۔

(3) شخصی معاملات: (INDIVIDUAL MATTERS)

ذمیوں کے شخصی معاملات ان کی اپنی ملت کے قانون کے مطابق طے کئے جائیں گے۔ اسلامی قانون ان پر نافذ نہیں کئے جائیں گے۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں۔

"انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا اس لئے انہیں عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنے کی

آزادی دی جائے گی۔"

(4) مذہبی رسوم: (RELIGIOUS RITUALS)

اہل ذمہ خود اپنی بستیوں میں اپنی رسوم کی ادائیگی پوری آزادی کے ساتھ کر سکتے ہیں بدائع میں ہے۔

"جو بستیاں خالص مسلمانوں کی نہیں ہیں۔ (زمین کی ملکیت مسلمانوں کی نہ ہو) ان میں ذمیوں کو شراب پر پہنچنے اور صلیب نکالنے اور ناقوس بجانے سے نہیں روکا جاسکے گا خواہ وہاں مسلمانوں کی کتنی ہی کثیر تعداد ہو۔ البتہ مسلمانوں کی بستیوں میں یہ کام ناپسندیدہ ہیں۔ لیکن قدیم معبد کے اندر رہ کر وہ تمام شعائر (امصار مسلمین میں بھی) ادا کر سکتے ہیں۔"

(5) عبادت گاہیں: (PLACES OF WORSHIP)

امصار مسلمین میں ذمیوں کے جو قدیم معبد گاہیں ہیں ان سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔ اگر وہ ٹوٹ جائیں تو انہیں اسی جگہ دوبارہ بنا لینے کا حق ہے لیکن نئے معابد بنانے کا حق نہیں ہے۔ وہ مقامات جو امصار مسلمین میں نہیں ہیں تو ان میں ذمیوں کو نئے معبد بنانے کی بھی عام اجازت ہے۔ ابن عباسؓ کا یہی فتویٰ ہے۔

(6) فوجی خدمت سے مستثنیٰ:

(EXEMPTION FROM ARMY SERVICE)

ذمی فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہیں اور دشمن سے ملک کی حفاظت کرنا تنہا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور اس لئے ذمیوں سے جزیہ لیا جاتا ہے۔

(7) ملازمتیں: (JOBS)

اہم کلیدی اسامیوں کو چھوڑ کر عام ملازمتوں پر ذمیوں کو فائز کیا جاسکتا ہے۔

(8) معاشی کاروبار: (BUSINESS)

صنعت و حرفت، تجارت، زراعت اور دوسرے تمام پیشوں کے دروازے غیر مسلموں کے لئے بالکل کھلے ہیں۔

(9) حق تعلیم: (EDUCATION)

تعلیم حاصل کرنے کی بھی انہیں آزادی حاصل ہے اور اپنے مخصوص عقیدے کی تعلیم اپنی مخصوص درسگاہوں میں حاصل کر سکتے ہیں اور عام تعلیم کے دروازے ان کے لئے بالکل کھلے رہیں گے۔

اسلامی ریاست کا مفہوم اس کی اہمیت واضح کریں۔

(MEANING & IMPORTANCE OF ISLAMIC STATE)

(۱) مفہوم: (DEFINITION)

علماء سیاسیات نے ریاست کے چار عناصر بتائے ہیں۔ (۱) علاقہ (۲) آبادی (۳) حکومت (۴) اقتدار اعلیٰ۔ دوسرے لفظوں میں ریاست کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے لوگوں (آبادی) کی وہ تنظیم (حکومت) جو ایک مخصوص علاقے پر قائم ہو اور جو اندرونی اور بیرونی طور پر آزاد ہو (اقتدار اعلیٰ کی مالک ہو) یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حکومت ریاست کا ایک حصہ اور یہ ریاست کا انتظام چلاتی ہے۔

(۲) ریاست کی اہمیت: (IMPORTANCE OF STATE)

اسلام نے ریاست کے قیام اور اس کی اہمیت کو شروع ہی سے تسلیم کیا ہے حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضور ﷺ نے باقاعدہ اسلامی ریاستیں قائم کیں اور انہیں بڑے احسن طریقہ سے چلایا حضور ﷺ کے فرمان ہیں۔

''اللہ تعالیٰ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سدِ باب کر دیتا ہے جن کا سدِ باب قرآن نہیں کرتا۔'' (تفسیر ابن کثیر)

''اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔'' (کنزالاعمال)

اسلام کا اپنا فوجداری، دیوانی، تجارتی ضابطہ حیات ہے اور یہ قوانین حکومت کے بغیر نافذ نہیں کئے جاسکتے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے مدینہ کی ریاست کو ہجرت کر کے قائم کیا۔

علامہ ابن حزم لکھتے ہیں۔

کل اہل سنت اور خوارج سب کا اتفاق ہے کہ اطاعت امام واجب ہے اور یہ کہ امت پر ایسے عادل کی اطاعت واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام قائم کرے۔

خورشید احمد اپنی کتاب اسلامی نظریہ حیات میں لکھتے ہیں۔

''یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے تمام فرقے اس پر متفق ہیں

اختلاف اگر ہے تو تقرر و انتخاب کی تفاصیل و جزئیات میں یا اس کے طریق و شرائط میں ہے لیکن امامت کے وجوب پر کوئی اختلاف نہیں۔

اسلامی ریاست کی خصوصیات قلم بند کریں۔

(FEATURES OF ISLAMIC STATE)

اسلامی ریاست اپنے مزاج کے لحاظ سے انفرادیت کی مالک ہے اس کی خصوصیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(1) نظریاتی ریاست: (IDEOLOGICAL STATE)

اسلامی ریاست مخصوص نظریات کی مالک ہوتی ہے اس کے پیش نظر اپنے اصولوں کا نفاذ ہے ارشادِ ربانی ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

''یہ مسلمان وہ ہیں کہ اگر ہم نے انہیں زمین میں صاحب اقتدار کر دیا تو وہ نماز قائم کریں گے ادائے زکوٰۃ میں سرگرم رہیں گے نیکیوں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے روکیں گے۔'' (الحج۔41)

(2) شورائی اور جمہوری ریاست: (DEMOCRATIC STATE)

یہ ایک شورائی اور جمہوری ریاست ہے یہاں تمام امور باہم مشورے سے طے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''اور ان سے معاملات میں مشورہ کرو۔'' (آل عمران ۱۵۹) اور ''ان کے امور آپس کے مشورہ سے طے ہوتے ہیں۔'' (شوریٰ ۳۸) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب کوئی معاملہ قرآن وسنت میں نہ ملے تو میری امت کے عبادت گزار اور اطاعت شعار لوگوں کو جمع کر کے مشورہ سے معاملہ طے کرلو۔ (روح المعانی)

(3) فلاحی ریاست: (WELFARE STATE)

اسلامی ریاست فلاحی اور لوگوں کی خادم ریاست ہے اسلامی حکومت غربت کو کفر کی

طرح مٹاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فقر انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی اے اللہ مجھے کفر اور فقر دونوں سے محفوظ رکھ۔

علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں۔

حکومت زندگی میں اس کی کفالت کی ذمہ دار ہوگی جبکہ کوئی اس کی کفالت کرنے والا نہ ہو۔(زادالمعاد)

(4) معلم وداعی ریاست:

(EDUCATIONAL & INVITATION STATE)

یہ ریاست اخلاقی تعلیم، عام تعلیم اور تہذیب وتمدن کی داعی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں" علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے قرآن حکیم نے ریاست کے مبلغانہ کردار کو اس طرح بیان کیا ہے۔

"تم ایک بہترین امت ہو کہ نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہو
اور برے کاموں سے روکتے ہو۔" (آل عمران۔۲۱)

(5) اقتدار اعلیٰ: (ULTIMATE AUTHORITY)

اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ کی مالک اللہ کی ذات ہے۔

ان الحکم الا للّٰہِ O

(سن رکھو) اور حکم خدا کے سوا کسی کا نہیں (یوسف)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ کافر ہیں۔(المائدہ:44)

(6) رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت:

(OBEDIENCE OF PROPHET (PBUH)

اللہ کی اطاعت کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت لازم قرار دی گئی۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:80)

"جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے اس نے دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔"

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (نساء:64)

اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اِذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

(7) خلافت: (CALIPHATE)

اللہ کی نیابت یا حکومت کسی فرد واحد یا کسی خاندان یا مخصوص طبقے کا حق نہیں ہے بلکہ تمام لوگوں کا حق ہے جو اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کریں سورہ نور میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

''اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جنہوں نے تم میں سے ایمان قبول کیا اور عمل صالح کیا کہ وہ ان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا۔'' (النور:55)

اسلامی ریاست کے فرائض تحریر کیجئے۔

(WRITE THE DUTIES OF ISLAMIC STATE)

آج کی ریاستیں زیادہ سے زیادہ فرائض ادا کرتی ہیں اسی لئے آج کی ریاست کو فلاحی ریاست کہا جاتا ہے ایک اسلامی ریاست کے فرائض کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

(1) شریعت کا نفاذ: (IMPLEMENTATION OF SHARIAH)

نفاذِ شریعتِ اسلامی ریاست کا بنیادی فرض ہے اسلامی احکام اور اقدار کے لئے اسے کوشاں رہنا چاہیئے نیکی کی اشاعت برائی کا انسداد اس کا اولین فرض ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

''یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم زمین میں حکومت دیں تو نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔'' (الحج:41)

(2) عدل اجتماعی کا قیام: (ESTABLISHMENT OF JUSTICE FOR ALL)

سماجی اور فلاحی اور معاشی انصاف کے قیام کو اس کی اولین ذمہ داری قرار دیا گیا ہے زکوٰۃ سماجی فلاح کی ایک سکیم ہے جسے ریاست قائم کرتی ہے۔ نظام وراثت سے لمبی چوڑی

جائیداد کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے جس کا کوئی وارث نہیں اس کی ریاست وارث ہے ناداروں، اپاہجوں، اور محتاجوں کی مدد ریاست کا فرض ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ شہریوں کو بنیادی ضرورتیں فراہم کریں۔

ایک خلیفہ راشدؓ نے فرمایا

''خدا کی قسم اگر اہل عراق کی بیواؤں کی خدمت کے لئے زندہ رہ گیا تو ان کو اس حال میں چھوڑ جاؤں گا کہ میرے بعد انہیں کسی اور مرد کی مدد کی احتیاج باقی نہ رہے گی۔''

(بحوالہ اسلامی نظریہ حیات)

(3) عدل وانصاف کا قیام: (ESTABLISHMENT OF JUSTICE)

عدل وانصاف کا قیام اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہیں ایک اعلیٰ خاندان کی عورت نے چوری کی تو کچھ معزز لوگ عدالت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اس عورت کا جرم معاف کر دیں حضور ﷺ اس پر ناراض ہوئے اور خطبہ دیا کہ تم سے پہلی قومیں اسی وجہ سے تباہ ہوئیں کہ ان میں بڑا آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور غریب آدمی کو سزا دی جاتی اور فرمایا اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ کاٹے جاتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس عورت پر سزا جاری کی۔

(4) نظام شوریٰ: (COUNSELLING SYSTEM)

اسلام میں آمریت نہیں یہاں تمام امور مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ اس طرح حاکم فرعون نہیں بنتے اور تمام لوگوں کی ذہانت سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے خلافت بغیر مشورے کے جائز نہیں اور وہ کام کرو جس کی طرف رائے دینے والوں کی کثرت ہو۔

(5) جان ومال وآبرو کی حفاظت:

(PROTECTION OF LIFE, WEALTH & CHASTITY)

اسلامی ریاست شہریوں کی جان ومال وآبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ہمارے طریقہ پر نماز پڑھی ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلم ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسولوں کا ذمہ قائم ہو چکا ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی دی ہوئی ضمانت میں دغا بازی نہ کرو۔''

(6) شخصی آزادی: (FREEDOM)

اسلامی ریاست کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی شخصی آزادی کی حفاظت کرے حدیث شریف میں ہے۔

''حکمران جب لوگوں کے اندر شبہات کی تلاش کرے تو ان کو بگاڑ دیتا ہے۔'' (ابوداؤد)

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں:۔

''نہ یہ بات جائز ہے اور نہ اس کے جائز ہونے کی کوئی گنجائش ہے کہ کسی شخص کو محض اس بناء پر حوالات میں ڈالا جائے کہ کسی شخص نے اس پر الزام لگایا ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجرد الزام کی بناء پر کسی کو گرفتار نہیں کرتے تھے۔'' (کتاب الخراج)

حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاص کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

''اے عمرو تم نے لوگوں کو غلام کب سے بنایا حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔''

(7) ملک کی حفاظت: (DEFMDING COUNTRY)

ملک کی حفاظت اسلامی ریاست کی اہم ذمہ داری ہے اس کے لیے باقاعدہ تربیت یافتہ فوج تیار کی جائے۔

(8) رائے کی آزادی: (FREEDOM OF EXPRESING OPINION)

ریاست کو آزادی رائے کا ماحول بھی پیدا کرنا چاہیئے لیکن یہ آزادی رائے فتنہ وفساد پیدا نہ کرے اس کی مثال حضرت علیؓ اور خوارج کا معاملہ ہے۔ حضرت علیؓ نے انہیں پیغام دیا۔

''تمہیں آزادی حاصل ہے جہاں چاہو رہو البتہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرارداد ہے کہ ناجائز طور پر کسی کا خون نہ بہاؤ گے۔ بدامنی نہیں کرو گے اور کسی پر ظلم نہیں ڈھاؤ گے اگر ان باتوں میں سے کوئی بات بھی تم نے کی تو پھر ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہوگی۔'' (نیل الاوطار)

(9) بیت المال کی حفاظت:

(PROTECTION OF BAIT-UL-MAAL)

بیت المال اللہ اور خلق کی امانت ہے اس کی حفاظت اور جائز استعمال حکومت کا فرض ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ''میرے لئے اللہ کے مال میں سے اس کے سوا کچھ حلال نہیں کہ ایک جوڑا کپڑا گرمی کے لئے اور ایک جاڑے کے لئے اور قریش کے اوسط آدمی کے برابر معاش اپنے گھر والوں کے لئے لوں پھر میں بس ایک آدمی ہوں مسلمانوں میں سے۔'' (البدایہ والنہایہ)

اسلامی ریاست کے شہری کے فرائض بیان کریں۔

(DUTIES OF CITIZENS OF ISLAMIC STATE)

حقوق و فرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے جہاں ایک شہری کو حقوق حاصل ہوتے ہیں ان کے بدلے اسے کچھ فرائض بھی ادا کرنے پڑتے ہیں چند فرائض حسب ذیل ہیں۔

(1) اطاعت: (OBEDIENCE)

ریاست کی اطاعت شہریوں پر فرض ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:
"میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں اور جب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔"

(2) قانون پر عمل: (FOLLOWING LAW)

اسلامی ریاست کے قوانین کی شہریوں کو پابندی کرنی چاہیئے اسلام نے قانون شکنی کی بہت سخت سزائیں مقرر کی ہیں مثلاً چور کے ہاتھ کاٹنا، ڈاکہ کی سزائے موت یا ہاتھ پاؤں کاٹنا، قتل کی قتل وغیرہ وغیرہ۔

(3) ٹیکس کی ادائیگی: (PAYING TAX)

اسلامی ریاست کے شہری کا فرض ہے کہ وہ مسلمان ہونے کی صورت میں زکوٰۃ عشر، عشور (تجارتی ٹیکس) وغیرہ ادا کرے اور اسی طرح غیر مسلم پر جزیہ اور ملکی ٹیکس ادا کرنے کا حکم ہے۔

(4) ملکی دفاع: (DEFENCE OF COUNTRY)

ملک کی حفاظت ہر شہری پر فرض ہے کچھ شہری تو باقاعدہ فوج میں شامل ہوتے ہیں اور باقی شہری بھی ہنگامی حالات میں مجاہد ہوتے ہیں یہ ملک و قوم کے دفاع کے لئے ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔

(5) دیانتدار اور محنتی: (HONEST & HARDWORKING)

ہر شہری کو دیانتدار اور محنتی ہونا چاہیئے تا کہ ملک وملت ترقی کر سکے۔

(6) حکومت کا وفادار: (LOYALITY OF STATE)

ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ حکومت کا وفادار ہو، کوئی ایسی حرکت، تخریب کاری یا سازش نہ

کرے جس سے حکومت، ملک اور قوم کو نقصان ہو اسلامی فقہ میں باغیوں کی باقاعدہ سزا مقرر کی گئی ہے ایسے شہری جو حکومت کے وفادار نہ ہوں وہ ملک وملت کے لئے کوئی خدمت انجام نہیں دے سکتے۔

(7) اجتماعی مفاد کو ترجیح دینا: (SACRIFICING PERSONAL)

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ اجتماعی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دے۔ حکومت کے بعض منصوبے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے چند آدمیوں کو نقصان لیکن زیادہ کا فائدہ ہوتا ہے ایسی صورت میں تھوڑا سا نقصان برداشت کر لینا بہتر ہے۔

اُمت کا مفہوم، اُمت مسلمہ کی امتیازی خصوصیات بیان کریں۔

(MEANING & DISTINGUISH QUALITIES OF UMMAH)

(1) معنیٰ ومفہوم: (MEANING & DEFINITION)

امت کے لغوی معنی قبیلہ، قوم، جماعت، فرقہ، خاندان، نسل، طریقہ، نبی کے ماننے والے کے ہیں اور اصطلاح میں کسی نبی کے پیروکاروں کو اُمت کہتے ہیں مثلاً امت موسوی علیہ السلام، اُمت عیسیٰ علیہ السلام یا عیسائیت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(2) قوم اور اُمت: (NATION & UMMAH)

قوم اور قومیت خالص مغربی اصطلاح ہیں۔ قومیت سے مراد افراد کی ایسی یکسانیت اور ہم آہنگی ہے جو مشترکہ زبان، مذہب، ثقافت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اگر ان افراد کو سیاسی اختیار مل جائے تو ان کو قوم کہا جاتا ہے پس قوم، قومیت، سیاسی اختیار، امت ایک خالص مذہبی یا دینی اصطلاح ہے جس کی بنیاد عقیدے اور ایمان پر ہے۔ اقبال نے کہا ہے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک ونسب پر انحصار — قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:۔

''اسلام نے رنگ، نسل، وطن، زبان، معیشت وسیاست کی غیر عقلی تفریقوں کو مٹا دیا اور خالص عقلی بنیادوں پر ایک نئی قومیت تعمیر کی اس قومیت کی بناء بھی امتیاز پر تھی مگر مادی اور

اراضی امتیاز پر نہیں بلکہ روحانی اور جوہری امتیاز پر اس نے انسان کے سامنے صداقت پیش کی جس کا نام اسلام ہے اس دائرے کا محیط ایک کلمہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کلمہ پر دوستی بھی ہے اور دشمنی بھی اس کا اقرار جمع کرتا ہے اور اسی کا انکار جدا کرتا۔"

اُمت مسلمہ کے امتیازی اوصاف

(SALINET FEATURES OF MUSLIM UMMAH)

(1) اُمت وسط: (MIDDLE UMMAH)

قرآن حکیم نے مسلمانوں کی جماعت کو وسط کہا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

"اور اس طرح ہم نے تمہیں ایک اُمتِ وسط بنایا ہے تاکہ دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔" (البقرہ۔143)

صاحب تفہیم القرآن لکھتے ہیں۔

"اُمت وسط کا لفظ اس قدر وسیع ہے کہ معنویت کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مراد ایک اعلیٰ اور اشرف گروہ ہے جو عدل وانصاف اور توسط کی روش پر قائم ہو جو دنیا کی قوموں کے درمیان صدر کی حیثیت رکھتا ہو جس کا تعلق سب کے ساتھ یکساں حق اور راستی کا تعلق ہو اور ناحق ناروا تعلق کسی سے نہ ہو۔"

(2) بہترین اُمت: (THE BEST UMMAH)

اس اُمت کو اللہ تعالیٰ نے خیر اُمت یا بہترین اُمت کا نام دیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران۔110)

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو۔"

یہ امت کی پیشوائی اور سرداری کا منصب اُمت مسلمہ کو دیا گیا ہے اور یہ صرف اس لئے عطا ہوا ہے کہ ہم خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں اسی لئے یہ امت ہمیں دی گئی ہے۔

لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا۔

(3) وحدت نسل انسانی:

(UNITY OF HUMAN GENERATION)

اس امت کا بانی ایک آدمی تھا جس کا نام آدم علیہ السلام تھا سب اس کی اولاد ہیں۔

الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ (النساء:1)

''جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔''

نوعِ انسانی کی ابتداء ایک فرد سے ہوتی ہے دوسرے مقام پر قرآن حکیم نے اس پہلے انسان کا نام آدم علیہ السلام بتایا ہے جس سے دنیا پھیلی۔ اس لئے اس کو امت واحدہ کے لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (انبیاء:92)

''یقیناً یہ تمہاری امت ایک ہے۔''

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (البقرہ:213)

''(ابتداء میں) سب لوگ ایک ہی امت تھے۔''

(4) آخری امت: (THE LAST UMMAH)

امت مسلمہ ہی آخری امت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ ○ (مستدرک حاکم)

''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔''

(5) اُمت مسلمہ: (MUSLIM UMMAH)

اس امت کا نام امت مسلمہ ہے اگر چہ اس کو ملت نوح، ملت عیسیٰ، ملت ابراہیم بھی کہا گیا ہے لیکن اس کا نام امت مسلمہ ہے۔

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (حج:78)

''قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔''

(6) عالمگیریت: (UNIVERSALITY)

امتِ مسلمہ کا ایک اور امتیازی وصف یہ ہے کہ یہ ایک عالمگیر اُمت ہے سابقہ انبیاء اپنی اپنی اقوام اور علاقے کی طرف مبعوث ہوئے لیکن حضور ﷺ قیامت تک آنے والے انسانوں کیلئے نبی ہیں۔

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:158)

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے۔ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

(7) جامع وکامل شریعت کی حامل امت:

(HAVING A COMPREHENSIVE SHARIAH)

اُمت مُسلمہ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس امت کو جو دین اللہ تعالیٰ نے عطاء کیا ہے وہ ہر لحاظ سے جامع اور کامل دین ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر چکا۔''

(8) محفوظ شریعت کی حامل امت

(HAVING A SAFE SHARIAH)

اُمت مسلمہ کا ایک اور امتیازی وصف یہ ہے کہ اس امت کو جو کتاب (قرآن پاک) دی گئی ہے وہ ایک محفوظ کتاب ہے۔ اور اس کتاب کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کی ہوئی ہے۔ سابقہ انبیاء کی کتب تحریفات کا شکار ہو گئیں۔ بے شمار تبدیلیاں کر لی گئیں۔ یہ کتاب ہدایت آج تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:9)

ترجمہ: ''بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

قرآن وسنت کی روشنی میں امت مسلمہ کی ذمہ داریاں تحریر کریں۔
(DUTIES OF MUSLIM UMMAH)

(۱) دین کی اشاعت:(PROPAGATION OF RELIGIONS)

اُمت مسلمہ ایک منتخب اور بہترین اُمت ہے اس لئے اس کی ذمہ داریاں بھی عظیم ہیں اس اُمت کے ذمہ اہم فرض اس دین کی اشاعت ہے اور اس کام کے لئے با قاعدہ ایک ادارہ ہونا چاہیئے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ (آل عمران:104)

''تم میں ایک جماعت ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف دعوت دے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

''جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے اسے ہاتھ سے مٹائے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے مٹائے اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو اسے دل میں برا سمجھے ۔ یہ ایمان کی کمزور ترین نشانی ہے۔'' (مسلم)

(۲) اتحاد و اتفاق: (UNITY)

اُمت مسلمہ میں اتفاق واتحاد کا جذبہ ہونا چاہیئے نا اتفاقی اور پھوٹ سے یہ امت کمزور ہو جاتی ہے۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (انفال:46)

''اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔''

اس طرح بھائی چارے کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے احادیث میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے

(۳) مساوات: (EQUALITY)

ہم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں۔لہذا اُمت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے اس تصور کو عام کرے اور عالمی مساوات کے قیام کی کوششیں کرے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو کہ جس نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا۔"

(۴) جہاد: (JEHAD)

اگر اسلام کی دعوت حق کو پرامن طریقے سے پھیلنے سے روکا جائے تو اس کا علاج اسلام نے جہاد بتایا ہے ارشادِ ربانی ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان:52)

"ان منکرینِ اسلام کا کہنا نہ مانو اور ان کے ساتھ پورے طریقے سے جہاد کرتے رہو۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"مشرکوں سے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعے سے جہاد کرو۔" (ابوداؤد)

(۵) صبر واستقامت: (PATIENCE)

اللہ کے دین کی خدمت اور کام کے لئے بہت حوصلے اور ہمت کی ضرورت ہے مخالفین کے پروپیگنڈے سے نہیں گھبرانا چاہیئے ۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس طرح ہمت دلاتے ہیں۔

"اور تمہیں اہلِ کتاب کی طرف سے اور مشرکوں کی طرف سے بہت سی باتیں سننا پڑیں گی۔ اگر ایسے وقت میں تم نے صبر سے کام لیا اور تقویٰ کی روش پر جمے رہے تو بے شک یہ ہمت کا کام ہوگا۔" (آلِ عمران:186)

(۶) بے خوفی: (FEARLESSNESS)

اُمتِ مسلمہ کو چاہیئے کہ وہ نڈر اور بے باک ہو۔کوئی ڈر یا خوف نہ ہو۔

نفسیاتی طور پر کسی سے بھی مرعوب نہیں ہونا چاہیئے خدا کے دین کا کام مخالفین کی پرواہ کئے بغیر جاری رکھا جائے ۔فرمان ربانی ہے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر:94)

"پس جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے واشگاف طور پر سنا دو اور مشرکوں کی پرواہ نہ کرو۔"

قرآن وحدیث کی روشنی میں اُخوت کا مفہوم اور اہمیت واضح کریں۔

(DEFINITION OF BROTHERHOOD IN THE LIGHT OF QURAN & HADITH)

معنی ومفہوم: (MEANING & DEFINITION)

اُخوت کا لفظ اخ سے لیا گیا ہے اسی کے معنی بھائی کے ہیں اور اخوت سے مراد بھائی چارے کے ہیں اس جذبہ کے تحت مشرق ومغرب کے تمام مسلمان ایک عالمگیر برادری ہیں۔ یہاں کسی رنگ نسل زبان، علاقے، اغراض ومقاصد کی تمیز نہیں رہتی ہر کلمہ گو اس برادری کا رکن بن جاتا ہے۔ ہر معاملے میں ان کے دل اکٹھے ہی دھڑکتے ہیں مولانا ظفر علی خان فرماتے ہیں۔

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر اک پیر و جوان بے تاب ہو جائے

قرآن مجید کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF QURAN)

قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیات اخوت کے بارے میں قابلِ غور ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:10)

"مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (آل عمران:103)

"پھر تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے۔"

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29)

"وہ کفار پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔"

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:103)

"اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ"۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (انفال:46)

"اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔"

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات:10)

''اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔''

كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف:4)

''(مسلمان) گویا سیسہ پلائی دیوار ہیں۔''

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ:71)

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں۔''

حدیث کی روشنی میں اہمیت:

(IMPORTANCE IN THE LIGHT OF HADITH)

☆ المسلم اخو المسلمO

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔''

☆ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًاO

''اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔''

☆ ''اہلِ ایمان ایک دوسرے سے اس طرح پیوست ہیں جس طرح ایک عمارت کے مختلف حصے ملے ہوئے ہیں۔'' (مشکوٰۃ)

☆ ''گروہ اہلِ ایمان کے ساتھ ایک مومن کا تعلق ویسا ہے جیسا سر کے ساتھ جسم کا تعلق ہے وہ اہلِ ایمان کی ہر تکلیف کو اس طرح محسوس کرتا ہے جس طرح سر جسم کے ہر حصے کا درد محسوس کرتا ہے۔'' (مسند احمد)

☆ ''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان و مال عزت حرام ہے۔'' (مسلم)

☆ اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْاِخْتِلَافِ O

''اگلے لوگوں کو اختلاف نے ہلاک کیا۔''

☆ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْق'' وَقتالُه' كُفر''O (بخاری مسلم)

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔''

☆ لَا یُؤْمِنُ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ O (بخاری و مسلم)

''کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔''

☆ ''کسی آدمی۔کے لئے جائز نہیں وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔''

☆ ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس سے خیانت نہیں کرتا اس سے جھوٹ نہیں بولتا اور نہ مشکل پڑنے پر اس سے کنارہ کشی کرتا ہے۔''

مواخات مدینہ: (BROTHERHOOD OF MADINA)

اُخوت اور بھائی چارے کی بہترین مثال ہجرت کے بعد مدینہ میں دیکھنے میں آئی جب لٹے پٹے مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو حضور ﷺ کے اس فرمان پر وہ بھائی بھائی بن گئے۔انصار نے اپنی آدھی چیزوں کے مالک اپنے مہاجرین بھائیوں کو بنا دیا۔سعد بن ربیعؓ جو عبدالرحمٰن کے بھائی بنے ان کی دو بیویاں تھیں عبدالرحمٰنؓ سے کہا کہ ایک کو میں طلاق دے دیتا ہوں آپؓ اس سے نکاح کر لیں لیکن انہوں نے احسان مندی کے ساتھ انکار کر دیا۔

اخوت کی شرائط وتقاضے پر مدلل مضمون قلم بند کیجئے۔

(WRITE A NOTE ON TERMS & DEMANDS OF BROTHERHOOD)

قرآن وحدیث میں اُخوت کی شرائط اور تقاضے بیان ہوئے ہیں۔

(ا) دل آزاری کی ممانعت:

(PROHIBITION OF HEART BREAKING)

ایک مسلمان کو اپنے بھائی کی دل آزاری اور مذاق اڑانے سے روک دیا ہے۔

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (الحجرات۔11)

''ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے۔''

اس آیت میں دوسرے کی تذلیل اور دل آزاری سے منع کر دیا گیا کیونکہ اس سے معاشرے میں فساد رونما ہوتا ہے اس بناء پر اس فعل کو حرام کیا گیا ہے۔

(۲) طعن و تشنیع کی ممانعت: (PROHIBITION OF TAUNTIY)

ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (الحجرات:11)

''آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو۔''

اس آیت میں طعنہ و تشنیع کے علاوہ متعدد مفہومات شامل ہیں۔ مثلاً چوٹیں کرنا، پھبتیاں کسنا، الزام دھرنا، اعتراض کرنا، عیب جوئی کرنا، اشاروں سے کسی کو نشانہ ملامت بنانا۔ یہ سب افعال آپس کے تعلقات کو بگاڑتے اور معاشرے میں فساد برپا کرتے ہیں اس لئے ان کو حرام کردیا گیا ہے۔

(۳) ایک دوسرے کو بُرے القاب سے نہ پکارو: (DO NOT CALL BAD NAMES)

سورہ حجرات کی اسی آیت میں کہا گیا ہے۔

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات:11)

''ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ یاد کرو۔''

اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو ایسے نام سے نہ پکارا جائے یا ایسا لقب نہ دیا جائے جو اس کو ناگوار ہو مثلاً کسی کو فاسق یا منافق کہنا کسی کو لنگڑا یا اندھا یا کانا کہنا۔

(۴) بدگمانی کی ممانعت: (PROHIBITION OF DISTRUST)

بدگمانی سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ بھی اسلامی اخوت کے رشتے کو مجروح کرتی ہے۔

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (حجرات:12)

''بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

(۵) راز نہ ٹٹولنا: (PROHIBITION OF SPYING)

سورۃ حجرات کی اسی آیت میں کہا گیا ہے۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا ○ (ترجمہ) ''تجسس نہ کرو۔''

لوگوں کے راز نہ ٹٹولو۔ ایک دوسرے کی ٹوہ نہ لگاتے پھرو۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے۔

(۱) ''مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کا کھوج نہ لگایا کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا۔

(۲) ''جس نے کسی کا کوئی پوشیدہ عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑھی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا۔

(۶) غیبت نہ کرو: (PROHIBITION OF BACK BITING)

غیبت کی قرآن حکیم نے بڑی سختی سے ممانعت کی ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ

''ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں یہ کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم اس سے گھن کھاتے ہو۔'' (حجرات:12)

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور اس فعل کو انتہائی گھناؤنا ہونے کا تصور دے دیا ہے۔

غیبت کی تعریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی سنیئے ۔غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے جو اسے ناگوار ہو عرض کیا گیا اگر میرے بھائی میں وہ بات پائی جاتی ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا خیال ہے فرمایا اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہو تو اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ موجود نہ ہو تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔

(۷) مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق:

(SIX RIGTHS OF MUSLIMS OVER OTHER MUSLIMS)

ایک حدیث مبارکہ میں مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق بیان ہوئے ہیں ان سے بھی رشتہ اخوت مضبوط ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔

☆ جب ملاقات ہو تو سلام کیجئے۔

☆ جب دعوت پر بلائے تو حاضر ہو۔

☆ غائب و حاضر میں خیر خواہی کرے۔

☆ جب بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جائے۔

☆ جب چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہے۔

☆ جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔

(۸) ایثار و قربانی: (SACRIFICE)

ایثار و قربانی بھی اسلامی اخوت کی شرط ہے۔ قرآنِ حکیم نے اسی بات کو مسلمانوں کی خوبی بتائی ہے۔

''اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود تنگی میں کیوں نہ ہوں۔'' (الحشر:۹)

اس ایثار کی بہترین مثال مواخات مدینہ ہے اور انفرادی زندگی سے تو تاریخ اسلام بھری پڑی ہے جنگ یرموک میں تین مسلمان زندگی کے آخری لمحات میں پانی کو ایک دوسرے کے پاس بھیج کر پیاسے شہید ہو جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پہلے میرا فلاں بھائی پانی پی لے مگر ایک دوسرے کے انتظار میں تینوں بھائی بغیر پانی پیئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

....

تبلیغ کے معانی و مفہوم اور قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی اہمیت بیان کریں۔

(MEANING & IMPORTANCE OF PREACHING IN THE LIGHT OF QURAN & HADITH)

معنی و مفہوم: (MEANING & DFINITION)

سید سلیمان ندویؒ "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد چہارم میں لکھتے ہیں۔

"تبلیغ کے لفظی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں اور اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جس چیز کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اس کی اچھائی اور خوبی کو دوسرے لوگوں اور دوسری قوموں اور ملکوں تک پہنچائیں اور ان کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دیں قرآن پاک میں تبلیغ کے ہم معنی چند اور الفاظ بھی ہیں جن میں ایک لفظ انذار ہے جس کے معنی ہوشیار اور آگاہ کرنے کے ہیں اور دوسرا لفظ دعوۃ ہے جس کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں اور تیسرا لفظ تذکیر ہے جس کے معنی یاد دلانے اور نصیحت کرنے کے ہیں۔"

یہ تو سید صاحب کے الفاظ تھے عام لغوی معنی میں آخری حد تک پہنچانے کے ہیں اور اصطلاح میں تبلیغ سے مراد اللہ کے احکام کو وضاحت کے ساتھ انسانوں تک پہنچانے کے ہیں۔

تبلیغ کی اہمیت: (IMPORTANCE OF PREACHING)

تبلیغ کی اہمیت کا کوئی سمجھ دار آدمی انکار نہیں کر سکتا پاک و ہند کے ایک ممتاز عالم دین فرماتے ہیں کہ دنیا کے تمام عقلاء فلاسفر اور مصلحین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مصیبت زدوں کو مصیبت سے نجات دلائی جائے اور اندھوں کو کنوؤں میں گرنے سے بچایا جائے۔ بیماروں کا علاج کیا جائے۔ آگ میں گھرے لوگوں کو نکالا جائے۔ گرتوں کو سنبھالا جائے بھوکوں کو کھلایا جائے۔ ننگوں کو پہنایا جائے جب دنیاوی مصیبت جو چند روزہ ہے اس سے بچانے کے لئے اتنی کوششیں کی جاتی ہیں تو اُخروی زندگی جو دائمی اور ابدی ہے تو اس کی آگ سے بچانے کے لئے کیوں نہ سعی اور تگ و دو کی جائے۔

سید سلیمان ندویؒ تبلیغ کی اہمیت پر اس طرح لکھتے ہیں۔

"دنیا میں جس قدر پیغمبر آئے انہوں نے اپنے فرض کو اسی ایثار اور قربانی کے ساتھ سر

انجام دیا اور ایک لمحہ بھی اپنے فرض (تبلیغ) کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ آج دنیا میں جو کچھ خدا کی محبت بھائیوں کا پیار انسانوں کی ہمدردی، بیکسوں کی مدد، غریبوں کی اعانت اور دوسری نیکیوں کا اس سطح زمین پر اثر ہے وہ سب بلاواسطہ یا بالواسطہ دانستہ یا نادانستہ ان ہی کی دعوت و تبلیغ اور جدو جہد کا اثر اور نتیجہ ہے۔''

قرآن مجید کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF QURAN)

☆ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ: ''تم دنیا میں وہ بہترین اُمتِ ہو جسے اس لئے نکالا گیا ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔'' (آلِ عمران:152)

☆ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ: ''ان لوگوں کو جب زمین پر اقتدار ملتا ہے تو وہ نماز قائم کراتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔'' (الحج:41)

☆ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ: ''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو نیکی کی دعوت دے، بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔'' (آل عمران۔103)

☆ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۥ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

ترجمہ: ''قسم ہے زمانے کی انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور حق کی نصیحت کی اور صبر کی تلقین کی۔'' (العصر:3-1)

☆ يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (مائدہ:67)

ترجمہ: ''اے رسول جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی طرف سے آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے (لوگوں) تک پہنچادیں۔''

☆ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:6)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے آپکو اور اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔''

☆ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ (النحل۔125)

ترجمہ: ''(اے نبی) اور لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلائیں۔''

☆ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

ترجمہ: ''اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور نیک کام کرتا ہے۔'' (سجدہ۔33)

☆ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ

ترجمہ: ''جو حکم تمہیں دیا جائے اسے سنادیں۔'' (الحجر۔94)

☆ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (بقرہ:44)

ترجمہ: ''کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔''

احادیث مبارکہ کی روشنی میں: (IN THE LIGHT OF HAIDTH)

(۱) بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَه ○

ترجمہ: ''میری طرف سے لوگوں کو پہنچادو چاہے وہ ایک آیت ہی ہو۔''

(۲) مَنْ رَاٰیٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْه بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ○

ترجمہ: ''تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو دل میں برا سمجھے۔ یہ ایمان کا

کمزور ترین درجہ ہے۔"

(۳) "خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ورنہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب بھیجے پھر تم اسے پکارو گے اور تمہیں کوئی جواب نہیں آئے گا۔"

(۴) "خبردار تم میں ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے تم میں سے اس کی رعیت کی بارے میں پوچھا جائے گا۔"

(۵) "اللہ تعالیٰ اس شخص کو شادر کھے جو میری حدیث پھیلانے کے لئے سن کر یاد کرتا ہے۔"

(۶) "کسی گروہ یا قوم کا فرد گناہ کرتا ہے وہ گروہ یا قوم استطاعت کے باوجود اس فرد کو گناہ سے باز نہیں رکھتی تو ان کو اللہ کا عذاب موت سے پہلے دنیا میں گھیر لیتا ہے۔(ابوداؤد)

(۷) "تم برائی کو روکنے سے بالکل نہ رکنا یہاں تک کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق کے آگے جھکا دو۔" (ترمذی)

آخری حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ○ (بخاری)

ترجمہ: "موجود غیر موجود تک اسے پہنچا دو۔"

قرآنی آیت کے حوالے سے تبلیغ کے طریقے بیان کریں۔

(METHODS OF PREACHING IN THE LIGHT OF QURAN)

قرآن حکیم نے تبلیغ کے تین طریقے بتائے ہیں۔ یہ طریقے بہت ہی مؤثر اور عمدہ ہیں۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ○ (النحل:۱۲۵)

"اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی طرف دعوت دو۔ حکمت اور عمدہ

نصیحت کے ساتھ اورلوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقوں پر جو بہترین ہوں۔

اس آیت کی وضاحت صاحب تفہیم القرآن اس طرح کرتے ہیں۔

(۱) حکمت: (WISDOM)

حکمت کا مطلب یہ ہے کہ بے وقوفوں کی طرح اندھا دھند تبلیغ نہ کی جائے بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنیت استعداد اور حالات کو سمجھ کر نیز موقع محل کو دیکھ کر بات کی جائے ہر طرح کے لوگوں کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکا جائے کسی گروہ یا شخص کو تبلیغ کرنے سے پہلے اس کے مرض کی تشخیص کی جائے پھر ایسے دلائل سے اس کا علاج کیا جائے جو کہ دل ودماغ کی گہرائیوں سے اس کے مرض کو جڑ سے نکال سکتے ہوں۔

(۲) موعظہ حسنہ: (ADVICE IN BEST WAY)

عمدہ نصیحت کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ مخاطب کو صرف دلائل سے مطمئن کرنے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ اس کے جذبات کو بھی اپیل کیا جائے برائیوں کا محض عقلی حیثیت ہی سے ابطال نہ کیا جائے بلکہ انسان کی فطرت میں ان کے لئے جو پیدائشی نفرت پائی جاتی ہے اسے ابھارا جائے اور ان کے برے نتائج کا خوف دلایا جائے ہدایت اور عمل صالح کی محض صحت اور خوبی ہی عقلاً ثابت نہ کی جائے بلکہ ان کی طرف رغبت اور شوق بھی پیدا کیا جائے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ نصیحت ایسے طریقے سے کی جائے جس سے دل آویزی اور خیر خواہی ٹپکتی ہو مخاطب یہ نہ سمجھے کہ ناصح اسے حقیر سمجھ رہا ہے اور اپنی بلندی کے احساس سے لذت لے رہا ہے بلکہ اسے یہ محسوس ہو کہ ناصح کے دل میں اس کی اصلاح کے لئے ایک تڑپ موجود ہے اور وہ حقیقت میں اس کی بھلائی چاہتا ہے۔

(۳) بہترین انداز میں مباحثہ:

(ARGUMENTNATION IN THE BEST WAY)

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۝ یعنی اس کی نوعیت محض مناظرہ بازی اور عقلی کشتی اور ذہنی دنگل کی نہ ہو اور اپنی زبان آوری کے ڈنکے بجا دینا نہ ہو بلکہ اس میں شیریں کلامی ہو

اعلیٰ درجہ کا شریفانہ اخلاق ہو، معقول اور دل لگتے دلائل ہوں مخاطب کے اندر ضد اور بات کی پیچ اور ہٹ دھرمی پیدا نہ کرنے کی کوشش کی جائے اور جب محسوس ہو کہ وہ کج روی پر اُتر آیا ہے تو اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ گمراہی میں اور زیادہ دور نہ نکل جائے۔ (جلد دوم)

تبلیغ کے اُصول تحریر کریں۔(PRINCIPALS OF PREACHING)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد چہارم میں سید سلیمان ندوی نے تبلیغ کے اصول تحریر کئے ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) تیسیر و تبشیر: (EASY TO HARD)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو یمن میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے بھیجا تو یہ نصیحت فرمائی۔

يَسِرَ وَلَا تُعَسِّر وَبَشِّرِ وَلَا تُنَفِّرُا O (بخاری)

''دین اسلام کو آسان کر کے پیش کرنا سخت بنا کر نہیں لوگوں کو خوشخبری سنانا، نفرت نہ دلانا۔''

یہ وہ تبلیغی اصول ہیں جو ایک داعی اور مبلغ کی کامیابی کی جان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و شفقت رحم و کرم اور مہر و محبت کی دل نواز صداؤں سے دلوں کو پر اُمید اور مسرور بنانا اس سے بہتر ہے کہ بات بات پر خدا کی قہاری اور جباری اور ہیبت و جلال کا ذکر کر کے دلوں کو خوف زدہ اور مایوس بنایا جائے۔

(۲) تدریج: (GRADUAL PREACHING)

تبلیغ کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ مخاطب کے سامنے اللہ کے احکامات رفتہ رفتہ پیش کئے جائیں تمام مسائل یکدم اس کے سامنے نہ رکھ دیئے جائیں حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کرتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا تم یہود و نصاریٰ کو پہلے توحید و رسالت کی طرف بلانا جب وہ یہ مان لیں تو ان کو پانچ فرض نمازوں کے متعلق بتانا اور جب وہ یہ بھی مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ خدا نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے۔ یہ صدقہ ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے غریبوں کو دے دیا جائے اور دیکھنا جب وہ صدقہ دینے لگیں تو چن چن کر ان سے بڑھیا مال کو نہ لینا۔

(۳) تالیف قلوب: (MOTIVATION FOR HEART)

اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو اسلام کی طرف مائل کرنا لطف و محبت، امداد، اعانت

اورغم خواری و ہمدردی کرنا ہے اس سے مخالفین خاموش ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے لوگوں کو اپنے اس اعجاز سے اسلام کا حلقہ بگوش بنالیا چنانچہ مکے کے بعض رئیس اسی جذبہ سے متاثر ہو کر اسلام لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کا مال غنیمت ان ہی میں تقسیم کر دیا اس کے بعد لوگ حق کے خلاف گردنیں نہ اٹھا سکے۔

(۴) درگزر: (FORGIVENESS)

صبر وتحمل اور عفوو درگزر کو تبلیغ میں ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے قرآن حکیم میں ہے:

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ (النساء:63)

''تو ان سے درگزر کر اور ان کو نصیحت کر۔''

(۵) قول بلیغ: (EFFECTIVE & IMPRESSIVE WAY)

بات مؤثر اور دردمندانہ انداز میں پیش کرنی چاہیئے۔ قرآن حکیم میں اسے قول بلیغ کہا گیا ہے۔

وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا ۢ بَلِيْغًا (نساء:63)

''اور ان سے ایسی بات کہہ جو ان کے دلوں پر اثر کرے۔''

(۶) نرمی اور شائستگی: (POLITENESS)

تبلیغ میں نرمی شائستگی اختیار کرنی چاہیئے قرآن حکیم نے اپنے پیغمبروں کو اپنے مخالف سے مخالف دشمن سے بھی نرمی ہی سے باتیں کرنے کی تاکید کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون جیسے سرکش کے سامنے پیغام لے کر جانے کی ہدایت ہوتی ہے تو ساتھ ارشاد ہوتا ہے۔

''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی کی ہے تو اس سے نرم گفتگو کرنا شائد وہ نصیحت قبول کرے یا (خدا سے) ڈرے۔'' (طٰہٰ)

(۷) قول وفعل میں مطابقت: (COHERENCE SAYING & ACTIONS)

مبلغ کے قول وفعل میں مطابقت ہونی چاہیئے۔ عالم باعمل کی بات زیادہ مؤثر ہوتی ہے

اسی لئے اس پر زور دیا گیا ہے۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف:2)

''جو کرتے ہو تم نہیں وہ بات کیوں کہتے ہو۔''

سورہ بقرہ میں آیا ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرہ:۴۴)

''کیا تم لوگوں کو نیکی کی طرف حکم دیتے ہو اور اپنی ذات کو بھول جاتے ہو۔''

(۸) خلوص: (SINCERITY)

تبلیغ کا ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ جو بات بھی کہی جائے وہ خلوص نیت سے کہی جائے خلوص کے بغیر کوئی کام بھی نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا۔ تبلیغ بڑا حساس فریضہ ہے۔ جب تک اسے خلوص سے نہیں کریں گے تو اس کے فوائد حاصل نہ ہوں گے۔ جس بات کی تبلیغ کی جارہی ہو اس کی سچائی پر یقین ہو۔ اور جس کو تبلیغ کی جارہی ہو اس کو فائدہ پہنچانا مقصود ہو اس میں کسی بھی قسم کی ریاکاری یا دکھاوا نہ ہو۔

(۹) حکمت و عمدہ نصیحت: (FINE ADVICE WISE ADVICE)

تبلیغ کا ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ جس بھائی کو تبلیغ کی جائے اسے حکمت و عمدہ نصیحت کے ساتھ اللہ کی طرف بلایا جائے۔ کیونکہ حکمت و دانائی سے وہ اپنی بات مؤثر انداز سے دوسرے تک پہنچا سکتا ہے۔

تبلیغ کی شرائط بیان کریں۔

(DISCRIBES THE CONDITIONS OF PREACHING)

تبلیغ ایک اہم فریضہ ہے اس کو چند فرائض کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض ضروری شرائط یہ ہیں۔

(۱) ایمان کی پختگی: (FIRM FAITH)

ہم جس دین حق کے شاہد ہیں اس پر ہمارا ایمان پختہ ہونا چاہیئے اور اس کے بعد جو چیزیں اس کے خلاف ہیں خواہ وہ باپ دادا کا دین ہو یا قوم و قبیلے کی عصبیت، خواہ اس میں اپنا شخصی اور ذاتی

مفاد ہو سب سے علیحدہ ہو جانا چاہیئے اور اس کے لئے دل و جان سے زندگی کو وقف کر دینا چاہیئے۔

(۲) قولی شہادت: (TESTIFY THROUGH TONGUE)

دوسری شرط یہ ہے کہ آدمی جس حق پر ایمان لایا ہے اس کی زبان سے شہادت دے جو شخص حق پر ایمان لائے تو اسے چھپانا نہیں چاہیئے لوگوں کے سامنے اس حق بات کو پوری وضاحت کے ساتھ پیش کرنا چاہیئے۔ ورنہ وہ خائن ہوگا اور اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ کسی ڈر سے اس حق کو پوشیدہ نہیں رکھنا چاہیئے اگر کسی سنگین خطرہ کے بغیر کوئی صاحب اظہارِ حق سے جی چراتا ہے تو وہ منافق ہے۔

(۳) عملی شہادت: (TESTIFY THROUGH DEEDS)

تیسری شرط یہ ہے کہ یہ شہادت عمل سے بھی دی جائے اسلام میں بغیر عمل کے کوئی کام معتبر نہیں ہے۔ نبی ﷺ کی خدمت میں زبانی دعویٰ کرنے والے قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں اللہ نے ان کے بارے میں کہا یہ لوگ منافق اور جھوٹے ہیں اور ان کی مثال ان علماء یہود کی طرح ہے جن کو قرآن حکیم نے ملامت کیا ہے کہ تم دوسروں کو تو خدا کے ساتھ وفاداری کی دعوت دیتے ہو لیکن خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

(۴) قومی و گروہی عصبیت سے پاک: (UNBIASED)

چوتھی شرط یہ ہے کہ شہادت ہر قسم کی قومی و گروہی عصبیت سے بالاتر ہو کر دی جائے نہ کسی قوم کی دشمنی ہمیں اس حق سے ہٹا سکے جس کے ہم داعی ہیں اور نہ کسی قسم کی حمایت وحمیت کا جذبہ اس سے ہمیں دور کر سکے۔

(۵) بلا خوف تبلیغ: (FEARLESS PREACHING)

اس کام کو کرتے ہوئے کسی ملامت مخالفت، خطرے اور اندیشے کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ قرآن حکیم میں آیا ہے۔

''اے رسول جو (حق) تم پر تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا اس کو پورے حق سے تبلیغ کرو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے خدا کے فرض رسالت کو ادا نہیں کیا۔ (اور مخالفوں کی پروا نہ

کرو) اللہ لوگوں کے شر سے تمہاری حفاظت کرے گا۔'' (مائدہ:۶۷)

(٦) جان کی شہادت:

(TESTIFICATION THROUGH MARTYRDOM)

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''کہ جب ضرورت داعی ہو اللہ کے دین کی شہادت جان دے کر دی جائے یہ شہادت کا سب سے اونچا مرتبہ ہے اسی وجہ سے ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لئے جہاد کیا اور حق پر ایمان لائے تھے اس کے حق ہونے کی گواہی تلواروں کی چھاؤں میں بھی دی ان کو شہید کہا گیا ہے اس سے بڑی شہادت کوئی اور نہیں ہو سکتی کہ آدمی اس کی حمایت ونفرت کی راہ میں اپنا سر کٹا دے پس جو ہمت سے یہ بازی کھیل گیا اس نے وہ شہادت پالی جس کے بعد شہادت کا کوئی اور درجہ باقی نہ رہا۔'' (دعوت دین اور اس کا طریقہ)

مبلغ کے اوصاف بیان کریں۔

(DISCRIBES THE QUALITIES OF PREACHER)

ایک اچھے مبلغ کے اندر مندرجہ ذیل اوصاف ہونا ضروری ہیں کیونکہ اگر اس کے اندر یہ اوصاف موجود نہ ہوں تو اس کی تبلیغ زیادہ مؤثر نہ ہوگی اور نہ ہی لوگوں پر اس کا اثر ہوگا۔ ان میں سے چند اوصاف درج ذیل ہیں۔

(۱) کامل ایمان: (PERFECT FAITH)

ایک مبلغ کی سب سے پہلی خوبی یہ ہے کہ اس کا اپنا ایمان کامل ہونا چاہیئے۔ اگر وہ خود با ایمان نہیں ہے تو اس کی دعوت کا لوگوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (البقرہ۔285)

''رسول اس پر ایمان لایا کہ جو اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اور ایمان والے بھی۔''

(۲) خلوصِ نیت: (SINCERE INTENTIONS)

ایک مبلغ اور داعی کا دوسرا اہم وصف یہ ہے کہ اس کی نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو اس میں کسی بھی قسم کی ریاکاری اور دکھلاوا شامل نہ ہو ورنہ اس کی تبلیغ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہ ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیاتِ O

''بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔''

(۳) باعمل ہو: (HIMSELF A FOLLOWER)

ایک مبلغ کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ جو بات کہہ رہا ہے اس پر خود بھی عمل کرتا ہو اگر وہ خود اس پر عمل نہیں کرتا تو سننے والے پر اس کی بات کا اثر نہ ہوگا۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف۔2)

''اے ایمان والو تم وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔''

(۴) صبر و استقامت: (PATIENCE / TOLERANCE)

ایک مبلغ کو چاہیئے کہ وہ صبر و استقامت کا پیکر ہو۔ تبلیغ کے راستے میں اسے بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسے چاہیئے کہ وہ اپنی دعوت پر ڈٹا رہے اور مصیبتوں کا مقابلہ صبر و استقامت کے ساتھ کرے۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ (لقمان:17)

''اور جو کچھ بھی تجھ پر پڑے (یعنی مصیبت آئے) اس پر صبر کر۔''

(۵) اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پر یقین: (BELIEF IN ALLAH'S HELP)

اگر مبلغ یہ بات محسوس کرے کہ لوگ اس کی بات کو توجہ سے نہیں سن رہے تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور یقین رکھنا چاہیئے بلکہ ایسے لوگوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ (فرقان:58)

ترجمہ: ''اور اس پر بھروسہ کر جو زندہ ہے اور مرنے والا نہیں ہے۔''

(۶) بے لوث تبلیغ:

(PREACHING WITHOUT EXPECTING REWARD)

داعی کی تبلیغ بے لوث ہونی چاہیئے اسے کسی بھی قسم کے صلے اور بدلے کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا (الشوریٰ۔23)

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔''

(۷) مکمل معلومات: (COMPLETE KNOWLEDGE)

ایک داعی کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس کے بارے میں اسے مکمل معلومات حاصل ہوں۔ تاکہ اگر اس سے کسی بھی قسم کا کوئی سوال کر دیا جائے۔ تو وہ اس کا تسلی بخش جواب دے سکے اور سوال کرنے والے کو مطمئن کر سکے۔

جہاد کا مفہوم قرآن وحدیث کی روشنی میں ضرورت واہمیت بیان کریں۔

جہاد کے معنی: (MEANING OF JEHAD)

جہاد کا مادہ جہد سے مشتق ہے اس کے معنی ہیں ''ایک شخص کی کوشش، محبت یا لیاقت خرچ کرنا۔''

امام راغب جہاد اور مجاہدہ کے معنی دشمن اور دفاع کیلئے طاقت خرچ کرنا لکھتے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم: (TECHNICAL MEANING)

اسلام میں جہاد ''اس کوشش تمام اور سعی کامل کا نام ہے جو انسان خدا کی رضا، دین حق کی سربلندی، وطن عزیز کے دفاع اور اپنے نفس کو شیطانی محرکات سے بچانے کے لئے کرتا ہے۔''

(۲) ضرورت واہمیت: (NEED & IMPORTANCE)

برائی کی قوتیں اور شیطانی طاقتیں جائز اور ناجائز کے امتیاز کو بھی نظر انداز کر کے نیکی کو مٹانے اور نیکی کرنے والوں کا قلع قمع کرنے کی شدید جدوجہد کرتی رہتی ہیں۔ اگر اہل حق

کو اپنے اچھے اور بلند مقاصد کے لئے جہاد و قتال کا حکم نہ دیا جاتا تو نیکی ہمیشہ کے لئے مٹ جاتی اسلام دین فطرت ہے اس نے اپنے پیروؤں کو جہاد و قتال کا حکم دیا ہے تا کہ نیکی اور خیر نہ صرف زندہ رہے بلکہ نشو ونما پا سکے اور اس کی زندگی اور کامیابی کے لئے مناسب فضا پیدا کی جا سکے۔

قرآن مجید کی روشنی میں اہمیت:

(IMPORTANCE IN THE LIGHT OF QURAN)

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج:78)

''اور اللہ کی راہ میں اس طرح جہاد کرو جیسا کہ حق ہے۔''

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ (البقرہ:193)

''اور ان سے اللہ کی راہ میں لڑتے رہو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے۔''

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ
بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں انہیں ان کے رب کی طرف سے رزق ملتا ہے۔'' (آل عمران:۱۴۵)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ (انفال:65)

''اے نبی مؤمنوں کو جہاد کی ترغیب دو۔''

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ (البقرہ:216)

''تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے۔''

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَاۗءَ الشَّيْطٰنِ (النساء:76)

''شیطان کے ساتھیوں سے لڑو۔''

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ (التوبہ:111)

''وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں وہ (کفار) کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی شہید ہو جاتے ہیں۔''

وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ

"خدا کے لئے اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتے ہیں یہی سچے لوگ ہیں۔" (الحجرات:15)

(۱) جہاد صدق ایمان کی علامت ہے:

(JEHAD IS A SIGN OF FAITH)

"بے شک مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور پھر اس میں ڈگمگائیں نہیں بلکہ خدا کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کریں یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔" (الحجرات)

(۲) سچے مؤمن کی علامت:

(SYMBOL OF TRUE BELIEVER)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں پناہ دی اور مدد کی وہی لوگ سچے مؤمن ہیں۔" (انفال:۷۴)

(۳) کامیابی کا ذریعہ: **(A MEANS OF SUCCESS)**

قوموں کی ترقی کا راز جہاد میں مضمر ہے۔ جس قوم میں دشمن سے لڑنے کی قوت ختم ہو جاتی ہے وہ بہت جلد محکوم بن جاتی ہے وہی قومیں کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہیں جو فوجی قوت کی حامل ہوتی ہیں اس لیے قرآن مجید نے جہاد کو کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

(۴) محبوب ترین عبادت: **(THE BEST WAY OF WORSHIP)**

اللہ تعالیٰ کی نظر میں جہاد افضل ترین عبادت ہے کیونکہ ایک شخص اپنی متاع عزیز یعنی جان کو راہِ خدا میں قربان کرتا ہے اس لیے فرمانِ الٰہی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر جنگ کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔" (الصف۔4)

(۵) حدیث کی روشنی میں اہمیت:

(IMPORTANCE IN THE LIGHT OF HADITH)

☆ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ O

''بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔''

☆ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِO

''جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔''

☆ ذِرْوَةُ سِنَامِهٖ الْجِهَادO

''اسلام کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔''

☆ مَنْ لَّمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِO

''جس نے مسلح جہاد نہ کیا اور اپنے دل میں اس کی تمنا نہ کی تو وہ نفاق کے ایک بڑے حصہ پر مرا۔''

☆ ''جس شخص نے اللہ کی راہ میں اتنے عرصہ جہاد کیا جتنا اونٹنی کے دودھ نکالنے پر وقت لگتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی بشرطیکہ یہ قتال (جہاد) اللہ کے حکم کو بلند کرنے کے لئے کیا گیا ہو۔''

☆ ''کافر اور اس کا قاتل دوزخ میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''

☆ ''جس بندے کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گئے اسے دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔''

☆ ''دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ جو خوف خدا سے اشکبار ہوئی اور دوسری وہ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتی ہے۔''

☆ ''کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرمائیں اور تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔''

☆ ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن محاذ جنگ پر گزار دینا دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔''

☆ ''اللہ کی راہ میں شہید ہونا۔ ہر چیز کا کفارہ ہو جاتا ہے سوائے قرضے کے۔''

☆ ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر چلائے گا تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔''

جہاد کی اقسام بیان کریں۔
(DESCRIBES THE TYPES OF JEHAD)

جہاد اس کوشش کا نام ہے جو اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لئے کی جائے اس لحاظ سے جہاد کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) نفس کے خلاف جہاد: (JEHAD AGAINST SELF)

اہل تصوف کے نزدیک جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم خود اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور اسی کا نام جہاد اکبر ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان صحابہ سے جو ابھی لڑائی کے میدان سے واپس آئے تھے فرمایا تمہارا آنا مبارک تم چھوٹے جہاد (غزوہ) سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو۔ بڑا جہاد بندہ کا اپنی خواہشات کے خلاف لڑنا ہے۔ (خطیب)

(۲) جہاد بالعلم: (JEHAD THROUGH KNOWLEDGE)

اس سے مراد اللہ کے دین کو اپنی قلم یا عملی اور ذہنی کاوشوں سے پھیلانا ہے تاکہ دینی اور دنیاوی جہالت کا خاتمہ ہو سکے۔

"ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حق کی حمایت اور دین کی نصرت کیلئے عقل فہم علم بصیرت حاصل کرے اور ان کو اس راہ میں صرف کرے اور وہ تمام علوم جو اس راہ میں کام آسکتے ہیں ان کو اس لئے حاصل کرے کہ ان سے حق کی اشاعت اور دین کی مدافعت کا فریضہ انجام پائیگا یہ علم کا جہاد ہے جو اہلِ علم پر فرض ہے۔" (سیرت النبی جلد پنجم)

(۳) جہاد بالمال: (JEHAD THROUGH WELATH)

اسلام ایک تحریک کا نام ہے اس تحریک کے لئے پیسے کی ضرورت بھی ہوتی ہے اسی لئے مال و دولت کو اسلام کی راہ میں صرف کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے اسی کو مال کے ذریعے جہاد کہا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں آتا ہے۔

"مؤمن وہی ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے پھر اس میں شک نہیں کیا اور اپنے مال

اور اپنی جان سے خدا کے راستے میں جہاد کیا یہی سچے ہیں۔'' (حجرات)

(۴) جان کا جہاد: (JEHAD THROUGH LIFE)

جہاد کی سب سے اہم قسم جان کے ذریعے جہاد ہے جو لوگ اپنی سب سے قیمتی متاع یعنی زندگی خدا کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ ابدی حیات عطا فرماتے ہیں اسی لئے کہا گیا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ: ''جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو اس کا احساس نہیں۔'' (البقرہ:154)

(۵) جہاد باللسان: (JEHAD THROUGH WORDS)

معرکہ حق و باطل کے لئے اپنی زبان کا استعمال جہاد باللسان کہلاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے طاقت سے روک دے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا سمجھے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

(۶) دائمی جہاد: (PERPETUAL JEHAD)

راہ حق میں دائمی جہاد یہ ہے کہ دین کی حمایت علم دین کی اشاعت، حق کی نصرت، غریبوں کی مدد، زیردستوں کی امداد، سیاہ کاروں کی ہدایت، امر بالمعروف نہی عن المنکر، اقامت عدل، رد ظلم، احکام الٰہی کی خلوص سے تعمیل اس طرح ایک مسلمان کی زندگی کا ہر لمحہ جہاد بن جاتا ہے۔ (سید سلیمان ندوی)

(۷) جہاد بالسیف/قتال فی سبیل اللہ:

(JEHAD THROUGH SWORD)

جب حق و باطل کا مقابلہ کھلم کھلا ہونے لگتا ہے تو مسلمان دین کی حفاظت کے لئے میدان میں آ جاتا ہے تو اس کی دو اقسام ہیں۔

(i) مدافعانہ جہاد: (DEFENCE)

کفار مسلمان ملک پر حملہ آور ہوں تو مسلمان اس ملک کی حفاظت جان و مال سے

کرتے ہیں اس خطے کو بچانے کے لئے جو بھی کوشش کی جائے وہ مدافعانہ جہاد ہے۔

(ii) اقدامی یا مصلحانہ جہاد: (REFORMATIVE JEHAD)

اللہ تعالیٰ نے اپنا دین دنیا میں غالب کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ارشادِ ربانی ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ترجمہ:''اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کرے۔''(التوبہ:33)

اس آیت کی رو سے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کو نافذ کرنے کے لئے کوشش کرتے رہیں اور اس کی حاکمیت کی برتری کے لئے جدوجہد کریں بقول سید قطب شہید جو لوگ اسلامی جہاد کو صرف دفاعی جنگ قرار دیتے ہیں وہ دراصل صیہونی عیسائی اشتراکی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر شکست خوردگی کا شکار ہو چکے ہیں۔''

(۸) جہاد اور قتال میں فرق:

(DIFFERENCE IN JEHAD & KILLING)

جہاد اور قتال دو الگ اصطلاحیں ہیں جہاد ہر قسم کی دینی جدوجہد کو کہا جاتا ہے اور قتال کے معنی میدان جنگ میں دشمنوں سے لڑنا ہے تو گویا قتال بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔ جہاد ایک وسیع اصطلاح ہے اور قتال جہاد کی مختلف قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

(۹) جنگ اور جہاد میں فرق:

(DIFFERENCE BETWEEN JEHAD & WAR)

جنگ دینوی مقصد کے لئے لڑی جاتی ہے اس میں انسانیت کے اصولوں کو بالائے طاق رکھا جاتا ہے عورتوں بوڑھوں بچوں کھیتوں، آبادیوں کو ختم کیا جاتا ہے خوف خدا کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا۔اس کے برعکس دینی جدوجہد اور قتال میں بچوں بوڑھوں ،عورتوں کا قتل نہیں کیا جاتا۔دین کی لڑائی جنگ کی طرح انسانیت کے حقوق پامال نہیں کرتی۔ یہاں کسی کی ذاتی منفعت شامل نہیں ہوتی بلکہ وہ اللہ اور رسول کیلئے لڑتا ہے اور اسی کے لئے رک جاتا ہے۔قبل از اسلام کی جنگ کو اللہ تعالیٰ نے

حرب کا نام دیا ہے کیونکہ یہ وحشیانہ ظالمانہ طریقے سے دنیا کے ساز وسامان کے لئے لڑی جاتی تھی۔

(۱۰) مقاصدِ جہاد: (OBJECTIVES OF JEHAD)

اسلام میں جہاد کے مقاصد یہ ہیں:

(۱) دفاع: (DEFENCE)

اسلامی ریاست پر دشمن ملک حملہ کردے تو اسلامی ملک کو بچانے کے لئے جہاد کیا جاتا ہے۔

(۲) فتنہ کا خاتمہ: (ENDING THE DISTURBANCE)

جب ظلم وستم انتہا کو پہنچ جائے باطل سر نکالے حق کو آرام وسکون سے نہ بیٹھنے دے۔
ہمارا کام طاغوت کو توڑنا ظلم کے بندھنوں کو کاٹنا اور شہادت حق کو ادا کرنا ہے۔ ارشادِ ہوتا ہے:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (بقرہ:193)

ترجمہ: ''اور تم ان سے لڑو حتی کہ فتنہ نہ رہے اور دین اللہ کے لئے خالص ہو جائے۔''

(۳) ایمان کی پہچان: (SYMBOL OF FAITH)

انسان ایمان کا زبانی دعویٰ تو ہر دور میں کرتا چلا آتا ہے زمانہ نبوت میں منافق بھی اسی قسم کی ڈینگیں مارتے تھے کہ ہمارا کفار سے مقابلہ ہوا تو ہم یہ کر دیں گے اور یہ کر کے دکھائیں گے۔
جب حق اور باطل کا معرکہ برپا ہونا شروع ہوا تو صرف ایمان والے ہی ہلکے بھاری سامان اور بغیر سامان کے نکل کھڑے ہوئے اور اپنی ایمانی قوت سے لڑتے مگر منافقین میدان جنگ میں نہ جاتے ۔غزوہ احد پر سورۃ آل عمران کی آیت 121 سے لیکر 180 تک بہت عمدہ تبصرہ کیا گیا ہے وہاں پر بیشتر آیات میں یہی بتایا گیا ہے اس جنگ کا مقصد یہی تھا کہ دیکھا جائے تم میں ایمان والے اور بغیر ایمان کے کون لوگ ہیں اسی طرح تمہیں پرکھنا اور جانچنا تھا کہ کون مسلمان اور کون منافق ہے۔
ارشادِ ربانی ہے:۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

ترجمہ: ''اللہ ایسا ہرگز نہ کرے گا کہ وہ چھوڑ دے مومنوں کو اس حال پر جس پر تم اس وقت ہو جب تک کہ وہ الگ نہ کرے ناپاک کو پاک سے۔'' (آل عمران:179)

اسلامیات اختیاری

(انشائی)

حصہ دوم

سیرت طیبہ و خلافتِ راشدہ

☆ سوالات کے جوابات مختصر مگر جامع انداز میں لکھیئے۔

☆ جوابات میں زیادہ سے زیادہ ہیڈنگز لکھنے کی کوشش کریں۔

﴿ حصہ دوئم ﴾

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسلام سے قبل عربوں کے سیاسی حالات بیان کریں۔
(POLITICAL CONDITIONS OF ARABS BEFORE ISLAM)

ظہور اسلام سے قبل کے زمانے کو دور جاہلیت کہا جاتا ہے۔عربوں کی حالت نہایت خراب تھی۔سیاسی، معاشرتی ، اخلاقی ، مذہبی لحاظ سے حد درجہ پست تھے۔ذہانت ، زبان دانی ، فصاحت وبلاغت ، جرات شجاعت اور قوت خطابت جیسے اوصاف کے حامل ہونے کے باوجود ضلالت وگمراہی اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

سیاسی حالت (POLITICAL CONDITIONS)

(۱) مرکزی نظام کا نہ ہونا: (NO CENTRAL SYSTEM)

قبل از اسلام عربوں میں کوئی با قاعدہ نظام حکومت قائم نہ تھا آپس کے معاملات اور جھگڑوں کے فیصلوں کیلئے کوئی عدالت نہ تھی۔امن عامہ کیلئے پولیس کا محکمہ موجود نہ تھا اور نہ کوئی با قاعدہ فوج تھی بیرونی حملوں کی روک تھام کیلئے نہ کوئی انتظام تھا اور نہ کوئی خارجہ پالیسی تھی حتیٰ کہ اپنا کوئی سکہ اور ٹکسال بھی موجود نہ تھا۔

(۲) سیاسی انتشار: (POLITICAL UNITY WAS MISSING)

پورا عرب انتشار کا شکار تھا ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی تھی جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول پر عمل ہوتا تھا کوئی ایسی طاقت موجود نہ تھی جو عربوں کو ایک لڑی میں منسلک کر سکے قبائل کا آپس میں اتحاد نہ تھا سارے کا سارا عرب مختلف گروہوں میں بٹا ہوا تھا۔

(۳) قبائلی نظام: (TRIBAL SYSTEM)

لوگ مختلف قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے جو ایک دوسرے سے بالکل آزاد اور خود مختار تھے۔اس قبائلی نظام کے تحت ہر قبیلہ کا ایک سردار تھا جو شیخ کہلاتا تھا۔سردار کا انتخاب قبیلے کے

سرکردہ افراد کرتے تھے۔ سردار فیصلہ کرنے سے پہلے قبیلہ کے بااثر افراد سے مشورہ کیا کرتا تھا عموماً ایسے شخص کو سردار چنا جاتا تھا جس میں تدبر، شجاعت اور انتظامی صلاحیت جیسی خوبیاں موجود ہوتی تھیں۔

(۴) جنگوں کا سلسلہ: (SERIES OF WAR)

عربوں میں خانہ جنگی روز کا معمول تھا۔ اگر خانہ جنگی شروع ہو جاتی تو اس کا سلسلہ مدتوں جاری رہتا۔ اگرچہ لڑائی کی ابتداء صرف دو قبیلوں سے ہوتی لیکن آہستہ آہستہ ایک دوسرے کی حمایت میں دیگر قبائل بھی شامل ہوتے جاتے اور اس طرح جنگ وسعت اختیار کر جاتی ایک مورخ نے ایام عرب کے عنوان سے 132 خانہ جنگیوں کا ذکر کیا ہے لڑائی کے وقت بہت سے لوگوں کو یہ علم بھی نہ ہوتا تھا کہ اس کا سبب کیا ہے قبیلہ بکر اور تغلب کے درمیان ایک اونٹنی کے باعث جھگڑا کھڑا ہوا تھا اس کا سلسلہ چالیس سال تک جاری رہا۔

(۵) آزادی پسند: (LOVE FOR FREEDOM)

عربوں کے اردگرد روم اور ایران کی عظیم الشان سلطنتیں موجود تھیں ان حکومتوں کو کبھی ایسی جرات نہ ہوسکی کہ وہ عرب خاص طور پر اہل مکہ و مدینہ کو اپنا غلام بنائیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عرب میں کوئی زراعت، صنعت وحرفت کے ذرائع نہ تھے اس لئے کسی کو اس ملک کو فتح کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی اور اگر کوئی یہاں آتا تو اسے ریت اور بادسموم سے واسطہ پڑتا اور منہ کی کھا کر واپس لوٹ جاتا۔

(۶) پڑوسی حکومتیں: (NEIGHBOURING STATES)

ظہور اسلام سے قبل چند عرب حکومتوں کے وجود کا پتہ چلتا ہے یہ حکومتیں خودمختار تھیں ۔ یہ باقاعدہ طور پر صاحب تخت و تاج حکمرانوں کے زیر نگیں تھیں ۔ ان میں کچھ تو یمن کے علاقوں میں معین اور سبائی خاندانوں پر مشتمل تھیں ۔ معینی خاندانوں کی حکومت نجران اور حضر موت کے درمیان کے علاقوں میں تھیں۔ سبائی خاندان کا علاقہ صنعاء تھا ان کے علاوہ روم اور ایران کی حکومتیں تھیں ۔ یمن کے حاکم ابرہہ نے ایک مرتبہ خانہ کعبہ پر حملہ کیا لیکن ناکام رہا۔ اللہ نے اس کے لشکر پر غول کے غول پرندے بھیجے جو منہ میں کنکریاں لئے ہوئے تھے ابرہہ کا لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔

(۷) قریش کی امتیازی حیثیت، مکہ کی شہری ریاست:

(DISTINCTIVE STATUS OF QURAISH)

عرب کے تمام قبائل میں قریش کو امتیازی حیثیت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش خانہ کعبہ کے متولی تھے مکہ کا نظم و نسق چلانے کے لئے قریش قبائل کے سرکردہ لوگوں پر مشتمل ایک کونسل قائم تھی اس کے باقاعدہ اجلاس دارالندوہ کی عمارت میں ہوتے تھے اور اراکین کی عمر چالیس سال ہوتی تھی۔ کاروان تجارت اسی مقام سے روانہ ہوتے تھے اور وہیں واپس آتے تھے شہر کا نظم و نسق بڑا منظم تھا۔ اسی کا انتظام قریش کے دس مختلف قبائل میں تقسیم کیا گیا تھا۔ مذہبی قیادت بنو ہاشم کے ذمہ تھی فوج کی سپہ سالاری بنو امیہ کے حصے میں تھی۔

اسلام سے قبل عربوں کے معاشرتی حالات کیا تھے مفصل بیان کریں۔

(SOCIAL CONDITIONS OF ARAB BEFORE ISLAM)

عربوں کے اندر بڑی بڑی معاشرتی برائیاں موجود تھیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) اولاد کشی: (KILLING OF DAUGHTERS)

عربوں کے اندر سب سے بڑی اور ظالمانہ رسم اولاد کو زندہ دفن کر دینا تھا عربوں کے یہاں جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی تو ان کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ایک تو مفلسی اور ناداری کی وجہ سے دختر کشی پر مجبور تھے یا پھر اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے اپنی اولاد کو قربان کر دیتے تھے۔ یہ بری رسم سارے عرب میں نہیں تھی بلکہ صرف مکہ کے چند خاندان اس کا ارتکاب کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے سورۃ التکویر میں ارشاد فرمایا

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۞ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (التکویر:9-8)

"اور جب زندہ درگور کی گئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ تجھے کیوں قتل کیا گیا۔"

(۲) زناکاری: (SEX PERVERSION)

عرب معاشرے میں جہاں اور بہت سی برائیاں موجود تھیں۔ ان کے ہاں زنا اور بدکاری کو بھی جائز قرار دیا گیا تھا اس برائی کی کثرت میں شعراء کا بہت بڑا عمل دخل تھا۔ زمانہ جاہلیت کا سب سے مشہور شاعر امراء القیس اپنے ایک قصیدہ میں اپنی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ

اپنے معاشقہ کا قصہ بڑے مزے لے لے کر بیان کرتا ہے اور یہ قصیدہ خانہ کعبہ میں لٹکا ہوا تھا۔

(۳) عصمت فروشی: (SPOLING CHASITY OF WOMEN)

عربوں کے ہاں عصمت فروشی بھی عام تھی۔ لونڈیاں اپنے آقاؤں کے لئے عصمت فروشی کر کے دولت اکٹھی کیا کرتی تھیں ایک عورت کے کئی خاوند ہوتے تھے اور انہیں ایسا کرنے کی عام اجازت تھی۔

(۴) شراب نوشی: (DRINKING)

عربوں کے اندر جہاں اور بہت ساری برائیاں شامل تھیں ان میں ایک شراب نوشی بھی تھی عربوں کے ہاں شراب نوشی عام تھی شراب پینے کو گناہ تصور نہیں کیا جاتا تھا شراب ان کے لئے عزت و وقار کا مسئلہ بنا ہوا تھا بڑے بڑے شرفاء اس برائی میں مبتلا تھے گھروں اور محفلوں میں لطف و تفریح کا ایک ذریعہ تھا جب ۸ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پر مکمل پابندی لگائی تو شراب سے مدینہ منورہ کی گلیاں رنگین ہو گئیں۔

(۵) جوا بازی: (GAMBLING)

شراب نوشی کی طرح جوا بھی عزت اور شرافت کی علامت خیال کیا جاتا تھا وہ لوگ جو جوا اور قمار بازی سے نفرت کرتے تھے ان کو برا سمجھا جاتا تھا نشہ کی حالت میں جانوروں کو جوئے پر لگاتے تھے اور پھر ان کو ذبح کر کے مل کر کھاتے جو بچ جاتے انہیں غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں میں بھی جوا کی بہت لگن تھی عورتیں جوئے میں روٹیاں ہار جاتیں تھیں مرد اپنی بیویاں ہار جاتے تھے۔

(۶) سودی کاروبار: (USURY BUSINESS)

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے اور قرآن پاک میں بھی اس کی مذمت کی گئی ہے۔ عربوں میں سود کی رسم یہودیوں نے رکھی کیونکہ یہودی بہت مالدار تھے اور غریبوں کو سود پر قرضہ دیتے تھے۔ اس طرح عربوں میں چند رئیس پیدا ہو گئے جو مزدوروں اور کسانوں کو قرضہ دیتے تھے اور جب مقروض وقت مقررہ پر ادا نہیں کر سکتا تھا تو اس کے سود میں اضافہ کر دیا جاتا اور سود کی رقم اصل رقم سے بھی بڑھ جاتی اور مقروض ہمیشہ بدحالی کا شکار رہتا۔

(۷) جہالت اور گنوار پن: (ILLITERACY IGNORANCE)

عربوں کے ہاں علم حاصل کرنے کو اچھا خیال نہیں کیا جاتا تھا عربوں کے ہاں جہالت عام تھی۔ جب کبھی ملک میں قحط پڑتا تو کسی کمزور گائے کو لیکر گندم کے سٹے کو اس کی دم سے باندھ کر آگ لگا دیتے تھے تاکہ آگ بجلی بن کر بارش لائے اور غلہ کی پیداوار زیادہ ہو جائے۔ بے لباس خانہ کعبہ کا طواف کرتے۔ بغیر زادِ راہ گھر سے حج کے لیئے نکلتے۔ ایام حج میں اپنے گھروں میں پچھلے دروازوں سے داخل ہوتے۔ پتھروں سے ان کی قسمت وابستہ تھی۔ اور کسی دبلے پتلے اونٹ کو کسی مردہ کی قبر پر باندھ دیتے تھے تاکہ مردہ اس پر سوار ہو جائے۔

(۸) عورت کا مقام: (STATUS OF WOMEN)

عربوں میں عورت کو کوئی خاص مقام حاصل نہ تھا ایک مرد بیک وقت کئی کئی بیویاں رکھ سکتا تھا عورت کو معاشرہ میں برا اور ذلیل سمجھا جاتا تھا ادبی محفلوں میں شعراء اپنی محبوب عورتوں کا نام لے کر ان کے حسن و جمال کی تعریف کرتے تھے۔ عربوں کے ہاں طلاق پر کوئی پابندی نہ تھی جو شخص جب چاہتا اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا۔ عورت کو وراثت میں حصہ نہیں ملتا تھا۔ عورت کو معاشرہ میں وہ ہی مقام حاصل تھا جو ہندو معاشرے میں شودر کو حاصل ہوتا ہے۔

(۹) حصول اولاد کا ناجائز ذریعہ: (FOUL MEANS TO GET CHILDRENS)

اگر کسی عورت کے گھر اولاد نہ ہوتی تو اس عورت کو عام اجازت تھی کہ وہ کسی دوسرے مرد سے ناجائز تعلقات استوار کر کے اولاد کو حاصل کرے۔ اپنی بیویوں کو رؤسا کے گھروں میں اعلیٰ نسل کی اولاد کے حصول کے لیے بھیجا جاتا۔

(۱۰) غلاموں سے بدسلوکی: (BAD TREATMENT WITH SLAVES)

قدیم یونانی تہذیب کی طرح عربوں میں بھی غلامی کا رواج عام تھا انسانوں کا دوسرا مظلوم طبقہ غلاموں کا تھا ان میں مرد، عورتیں، بچے، عرب اور غیر عرب شامل تھے لونڈیاں اور غلام بازار میں عام مال کی طرح بیچے جاتے تھے۔ آقا اپنے غلاموں سے طرح طرح کے کام لیتے تھے اور ان کے ساتھ برا سلوک کرتے آقا غلام کو مار بھی سکتا تھا۔

(۱۱) مختلف سماجی برائیاں: (SOCIAL EVILS)

عربوں کے اندر بہت سی سماجی برائیاں شامل تھیں بے شرمی اور بے حیائی کا یہ عالم تھا کہ مردوزن ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اس کے علاوہ لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت، چوری، ڈاکہ زنی، حسد، بغض اور کینہ پروری جیسی برائیاں ان میں عام تھیں۔

معاشرتی خوبیاں: (SOCIAL CHARACTERISTICS)

عربوں کے اندر کچھ معاشرتی خوبیاں بھی تھیں جن میں مہمان نوازی، سخاوت، بہادری، قول کے پکے، فصاحت و بلاغت وغیرہ شامل ہیں۔

معاشی حالت: (ECONOMIC CONDITION)

عرب کے بعض لوگ مکہ اور طائف میں رہتے تھے۔ یہاں کے رہنے والے حضری کہلاتے تھے جو صحراؤں اور ریگستانوں میں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہ لوگ بدو کہلاتے تھے۔ مدینہ میں پانی کی فراوانی کے باعث مختلف فصلیں کاشت کی جاتیں اور زیادہ تر لوگ زراعت اور تجارت پر گزر اوقات کرتے تھے۔ طائف میں پھلوں کی کثرت تھی اس لئے وہاں کے لوگ تجارت کرتے تھے مکہ بے آب و گیاں تھا وہاں کے لوگ تجارت کی غرض سے باہر اونٹ لے جاتے تھے اور نفع حاصل کرتے تھے اور اس کے علاوہ یہ لوگ بھیڑ بکریاں پال کر اپنی گزر اوقات کرتے تھے۔

اسلام سے قبل عربوں کی مذہبی حالت کیا تھی وضاحت کریں؟

(RELIGIOUS CONDITIONS OF ARABS BEFORE ISLAM)

اسلام سے قبل عربوں کی مذہبی حالت، سیاسی اور معاشرتی حالت سے بھی زیادہ خراب تھی۔ عرب میں مختلف مذاہب کے لوگ تھے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بت پرستی: (WORSHIPPING IDOLS)

عرب کے رہنے والے زیادہ تر بت پرست تھے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ بت پرستی کی ابتداء ایک شخص عمرو بن لحی نے ڈالی تھی ایک دفعہ وہ ملک شام گیا اور واپسی پر وہاں سے ہبل نامی ایک بت لایا جسے اس نے خانہ کعبہ کے پاس لٹکا دیا اس طرح بت پرستی کا رواج عام ہو گیا اور لوگ جگہ جگہ بت بنانے لگے ہر قبیلے کا اپنا ایک بت تھا۔ قریش مکہ کا سب سے بڑا بت ہبل تھا جو کہ انسانی شکل کا

بنا ہوا تھا بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے جن سے جاہل عرب کاموں کے سلسلے میں فال نکالتے تھے۔ان کے مشہور بت لات، منات، عزی، شمس اور ہبل تھے عربوں میں بت پرستی کا رواج عام تھا۔ جہاں کہیں بھی کوئی پتھر مل جاتا اوران کے حل کو بھا جاتا اسی وقت اسے سامنے رکھ کر سجدہ ریز ہو جاتے تھے وہ بتوں اور پتھروں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ تصور کرتے تھے۔

(۲) آگ کے پجاری (مجوسی): (FIRE WORSHIPPERS)

جزیرہ عرب کے مشرق میں بالخصوص بحرین کے علاقوں میں آتش پرست پائے جاتے تھے اسلام کے آنے سے قبل مجوسیت یا آتش پرستی اہل ایران کا سرکاری مذہب تھا۔ یہ لوگ دو خداؤں یعنی یزداں اور اہرمن کے قائل تھے یزداں خیر کا خدا اور اہرمن برائی کا تھا۔

(۳) دہریت: (THEETHIEST

عرب میں کچھ لوگ خدا کی ذات کا بالکل انکار کرتے تھے اور کسی مذہب کے سرے سے قائل نہ تھے وہ عربوں کے مشرکانہ عقیدے کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے ان لوگوں کا نظریہ تھا کہ یہ کائنات خود بخود وجود میں آئی ہے انسان اور تمام جاندار خود بخود پیدا ہوتے ہیں اور مر جاتے ہیں یہ لوگ خدا آخرت اور مذہب کے قائل نہ تھے۔

(۴) یہود: (THE JEWS)

پانچویں صدی قبل مسیح میں بخت نصر کے ہاتھوں تباہی و بربادی کے خوف سے یہودی یا بنی اسرائیل عرب کی طرف آئے جو یمن خیبر اور یثرب میں پھیل گئے یہ لوگ اپنے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیروکار اور تورات کا مکلف سمجھتے تھے، بنو قریظہ، بنو قینقاع اور بنو نضیر مشہور یہودی قبائل تھے اور یہ تینوں قبائل مدینہ میں آباد تھے۔

(۵) نصاریٰ: (THE CHRISTIANS)

عیسائی یا نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے تھے جن کی مقدس کتاب انجیل تھی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے سب سے پہلے نجران کے بہت سے باشندے عیسائی ہو گئے تھے خیبر کا بادشاہ نعمان بن منذر بھی عیسائی ہو گیا تھا۔

(۶) صائبین: (SAAIBEN)

ان کے مذہب کے بارے میں حتمی معلومات نہیں ہو سکیں ۔ان کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ بت پرستوں کے علاوہ عرب میں صائبین بھی موجود تھے جو کہ چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرتے تھے، ان کا قبلہ قطب شمالی تھا۔ صائبین حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سچا نبی مانتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کے لئے مذہبی عقائد بنی اسرائیل کے عقائد سے متصادم تھے ان کو اہل عرب ذلیل اور حقیر سمجھتے تھے اس لئے یہ مذہب عرب میں نہ پھیل سکا۔ ایک خیال یہ ہے کہ یہ مجوسیوں کی بگڑی ہوئی شکل تھی۔

(۷) موحدین/ حنفاء: (THE PANTHEISTS)

عرب کے اندر کچھ لوگ ایسے تھے جو کہ توحید کے قائل تھے ۔ یہ لوگ حضرت ابراہیم کے دین کے پیروکار تھے۔ یہ لوگ موحدین کہلاتے تھے۔ زید بن عمرو بن نفیل مشہور موحد تھا خانہ کعبہ میں کہا کرتا تھا کہ تم میں سے سوائے میرے کوئی دین ابراہیمی پر نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زید بن عمرو قیامت کے دن اکیلے امتی کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔ موحدین شرک اور دوسرے غلط قسم کی رسومات سے اجتناب کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائی دور کے اہم واقعات قلم بند کیجئے۔

(IMPORTANT INCIDENTS OF EARLY PERIOD OF PROPHET HOOD)

سلسلہ رسالت جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا تھا اب اس کی تکمیل کا وقت آن پہنچا تو قافلہ انبیاءؑ کے تاجدار حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کی مبارک ساعت جب قریب آئی تو عالمِ انسانیت کی رہنمائی کے لئے عظیم اور آخری قائد کی ضرورت پوری کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ مؤرخین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کو مکی اور مدنی ادوار میں تقسیم کرتے ہیں مکی دور تقریباً ۵۳ سال اور مدنی تقریباً ۱۰ سال پر مشتمل ہے۔

مکی زندگی قبل از نبوت (بعثت) (LIFE IN MAKKAH)

(۱) ولادت باسعادت: (BIRTH OF HOLY PROPHET(PBUH))

آپ ﷺ کی تاریخ ولادت کے بارے میں مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض

کے نزدیک 20 اگست 570ء ہے۔ سید امیر علی کے مطابق 29 اگست 570ء اور علامہ شبلی نعمانی 20 اپریل 571ء بتاتے ہیں۔ 9 ربیع الاول عام الفیل کا پہلا سال بمطابق 22 اپریل 571ء پر اکثر کا اتفاق ہے چونکہ 9 ربیع الاول کا دن دوشنبہ پیر اسی تاریخ سے مطابقت رکھتا ہے۔ معروف یہ ہے کہ آپ ﷺ 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ پیر کرم شاہ الازہری نے بھی اپنی کتاب ''ضیاء النبی'' میں آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش 12 ربیع الاول تحریر کی ہے اور سیرت ابن ہشام میں بھی اسی روایت کا ذکر ملتا ہے۔ آپ ﷺ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام حضرت آمنہؓ ہے آپ ﷺ کے دادا نے آپ کا نام ''محمد ﷺ'' اور والدہ ماجدہ نے ''احمد'' رکھا آپ کی ولادت کے وقت بہت سے معجزات کا مشاہدہ کیا گیا مثلاً نوشیرواں کے محل کے چودہ کنگرے گر کے ٹکڑے ہوگئے فارس کا آتش کدہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ مشرک علاقوں کے سب دریا خشک ہوگئے اور وادی سماوہ میں پانی جاری ہوگیا۔

(۲) رضاعت (چار سال تک حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پانا):

(BRINGING UP BY HALEEMA)

روایات کے مطابق سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا۔ ولادت کے چھ ماہ بعد عرب کے دستور کے مطابق آپ ﷺ کو حضرت مائی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ ﷺ تقریباً چار سال وہاں رہے اس دوران کئی معجزات پیش آئے مثلاً شق صدر کا واقعہ، بکریوں کی تعداد میں اضافہ وغیرہ۔

(۳) والدہ محترمہ حضرت آمنہؓ کا انتقال (عمر مبارک چھ سال):

(DEATH OF MOTHER)

چار سال کے بعد آپ ﷺ واپس والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لے آئے جب آپ ﷺ کی عمر چھ سال ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ صاحبہ آپ کو اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے مدینہ اپنے ساتھ لے گئیں واپسی کے دوران ابواء کے مقام پر والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ حضرت ام ایمن جو آپ کی خادمہ تھیں آپ کو لے کر مکہ آ گئیں۔ دادا نے کفالت کی ذمہ داری کا فرض پورا کیا۔

(۴) دادا حضرت عبدالمطلب کی وفات اور چچا ابوطالب کی کفالت (عمر مبارک آٹھ سال)

(DEATH OF GRAND FATHER)

ابھی آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تھی کہ حضرت عبدالمطلب بھی فوت ہو گئے۔ اب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش اور دیکھ بھال کا فریضہ آپ کے شفیق چچا ابو طالب نے ادا کیا ۔انہوں نے اپنے یتیم بھتیجے کی پرورش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ۔

(۵) چچا کے ہمراہ سفر شام (عمر مبارک بارہ سال):

(JOURNEY TO SYRIA WITH UNCLE)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تجارت کیا کرتے تھے ۔ جب آپ کی عمر مبارک ۱۲ سال کو پہنچی تو ایک تجارتی سفر کی غرض سے شام کے سفر پر روانہ ہوئے ۔ بصرہ کے مقام پر ایک بحیرہ نامی راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی پیش گوئی کی اور یہ بھی کہا کہ آگے نہ لے جاؤ کہیں یہودی انہیں پہچان کر کوئی ایذاء نہ پہنچائیں ۔

(۶) حرب الفجار (عمر مبارک پندرہ سال): (HARB-UL-FUJAR)

جب آپ پندرہ سال کی عمر کو پہنچے تو قریش کنانہ اور قیس کے قبائل میں جنگ چھڑ گئی یہ جنگ چونکہ محترم مہینوں میں لڑی گئی اس لئے اسے حرب الفجار کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جنگ میں اس حد تک حصہ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف دشمنوں کے لئے تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے تھے ۔

(۷) حلف الفضول: (HALF-UL-FUDUL)

حرب الفجار کے خاتمہ پر ایک معاہدہ طے پایا ۔ جس میں بنی ہاشم ، بنی تمیم اور بنی اسد نے حصہ لیا ۔ اس معاہدے میں شامل تین سرداروں کے ناموں میں فضل لفظ مشترک تھا اس لئے معاہدہ کا نام حلف الفضول رکھا گیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زبیر بن عبد المطلب نے اس معاہدہ میں اہم کردار ادا کیا ۔

(۸) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح (عمر مبارک ۲۵ سال)

(MARIAGE WITH HAZRAT KHADEEJA R.A.)

آپ ﷺ نے ذریعہ معاش کے طور پر تجارت کا پیشہ اختیار کیا آپ ﷺ کی دیانت و امانت کی شہرت سن کر حضرت خدیجہؓ نے اپنا سامان تجارت شام لے جانے کا پیغام بھیجا آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور تجارتی قافلے کے ہمراہ شام کا سفر فرمایا اور کثیر نفع حاصل کیا ۔ حضرت

خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے۔ آپؓ بہت متاثر ہوئیں حضرت خدیجہؓ نے آپ کو نکاح کا پیغام بھجوایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا ابوطالب کے مشورہ سے اسے قبول کرلیا۔ ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا اور پانچ سو طلائی درہم مہر مقرر کیا۔

(۹) تعمیر کعبہ واقعہ حجر اسود (عمر مبارک ۳۵ سال):

(CONSTRUCTION OF KAABA)

ابھی تک خانہ کعبہ کی دیواریں کچی تھیں۔ بارش اور سیلاب کی وجہ سے دیواریں گر گئیں دوبارہ تعمیر کی گئیں جب حجر اسود کے نصب کرنے کا موقع آیا تو ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو جب کوئی حل نہ نکلا تو فیصلہ کیا کہ علی الصبح جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوگا وہ اسے نصب کریگا۔ آپ سب سے پہلے داخل ہوئے سب نے الامین رضینا بحکم امین آگئے ۔(ہم انہیں برضا ورغبت اپنا حکم تسلیم کرتے ہیں) آپ ﷺ نے ایک چادر منگائی چادر پر حجر اسود کو رکھ دیا ہر قبیلے کے سردار کو کہا کہ چادر کو کونے سے پکڑلو نصب والی جگہ پر لے چلو جب وہاں پہنچے تو آپ نے پھر اپنے دستِ مبارک سے اٹھا کر وہاں نصب فرمایا اس فیصلے سے سب خوش ہو گئے۔

(10) غار حرا میں عبادت وریاضت (عمر مبارک تقریباً ۴۰ سال):

(CAVE OF HIRA)

اکثر یاد الٰہی اور عبادت وریاضت کے لئے غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے یہ غار مکہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے رمضان شریف کا پورا مہینہ اس میں قیام فرماتے تھوڑا سا سامان خورد ونوش لے جاتے اور اسی پر تمام مہینہ گزار دیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی بعد از نبوت (بعثت) پر نوٹ لکھیں۔

(۱) آغازِ نبوت اور نزول وحی:

(FIRST REVELATION OF PROPHET HOOD)

شروع شروع میں سچے خواب نظر آنے لگے جنہیں سیرت نگاروں نے رؤیا صالحہ کا نام دیا۔ جو کچھ رات کو خواب میں دیکھ لیتے تھے دن میں وہ ویسا ہی پورا ہو جاتا چھ ماہ تک یہ خواب نظر

آتے رہے۔ جب عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کا فریضہ سونپا گیا۔ لہٰذا ایک روز ماہ رمضان میں پیر کے دن روح الامین حضرت جبرائیل اللہ کا پیغام لے کر پہنچے اور کہا اقرأ'' یعنی پڑھیئے حضور ﷺ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا پھر جبرائیل نے آپ کو اپنے سینے سے لگا کر زور سے دبایا اور کہا اقرا یعنی پڑھیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ یہی فرمایا ''ما انا بقاری میں پڑھنا نہیں جانتا اس نے پھر ایسا ہی کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی جواب دیا حتیٰ کہ حضرت جبرائیل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳
الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝۵

ترجمہ: ''پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے (سب کچھ) پیدا کیا جس نے انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھ اپنے رب کے نام سے کہ تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔'' (سورہ علق:5-1)

(۲) ورقہ بن نوفل کے پاس جانا:

(VISIT TO WARQA BIN NAUFAL)

اس واقعہ کے بعد گھر تشریف لائے حضرت خدیجہ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو تورات اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔

(۳) دوسری وحی: (SECOND REVELATION)

پہلی وحی کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا نزول رک گیا اس زمانہ کو فترۃ الوحی (وحی رک جانے کا زمانہ) کہا جاتا ہے کہ اس بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک چھ ماہ ہے اور ابن سعد میں ابن عباس کی روایت سے وحی کی بندش چند دن کی ہوتی ہے اس کے بعد دوسری وحی نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵

ترجمہ: ''اے چادر اوڑھنے والے اٹھیئے لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑے صاف رکھیئے اور گندگی سے دور رہیئے۔''

اس آیت میں حضورﷺ کو منصب نبوت سے آگاہ کیا گیا اور دعوت و تبلیغ اسلام کا حکم صادر ہوا۔

(۴) دعوت اسلام (خفیہ تبلیغ): (HIDDEN PREACHING)

ابتداء میں آپﷺ نے رازداری اور خاموشی سے پیغام حق لیجانے کا آغاز کیا۔ آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ غلاموں میں زید بن حارثہؓ اور بچوں میں حضرت علیؓ مشرف با اسلام ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوشش سے چند حضرات ایمان لائے یہ حضرات السابقون الاولون کہلائے۔ تین سال تک خفیہ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور بعدازاں علی الاعلان تبلیغ اسلام کا حکم جاری ہوا۔

(ii) اعلانیہ تبلیغ (تیسری وحی): (THIRD REVELATION)

خفیہ تبلیغ کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد ایک دن اللہ کی طرف سے وحی کی صورت میں حکم ہوا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر۔94)

''جس امر کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے اسے کھل کر کہہ دیجئے اور مشرکین سے اعراض کیجئے۔''

(iii) مسجد حرام میں اجتماع: (GATHERING IN MASJID-E-HARAM)

تیسری وحی میں صاف طور پر تبلیغ دین کا حکم دیا گیا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد حرام میں لوگوں کو جمع کر کے فرمایا میں تم سب کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ اور وحدہ، لاشریک کی عبادت کرو۔''

(iv) کوہ صفاء پر اعلان: (ANNOUNCEMENT OF SAFA)

چنانچہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے قبیلے والوں کو جمع کر کے فرمایا تم مجھے بتاؤ کہ مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ ''ہم نے کوئی بات تیرے منہ سے غلط یا بیہودہ نہیں سنی ہم یقین کرتے ہیں کہ تو صادق اور امین ہے'' اپنے سچا ہونے کی ایک اور مثال سے گواہی حاصل کی اگر میں کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے ایک عظیم الشان لشکر تم مکہ والوں پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم یقین کرلو گے؟

سب نے کہا بالکل مان لیں گے۔ اس یقین دہانی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے انہیں دعوت اسلام دی لیکن وہ ناراض ہو گئے اور ابو جہل اور ابولہب نے تمام مکہ والوں کو منتشر کر دیا اور سب لوگ برا بھلا کہہ کر واپس چلے گئے۔

(v) خاندان والوں کو دعوت:(INVITATION FOR RELATIVES)

اعلانیہ دعوت اسلام کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خاندان والوں کو دعوت اسلام دینے کا حکم ہوا اور قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (شعراء:214)

''یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔''

کوہ صفاء کے واقعہ کے بعد ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاندان کے افراد کو دعوت پر بلا کر تبلیغ کی اور فرمایا اے حاضرین میں تم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ عرب بھر میں کوئی آدمی بھی اپنی قوم کے لیے اس سے افضل کوئی چیز لایا ہو۔ مجھے اللہ نے حکم دیا کہ میں تم لوگوں کو اس کی دعوت دوں۔ بتاؤ تم میں سے میرا ساتھ کون دے گا صرف حضرت علیؓ نے آپ کی تائید اور حمایت کا یقین دلایا۔

(۶) حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی مخالفت اور ظلم وستم کی آندھیاں:

(i) حضرت ابوطالب کے پاس کفار کے تین وفود:

جونہی آپ نے دعوت وتبلیغ کا آغاز کیا قریش مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کے پاس آئے کہ وہ اپنے بھتیجے کو اس دین سے اور اس کی تبلیغ سے باز رکھے آپ کے چچا نے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند کو رکھ دیں تب بھی میں اس فریضہ سے باز نہیں آؤں گا۔ خواہ اس راستے میں میری جان چلی جائے۔''

(ii) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ زیادتیاں اور بدسلوکیاں:

(CRUEL BEHAVIOURS OF NON MUSLIMS)

قریش مکہ نے جب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی قسم کا کوئی لالچ اور طمع اثر انداز نہیں ہوا تو انہوں نے ظلم وستم کرنا شروع کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ جادوگر، دیوانہ شاعر، کاہن اور پاگل وغیرہ کہا جاتا راستے میں کانٹے بچھائے جاتے کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا نماز

پڑھتے ہوئے اوجھڑی ڈالی گئی غرضیکہ کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ "دین کی خاطر جتنا مجھے ستایا گیا کسی اور نبی کو نہیں ستایا گیا۔"

(iii) صحابہ کرامؓ پر ظلم وستم:

(CRUEL BEHAVIOUR WITH COMPANIONS)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کو بھی ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا انہیں مارا پیٹا جاتا تھا کئی کئی روز بھوکا رکھا جاتا تپتی ہوئی ریت پر ننگا لٹایا جاتا۔ رسیوں سے مشکیں کس دی جاتیں پاؤں میں رسی باندھ کر گرم ریت پر گھسیٹا جاتا چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھواں دیا جاتا حتیٰ کہ آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا۔

(۷) ہجرت حبشہ: (MIGRATION TO ABYSINNIA)

جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر ظلم وستم کی حد کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حبشہ جو پڑوسی ملک تھا ہجرت کرنے کا مشورہ دیا مسلمان دو دفعہ ۵ نبوی اور ۷ نبوی میں حبشہ کے ملک میں ہجرت کر گئے کفار مکہ کے وفد نے حبشہ تک مسلمانوں کا پیچھا کیا۔

(۸) شعب ابی طالب، عام الحزن، سفر طائف 7 تا 10 نبوی:

اسلام کو ترقی کرتا ہوا دیکھ کر کفار مکہ سخت برہم ہوئے انہوں نے آپ کے خلاف ایک نیا منصوبہ بنایا کہ جب تک بنو ہاشم حضرت محمد ﷺ کو ہمارے حوالے نہیں کر دیتے کوئی شخص بھی بنو ہاشم اور اولاد عبدالمطلب سے کسی قسم کا لین دین نہیں کریگا۔ اس عہد نامہ کو لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا جب آپ ﷺ کو اس فیصلہ کا علم ہوا تو آپ نے اپنے خاندان سمیت تین سال 7 تا 10 نبوی شعب ابی طالب مکہ سے تین میل دور گھاٹی ہے میں محصور رہے۔ یہ بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ ۱۰ نبوی کا ہی واقعہ ہے کہ شعب ابی طالب میں محصوری کے بعد یکے بعد دیگرے آپ ﷺ کے شفیق چچا اور غمگسار بیوی حضرت خدیجہؓ دونوں اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ ان دونوں عزیزوں کی وفات کا بہت غم ہوا۔ لہذا اس سال کا نام ہی عام الحزن (غم کا سال) پڑ گیا۔ نیز اسی سال ماہ شوال میں آپ ﷺ تبلیغ کیلئے طائف تشریف لے گئے وہاں کے لوگ بدتمیزی اور گستاخی سے پیش آئے اتنے پتھر مارے کہ آپ لہولہان ہو گئے آپؐ کے ساتھ آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ بھی تھے۔

اس ظلم وستم کے خلاف بددعا کرنے کی بجائے آپ نے اہل طائف کے لئے ہدایت ہی کی دعا کی۔

(۹) مدینہ میں اسلام بیعت عقبہ اولیٰ وثانیہ:

(FIRST & SECOND OATH)

آہستہ آہستہ مدینہ میں بھی اسلام کی روشنی پہنچنے لگی۔ مدینہ سے ایک شخص سوید بن صامت مکہ آیا اور اسلام قبول کرلیا جب وہ واپس مدینہ گیا تو اس کی قوم نے اسے قتل کر دیا دوسرا شخص ایاز بن معاذ تھا۔ لیکن یہ جب مدینے واپس گئے تو چند ہی روز بعد فوت ہو گئے۔ ۱۰ نبوی میں یثرب (مدینہ) سے چھ افراد آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا انکے بعد ۱۱ نبوی میں بارہ باشندے مکہ آئے اور انہوں نے عقبہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی یعنی شرک اور بداخلاقی کی باتوں سے بچنے کا عہد کیا اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔

پہلی بیعت کے بعد آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ بھیج دیا تاکہ لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ آپؓ کی کوششوں سے اگلے سال ۱۲۔ نبوی میں ۷۳ مرد اور ۲ عورتیں حج کے دنوں میں مکہ آئے عقبہ کے مقام پر بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔

(۱۰) ہجرت مدینہ: (MIGRATION TO MADINA)

بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر اہل مدینہ نے آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا" کیا تم دینِ حق کی اشاعت میں میری مدد کرو گے؟ جب میں تمہارے شہر میں آجاؤں تو کیا؟ میری اور میرے ساتھیوں کی ضمانت وحفاظت ایسے ہی کرو گے جیسے اپنے اہل و عیال کی؟" اہل مدینہ نے اس بات کا اقرار کیا اور پوچھا کہ اگر اہل مکہ بعد میں دین قبول کرلیں تو کیا آپ مدینہ چھوڑ دیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔

مکہ میں قریش مکہ کی مخالفت میں اضافہ ہوتا گیا اہل مکہ آپ ﷺ کی بات ماننا تو درکنار سننے کو بھی تیار نہ تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنالیا۔ ان حالات میں آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور خود بھی ایک رات حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اسلام کی پہلی ہجرت ''ہجرت حبشہ'' تھی اس پر مفصل نوٹ لکھیں۔ 5 نبوی

جب کفار کا ظلم وستم حد سے زیادہ بڑھ گیا تو حضور ﷺ نے لوگوں کو ہدایت کر دی کہ وہ ان مصیبتوں اور سختیوں سے بچنے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں تا کہ مسلمان اطمینان اور سکون سے اپنے دین کے مطابق زندگی بسر کر سکیں تاریخ اسلام میں یہ مسلمانوں کی پہلی ہجرت تھی۔

ہجرت حبشہ کے اسباب

(CAUSES OF MIGRATION OF HABSHA)

(ا) کفار کا ظلم وستم: (CRUEL BEHAVIOUR OF NON MUSLIM)

کفار مکہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے وہ غریب اور کمزور مسلمانوں کو مکہ کے اندر چین سے بیٹھنے نہیں دیتے تھے۔ وہ غریب اور کمزور مسلمانوں پر سختی اور ظلم کرتے تھے جسکی وجہ سے حضور نے مسلمانوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔

(۲) نجاشی کی رحمدلی: (KINDNESS OF NAJASHI)

حبشہ کا بادشاہ نجاشی تھا جو بڑا رحمدل اور مہربان تھا اور اس کی رحمدلی کے چرچے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے وہ اپنی رعایا پر ظلم نہیں کرتا تھا۔ اس کی رعایا امن وسکون کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ حضور ﷺ کو امید تھی کہ نجاشی مسلمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے گا۔

ہجرت حبشہ کے واقعات

(ا) پہلی ہجرت: (FIRST MIGRATION)

پہلی ہجرت ۵ نبوی میں ہوئی مختصر سا قافلہ بارہ مرد اور چار عورتوں پر مشتمل تھا۔ جس کے سردار عثمانؓ بن عفان تھے۔ انکی بیوی حضرت رقیہؓ ان کے ہمراہ تھیں۔ یہ قافلہ شیبہ کی بندرگاہ سے جہاز میں سوار ہو کر حبشہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

(۲) مسلمانوں کی واپسی: (RETURN OF MUSLIMS)

انہیں کچھ عرصہ بعد اطلاع ملی کہ قریش مکہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں تو اسی وجہ سے یہ قافلہ رات کی تاریکی میں مکہ واپس چلا آیا۔ وہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ محض افواہ تھی اور کفار مکہ

نے ان سے جھوٹ بولا تھا ان میں سے کچھ لوگ واپس چلے گئے اور کچھ مکہ میں ہی ٹھہر گئے۔

(۳) دوسری ہجرت 7 نبوی: (SECOND MIGRATION)

تقریباً دو سال کے بعد ۷ نبوی میں مسلمانوں کے ایک بڑے قافلے نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اس قافلے میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں شامل تھیں اس قافلے کی قیادت حضرت جعفر طیارؓ کر رہے تھے۔

(۴) کفار کا پیچھا کرنا: (CHASNG BY NON-BELIVERS)

کفار مکہ کو جب یہ علم ہوا کہ مسلمانوں کا ایک قافلہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گیا ہے تو کفار مکہ نے ان کا تعاقب کیا لیکن موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ کفار مکہ کے سمندر پر پہنچنے سے پہلے ان کا جہاز روانہ ہو چکا تھا۔

(۵) قریش کا مجلس مشاورت طلب کرنا:

(COUNSELLING OF QURAISH)

جب قریش مکہ ان کا پیچھا کرنے میں ناکام رہے تو واپس آ کر مجلس مشاورت طلب کی گئی۔ جن میں سردارانِ قریش جمع ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد نجاشی کے دربار میں بھیجا جائے اور بھاگنے والوں کو واپس بلایا جائے اور عبرت ناک سزا دی جائے۔

(۶) وفد کی روانگی: (DELEGATION TO NAJASHI)

چنانچہ اس مقصد کے لیے عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص کو بہت سے قیمتی تحفے دیکر نجاشی کے پاس بھیجا گیا یہ وفد حبشہ پہنچا اس نے بادشاہ کے درباریوں میں تحائف تقسیم کیے۔ اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا تا کہ بادشاہ کے دربار میں وفد کی حمایت کی جائے۔

(۷) وفد کی نجاشی کے دربار میں حاضری: (DELEGATIONS TALK)

چنانچہ دو افراد پر مشتمل وفد نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور یہ گذارش کی کہ اے بادشاہ سلامت ہمارے چند بیوقوف نوجوانوں نے اپنے وطن کو چھوڑ کر آپ کے ملک میں پناہ لے لی ہے ان لوگوں نے قوم کا مذہب ترک کر کے ایک نئے دین کو قبول کر لیا ہے۔

(۸) درباریوں کی رائے: (OPINION OF COURTIES)

چنانچہ وہاں پر موجود درباریوں نے بھی یہ عرض کی اے بادشاہ سلامت! اگر ان لوگوں کو انکے سپرد کر دیا جائے تو یہ انہیں اپنے وطن اور قوم میں پہنچا دینگے۔

(۹) نجاشی کا انصاف: (JUSSTICE OF NAJASHI)

لیکن نجاشی کی منصف مزاجی اور عدل پسندی نے یہ بات ہرگز گوارہ نہ کہ کہ ان بے کس اور غریب مہاجرین کو ان کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے فوراً مسلمانوں کو دربار میں بلا کر ان سے پوچھا کہ وہ کونسا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے۔

(۱۰) حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی تقریر:

(SPEECH BY HAZRAT JAFFAR R.A.)

اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے بتوں کو پوجتے تھے۔ بے حیائی کے کام کرتے تھے۔ ہمسایوں سے برا سلوک کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول مبعوث فرمایا جس کے حسب ونسب، صدق وامانت اور پرہیز گاری کو ہم خوب پہنچانتے ہیں اس نے ہمیں ایک خدا کی طرف بلایا اور اسکی عبادت کرنے کو اور پتھروں اور بتوں کی عبادت چھوڑنے کو کہا اور اس نے ہمیں حکم دیا کہ سچ بولیں، امانت ادا کریں، ہمسایوں سے اچھا سلوک کریں، حرام باتوں اور خون ریزیوں سے بچیں۔ اس نے ہمیں بے حیائی کے کاموں، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور عورتوں پر جھوٹے الزامات لگانے سے روکا ہم اس پر ایمان لے آئے اور اسکی پیروی کی اور اس کی باتوں کو مانا۔ اس پر ہماری قوم نے ہم پر ظلم کیا اور ہمیں دکھ دیا کہ ہم اپنے دین کو ترک کر دیں اور بت پرستی کی طرف لوٹ آئیں پس جب انکا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تو ہم آپ کے ملک کی طرف نکل آئے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہم پر کوئی ظلم نہیں کریں گے۔

(۱۱) نجاشی کا انصاف: (NAJASHI'S DECISION)

اس تقریر سے نجاشی بہت متاثر ہوا اور کہا کہ یہ مذہب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذہب دونوں ایک ہی باغ کے پھول ہیں یہ کہہ کر اس نے سفیروں کے تحفے واپس کر دیئے اور

انہیں وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا۔

(۱۲) وفد کی ایک اور چال: (ANOTHER TRICK OF DELIGATION)

اب یہ وفد ناکام واپس لوٹ جانے والا تھا تو انہوں نے ایک اور تجویز سوچی کہ نجاشی کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ دریافت کیا جائے کیونکہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے اس لیے عیسائی بادشاہ ان سے برہم ہو جائے گا۔

(۱۳) وفد کفار کی ناکامی اور واپسی:
(RETREAT OF DELEGATION)

نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ حضرت جعفر طیارؓ نے جواب دیا کہ ہماری الہامی کتاب قرآن مجید کی رو سے اس کے بندے اور رسول اور اس کی روح تھے اور سورۃ مریم کی چند آیات پڑھ کر سنائیں۔ نجاشی نے کہا خدا کی قسم جو کچھ تم نے کہا اس میں ایک تنکے کے برابر فرق نہیں اس طرح قریش مکہ کو ناکام لوٹنا پڑا۔

اثرات ونتائج (OUTCOMES)

وفد کفار کی ناکام واپسی: (RETREAT OF DELEGATIONS)

کفار نے نجاشی کے پاس اپنا وفد بھیجا کہ وہ مسلمانوں کو واپس مکہ بھیج دے اور چونکہ نجاشی ایک انصاف پسند بادشاہ تھا اس لئے ان کو ناکامی ہوئی اور کفار کے عزائم پورے نہ ہوئے بلکہ بہت بے عزتی ہوئی اور وفد ناکام واپس چلا گیا۔

مسلمانوں کا حبشہ میں آرام سے رہنا: (PEACEFUL LIVING)

حبشہ کا بادشاہ نجاشی بہت رحم دل آدمی تھا۔ اس لیے مسلمان وہاں پر آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔

ہجرت مدینہ کا پیش خیمہ: (CAUSE OF MIGRATION TO MADINA)

جب قریش مکہ نے مسلمانوں کیساتھ ظلم وزیادتی کا برتاؤ کیا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو دوسری بار مدینہ کی ہجرت کرنے کا حکم دیا اور خود بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے

اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ (ہجرت حبشہ) ہجرت مدینہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

اشاعت اسلام: (PROPAGATION OF ISLAM)

حبشہ کے لوگ مسلمانوں کی زندگی سے بہت متاثر ہوئے ان کے قلوب دین اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ ایک روایت کے مطابق بادشاہ نجاشی خود بھی مسلمان ہوگیا اور نجاشی کی وفات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔

نجات کا ذریعہ: (MEANS OF HOPE)

چونکہ ہجرت حبشہ کامیاب ثابت ہوئی اس لئے مسلمانوں میں امید کی کرن پیدا ہوئی اور وہ ہجرت کو نجات کا ذریعہ تصور کرنے لگے اور اس کے کچھ عرصے کے بعد اسی کی وجہ سے ہجرت مدینہ واقع ہوئی۔ جو ایک تاریخ ساز ہجرت ہے۔

شعب ابی طالب 7 نبوی

(THE VALLEY SHAIB-E-ABI TALIB)

شعب کے معنی گھاٹی کے ہیں قریش نے جب اپنے تمام ظالمانہ اقدامات کو بے اثر پایا اور محسوس کر لیا کہ کوئی لالچ، خوف یا دھمکی تحریک اسلامی کا راستہ روک نہیں سکتی تو انہوں نے قبائلی نظام کی ایک سب سے بڑی سزا بنی ہاشم کو دینے کا فیصلہ کیا چنانچہ محرم ۷ نبوی میں تمام بنی ہاشم کا مقاطعہ کر دیا اور ایک معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا اور اس کی پابندی سب پر لازم قرار دی اور طے پایا کہ بنی ہاشم سے ہر قسم کی خرید و فروخت اور تجارت بند کر دی جائے۔ رشتے ناطے توڑ دیئے جائیں۔ انہیں گلی بازاروں میں نہ پھرنے دیا جائے۔ چنانچہ مجبوراً بنی ہاشم کے تمام مسلم و غیر مسلم افراد کو پہاڑ کی ایک گھاٹی میں محصور ہونا پڑا اور یہ سلسلہ ستم تین سال جاری رہا۔ اس دوران گھاٹی کے باہر سے کوئی کھانے پینے کا سامان اندر نہ جانے دیا جاتا۔ بنو ہاشم کو سخت مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا۔ درختوں کے پتے، چھال اور چمڑا اُبال کر گزر بسر کرتے بچے بھوک پیاس اور موسمی اثرات سے بلبلا اٹھتے مظلوموں کی چیخ و پکار کی آواز سن کر کفار مکہ خوش ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سختی کو عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر صبر و استقلال سے برداشت کیا۔

(۱) ابولہب کا مذموم کردار:(ROLE PLAYED BY ABOU LAHAB)

ابولہب اگرچہ بنی ہاشم کا ایک فرد تھا مخالفت حق کی وجہ سے اپنا رشتہ بنو ہاشم سے توڑ کر عام قریش مکہ سے استوار کرلیا اور یہ ہمیشہ مقاطعہ کی حمایت کرتا۔ اس کی اسلام دشمنی اور باطل پرستی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ اپنے ہی خاندان کے معصوم بچوں اور افراد پر ظالمانہ طرز عمل میں پیش پیش تھا۔

(۲) مقاطعہ سے نجات: (BOYCOTT CAME TO AN END)

یہ سخت ترین مصائب کی تاریک رات بالآخر ختم ہوتی ہے اور اس کی کوکھ سے نجات ورہائی کی صبح جنم لیتی ہے۔ ابتداء میں ہی قریش کے چند رحم دل آدمی اس غیر انسانی معاہدے کے مخالف تھے۔ انہوں نے اس معاہدے کو توڑنے کی پوشیدہ تحریک چلائی۔ ان میں ہشام بن عمرو اور ابوالبختری کا نام زیادہ نمایاں ہے۔ ابوجہل کی مخالفت کے باوجود ان لوگوں نے اس معاہدے کو ختم کرنے کا اعلان کردیا۔

(۳) نصرت الٰہی: (HELP OF ALLAH)

ایک روز رسول ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو بتایا کہ اللہ کے نام کے سوا معاہدے کی تمام عبارت کو دیمک چاٹ چکی ہے۔ ابوطالب نے جاکر دیکھا اور کفار کو بھی وہ معاہدہ دکھایا اس پر وہ نادم ہوئے لیکن کچھ نہ کرسکتے تھے اور بالآخر ۱۰ نبوی میں تین سال بعد مسلمانوں کو ان بھیانک مظالم سے نجات ملی۔

(۴) دستور الٰہی: (A RULE OF DIVINITY)

اللہ تعالیٰ کا یہ ایک مستقل قاعدہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ایمان والوں کو مختلف آزمائشوں میں ڈال کر ان کا امتحان لیتا ہے تاکہ اہل ایمان اپنے زبانی دعویٰ ایمان کو عملی طور پر ثابت کرسکیں اور بعد میں آنے والے مؤمنین وصادقین کے لئے ایک مینارہ نور اور کوہسار صبر واستقلال ثابت ہوسکیں۔ چنانچہ سورہ عنکبوت پارہ ۲۰ آیت ۲ تا ۳ میں ارشاد فرمایا۔

”ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو بھی آزمایا تھا تاکہ ثابت ہوجائے کہ کون اپنے دعویٰ ایمان میں سچا ہے اور کون جھوٹا۔“

دوسری جگہ فرمایا ”اہل ایمان آزمائش وامتحان سے ہلا ڈالے گئے۔“

سفرِ طائف (JOURNEY TO TAIF)

طائف مشرق میں پچاس میل کے فاصلے پر واقع ہے مکہ میں تمام ظاہری سہاروں کے چھن جانے پر اور دس سال کی محنت شاقہ کے بعد جب عملی طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ یہ لوگ دعوت حق قبول کرنا تو درکنار یہاں ختم کرنے کے بھی درپے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مرکز دعوت وتحریک مکہ کی بجائے طائف منتقل کرنا چاہا چنانچہ اس غرض کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوال ۱۰ نبوی کو طائف کا رخ فرمایا۔ لیکن اہل مکہ دس سال کے اندر وہ مظالم نہ ڈھا سکے جو اہلِ طائف نے ایک روز میں ڈھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ حضرت زید بن حارثہؓ کو لے گئے اور دس سے بیس دن تک وہیں ٹھہرے رہے۔

(۱) سردارانِ طائف سے ملاقات:

(MEETING WITH CHIEFS OF TAIF)

اس وقت طائف کے تین بڑے بڑے سردار تھے۔ مسعود ثقفی، حبیب، عبد یا میل ان تینوں کا تعلق بنو ثقیف سے تھا آپ ﷺ ان تینوں سے ملے اور یہ تینوں انتہائی گستاخی، بے باکی اور غیر انسانی طرز عمل سے پیش آئے۔ ایک نے کہا کہ آپ ﷺ کے سوا اللہ کو اور کوئی نہ ملا تھا۔ دوسرے نے کہا میں تو آپؐ سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ چاہے آپؐ سچے ہیں یا جھوٹے اگر آپ جھوٹے ہیں تو میں جھوٹے شخص سے نہیں بولنا چاہتا۔ تیسرے نے کہا کہ جس خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا میں اس کے کعبہ کے پردے نوچ لونگا۔

(۲) اہلِ طائف کی بربریت:

(CRUEL BEHAVIOUR OF PEOPLE OF TAIF)

آپ ﷺ ان کی یہ باتیں سن کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے ان بدبختوں نے آپ ﷺ کے پیچھے بازاری غنڈوں کو لگا دیا۔ وہ آپ کے ٹخنوں کا نشانہ تاک کر نوک دار پتھر برساتے آوازیں کستے اور آپ کو طرح طرح کی جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی اذیتیں پہنچاتے۔ آپ ﷺ کا سارا کا سارا جسم مبارک لہولہان ہوگیا آپ زخموں سے چور ہو کر جب بیٹھتے تو آپ کو زبردستی دوبارہ کھڑا کرتے اور آپ ﷺ پر پتھراؤ کرتے۔ ان زخموں سے اتنا خون بہا کہ آپ ﷺ

کے جوتے مبارک خون سے لبریز ہو گئے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رقت انگیز دعا:

(PRAYER (INVOCATION) BY PROPHET(PBUH)

اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے باہر تشریف لائے زخموں سے چور ہو کر عتبہ وشیبہ کے باغ میں پناہ لی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل بھر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا اور یہ دعا مانگی:

''اے اللہ میں اپنی کمزوری، بے بسی اور بے قدری کا شکوہ تیرے حضور کرتا ہوں۔اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی مصیبت کی پرواہ نہیں میں تیرے چہرے کے نور کی پناہ چاہتا ہوں۔جس سے ہر طرح کی تاریکی چھٹ جائے اور دنیا و آخرت کے تمام معاملات درست ہو جائیں میں تیری رضا پر راضی ہوں مجھے اپنے غضب سے بچالے۔''

(۴) شان رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (MERCY OF PROPHET)

فوراً ہی پہاڑوں کا فرشتہ (ملک الجبال) حاضر ہوا۔اور کہا کہ اگر آپؐ حکم دیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا کر اہلِ طائف کو پیس کر رکھ دوں۔آپؐ نے فرمایا نہیں مجھے امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں شاید ایمان لے آئیں''۔اللہ! کیا عظمت تھی جو سلوک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسروں سے کرتے ہیں اگر ہم وہی سلوک اپنے اپنے رفقاء سے کریں تو زندگی کے بہت سے مسائل میدان جنگ یا عدالت میں جائے بغیر حل ہو جائیں۔

(۵) طائف سے واپسی: (RETURN FROM TAIF)

آخر کار اس اذیت ناک سفر سے واپسی ہوئی مکہ والوں نے مکہ آنے سے روک دیا اور مطعم بن عدی کی پناہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے۔واپسی پر نخلہ کے مقام پر جنات کی ایک جماعت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنا اور اسلام قبول کیا۔اور اس سفر میں ایک نوجوان عداس نصرانی نے بھی اسلام قبول کیا۔

(۳) عام الحزن (غم کا سال) 10 نبوی

(THE YEAR OF SORROW / MOURNING)

عربی زبان میں عام "سال" کو اور حزن "غم" کو کہا جاتا ہے ۱۰ نبوی کو رسول ﷺ کو دو عظیم ترین دنیاوی سہاروں سے محروم ہونا پڑا۔ یعنی آپؐ کے شفیق اور سرپرست چچا ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور اسی سال ان کی وفات کے کچھ دنوں بعد آپ ﷺ کی عظیم رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ ایک طرف تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ان دو محسنوں سے محروم ہو گئے۔ اور دوسری جانب کفار نے اپنی ایذا رسانی اور بے باکی میں اضافہ کر دیا۔ اس بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) کا نام دیا کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے زیادہ ستانا شروع کر دیا آپؐ پر نماز کی حالت میں گندگی پھینکی جاتی، آوازیں کستے۔ ان حالات میں آپؐ نے دعوت اسلامی کی آواز کو بیرون مکہ تک پہنچانے کا فیصلہ کیا کیونکہ اہلِ مکہ میں قبولیت حق کی صلاحیت بالکل مفقود ہو چکی تھی۔

(۴) بیعت عقبہ اولیٰ (FIRST OATH AT UCKBA)

بیعت کا مطلب ہے "معاہدہ" عقبہ مکہ کے پاس ایک گھاٹی کا نام ہے اولیٰ پہلے کو کہا جاتا ہے چنانچہ بیعت عقبہ اولیٰ سے مراد وہ اولین معاہدہ ہے جو ۱۲ نبوی میں عقبہ کے مقام پر اہل مدینہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہوا تھا۔

رسول ﷺ کا طریقہ تبلیغ یہ تھا کہ آپ ﷺ دعوت اسلام کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے۔ اور اپنی دعوت وتحریک کو متعارف کروانے کے لئے مختلف اجتماعات میں جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر مدینہ کے شخص سوید بن صامت سے آپؐ کی ملاقات ہوئی اور آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ نبوت کے گیارھویں سال یثرب کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور آپؐ سے وعدہ کیا تھا کہ اپنی قوم میں جا کر آپؐ کی رسالت کی تبلیغ کریں گے۔

آغاز بیعت: (START OF OATH)

۱۲ نبوی (۶۲۱) حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر ایک گھاٹی میں چند اہل خزرج سے آپ

کی ملاقات ہوئی وہ مسلمان ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند امور طے کئے۔

(۱) دعوت دین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت واعانت کا وعدہ۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کی حفاظت واعانت کا وعدہ۔

(۳) حضورؐ کی آمد کے لئے مدینہ میں راستہ ہموار کرنے کا وعدہ

(۴) ہم شرک، زنا، چوری، قتل اور بہتان سے اجتناب کرینگے۔

(۵) نیکی کا حکم اور برائی سے منع کریں گے۔

اہمیت: (IMPORTANCE)

تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولیٰ ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے اس کے بعد اسلام کیلئے ایک نیا مرکز ملنے کی توقع پیدا ہوتی ہے پیغام دعوت اب مکہ سے چل کر مدینہ تک پہنچ چکا تھا اور دعوت وتحریک میں ایک بڑی وسعت پیدا ہو گئی دعوت کو اپنے نئے ہمدرد مخاطبین ملے اور ایک محفوظ ومربوط مرکز میں جانے کی توقع پیدا ہوئی۔

ان چھ افراد نے مدینہ پہنچ کر اسلام کا چرچا شروع کیا اور کوئی محلہ ایسا نہ چھوڑا جہاں رسول اللہ کا ذکر نہ کیا ہو۔ اگلے سال ۱۲ نبوی، بمطابق ۶۲۱ء میں اسی مقام پر مدینہ کے ۱۲ افراد کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا انہوں نے اسلام قبول کیا اور آپؐ نے ان کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔

بیعت عقبہ ثانیہ: (SECOND OATH AT UCKBA)

اگلے سال یعنی 13 نبوی بمطابق 622ء کو عقبہ منیٰ کے مقام پر 75 افراد (73 مرد اور 2 عورتوں) نے آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کی ان کا تعلق قبیلہ اوس اور خزرج سے تھا یہ رات کے وقت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپؐ کی تائید ونصرت اور جان کی حفاظت کا وعدہ کیا اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے اہل مدینہ سے کہا۔

"کہ تمہیں معلوم ہے کہ مکہ والے محمدؐ کے دشمن ہیں اور ان سے معاہدہ کرنے پر وہ

تمہارے بھی دشمن ہو جائیں گے۔لہٰذا خوب سوچ سمجھ لو۔“

ان لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تلواروں کی گود میں چلتے ہیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کریں گے ایک شخص ابو الہیثم انصاری نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قوت اقتدار حاصل ہو تو کہیں ہمیں آپؐ چھوڑ تو نہیں جائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔نہیں اب میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے تمہارا خون میرا خون ہے تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔

آغاز بیعت: (START OF TAKING OATH)

اس کے بعد ان لوگوں نے دست بیعت دراز کئے اور عہد کیا کہ وہ شرک، چوری، زنا، قتل اور بہتان وغیرہ سے اجتناب کریں گے۔ دعوت وتحریک اسلامی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمدرد اور معاون ثابت ہونگے۔ دوران بیعت اسعد بن زرارہؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ بھائی تمہیں معلوم ہے کہ تم کس چیز پر بیعت کر رہے ہو۔ یہ گویا جن وانس اور تمام عرب وعجم کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم اس پر بیعت کرتے ہیں۔

اہمیت: (IMPORTANCE)

یہ اسلام کی تاریخ میں ایک انقلابی موقع تھا۔ جو اللہ نے اپنی عنایت سے فراہم کیا تھا۔اس بیعت کی شرائط سے صاف طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ اہلِ یثرب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض ایک پناہ گزین کی حیثیت سے نہیں بلکہ خدا کے نائب اور اپنے امام وفرمانروا کی حیثیت سے بلا رہے تھے ان کا مقصد تھا کہ عرب کے اندر مسلمان اس شہر کو مدینۃ الاسلام بنا دیں مختصر افراد کی مختصر سے وقت میں یہ خفیہ ملاقات دراصل فتوحات روم وایران کا ایک نقطہ آغاز تھا اس اعتبار سے پوری دنیا میں اسلام کے اصلاحی وفلاحی پروگرام کو عملی طور پر قائم کرنے کے لئے یہ بیعت ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہجرت مدینہ کے اسباب بیان کریں۔ (صفر 13 نبوی 622 تا 632 عیسوی) 1 تا 11ھ

(DISCRIBES CAUSES OF MIGRATION TO MADINA)

سورہ توبہ میں ہجرت مدینہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہجرت کے لغوی معنی جدائی کے ہیں شریعت کی اصطلاح میں مسلمانوں کا اپنے دین کی حفاظت کے لیے کافروں کی تکلیف اور ایذاء رسانی کے باعث اپنے وطن اور گھر بار کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں پناہ لینے پر مجبور ہو جانے کو ہجرت کہتے ہیں جیسا کہ حکم خداوندی سے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت ہوئی۔ اسے ہجرت رسول بھی کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں آزادی سے اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ تاریخ اسلام کا ایک بڑا واقعہ ہے جس کی وجہ سے اسلام کی اشاعت میں اضافہ ہوا۔ ہجرت مدینہ کے چیدہ چیدہ اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قریش مکہ کی شدید مخالفت: (SEVERE OPPOSITION)

قریش مکہ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ اشاعت اسلام میں ترقی ہو اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو قریش مکہ عروج اسلام کو اپنی مذہبی اور سیاسی برتری کے لئے بہت بڑا خطرہ تصور کرتے تھے قریش مکہ کی اکثریت توحید سے انکار اور بت پرستی پر اصرار کرتی تھی اس لئے وہ ہر حال میں اسلام کی دعوت حق کو کچلنے کے درپے تھے چونکہ بت پرستی انکی گھٹی میں شامل تھی اس لئے وہ بت پرستی کو چھوڑ کر کسی بھی صورت میں ایک خدا کی عبادت کرنے کو تیار نہ تھے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم وستم:

(CRUEL TREATMENT WITH PROPHET)

کفار مکہ نے نہ صرف دین اسلام کو جھٹلایا بلکہ انہوں نے اسلام کو جڑ سے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اسلام کو ترقی نصیب ہو اس مقصد کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طرح طرح کی سختیاں کی گئیں۔ حضور ﷺ کو نعوذ باللہ جادوگر، دیوانہ اور شاعر کہا گیا اور آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے آپ ﷺ پر گندگی پھینکی گئی گالیاں دی گئیں مذاق اڑایا گیا اور اس سے بڑھ کر آپ ﷺ پر نماز کی حالت میں اوجھڑی پھینکی گئی آپ ﷺ کے پورے

خاندان کو تین سال تک شعب ابی طالب میں بھوک اور پیاس کی حالت میں رہنا پڑا۔

(۳) صحابہ کرامؓ پر ظلم و ستم:

(CRUEL TREATMENT WITH COMPANIONS)

کفار مکہ نے نہ صرف حضور ﷺ کو تکالیف پہنچائیں بلکہ انہوں نے مسلمانوں پر بھی طرح طرح کے ظلم ڈھائے آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے۔ ان لوگوں میں خاص طور پر حضرت بلال حبشیؓ، حضرت خبابؓ، حضرت عمارؓ، حضرت یاسرؓ، حضرت صہیب رومیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ وغیرہ شامل تھے۔ ان کے ساتھ مار پیٹ کی جاتی تھی تپتی ہوئی گرم ریت پر لٹایا جاتا۔ حضرت بلالؓ کو ان کا آقا دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹاتا۔ آپؓ کے جسم میں گڑھے پڑے ہوئے تھے لیکن وہ احد، احد ہی کہتے رہتے تھے۔

(۴) ہجرت حبشہ کی مثال:

(EXAMPLE OF MIGRATION TO ABYSINNIA)

ہجرت حبشہ کا تجربہ اس لحاظ سے بھی فائدہ مند ثابت ہوا کیونکہ وہاں پر مسلمان مکہ سے دور رہ کر آزادانہ زندگی گزار رہے تھے۔

(۵) اہل مدینہ کی دعوت:

(INVITATION OF PEOPLE OF MADINA)

جب اہل مدینہ کو اس بات کا علم ہوا کہ قریش مکہ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر ظلم و ستم کر رہے ہیں اور اسلام کے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں تو حضور ﷺ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی۔

(۶) مدینہ کی آب و ہوا کا مؤثر ہونا:

(CLIMATE CONDITION OF MADINA)

مکہ مکرمہ کا زیادہ تر علاقہ پہاڑی ہے اور آب و ہوا بھی گرم اور خشک تھی اس کے مقابلے میں مدینہ کی آب و ہوا معتدل تھی اور پیداوار کے لحاظ سے بھی مدینہ زیادہ بہتر تھا۔ لہذا اسے بھی ہجرت کا ایک سبب کہہ سکتے ہیں۔

(۷) مدینہ کی دفاعی حیثیت: (A SAFE PLACE)

مکہ کی نسبت دفاعی لحاظ سے مدینہ زیادہ محفوظ مقام تھا اس کے دو اطراف میں پہاڑ اور ایک طرف نخلستان تھا غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر مسلمانوں نے اس دفاعی حیثیت کا خوب فائدہ اٹھایا مدینہ میں داخل ہونے کا سیدھا اور آسان راستہ ایک ہی طرف تھا۔ اس طرف

مسلمانوں نے خندق کھود لی اور اس طرح دفاعی جنگ لڑی۔

(۸) مدینہ کی تجارتی اہمیت:

(IMPORTANCE IN TERMS OF TRADE)

مدینہ تجارتی لحاظ سے بھی اہم مقام تھا شام کے تجارتی راستے مدینہ سے ہی گزرتے تھے قریش مکہ چونکہ تجارت کرتے تھے اس لیے مدینہ ان کے راستے میں پڑتا تھا قریش مکہ پر دباؤ ڈالنے کی خاطر مسلمانوں نے انکے تجارتی قافلوں کی نگرانی شروع کر دی۔ بلکہ غزوہ بدر کا اہم سبب حضرت ابوسفیان کا تجارتی قافلہ ہی تھا۔

(۹) اہل مدینہ کا قبول اسلام: (EMBRACING ISLAM)

مدینہ کے لوگ ہر سال حج کرنے کے لئے مکہ آتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قافلوں میں تشریف لے جاتے تھے اور انہیں تبلیغ کرتے تھے۔اس کی وجہ سے سفر طائف کے بعد مدینہ سے سوید بن صامتؓ ،ایاس بن معاذؓ اور ابوذر غفاریؓ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔نبوت کے بارھویں سال عقبہ کے مقام پر حضور ﷺ سے بارہ آدمیوں نے بیعت کی جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں اور ان کے ساتھ مصعب بن عمیرؓ کو بھیجا گیا۔اگلے سال 75 آدمی عقبہ کے مقام پر ایمان لے آئے۔

(۱۰) ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات:

(DEATH OF ABU TALIB & H. KHADIJA R.A.)

مکہ میں حضرت خدیجہ اور ابوطالب جو کہ حضور ﷺ کی پشت پناہ اور غمخوار تھے وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور اب بنو ہاشم کی سرداری ابولہب کو ملی تھی جو کہ حضور ﷺ کا بدترین دشمن تھا ان حالات میں حضور ﷺ کا مکہ میں رہنا بہت مشکل تھا۔

(۱۱) قریش کا منصوبہ قتل: (PLAN OF ASSASSINATION)

حضور ﷺ نے مکہ چھوڑنے کا فیصلہ اس وقت کیا جب کفار کے مختلف قبائل کے سرداروں نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ ﷺ کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور مدینہ میں اسلام کی شعائیں دیکھ کر کفار مکہ بہت برہم ہوئے ابو جہل کی ناپاک تجویز پر یہ فیصلہ ہوا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان شمشیر زن ہو کر رات کو حضور کے گھر

کے پاس کھڑا ہو جائے تا کہ جب آپ ﷺ صبح کو گھر سے نکلیں تو سب یکدم حملہ کر کے آپ ﷺ کو قتل کر دیں اور اس کی ذمہ داری سب پر یکساں ہو اور بنی ہاشم کسی سے بدلہ کی جرات نہ کر سکیں۔

(۱۲) حکم خداوندی: (DIVINE COMMAND)

ہجرت کی آخری وجہ حکم الٰہی تھا سورۃ عنکبوت اور سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ نے ہجرت کی طرف واضح اشارہ کر دیا تھا صحابہ کرامؓ ہجرت فرما چکے تھے ادھر دارالندوہ میں سرداران قریش آپ ؐ کو قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے ادھر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضور ﷺ کو اطلاع دی اور ہجرت کا حکم دیا۔

ہجرت مدینہ کے واقعات بیان کریں۔

(۱) منصوبہ قتل کو عملی جامہ پہنانا:

(REALIZING PLAN OF ASSASSINATION)

بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد حضور ﷺ نے ان مسلمانوں کو مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت فرمائی جن کے لیے کفار مکہ کے ظلم وستم کے باعث اپنا آبائی اور محبوب وطن آگ کا پہاڑ اور انگاروں کا میدان بن چکا تھا ان میں گنتی کے چند صحابہؓ باقی تھے۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ شامل تھے کفار مکہ کے مشہور قبائل بنو عبدالشمس، بنو نوفل، بنو اسد، بنو مخزوم، اور بنو عبدالدار کے بڑے بڑے سرداروں مثلاً شیبہ ولید، عتبہ، ابوسفیان، ابوجہل، اور امیہ بن خلف وغیرہ نے دارالندوہ میں اجلاس بلا کر ابوجہل کی اس تجویز پر اتفاق کیا کہ ان تمام قبائل میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کر لیا جائے۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھر سے روانگی:

(DEPARTURE FROM HOUSE OF PROPHET PBUH)

ان تمام قبائل کے منتخب آدمیوں نے حضور ﷺ کے گھر کا رات کو محاصرہ کر لیا تا کہ جب حضور ﷺ صبح کی نماز کے لیے باہر نکلیں تو یہ حضور ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع دے دی تھی کہ آج رات گھر پر قیام نہ کریں اب حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے بستر پر میری چادر لے کر سو جاؤ اور فکر نہ کرنا دشمن تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے آپ ﷺ نے یہ فرمایا اور سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے باہر تشریف لے

گئے اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۷ صفر ۱۳ نبوی، جمعرات (10 ستمبر 622ء) کا ہے۔۔

(۳) غارِ ثور میں قیام: (STAY IN CAVE OF THAUR)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر اپنے پیارے رفیق ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے وہاں سے آپ ﷺ نے سفر کے لیے کچھ ضروری سامان لیا اور اسی رات دونوں بزرگوار مکہ سے تقریباً تین میل دور ایک غار میں پہنچ گئے رات کی تاریکی میں حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ گھر سے روٹی دے جاتیں، عبداللہ بن ابوبکرؓ اہل مکہ کی باتیں سناتے، عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام بکریوں کا ریوڑ لے کر آتے اور بقدر ضرورت دودھ دے کر واپس چلے جاتے تھے۔

(۴) غار سے روانگی: (DEPARTUE FROM CAVE)

ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ غار ہی میں تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مکہ کے چند آدمی دکھائی دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ۔40)

"غم مت کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیئے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بن رکھا تھا اور بعض روایات میں ہے کہ اس جالے میں کسی پرندے نے انڈہ بھی دے رکھا تھا اس وجہ سے کسی کو شبہ تک نہ ہوا کہ غار کے اندر کوئی داخل بھی ہو سکتا ہے اس طرح خدا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کو محفوظ رکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غارِ ثور میں تین دن قیام کیا۔

(۵) سراقہ بن جعشم: (SARAAQA BIN JAASIM)

کفار مکہ نے حضور ﷺ کو گرفتار کرنے والے کو سو اونٹ انعام دینے کا وعدہ کیا سراقہ بن جعشم نے سو اونٹ کے لالچ میں حضور ﷺ کا تعاقب کیا ابھی آپ آدھے راستے میں ہی تھے کہ اس کی نظر آپ ﷺ پر پڑ گئی اس نے گھوڑی دوڑائی اور آپ ﷺ کے قریب پہنچ گیا اور سمجھا کہ وہ کامیاب ہو گیا اتنے میں گھوڑی گھٹنوں کے بل گری پھر دوڑائی حضور ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی اس کے شر سے بچا اور ادھر گھوڑی کے قدم زمین میں دھنس گئے اس نے جان کی امان مانگی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ دی اور کسریٰ کے شاہی کنگن پہنائے جانے کی بشارت دی جو کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں پوری ہوئی۔

(۶) خیمہ اُم معبد: (CAMP OF UMM-E-MABAD)

آگے چلے تو یہ مبارک قافلہ بنو خزاعہ قوم کی ایک بوڑھی عورت اُم معبد کے خیمہ سے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں قیام کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پانی پیا کھانے کی کوئی چیز نظر نہ آئی تو نظر ایک کمزور بکری پر پڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑھیا کی اجازت سے اس کا دودھ دوہا اور تین دفعہ برتن بھر لیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہو گئے۔

(۷) بریدہ اسلمی کا ایمان لانا:

(EMBRACING ISLAM BY BUREEDA ASLAMI)

بریدہ اسلمی نامی ایک شخص نے بھی سو اونٹ کے لالچ میں آ کر اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کیا۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کر لے جب آپ سے ملاقات ہوئی تو اپنے ستر ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔

(۸) قبا میں آمد: (ARRIVAL IN QUBA)

8 ربیع الاول 14 نبوی دوشنبہ 20 ستمبر 622ء کو حضور ﷺ قبا میں پہنچے۔ یہاں پر ایک رئیس کلثوم بن الہدمؓ کے ہاں قیام کیا۔ بعض روایات کے مطابق مہمان نوازی کا شرف عمرو بن عوف کو حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے وہاں تین دن قیام فرمایا اسی دوران حضرت علیؓ بھی آپ ﷺ سے آملے۔

(۹) مسجد قبا کی بنیاد اور پہلا جمعہ:

(FOUNDATION STONE OF MOSQUE IN QUBA)

حضور ﷺ نے قبا میں تین دن قیام کیا اور اسی دوران آپ ﷺ نے عبادت الٰہی کے لئے مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبا یا مسجد تقویٰ کہتے ہیں قبا میں قیام کے بارے میں مورخین میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ تین دن اور بعض چار دن امام بخاری اور دیگر کے نزدیک چودہ دن قیام کیا۔ ابھی آپ ﷺ قبا سے روانہ ہی ہوئے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا اور آپ ﷺ نے سو آدمیوں کو جمعہ پڑھایا اور یہ تاریخ میں پہلا جمعہ تھا یہ مقام قبیلہ بنو سالم کی آبادی تھی۔

(۱۰) مدینہ منورہ میں داخلہ: (ENTRY IN MADINA)

حضور ﷺ جمعہ پڑھانے کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے سارے شہر کے لوگ آپ ﷺ کی آمد پر خوشیاں منا رہے تھے مدینہ کی معصوم لڑکیاں یہ اشعار پڑھ کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعَا لِلّٰهِ دَاع

ہم پر شکر واجب ہے جب تک اللہ کا نام لیا جائے

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

اے ہم میں آنے والے آپ اطاعت یافتہ امر کے ساتھ آئے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے اور ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کی مہمانی کا شرف اسے حاصل ہو ہر شخص اونٹنی کو اپنے مکان کی طرف روکنے کی کوشش کرتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے چھوڑ دو اُونٹنی کو حکم مل چکا ہے آخر وہ ابوایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہاں تقریباً نو ماہ قیام فرمایا۔

....

ہجرت مدینہ کے نتائج اور اہمیت واضح کریں۔

(IMPORTANCE AND OUTCOMES OF MIGRATION)

(۱) میثاق مدینہ: (TREATY OF MADINA)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت مدینہ میں انصاری قبائل اوس اور خزرج اور یہودی قبائل، بنوقینقاع بنونضیر اور بنوقریظہ آباد تھے۔ یہودی قبائل اکثر انصاری قبائل کو آپس میں لڑاتے تھے اس طرح مدینہ میں امن وامان نہیں تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام قبائل کو اکٹھا کر کے ایک معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کہتے ہیں مدینہ کی فضاء کو پرامن رکھنے کے لیے یہ نہایت ضروری تھا تمام قبائل نے اسے تسلیم کرلیا۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سربراہ تسلیم کرنا:

(ACCEPTING PROPHET AS THE HEAD OF STATE)

میثاق مدینہ کی رو سے ایک شرط یہ تھی کہ اگر کسی معاملہ میں تنازعہ پیدا ہو جائے تو اس کا

آخری فیصلہ حضرت محمد ﷺ کا ہوگا اس لحاظ سے حضور ﷺ کو مدینہ کا سربراہ تسلیم کرلیا گیا۔

(۳) اسلامی ریاست کی داغ بیل:

(FOUNDATION OF ISLAMIC STATE)

مدینہ تشریف لاتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف قبائل کے درمیان جو معاہدہ امن طے کیا اس کی رو سے مدینہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد ڈال دی گئی۔ اگر مسلمان مکہ سے ہجرت نہ کرتے تو نہ جانے اسلامی ریاست کے آغاز کے لئے کتنا وقت درکار ہوتا۔

(۴) اشاعت اسلام میں ترقی: (PROPAGATION OF ISLAM)

مکہ مکرمہ میں کفار مکہ اسلام کے سخت دشمن تھے مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتے تھے جبکہ مسلمانوں کو مدینہ میں اس قسم کی شدید مخالفت کا سامنا نہیں تھا۔ اشاعت اسلام کے سلسلے میں یہاں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی تھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔

(۵) قریش مکہ کا حسد: (JEALOUSY OF QURAISH)

مدینہ میں مسلمانوں کو پرامن فضاء اور خوشگوار ماحول میسر آ گیا اشاعت اسلام میں ترقی ہو رہی تھی کفار مکہ کو یہ بات سخت ناگوار تھی اب وہ حسد اور انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔

(۶) قریش پر اقتصادی دباؤ: (FINANCIAL PRESSURE)

قریش مکہ کا پیشہ چونکہ تجارت تھا اور تجارتی راستے مدینہ کے قریب سے گزرتے تھے مسلمان ان کے قافلوں کی نگرانی کرتے اور مزاحمت بھی کرتے تھے اس لئے قریش پر اقتصادی دباؤ بڑھ گیا تھا۔

(۷) مسلمانوں کو خوشگوار ماحول میسر آنا:

(A FAVOURABLE ENVIRONMENT)

مکہ میں مسلمانوں کی جان اور مال دونوں غیر محفوظ تھے۔ لیکن مدینہ کا ماحول خوشگوار تھا اب مسلمانوں کے لئے تبلیغ دین کی بہتر فضاء موجود تھی انہوں نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا اور اشاعت اسلام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

(۸) مواخات مدینہ: (BROTHERHOOD IN MADINA)

تاریخ اسلام میں ''مواخات مدینہ'' کا واقعہ بہت اہم ہے جب سو کے لگ بھگ

مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے تو نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین کو جمع کیا اور ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ انصاریوں نے اپنے مہاجرین بھائیوں کی خدمت میں اپنے گھر کا آدھا اثاثہ، دو بیویوں میں سے ایک بیوی تک کی پیش کش کر دی حتیٰ کہ جائیداد میں سے بھی حصہ دینے کو تیار ہو گئے۔

(۹) یہود کا مدینہ سے اخراج:

(EXIT OF JEWS FROM MADINA)

مدینہ میں یہودی قبائل اسلام کی ترقی و اشاعت کو دیکھ کر ناراض ہو گئے اور اکثر مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے لگے ان کی حرکتوں کی وجہ سے غزوات (احد، بدر اور خندق) میں یکے بعد دیگرے تینوں قبائل کو مدینہ سے نکلنا پڑا۔

(۱۰) قریش سے جنگوں کا سلسلہ:

(SERIES OF WAR WITH QURAISH)

قریش کو مسلمانوں سے مستقل دشمنی تھی اقتصادی دباؤ کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا مدینہ میں اشاعت اسلام کے پیشِ نظر قریش مکہ مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اس مخالفت کے نتیجہ کے طور پر قریش مکہ نے مسلمانوں سے جنگوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

(۱۱) سن ہجری کا آغاز: (START OF YEAR A.H.)

ہجرت مدینہ کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ اس واقعہ کی مناسبت سے تاریخ اسلام میں مسلمانوں کے کیلنڈر کا آغاز ہوا اور ہجرت کے بعد کے سارے واقعات اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔

(۱۲) غلبہ اسلام: (DOMINANCE OF ISLAM)

ہجرت مدینہ کے سبب مسلمانوں کو نہ صرف قریش مکہ پر غلبہ حاصل ہوا بلکہ پورے عرب پر مسلمانوں کا سکہ بیٹھ گیا اور ایک عظیم اسلامی سلطنت وجود میں آ گئی اور یہیں سے ساری دنیا میں اسلام پھیلا۔

(۱۳) مسلمانوں کی معاشی ترقی کا ذریعہ:

(FINANCIAL GROWTH OF MUSLIMS)

ہجرت مدینہ کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہو گئی کیونکہ اکثر مہاجرین کا

پیشہ بھی تجارت تھا اور مدینہ ایک تجارتی مرکز اور منڈی کی حیثیت رکھتا تھا اب تجارت میں کوئی رکاوٹ نہ تھی اس لئے مسلمانوں کی معاشی حالت بھی بہتر ہوگئی۔

(۱۴) بین الاقوامی سیاسی مرکز کی حیثیت:

(INTERNATIONAL POLITICAL CENTRE)

اسلام کی انقلابی اور عالمگیر مذہب کی وجہ سے ایک بین الاقوامی سیاسی مرکز کی ضرورت تھی اور وہ ضرورت ہجرت مدینہ سے پوری ہوئی مدینہ کو ساری دنیا میں ایک مرکز کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

(۱۵) مسجد نبوی کی تعمیر:

(CONSTRUCTION OF MASJID-E-NABVI)

ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی مسجد نبوی اس وقت بطور عبادت گاہ، بطور مدرسہ اور بطور سیکرٹریٹ اور مختلف امور میں استعمال ہوتی تھی۔

(۱۶) قبیلہ اوس اور خزرج کا اتحاد: **(UNITY OF AWS & KHZARAJ)**

انصار کے دو قبائل اوس اور خزرج عام طور پر ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہتے تھے نبی اکرم ﷺ کی آمد سے ان دونوں قبائل میں منافرت ختم ہوگئی اور آپس میں اتحاد پیدا ہوگیا۔

(۱۷) تاریخی موڑ کی حیثیت: **(A HISTORICAL EVENT)**

تاریخ اسلام میں ہجرت مدینہ کو مؤرخین تاریخی موڑ کی حیثیت قرار دینے پر متفق ہیں۔
یعنی مورخین کی رائے یہ ہے اگر ہجرت مدینہ کا واقعہ پیش نہ آتا تو اسلام اتنی جلدی ترقی نہ کرتا۔لہذا ترقی اور غلبہ اسلام ہجرت مدینہ کی وجہ سے ہوا۔

....

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدنی زندگی کے اہم واقعات مختصر قلمبند کیجئے۔

مؤرخین نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کو دو حصوں مکی اور مدنی زندگی پر تقسیم کرتے ہیں مکہ میں قریش مکہ نے اسلام قبول کرنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ آپ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں بھی پہنچائیں صحابہ کرامؓ کو ظلم کا تختہ مشق بنایا اشاعت اسلام کے لئے مدینہ میں حالات سازگار تھے تیرہ سالہ مکی زندگی میں جس استقامت اور صبر وتحمل کا ثبوت دیا اس کی نظیر تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے مدنی زندگی کے حالات درج ذیل ہیں۔

(ا) ہجرت مدینہ: (MIGRATION TO MADINA)

ہجرت مدینہ تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے جس سے مسلمانوں کی نئی زندگی اور اسلام کے نئے دور کا آغاز ہوا ہے ہجرت مدینہ نے اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات چھوڑے اور دور رس نتائج مرتب ہوئے۔

(i) مسجد قباء پہلا جمعہ (ii) مسجد نبوی کی تعمیر (iii) اذان کی ابتداء:

(MOSQUE OF QUBA, FIRST JUMMA, CONSTRUCTION OF MASJID-E-NABVI, START OF AZAN)

ہجرت مدینہ کے دوران نبی کریم ﷺ نے قبا میں چند دن قیام فرمایا۔ مدینہ کا جنوبی حصہ قبا کہلاتا ہے یہاں آپ ﷺ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبا یا مسجد تقویٰ کہتے ہیں تاریخ اسلام میں یہ پہلی مسجد ہے تعمیر مسجد کے بعد آپ ﷺ مدینہ روانہ ہوئے راستے میں بنی سالم کے محلہ میں پہلی نماز جمعہ ادا کی مدینہ پہنچ کر آپ ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں قیام فرمایا ان کے مکان کے متصل زمین کا ایک ٹکڑا تھا زمین کے مالک بنونجار کے دو یتیم بچے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زمین خرید کر مسلمانوں کو وقف کر دی نبی کریم ﷺ نے مسجد تعمیر کروادی جسے مسجد نبوی بھی کہتے ہیں یہی مسجد ہے جس نے عبادت کے ساتھ ساتھ مکتب اور سیکرٹریٹ کا کام دیا۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد مسلمانوں کو عبادت کے لئے بلانے اور آگاہ کرنے کا مسئلہ پیدا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے بھی اذان کا حکم مل چکا تھا چنانچہ حضرت بلالؓ کو مؤذن مقرر کیا گیا۔

(۳) مؤاخات مدینہ: (BROTHER HOOD)

مؤاخات بھائی چارے کو کہتے ہیں اہل مدینہ انصار کہلائے۔ جب کہ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین کہلائے۔ آپ ﷺ نے ایک روز انصار و مہاجرین کو جمع کیا ایک انصار اور ایک مہاجر کو بھائی بھائی بنا دیا اس موقع پر انصار نے جس ایثار و فیاضی کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے اس کی حد یہ ہے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ نے جن کی دو بیویاں تھیں ایک بیوی کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کے سامنے نکاح کیلئے پیش کیا۔ لیکن انہوں نے اظہار تشکر کر کے انکار کر دیا۔

(۴) مدنی قبائل اور میثاق مدینہ:

(TRIBES IN MADINA & TREATY)

رسول اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اس وقت یہاں کی آبادی اوس وخزرج (انصار قبائل) مشرکین، مہاجرین، منافقین (بعد میں پیدا ہوئے) اور یہودی قبائل (بنو قینقاع، بنونضیر، بنوقریظہ) پر مشتمل تھی۔ یہودی قبائل اکثر اوس اور خزرج میں جھگڑا کرواتے تھے۔ مدینہ آتے ہی آپؐ نے اہل شہر سے ایک معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ یا معاہدہ مدینہ کہا جاتا ہے اس معاہدے میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین، یہودی اور دیگر قبائل بھی شامل تھے اس میثاق کے دو حصے تھے ایک حصہ انصار ومہاجرین اور دیگر حامی قبائل سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا حصہ یہودیوں سے متعلق تھا اس طرح اسلامی ریاست کی بنیاد پڑی اور حضور ﷺ کو سربراہ تسلیم کیا گیا اور مدینہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔

غزوات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۵) غزوہ بدر (رمضان 2 ہجری) (BATTLE OF BADAR)

حق و باطل کا یہ پہلا معرکہ 17 رمضان 2ھ میں بدر کے مقام پر ہوا مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھ کر کفار مکہ برداشت نہ کر سکے مسلمانوں کو دھمکی آمیز خطوط لکھے اور کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا مسلمانوں کے ساتھ ایک جھڑپ میں ایک کافر عمرو بن الحضری کا قتل ہوگیا اور آخر میں ابوسفیان کا تجارتی قافلہ اس کا باعث بنا مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ جب کہ کفار ایک ہزار کے لگ بھگ تھے مسلمانوں نے اللہ سے مدد کی درخواست کی اور تائید اور نصرت الٰہی سے یہ معرکہ جیت لیا ابوجہل اور دوسرے بڑے سرداران مکہ قتل ہوئے مسلمانوں نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا اس غزوہ کے بعد یہودی قبیلہ بنوقینقاع کو مدینہ خالی کرنا پڑا۔

(۶) غزوہ احد (شوال 3 ہجری) (BATTLE OF UHD)

بدر کی عبرت ناک شکست کے ایک سال بعد یکم شوال میں کوہ احد کے دامن میں یہ دوسرا بڑا معرکہ تھا بدر کی شکست کو کفار نے وقار کی بحالی کا مسئلہ بنالیا قریش نے انتقام لینے کی ٹھان لی عرب شعراء اور خواتین نے زبردست تحریک پیدا کی یہودیوں نے کفار مکہ کی حوصلہ افزائی کی۔

اس دفعہ بھی کفار مکہ مسلمانوں کے مقابلہ میں تین گناہ تھے مسلمانوں نے انفرادی لڑائی جیت لی اب اجتماعی حملہ شروع ہوا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کفار کے پاؤں اکھڑ گئے لیکن مسلمانوں کا وہ دستہ جو پہاڑ کے درہ پر متعین تھا درہ چھوڑ کر مال غنیمت سمیٹنے کے لئے نیچے اتر آیا۔ خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور بہت بڑے ماہر جنگ تھے درہ خالی دیکھ کر حملہ پر اتر آئے مسلمانوں کو بہت زیادہ پریشانی اٹھانا پڑی بڑے بڑے مسلمان مثلاً آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ شہید ہوئے حضور ﷺ کی پیشانی پر زخم آیا دندان مبارک شہید ہوئے بالآخر کفار مکہ ہی نے میدان چھوڑا اس جنگ میں مسلمانوں کا شدید نقصان ہوا۔

(۷) غزوہ خندق (شوال 5 ہجری) (BATTLE OF TRENCH)

مسلمانوں اور کفار مکہ کے مابین یہ تیسرا بڑا معرکہ تھا یہ لڑائی جنگ خندق یا احزاب کے نام سے مشہور ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس لڑائی میں مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر مدینہ کے دفاع کے لیے ایک خندق کھودی تھی جو عرب کی تاریخ میں ایک عجیب بات تھی کفار مکہ کو اس جنگی ترکیب کا اندازہ بھی نہ تھا اس لڑائی میں مسلمانوں کے خلاف یہودی اور دیگر عرب قبائل نے بھی کفار کا ساتھ دیا۔ اس لیے اسے جنگ احزاب بھی کہتے ہیں اس دفعہ کفار مکہ نے اپنے حامی قبائل کو ملا کر تقریباً 12 ہزار کے لگ بھگ فوج تیار کر لی اور مدینہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا محاصرہ ۲۷ دن تک جاری رہا ایک دن جھڑپ ہوئی جس میں مشہور پہلوان عمرو بن عبدود کو حضرت علیؓ نے واصل جہنم کیا اللہ کی مدد پہنچی آندھی اور طوفان نے دشمنوں کے خیمے اکھاڑ دیئے تند و تیز اور سرد ہوا کے طوفان نے دشمنوں کے حوصلے پست کر دیئے اور وہ ناکام واپس لوٹ گئے کفار کے لیے یہ آخری جنگ ثابت ہوئی اور ان کی عسکری قوت ختم ہوگئی۔

(۸) صلح حدیبیہ (ذیعقد 6 ہجری) (TREATY OF HUDAIBIYA)

مہاجرین کو مکہ سے ہجرت کئے تقریباً چھ سال گزر چکے تھے ان کی ارواح خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے تڑپ رہی تھیں حج کا موسم بھی قریب تھا آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ اپنے صحابہؓ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں آپ ﷺ نے بیت اللہ کی زیارت کا اعلان فرمایا۔ آپ ﷺ چودہ سو صحابہؓ کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب قریش کو آپ

ﷺ کی روانگی کی اطلاع ملی تو انہوں نے مزاحمت کی تیاریاں کر لیں۔ حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا گیا سفیروں کی آمد و رفت شروع کی ایک بار حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ بھی اڑ گئی آپ ﷺ نے ببول کے درخت کے نیچے بیعت لی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں آخر میں سفیر قریش سہیل بن عمرو آیا اور ایک معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے کی تمام شرائط بادی النظر میں مسلمانوں کیخلاف معلوم ہوتی تھیں لیکن حضور ﷺ کی دور رس اور بصیرت افروز نگاہیں بھانپ رہی تھیں کہ ساری شرائط مسلمانوں کے حق میں بہتر ثابت ہوں گی چنانچہ اس معاہدہ کو قرآن حکیم نے فتح مبین قرار دیا اور یہی واقعہ فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

(۹) سلاطین کو دعوت اسلام: (7ھ) (LETTERSTO EMPERORS)

(۱) قیصر روم ہرقل جو مذہباً عیسائی تھا اس کے ہاں دحیہ کلبیؓ نامہ مبارک لے کر گئے۔ (۲) خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا اس کے پاس عبداللہ بن حذیفہؓ کو نامہ مبارک دے کر بھیجا۔ (۳) حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس حضرت عمرو بن امیہؓ حضور ﷺ کا نامہ مبارک لے کر گئے۔ (۴) مصر کے حاکم مقوقس کے پاس حضرت حاطبؓ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ (۵) حاکم بحرین منذر بن ثابت نساویٰ کے نام خط لکھ کر حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو بھیج دیا گیا۔ وہ خود بھی مسلمان ہو گیا اور اس کی رعایا کی کافی تعداد ایمان لے آئی۔ (۶) عمان میں دو بھائیوں کی حکومت تھی ان کے پاس حضرت عمرو بن العاصؓ کو خط دے کر بھیجا دونوں بھائی اور رعایا کا اکثر حصہ مسلمان ہو گیا۔ (۷) گورنر دمشق و یمامہ کو خطوط بھیجے گئے۔ (۸) امیر یمن کو بھی دعوت اسلام دی گئی جس نے بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ (۹) بلقا کے رئیس نے مسلمان سفیر حارث بن عمرؓ کو شہید کر دیا۔

(۱۰) فتح مکہ (رمضان 8 ہجری) (CONQUEST OF MAKKAH)

۷ ہجری میں خیبر کے یہودیوں سے جنگ ہوئی یہودیوں نے شکست تسلیم کر کے صلح کی درخواست کی۔ ۸ ہجری میں سریہ موتہ کا واقعہ پیش آیا شرحبیل نے مسلمان سفیر حضرت حارث بن عمیرؓ کو شہید کر دیا تھا اس لڑائی میں یکے بعد دیگرے حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہوئے اور آخر میں فوج کی کمان حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ آئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ رمضان ۸ھ مسلمانوں نے مکہ کو فتح کر لیا صلح حدیبیہ کی رو

سے قبائل عرب کو اختیار تھا کہ خواہ مسلمانوں سے دوستی کریں یا کفار مکہ کے ساتھ تعلقات قائم کریں ۔بنوخزاعہ اور بنو بکر کا تنازعہ فتح مکہ کا باعث ہوا۔ ۱۰ رمضان ۸ھ کو رسول اکرم ﷺ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ابوسفیان حالات کا پتہ لگانے آئے گرفتار ہو کر مسلمان ہو گئے اسلامی لشکر مکہ میں داخل ہوا اور بغیر کسی خون خرابے کے مکہ فتح ہو گیا خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا اور نبی کریم ﷺ نے قریش مکہ کی عام معافی کا اعلان فرما دیا۔

(۱۱) غزوہ حنین، سفر تبوک اور مسجد ضرار کا انہدام:

(BATTLE OF HUNAIN, JOURNEY TO TABUK)

مکہ فتح ہو جانے کے بعد چند قبائل نے مل کر چار ہزار کے لشکر کے ہمراہ وادی حنین میں پڑاؤ ڈالا جنگ ہوئی مسلمان تعداد میں زیادہ تھے یہ خیال دل میں آیا اور شکست کے آثار نظر آنے لگے نبی کریم ﷺ نے دوبارہ مسلمانوں کو للکارا اور دوبارہ لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہمکنار کیا حنین کی بقیہ فوج طائف میں پہنچ کر محصور ہو گئی مسلمانوں نے محاصرہ کیا لیکن مشورہ کے بعد محاصرہ اٹھا لیا۔ ۹ھ میں قیصر روم کے خلاف فوج کشی کی گئی قیصر اور اس کے حریف قبائل میں لڑائی کی جرات نہ ہوئی اس لئے آپ واپس آ گئے ۔مدینہ کے منافقین نے مسجد نبوی کے مقابلہ پر ایک مسجد بنائی جس کا نام مسجد ضرار تھا یہ مسلمانوں کے خلاف ایک سازش تھی اللہ کے حکم سے آپ ﷺ نے اسے مسمار کر دینے کا حکم دیا۔

(۱۲) وفود کا سال: (YEARS OF DELEGATIONS)

ہجرت کے نویں دسویں سال میں بہت زیادہ اقوام اور قبائل کے وفود آئے۔انہوں نے یا تو اسلام قبول کر لیا یا مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی اور اسی سال کو عام الوفود یعنی وفود کا سال کہتے ہیں ان وفود کی تعداد تقریباً ۳۵ بتائی جاتی ہے۔حضور ﷺ نے ان وفود کی بڑی خاطر تواضع کی۔

(۱۳) حجۃ الوداع (10 ہجری) (LAST HAJJ)

جب اسلام سارے عرب میں پھیل گیا اور تمام عالم کی راہنمائی کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی سورہ نصر نازل ہو چکی تھی۔ ۱۰ ہجری میں آپ ﷺ نے حج کا ارادہ کر لیا۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چالیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ عرفات کے میدان میں ٹھہرے

اور آخری خطبہ حج دیا جو اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے اس خطبہ میں مذہبی، سیاسی، معاشرتی، معاشی اور اخلاقی تعلیمات کا پورا عکس موجود ہے۔ یہ خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۱۴) علالت اور وصال (11 ہجری) (SICKNESS & DEATH)

حج سے واپسی کے بعد 29 صفر دوشنبہ کو نبی کریم ﷺ ایک جنازے سے واپس آرہے تھے راستہ میں درد شروع ہو گیا پھر شدید بخار ہو گیا اسی حالت میں گیارہ روز تک مسجد آکر امامت کراتے رہے چار روز قبل از رحلت مرض میں اضافہ ہو گیا آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو چند نصیحتیں فرمائیں۔ اسی روز تین دفعہ مسجد جانے کا ارادہ کیا لیکن ہر دفعہ غشی طاری ہو جاتی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کا دن تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مسجد میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے آپ ﷺ نے دروازے کا پردہ اٹھا کر دیکھا۔ نمازی چاہتے کہ چہرہ انور کی زیارت کرتے رہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جگہ چھوڑنا چاہی کہ شاید آپ ﷺ نماز پڑھائیں گے آپ ﷺ نے نماز پوری کرنے کا اشارہ فرمایا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ پر بار بار غشی ہونے لگی۔ بدن تکلیف میں مبتلا تھا کبھی چادر منہ پر ڈالتے اور کبھی ہٹا دیتے بار بار فرماتے تھے:

''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔''

سر مبارک حضرت عائشہؓ کی گود میں تھا پانی کا برتن پاس رکھا تھا بار بار ہاتھ بھگو کر پیشانی مبارک تر کرتے اسی دوران ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی یہی فرماتے فرماتے روح انور عالم قدس میں پہنچ گئی۔

(۱۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

(SPEECH OF HAZRAT ABU BAKAR R.A.)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر صحابہ کرامؓ کے ہوش و حواس گم ہو گئے حضرت عمرؓ کا یہ حال تھا کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا یقین نہ آتا تھا۔ آپؓ تلوار نکال کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال کر گئے ہیں اس کا سر قلم کر دوں گا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہؓ کی یہ حالت دیکھ کر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ جس کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

''لوگو! جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا وہ سمجھ لے کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران:144)

''محمد تو صرف رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔''

اس خطبے سے صحابہ کرامؓ مطمئن ہو گئے۔''

(۱٦) تجہیز و تکفین : (BURIAL)

تدفین کے مسئلہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد ہے کہ نبی اسی جگہ فوت ہوتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرے۔ حضرت عائشہؓ کے کمرے میں ہی قبر کھودی گئی حضرت طلحہؓ نے قبر کھودی حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اوران کے دو لڑکوں نے غسل دیا۔ چادر میں کفنایا گیا تجہیز و تکفین دوسرے دن منگل کو عمل میں آئی۔ اس طرح ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ بوقت شب حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تدفین مبارک ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍO

....

مواخات مدینہ سے کیا مراد ہے۔ 1ہجری

(BROTHERHOOD IN MADINA)

پس منظر: (BACKGROUND)

ہجرت کے بعد جب آپ ﷺ نے مدینہ کو اپنا مرکز دعوت و انقلاب بنایا اس وقت آپؐ کی انقلابی جماعت کے مقدس افراد دو گروہوں پر مشتمل تھے۔ (۱) مہاجر (۲) انصار۔ مہاجر کا مطلب ہے ہجرت کرنے والا یہ لوگ صرف دین اسلام کی خاطر اپنی تمام دولت و جائیداد مکہ میں چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے۔

انصار کا مطلب ہے مددگار۔ یہ لوگ خالصتاً مدینہ کے رہنے والے تھے۔ اسلام قبول

کرنے کے بعد یہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے مددگار بن گئے۔ یہ خوش حال اور صاحب ثروت لوگ تھے اور سب سے بڑھ کر کلمہ کی دولت سے مالا مال تھے۔ اس لئے انہیں انصار (مددگار) کہا جاتا ہے۔

معنی و مفہوم: (MEANING & DEFINITION)

مواخات کا لفظ ''اخ'' سے بنا ہے اور یہ باب مفاعلة کے وزن پر ہے اس کا معنی ہے آپس میں بھائی بھائی بننا اور باہمی بھائی چارہ قائم کرنا مواخات مدینہ سے مراد تاریخ اسلام کا وہ عظیم واقعہ ہے جو ہجرت کے فوراً بعد پہلے سال ہی رونما ہوا۔

حکمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درخشاں مثال:

اس پس منظر سے بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اسلام کا مستقبل ان دونوں گروہوں کے باہمی تعلقات پر منحصر تھا لہذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی خداداد حکمت و دانشمندی اور مدبرانہ بصارت کی بناپر ان دونوں گروہوں کے درمیان اخوت و محبت ایثار و ہمدردی احسان و قربانی کا ایک ایسا لازوال رشتہ قائم کیا جس کی مثال تاریخ انسان پیش کرنے سے قاصر ہے اور رہے گی۔ آپ ایک مہاجر ایک انصار کو سب کے سامنے بلاتے اور ایک دوسرے کا بھائی بنا دیتے۔

اسلامی نظریہ قومیت: (ISLAMIC IDEOLOGY)

اسلامی قومیت کی بنیاد کلمہ طیبہ ہے۔ اگرچہ انصار اور مہاجرین کے درمیان رنگ و نسل قوم، ملک اور زبان جیسی مشترکہ اقدار موجود تھیں لیکن آپ ﷺ نے ان میں سے کسی بات کو بھی قومیت کی بنیاد نہیں بنایا اس سے ثابت ہوا کہ اسلام میں قومیت کی صرف ایک بنیاد کلمہ طیبہ ہی ہے۔

انصار کا ایثار: (SACRIFICE OF ANSAR)

انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کا اعلیٰ ظرفی، وسعت قلبی اور وفور محبت سے استقبال کیا اپنی تمام جائیداد کا آدھا مالک اپنے مہاجر بھائیوں کو بنایا۔ کیونکہ ابھی پردے کا حکم نہیں آیا تھا لہذا جس انصاری کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں اس نے اپنے مہاجر بھائی سے کہا تم جسے بھی پسند کرتے ہو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں تم اس سے شادی کرلو۔ قرآن حکیم نے اس عظیم رشتہ اخوت و محبت کے بارے میں انصار کی تعریف کی۔

میثاق مدینہ کا پس منظر اور معاہدے کے اہم نکات بیان کریں۔ 1 ہجری
(TREATY OF MADINA & ITS IMPORTANT CLAUSES)

(۱) پس منظر: (BACKGROUND)

میثاق مدینہ سے مراد ہجرت کے بعد مسلمانوں اور یہود کے درمیان ہونے والا وہ دنیا کا پہلا تحریری معاہدہ ہے جو یہود سمیت مدینہ میں بسنے والے دوسرے لوگوں اور مسلمانوں کے درمیان ا ہجری میں ہوا اس کا پس منظر، اہمیت اور چیدہ چیدہ شرائط درج ذیل ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد اہل مدینہ مسلسل حضور اقدس ﷺ کو مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ آنے کی دعوت دے رہے تھے۔ لیکن نبی اللہ کے حکم واجازت کے بغیر اپنا دعوتی مسکن نہیں چھوڑ سکتا چنانچہ جیسے ہی آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت ملی۔ آپ ﷺ مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

تعمیر مسجد قبا، مسجد نبوی اور مواخات سے فارغ ہو کر آپؐ کے پیش نظر سب سے بڑا کام یہ تھا کہ تمام آبادی کو متحد و متفق کیا جائے خارجی حملوں اور داخلی انتشار سے مدینہ منورہ کو محفوظ رکھا جائے۔

(۲) معنی و مفہوم: (MEANING & DEFINITION)

میثاق عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عہد و پیمان ہے اور مدینہ عرب کے شہر یثرب کا نیا نام ہے جہاں حضور اقدس مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو اس کا نام مدینہ النبی، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہر رکھ دیا گیا۔

(۳) مدینہ منورہ کی آبادی اور یہود کا کردار:
(SETTLEMENT OF MADINA & JEWS)

مدینہ میں تین اہم یہودی قبائل آباد تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ یہ تجارت پر چھائے ہوئے تھے۔ اہلِ کتاب ہونے کے ناطے انہیں مذہبی تقدس بھی حاصل تھا یہ دراصل لڑاؤ اور حکومت کرو کے دستور پر عمل پیرا تھے۔ مدینہ کی غیر یہود آبادی میں اوس وخزرج کے دو قبائل زیادہ اہم تھے۔ یہود ہمیشہ اوس وخزرج کے درمیان جنگ و جدل کا بازار گرم رکھتے اور دونوں طرف سے اپنے مفادات حاصل کرتے تھے۔ الغرض سیاست، معیشت اور مذہب کے لبادے میں چھپ کر انہوں نے اپنی پوزیشن نہایت مستحکم بنا رکھی تھی۔

(۴) تجویز معاہدہ اور اسکی تیاری:

(TREATY & ITS PREPARATION)

ان حالات میں آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رکھا ابتدائی امور سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے دنیا کی سب سے پہلی اسلامی ریاست کی تاسیس فرمائی اور مدینہ کی پراگندہ اور منتشر آبادی کو اجتماعی فلاح و بہبود اور دفاع جیسے نازک معاملات کا احساس دلایا اور تجویز پیش کی ہم اہل مدینہ مل کر ایک معاہدہ کریں جس میں سب کے حقوق و آزادی کا تحفظ ہوگا۔ اور دشمن کو بھی ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ ہوگی یاد رہے کہ یہود کم وبیش دس اور اوس خزرج کے بارہ قبائل اس وقت مدینہ میں آباد تھے۔ اس طرح انصار مہاجرین اور منافقین بھی مدینہ میں ہی آباد ہو چکے تھے ان حالات میں آپ ﷺ نے سیاسی تدبر اور بصیرت سے کام لیتے ہوئے مدینہ منورہ کو ایک اجتماعی اور سیاسی بصیرت عطا کی جس کے شاندار اثرات و ثمرات سے آئندہ اسلامی انقلاب کی راہیں کھلتی چلی گئیں۔ اس معاہدے کے دو حصے تھے حصہ اول کا تعلق انصار و مہاجرین اور دیگر حامی قبائل سے ہے اور دوسرے حصے کا تعلق یہود سے ہے ہر دو حصے کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

معاہدے کا پہلا حصہ

ابتدائیہ: (PREFACE)

یہ معاہدہ اللہ کے رسول ﷺ کا قریش انصار اور ان کے تابع رہنے والے لوگوں کے ساتھ ہوا۔

(۱) وحدت ملّی: (UNITY OF UMMAH)

دوسروں کے مقابلہ میں اور مسلمان آپس میں مذہبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ ہر لحاظ سے ایک وحدت میں رہیں گے۔

(۲) رسول کی حیثیت: (STATUS OF PROPHET (PBUH)

مسلمان اپنے تمام تنازعات اور معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کریں گے اور آپ ﷺ کے ہر فیصلے کے پابند ہوں گے۔

(۳) سرپرستی مجرم کی ممانعت:
(PROHIBITION OF SUPPORT FOR CRIMINAL)

کوئی مسلمان کسی بھی اخلاقی یا قانونی مجرم کو اپنی پناہ میں نہیں رکھ سکتا۔

(۴) امن عامہ مقامی ذمہ داری:
(RESPONSIBILITY OF LOCAL PEOPLE)

مسلمان اپنے رہائشی علاقوں اور محلوں میں مقامی طور پر امن وامان برقرار رکھیں گے۔
اور اس کا قیام یقینی بنائیں گے۔

(۵) مسلمانوں کی دوستی دشمنی مشترک ہے:
(COMMON FRIENDSHIP & ENMITY)

تمام مومن ایک دوسرے کے دوست ہیں ایک کا دشمن سب کا دشمن ہے ان کی دوستی مشترک ہے۔

(۶) حرمت مسلم: **(LIFE OF A VALUE OF MUSLIM)**

کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں ہوگا اگر کوئی ذمی بھی کسی غیر مجرم کو پناہ دے تو اسے محفوظ و مامون سمجھا جائے گا۔

معاہدے کا دوسرا حصہ

اس معاہدے کے دوسرے حصہ کا تعلق براہِ راست یہود سے تھا اسکی اہم شرائط درج ذیل ہیں۔

(۱) یہود کی مذہبی آزادی: **(RELIGIOUS FREEDOM)**

مدینہ منورہ کی اس ابتدائی اسلامی ریاست میں یہود کو مکمل آزادی ہوگی۔

(۲) مشترکہ صلح: **(COMMON OBJECTIVES)**

اگر ایک فریق کسی سے صلح کرتا ہے تو دوسرا بھی صلح کریگا۔ لیکن مذہبی جنگ میں ایسا نہیں ہوگا۔

(۳) مشترکہ دفاع: **(COMMON DEFENCE)**

مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں یہود اور مسلمان مل کر مدینہ منورہ کا دفاع کریں گے۔

(۴) دوستانہ مراسم: (FRIENDLY RELATIONS)

دونوں قوموں کے درمیان باہمی تعلقات خوشگوار رہیں گے اور یہ دونوں قومیں خیر خواہی اور دوستی کا ثبوت دیں گی۔

(۵) قریش کے لئے پناہ نہیں: (NO REFUGE FOR QURAISH)

فریقین قریش کے کسی فرد کو اپنے ہاں پناہ نہیں دیں گے۔

(۷) خون بہا کا پرانا طریقہ: (BLOOD SHED)

فدیہ اور خون بہا کا پرانا طریقہ جاری رہے گا۔

....

میثاق مدینہ کی اہمیت بیان کریں۔

(IMPORTANCE OF TREATY OF MADINA)

یہ وہ پُر حکمت، مدلل اور متفق علیہ معاہدہ تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خون کے پیاسوں کے درمیان قائم کر کے دکھا دیا جس کی نظیر نہ آج سے پہلے ممکن تھی نہ آئندہ ممکن ہو سکتی تھی۔ ہاں البتہ تقلید ممکن تھی۔ اس معاہدے کے نہایت دوررس نتائج اور اثرات ظاہر ہوئے جو اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) مقامی آبادی کے حقوق وفرائض کا تعین:

(RIGHTS & RESPONSIBILITIES OF LOCAL PEOPLE)

اس معاہدے کی رو سے مدینہ منورہ میں آباد تمام گروہوں اور قبائل کے درمیان نہایت عدل وانصاف سے ان کے باہمی حقوق وفرائض کا تعین ہوا جو کہ ہر فریق کے لئے بغیر کسی خوف ولالچ کے قابلِ قبول اور قابلِ عمل تھا اس تعین حقوق وفرائض نے مستقل اور پائیدار امن کی بنیاد فراہم کی گئی۔

(۲) مہاجرین کی آبادکاری: (SETTLEMENT OF MUHAJRIN)

معاہدے کے پہلے حصے کی رو سے مکہ سے آئے ہوئے بے سروسامان اور مظلوم مہاجرین کی بنیادی ضرورتوں اور آبادی کی ضمانت دی گئی اس لئے نہ صرف رشتہ مواخات قائم ہوا بلکہ معاہدے کی شرائط نمبر ۱، ۵، ۶ کے تحت مہاجرین کی بہبود اور آبادکاری کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

(۳) تخریبی عناصر کا قلع قمع:

(REMINDED STEPS FOR CONSPIRACIES)

معاہدے کے حصہ دوم کی شرائط کے مطابق مدینہ میں موجود تخریبی اور سازشی ٹولے کی ریشہ دوانیوں کا علاج کیا گیا۔ انہیں معاہدے کے تحت پابند کیا گیا اور اب اگر وہ کسی قسم کی منفی سرگرمیوں میں ملوث ہوتے ہیں تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان کی سرکوبی کے لئے اخلاقی اور قانونی ہر دو طرح کے اختیارات موجود ہوں گے۔

(۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت سربراہ:

(PROPHET (PBUH) AS THE HEAD)

معاہدہ کی رو سے مسلمان تو مسلمان یہود نے بھی حضورؐ کو سپریم اتھارٹی تسلیم کرلیا۔ یہ آئندہ اسلامی فتوحات اور کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ معاشرے میں ظلم کی بجائے عدل پروان چڑھنے لگا۔ اس معاہدے کی رو سے آپ کو سربراہ تسلیم کرلیا گیا۔

(۵) سیاسی و اجتماعی وحدت: (POLITICAL UNITY)

تاریخ میں پہلی مرتبہ مدینہ منورہ کو ایک صالح قیادت کے تحت سیاسی وحدت نصیب ہوئی اور مدینہ کی مختصر ریاست اور آبادی کے مابین تعاون و توافق کا ماحول پیدا ہوا جس سے رفتہ رفتہ اس کی ہر ممکنہ ترقی میں مدد ملی۔

(۶) دفاعی مسائل کا حل:

(SOLUTION OF DEFENCE PROBLEMS CONCERNING)

مدینہ منورہ کو مشترکہ دفاعی یونٹ قرار دیا گیا اس کی حفاظت کا فریضہ اہل مدینہ پر بلالحاظ مذہب و ملت عائد کیا گیا اس سے داخلی امن و استحکام کے ساتھ ساتھ بیرونی اور خارجی حملوں سے بھی محافظت نصیب ہوئی۔

(۷) دنیا کا پہلا تحریری معاہدہ: (FIRST WRITTEN TREATY)

یہ معاہدہ محض ذہنوں یا زبانوں پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ اسے باقاعدہ طور پر ضبط تحریر میں لایا

گیا تاکہ کسی وقت بھی اسکی تشریح اور وضاحت ہوتی رہے اس کے تمام گوشے ہمیشہ نظروں کے سامنے رہیں گے اس سے انکار کسی کے بس میں نہ رہے ظالم کوئی حیل و حجت پیش نہ کر سکے اور کسی قانونی نکتہ کی پوشیدگی سے مظلوم انصاف سے محروم نہ رہے۔

(۸) اسلامی ریاست کی بنیاد: (BASE OF ISLAMIC STATE)

یہ معاہدہ ریاست کے باقی عناصر ترکیبی فراہم کرتا ہے مدنی ریاست میں اس سے پہلے صرف ایک ہی ریاستی عنصر یعنی خطہ زمین موجود تھا۔ قانونی اقتدار اعلیٰ حکومت موجود نہ تھی چنانچہ اس معاہدے کی رو سے باقی تین عناصر بھی میسر آ گئے اور یوں ایک اسلامی ریاست قائم ہوئی۔

....

غزوہ بدر کے اسباب بیان کریں۔ (17 رمضان 2 ہجری) 624ء

(DISCRIBES CAUSES OF BATTLE OF BADAR)

مسلمان جب مکہ سے تقریباً ۴۰۰ کلومیٹر (۲۶۵ میل) کے فاصلے پر مدینہ میں امن و سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے انہیں وہاں مذہبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی آزادی حاصل تھی اور ایک خود مختار ریاست کا عمل وجود میں لایا جا چکا تھا اسلام کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی تھی۔ کفار مکہ کو مسلمانوں کا امن و سکون سے زندگی بسر کرنا پسند نہ تھا اس لئے انہوں نے جنگوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سب سے پہلا واقعہ جنگ بدر کا تھا۔

غزوہ بدر کی وجوہات

(۱) کفار دشمنی: (ENMITY OF NON BELIVERS)

مسلمان جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو کفار مکہ نے انہیں گرفتار کرنے کی اور سزا دینے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ اپنے ناپاک منصوبوں میں کامیاب نہ ہو سکے کفار مکہ مسلمانوں کے آرام سے رہنے پر خوش نہ تھے اس لئے وہ اسلام کی شعاعوں کو بجھانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔

(۲) عبداللہ بن ابی کو خط لکھنا: (LETTER TO ABDULLAH BIN ABI)

قریش مکہ نے شجر اسلام کو کاٹنے اور مسلمانوں کی پناہ گاہ پر قبضہ کرنے کے لئے عبداللہ

بن ابی کو خط لکھا کہ تم نے ہمارے آدمیوں کو پناہ دے رکھی ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ان سے لڑو یا وہاں سے نکال دو ورنہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ مدینہ پر حملہ کر دیں گے اور ان کے ساتھ تمہیں بھی فنا کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کر لیں گے۔

(۳) یہود سے گٹھ جوڑ: (CONSPIRACIES WITH JEWS)

اس کے بعد قریش مکہ نے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ خفیہ سازشیں شروع کر دیں اور جب ان سے مکمل طور پر گٹھ جوڑ ہو گیا تو مسلمانوں کو کہلا بھیجا۔

"تم مغرور نہ ہو جانا کہ مکہ سے نکل آئے ہم یثرب پہنچ کر بھی تمہارا ستیاناس کر دیں گے۔"

(۴) مدینہ کی چراگاہ پر حملہ:

(ATTACK ON THE MEADOWS IN MADINA)

ربیع الاول ۲ ہجری کا ذکر ہے کہ سرداران قریش میں سے ایک شخص کرز بن جابر نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کے چند مویشی لوٹ لئے اور انہیں لے کر بھاگ گیا۔

(۵) سعد بن معاذؓ کا واقعہ: (INCIDENT OF SAAD BIN MAAZ)

قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ حج کے لئے مکہ گئے اور اپنے دوست امیہ بن خلف کے ہاں قیام کیا ایک دن طواف کے لئے نکلے تو ابو جہل نے دیکھ کر کہا "تم نے مسلمانوں کو پناہ دی ہے اور اگر تم امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو زندہ واپس نہ جاتے۔" حضرت سعدؓ نے جواب دیا "اگر تم نے ہمیں حج سے روکا تو ہم تمہاری تجارتی شہ رگ کاٹ دیں گے۔" اس سے مراد شام کی تجارت کا راستہ روک لیں گے۔

(۶) واقعہ نخلہ: (INCIDENT OF NAKHLA)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن جحشؓ کو بارہ آدمیوں کے ساتھ نخلہ کی طرف دشمنوں کی خبر لانے کے لئے بھیجا اور ایک بند خط دیا اور فرمایا اسے دو دن کے بعد کھولنا۔ نخلہ کا راستہ بھی تقریباً اتنے ہی عرصے میں طے ہو سکتا تھا عبداللہ نے خط کھولا تو لکھا تھا مقام نخلہ میں قیام کرو اور قریش کے حالات کا پتہ لگاؤ اور اطلاع دو۔

اتفاقاً نخلہ میں قریش کا ایک وفد مل گیا اوران گروہوں میں جھڑپ ہوگئی عبداللہ کے تیر سے ایک آدمی عمرو بن الحضرمی قریشی مارا گیا حضور ﷺ اس واقعہ سے بہت ناراض ہوئے کیونکہ آپ ﷺ نے لڑنے کی ہرگز اجازت نہیں دی تھی اسی لئے مال غنیمت کا حصہ لینے سے انکار کر دیا۔

(۷) ابوسفیان کا تجارتی قافلہ:

(TRADE CARVAN OF ABU SUFYAN)

قریش کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے تجارتی مال لے کر واپس آ رہا تھا کہ ابوسفیان کو کسی ذریعہ سے یہ خبر مل گئی کہ مسلمان اس قافلے کو لوٹنے کی تیاری کر رہے ہیں اسی لئے ابوسفیان نے تیز رفتار قاصد کے ذریعے ابوجہل سے مدد مانگی۔ قریش مکہ مدینہ پر حملہ کے لئے چل پڑے ادھر ابوسفیان ساحل کے راستے سے صحیح سلامت وطن واپس پہنچ گیا قاصد کے ذریعے اپنی خیریت کا پیغام بھیجا اور کہا کہ واپس آ جاؤ مگر ابوجہل اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا۔

....

غزوہ بدر کے واقعات بیان کریں۔

(DISCRIBES INCIDENT OFBADAR)

(۱) کفار کا بدر میں پہنچنا: (ARRIVAL AT BADAR)

ابوجہل اپنی فوج کے ساتھ بدر کے مقام پر پہنچ گیا جو مدینہ سے اسی میل کے فاصلے پر ایک میدان ہے جہاں اہل عرب کا سالانہ میلہ لگا کرتا تھا قریش نے وہاں جا کر جنگی نقطہ نگاہ سے اہم مقامات پر قبضہ کرلیا۔

(۲) مسلمانوں کی تیاری: (PREPARATION BY MUSLIMS)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کی چڑھائی کی اطلاع مل گئی تو حضور ﷺ نے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور مہاجرین نے جنگ میں ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں جا کر مہاجرین اور انصار سے اس معاملہ میں مشورہ کیا تو مہاجرین نے اطمینان بخش جواب دیا۔ اور انصار میں سے سعد بن عبادہؓ نے جاں نثاری کا اظہار کیا۔ حضرت مقدادؓ نے کہا ۔''یارسول اللہ ہم قوم موسیٰ کی طرح نہیں کریں گے۔'' (یعنی یہ نہیں کہیں گے)

"جا تو اور تیرا خدا دونوں لڑو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

(۳) مسلمانوں کی روانگی: (DEPARTURE OF MUSLIMS)

۱۲ رمضان ۲ ھ کو رسول اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ سے روانہ ہوئے بدر کے مقام پر پہنچ کر دیکھا کہ دشمن کا لشکر، لشکر اسلام سے تین گنا تھا ایک دن قبل حضور ﷺ نے میدان جنگ کا جائزہ لیا اور اس میں دشمنان اسلام کے قتل کی نشاندہی فرمادی۔

(۴) سامانِ جنگ اور تعداد: (NUNBER & ARMS)

کفار کے پاس ایک ہزار جانباز، سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے اسلحہ اور دیگر سامان حرب کی فراوانی تھی۔ مسلمانوں کا لشکر تین سو تیرہ صحابہؓ، ستر اونٹ، دو گھوڑے آٹھ تلواریں اور چھ ذرہ بکتر پر مشتمل تھا۔

(۵) رسول کریم ﷺ کی دعا: (INVOCATION BY PROPHET)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رات اللہ کے حضور دعا کرتے رہے۔

"اے اللہ یہ قریش اپنے ساز و سامان اور فخر و غرور کے ساتھ آ گئے ہیں یہ اس لئے آئے ہیں کہ تیرے ساتھ جنگ کریں اور تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں۔"

اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے پورا کر۔"

"اے اللہ میں تجھے تیرے وعدے اور عہد کا واسطہ دیتا ہوں"۔ اے اللہ آج تیرے یہ مٹھی بھر بندے مٹ گئے تو پھر زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔"

(۶) صف بندی: (BATTLE ARRAY)

صبح ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو چند ہدایات صادر فرمائیں۔ ۱۷ رمضان 2 ہجری کو میدان بدر میں کفار اور مسلمانوں کے درمیان باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا۔

(۷) انفرادی لڑائی: (INDIVIDUAL FIGHT)

پہلے انفرادی لڑائی ہوئی۔ کفار کے طرف سے عتبہ، شیبہ اور ولید نکلے اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ مقابلے میں آئے۔ تینوں کافر واصل جہنم ہوئے اور حضرت عبیدہ مہلک زخم لگنے سے شہید ہوگئے۔

(۸) عام لڑائی: (OPEN ENCOUNTER)

عام لڑائی شروع ہوئی تو دونوں فوجیں آپس میں گتھم گتھا ہو گئیں اور اس جنگ میں اسلام کی محبت نے سب رشتوں کو بھلا دیا دنیا کی تاریخ میں یہ ایک بے مثال جنگ تھی جس میں باپ بیٹے، بھائی اور بھائی اور ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے مقابل آمنے سامنے تھے گھمسان کی لڑائی ہوئی اور مسلمانوں نے ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔ اللہ کی مدد اور تائید حاصل ہوئی۔ دو انصار نوجوان معاذؓ اور معوذؓ نے ابو جہل کو دیکھتے ہی تلوار کے وار سے ختم کر دیا اور اس طرح اسلام کا ایک دشمن ہلاک ہو گیا کفار کے ستر سردار مارے گئے اور ستر کے قریب قید ہوئے کفار کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمان ۱۴ شہید ہوئے۔

غزوہ بدر کے نتائج تحریر کریں۔

(DISCRIBES OUTCOMS OF BATTLE OF BADAR)

(۱) مسلمانوں کے حوصلہ بڑھ گئے:

(ENCOURAGEMENT FOR MUSLIMS)

تاریخ اسلام میں جنگ بدر ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اب مسلمان محض بے وطن اور بے خانماں مہاجر نہ تھے بلکہ ایک زندہ قوم تھے۔

(۲) اشاعت اسلام میں ترقی: (PROPAGATION OF ISLAM)

فتح بدر نے اسلام کو فوقیت و نصرت بخشی اور باطل کو مٹا کر عالم دنیا میں پیغام امن کی اشاعت کے دروازے کھول دیئے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی قبولیت:

(PROPHET'S PRAYER WAS ACCEPTED)

اگر خدانخواستہ مسلمان ہار جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے مطابق دنیا میں قیامت تک کوئی اللہ کا نام لیوا باقی نہ رہتا اور یہ عالمگیر مذہب مدینہ سے باہر کہیں نہ جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔

(۴) دشمنانِ اسلام کا قتل: (END OF ENEMIES OF ISLAM)

دشمنانِ اسلام اور مشاہیر قریش ولید، شیبہ، امیہ بن خلف اور ابو جہل کے قتل کے باعث قریش کی قوت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

(۵) مال غنیمت کی تقسیم کا حکم: (DIVISION OF BOATY)

غزوہ بدر کے ضمن میں سورۃ انفال نازل ہوئی اور مال غنیمت کی تقسیم کا حکم بھی اس سورت میں دیا گیا اور اس کے حصہ داروں کا ذکر کیا گیا۔

(۶) فتح کا انحصار: (FACTOR OF VICTORY)

اس جنگ نے ثابت کر دیا فتح و کامرانی کا انحصار تائید نصرت الٰہی سے ہوتا ہے۔ ساز و سامان اور لشکر کی تعداد کوئی کام نہیں آتی۔

(۷) غزوہ اُحد کا پیش خیمہ: (CAUSE OF BATTLE OF UHAD)

کفار مکہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ واپس جا کر انتقام کی زبردست تیاریاں شروع کر دیں۔ یہ غزوہ اگلی مہم غزوہ احد کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

(۸) قیدیوں سے حسنِ سلوک:
(EXCELLENT BEHAVIOUR WITH PRISONERS)

مسلمانوں نے قیدیوں کے ساتھ نہایت مشفقانہ سلوک کیا خود بھوکے رہ کر انہیں کھانا کھلایا مسلمانوں کے اس حسنِ سلوک کا قیدیوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔

(۹) قرآن مجید میں ذکر: (IN THE LIGHT OF QURAN)

اس غزوہ کو قرآن مجید میں "یوم الفرقان" کے نام سے یاد کیا گیا ارشاد ربانی تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

"یقیناً اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے پس اللہ سے تقویٰ رکھو تا کہ اس کے شکر گزار بن جاؤ۔" (آل عمران:123)

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں
گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

غزوہ اُحد کے اسباب تحریر کریں۔ (شوال 3 ہجری) 625ء

(CAUSES OF BATTLE OF UHAD)

غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان شوال ۳ھ میں دوسری بڑی جنگ ہوئی جسے غزوہ اُحد کہتے ہیں۔ احد ایک پہاڑ کا نام ہے جو کہ مدینہ منورہ کے شمال میں تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ جنگ احد پہاڑ کے دامن میں لڑی گئی تھی اس لیے اسے غزوہ احد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(۱) قریش کی مستقل مخالفت: (CONSISTENT OPPOSITION)

قریش مکہ کو اسلام کی ترقی واشاعت ہرگز پسند نہ تھی ان کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ مسلمان آرام و سکون کی زندگی بسر کریں۔ ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی کہ مسلمانوں کی قوت بڑھنے نہ پائے جنگ بدر کی ذلت آمیز شکست کے باوجود بھی قریش چین سے نہیں بیٹھے اور دین حق کو مٹانے کی خاطر اپنی قوت میں اضافہ کرنے لگے۔ جنگ بدر میں جو زخم قریش کو لگ چکا تھا اس نے ناسور کی شکل اختیار کر لی تھی اور قریش کی مخالفت میں مزید اضافہ ہونے لگا۔ انکی اسلام دشمنی غزوہ احد کا سب سے بڑا سبب بنی۔

(۲) انتقامی جذبہ: (SPIRIT OF REVENGE)

بدر کے واقعات سے قریش کا ہر گھر ماتم گسار اور عرب کے قبائل نوحہ خواں تھے کیونکہ بدر کے معرکہ میں قریش کے چوٹی کے رئیسوں سمیت ستر آدمی مارے گئے۔ قریش مکہ کو ان سرداروں کی موت کا بڑا رنج تھا جن میں عتبہ اور ابوجہل جیسے معزز روساء بھی شامل تھے۔ انہوں نے بدر کی شکست فاش کا انتقام لینے کی ٹھان رکھی تھی۔ تمام سرداران قریش نے فیصلہ کیا کہ مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے شام کی تجارت کا کل نفع مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں پر خرچ کیا جائے گا۔

ابوسفیان کی قسم: (SWEARED OF ABU SUFYAN)

ولید، شیبہ، عتبہ، اور ابوجہل کے مارے جانے کے بعد ابوسفیان لشکر کفار کا سردار مقرر ہوا۔ اور ابو سفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بدر کا انتقام نہ لے لوں گا۔ غسل کروں گا، نہ لباس تبدیل کروں گا۔ ابو سفیان نے اسی سلسلے میں مدینہ میں بیرونی چراگاہ پر حملہ کیا۔ آگ لگائی اور کچھ مویشی لوٹ کر بھاگ گیا۔

(۳) شعراء قریش کا پروپیگنڈہ: (PROPAGANDA OF POETS)

جنگ بدر کی ذلت آمیز شکست کے بعد عرب شعراء نے مقتولین بدر اور شکست کا بدلہ لینے کے لیے انتقامی جذبے کو ابھارنے کے لیے مقتولین کے مرثیے لکھے نوحہ خوانی کے اشتعال

انگیز اشعار کہہ کر عرب قبائل کو غیرت دلا کر جنگ کے لیے آمادہ کیا اور قریش کے مشہور شاعر اور مرثیہ خواں قبائل عرب میں گشت کے لیے بھیجے گئے۔

(۴) خواتین کا کردار: (ROLE OF WOMEN)

بدر کی شکست کے بعد قریش کی عورتوں نے خاص کر معزز گھرانوں کی عورتیں مثلاً ہندہ (ابوسفیان کی بیوی) ام حکیم (عکرمہ کی بیوی) شناس والدہ مصعب بن عمیرؓ، فاطمہ بنت ولید نے دردانگیز اشعار اور طعن و تشنیع اور نوحہ خوانی سے قریش مکہ کو جنگ کے لیے آمادہ کیا۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش:

(PLAN OF ASSASSINATION)

قریش بدلہ لینے کے لیے بیتاب تھے۔ مکہ کے رئیس صفوان نے جس کا باپ بدر کے میدان میں ہلاک ہوا تھا۔ حضور ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی اور اس سلسلہ میں ایک شخص عمیر بن وہب کو تیار کیا کہ وہ مدینہ جا کر آپ ﷺ کو قتل کردے عمیر بڑی رازداری سے کام لیتے ہوئے زہر میں بجھی تلوار لے کر اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا۔ مسجد نبوی کے دروازے پر حضرت عمرؓ نے اسے دیکھ لیا حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ عمیر بن وہب کی نیت درست نظر نہیں آتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے پکڑ کے لے آؤ۔ عمیر بن وہب کو آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے عمیر سے فرمایا۔ کیسے آنا ہوا۔ اس نے کہا کہ قیدی چھڑانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تلوار کس لئے لائے ہو اس نے جواب دیا کہ اس تلوار نے پہلے ہمارا کون سا کام کیا ہے۔ بہر حال آپ ﷺ نے اس کے سامنے اس سازش کا انکشاف کیا تو وہ ششدرہ رہ گیا اور کہا کہ واقعی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ اس سازش کے متعلق میرے اور صفوان کے سوا کسی کو علم نہیں اس کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔ صفوان کی مراد پوری نہ ہوئی اور عمیر بنؓ وہب مسلمان ہو کر مکہ واپس لوٹا۔

(۷) قافلہ قریش کا لٹ جانا:

(CARVAN OF QURAISH WAS ROBBED)

بدر کی شکست کے بعد قریش مکہ نے شام جانے کے لیے مدینہ کی بجائے عراق کا راستہ

اختیار کیا غزوہ بدر کے تقریباً چھ ماہ بعد قریش کا ایک تجارتی قافلہ عراق کے راستے شام جارہا تھا کہ زید بن حارثہ نے لوٹ لیا۔

(۸) یہودیوں سے گٹھ جوڑ: (CONSPIRACY WITH JEWS)

اگرچہ یہود مدینہ کا مسلمانوں سے یہ معاہدہ تھا کہ مدینہ پر حملہ کی صورت میں وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے مگر انہیں اسلام کی ترقی ہرگز برداشت نہ تھی۔ وہ بھی چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کی قوت کمزور ہو۔ فتح بدر کے بعد تو یہودیوں کی باطنی دشمنی میں مزید اضافہ ہوا۔ اس لئے اس نے قریش کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ یہودیوں کا سردار کعب بن اشرف مکہ آیا اس نے قریش کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا اور مقتولین کے متعلق دردانگیز اشعار پڑھے۔ اس نے قریش کو یہود مدینہ کی حمایت کا یقین دلایا۔

....

غزوہ اُحد کے واقعات قلم بند کریں۔

(INCIDENT OF GHAZWA-E-UHAD)

(۱) کفار کا احد میں پہنچنا: (ARRIVAL IN UHAD)

سردار مکہ ابوسفیان ایک سال کی بھرپور تیاری کے بعد تین ہزار کا لشکر جرار لیکر مکہ سے نکلا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ قریش سپاہ کے علاوہ اس نے قرب و جوار سے اجرت یافتہ سپاہی بھی بھرتی کیئے اس کی فوج میں ۲۸۰۰ پیادے، ۲۰۰ سوار تھے۔ ۷۰۰ سپاہی زرہ بکتر میں ملبوس تھے۔ میدان جنگ میں مردوں کو غیرت دلا کر ان کے قدم جمائے رکھنے کے لیے پندرہ عورتوں کا ایک دستہ بھی ساتھ لیا۔ جس کی قیادت ابوسفیان کی بیوی "ہندہ" کے سپرد تھی۔ یہ لشکر مدینہ سے ۳ میل شمال کی طرف احد کے پہاڑ کے قریب خیمہ زن ہوا۔

(۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خبر رسائی:

(REPORTED BY HAZRAT ABBAS R.A.)

حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ جو مکہ میں مقیم تھے آپؐ کو مخبروں کے ذریعے قریش مکہ کے عزائم اور ان کی جنگی تیاریوں کے متعلق مطلع کر دیا تا کہ مسلمان بروقت حالات سے

نبٹنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

(۳) صحابہ کرامؓ سے مشورہ:

(COUNSLING WITH COMPANION)

نبی اکرم ﷺ کو جب ابوسفیان کی تیاریوں کا حال معلوم ہوا تو صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا بعض صحابہ کی یہ رائے تھی کہ مدینہ کے اندر ہی دشمن کا انتظار کریں اور جب وہ مدینہ پر حملہ آور ہوں تو اس کا پرزور مقابلہ کریں۔ عبداللہ بن اُبی کی بھی یہی رائے تھی۔ کہ مدینہ میں رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ مگر ان اصحاب کا جو بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے اور اکثریت نوجوان صحابہؓ کا یہ مشورہ تھا کہ ہم کو دشمنوں کا مقابلہ میدان میں نکل کر ہی کرنا چاہیئے۔ تاکہ مدینہ کے باغات اور کھیتیاں دشمنوں سے محفوظ رہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اکثریت کی رائے کے مطابق مدینہ سے باہر لڑنے کا ارادہ فرمایا۔ اور جنگ کی تیاری کا حکم فرمایا اگرچہ بعد میں نوجوان صحابہؓ نے اپنی رائے پر اظہارِ ندامت کیا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ مدینہ ہی کے اندر دشمن کا مقابلہ کریں یہی مناسب ہے۔

یہ سن کر حضور اقدس نے ارشاد فرمایا! یہ نبی کی شان کے خلاف ہے کہ جب خدا کی راہ میں ہتھیار سجا کر تیار ہو جائے تو پھر معرکہ حق و باطل کے بغیر ہی ان کو اتار دے اب خدا کا نام لیکر میدان میں نکلو۔ نبی اکرم ﷺ جب مدینہ سے نکلے تو ایک ہزار کا لشکر جلو میں تھا۔ لشکر میں تین سو منافقین عبداللہ بن ابی کی سرکردگی میں شامل تھے۔

(۴) عبداللہ بن ابی کی غداری:

(TRAITOR ABDULLAH BIN UBAY)

عبداللہ بن ابی نے مدینہ ہی میں مشرکین مکہ کے ساتھ سازش کر لی تھی کہ مخلص مسلمانوں کو بزدل بنانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کریں گے۔ کہ اول مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ نکلیں گے۔ اور راہ سے ہی ان سے کٹ کر مدینہ واپس آ جائیں گے۔ چنانچہ رئیس المنافقین یہ بہانہ بنا کر کے لشکر اسلام سے علیحدہ ہو گیا مدینہ واپس چلا گیا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے ہم جیسے تجربہ کاروں کی بات نہ مان کر نوجوانوں کو ترجیح دی ہے تو ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ اپنی

جانوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔اب مسلمانوں کے پاس صرف سات سو سپاہی تھے مگر منافقین کے اس کردار کا اسلام پر مر مٹنے والوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔

(۵) کفار کا سامان جنگ:
(ARMS / WEAPONS OF NON BELIVERS)

جنگ بدر کے بعد قریش مکہ نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ملک بھر سے چندہ جمع کیا۔تجارت شام کا سارا سامان۔ایک ہزار اونٹ جمع کر دیئے گئے الغرض تین ہزار اونٹ سوار اور سات سو زرہ پوش پیادہ تیار کئے گئے۔بعض کے نزدیک تین ہزار اور بعض کے نزدیک پانچ ہزار تعداد تھی۔

(۶) صف بندی: (BATTLE ARRAY)

نبی اکرم ﷺ نے لشکر اسلام کو اس طرح صف آرا کیا کہ احد پہاڑ کو پشت پر لے لیا۔ اس پہاڑ کے ایک درہ جبل رماۃ سے خطرہ تھا کہ دشمن کہیں اس طرف سے حملہ آور نہ ہو۔آپ ﷺ نے جنگی بصیرت سے کام لیتے ہوئے عبداللہ بن جبیرؓ کو پچاس تیراندازوں کے ساتھ اس درے پر متعین فرمایا۔تاکہ مسلمان سپاہی پیچھے کے اچانک حملہ سے محفوظ رہیں۔آپ ﷺ نے انہیں یہ حکم فرمایا کہ ہمیں فتح ہو یا شکست تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔

دشمن کا لشکر مقابل ہوا تو اس نے بھی صف بندی کی اور دو سو سواروں کا دستہ خالد بن ولید کی نگرانی میں تھا اور دو سو کا لشکر عکرمہ بن ابی جہل کے زیر کمان تھا۔

(۷) جنگ کے دوران خواتین کا کردار: (ROLE OF WOMEN)

جنگ شروع ہوئی تو خواتین مکہ نے ہندہ ابوسفیان کی بیوی کی سرکردگی میں دف بجا کر اپنے سپاہیوں کو غیرت اور جوش دلانے کے لیے یہ گیت اور ترانے شروع کر دیئے۔

نَحۡنُ بَنَاتُ طَارِقٍ نَمۡشِیۡ عَلَی النَّمَارِقِ اِنۡ تُقۡبِلُوۡا نُعَانِقُ اِنۡ تُدۡبِرُوۡا
نُفَارِقُ فِرَاق غَیۡرِوَامِقٍO (ابن ہشام)

ہم ستارہ شب کی بیٹیاں ہیں ہم مخمل پر پاؤں رکھتی ہیں تم میدان میں بڑھو تو تمہیں گلے لگائیں گی۔اگر تم نے پیٹھ دکھائی تو جدا جدا ہو جائیں گے اس جدائی میں محبت نہیں ہوگی۔

(۸) انفرادی لڑائی: (INDIVIDUAL FIGHT)

جنگ کا آغاز انفرادی لڑائی سے ہوا۔ مشرکین کے علم بردار طلحہ نے پکارا! مسلمانو تم میں سے کوئی ہے جو یا تو مجھ کو جلد دوزخ میں پہنچا دے یا خود میرے ہاتھ سے بہشت میں پہنچ جائے۔ حضرت علیؓ نے صف سے نکل کر فرمایا میں ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار سے اسکا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی عثمان نے جھنڈا لیکر حضرت حمزہ کا مقابلہ کیا۔ حضرت حمزہ نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اسے جہنم واصل کیا۔

(۹) بھرپور حملہ: (FIERCE ATTACK)

عام لڑائی شروع ہوئی دونوں فوجیں بالمقابل نبرد آزما ہو کر جوہر شجاعت دکھانے لگیں۔ حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت ابو دجانہؓ نے بہادری کے ناقابلِ فراموش جوہر دکھائے حضرت حمزہؓ دشمنوں کی صفوں میں گھس کر لڑتے رہے حتیٰ کہ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے تاک کر ان کو نیزہ مارا جو انکی ناف میں لگا اور پار ہو گیا جس سے حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے۔

(۱۰) مسلمانوں کی فتح: (VICTORY OF MUSLIMS)

جنگ کو ابھی تھوڑی دیر ہی گذری کہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو گیا اور مشرکین مکہ کا لشکر درہم برہم ہو کر بھاگنے لگا دشمن کو بھاگتے دیکھ کر مسلمانوں نے اپنی صف بندی توڑ دی اور مال غنیمت چننے میں مصروف ہو گئے۔

(۱۱) درے والوں کی غلطی: (A BLUNDER)

درے والوں نے جب یہ دیکھا کہ کفار مکہ میدان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں اور مسلمانوں کو فتح ہو گئی ہے اور مسلمان مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہیں تو وہ صبر نہ کر سکے اور گھاٹی چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے کمان کے افسر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے ہر چند روکا اور فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر جگہ چھوڑ دی کہ آپ ﷺ کا حکم جنگ تک محدود تھا۔ اب جبکہ جنگ ختم ہو گئی ہے تو خلاف ورزی کیسی؟ تو وہ درے کو چھوڑ کر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے غنیمت کے شوق نے ادھر ان تیر

اندازوں سے جگہ خالی کرادی۔ ادھر خالد بن ولید جو میدان چھوڑ رہے تھے اچانک ان کی نظر تیر اندازوں کے چھوڑتے ہوئے درے پر پڑی اور اپنے سواروں سمیت درے پر پہنچے درے پر موجود صحابہؓ سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی وہ شہید ہو گئے اور اس طرح مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کردیا۔ اس اچانک حملے سے مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے بھاگتے ہوئے قریش بھی یہ منظر دیکھ کر پلٹ پڑے اب دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ ہونے لگا اس طرح مسلمانوں کی فتح شکست میں بدلتی نظر آنے لگی۔

(۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی افواہ:

(A RUMOUR OF PROPHET'S DEATH)

مسلمان میدان جنگ کے مختلف حصوں میں دشمنوں میں گھرے ہوئے لڑ رہے تھے ایک دستے میں حضور ﷺ تھے کفار مکہ اس دستے پر برابر حملہ کر رہے تھے تاکہ حضور ﷺ کو شہید کر دیں۔ ان حملوں میں آپ ﷺ کا رخسار مبارک زخمی ہوا اور ایک کافر کے پتھر مارنے کی وجہ سے آپ ﷺ کا ہونٹ زخمی ہوا اور دندان مبارک شہید ہو گئے اسی دوران حضرت مصعب بن عمیرؓ جن کی شکل آپ ﷺ سے ملتی جلتی تھی شہید ہو گئے کفار مکہ نے یہ افواہ اڑا دی کہ آپ ﷺ (نعوذ باللہ) شہید ہو گئے ہیں جس سے مسلمانوں کے اوسان خطا ہو گئے مگر مسلمان فوراً سنبھلے اور ثابت قدم صحابہؓ نے للکارا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو اب ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے اور جنگ کا فیصلہ کر کے دم لو! مشرکین کا زور نرم ہوا تو آپ ﷺ چند جاں نثار صحابہ کے ساتھ پہاڑی کے اوپر چلے گئے۔

(۱۳) کفار کا میدان چھوڑ جانا: (NON BELIVERS RAN AWAY)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑی پر جب چڑھے اور دوسرے صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو کر سب کے دل مسرور ہو گئے۔ ابوسفیان نے تعاقب کیا اور پہاڑی پر چڑھنے لگا صحابہؓ نے پتھر برسا کر اسے واپس کیا اس دوران مسلمان دوبارہ اکٹھے ہو کر منظم ہو گئے قریش مکہ اسی افراتفری کو اپنی کامیابی سمجھنے لگے۔

ابوسفیان ایک پہاڑی پر چڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باآواز بلند پکارنے لگا کیا محمد ﷺ ہیں کوئی جواب نہ آیا غرض تین مرتبہ آواز دی پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو

پکارا کوئی جواب نہ پایا تو ساتھیوں کو کہنے لگا کہ سب مارے گئے ہیں حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا اور بول اٹھے اللہ کے دشمن تیرے پہلو کے خار ابھی سلامت ہیں۔ ابوسفیان بولا کہ آج ہم نے بدر کا بدلہ لیا ہے پھر با آواز بلند کہنے لگا۔

اُعْلُ هُبَلَ اُعْلُ — هُبَل بلند ہو

صحابہ نے جواب دیا اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ — اللہ اعلیٰ اور برتر ہے۔

پھر وہ بولا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ — ہماری دیوی عزیٰ ہے تمہاری کوئی عزیٰ نہیں

صحابہ نے جواب دیا: اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ

اللہ ہمارا مولا ہے تمہارا کوئی مولا نہیں

مشرکین نے سامان باندھا اور فوراً مکہ کی طرف چل دیئے حضور نے حضرت علیؓ کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا کہ دیکھو یہ لوگ مکہ جاتے ہیں یا دوبارہ حملہ کرنے کی سوچتے ہیں اگر یہ واپس آئے تو میں خوب ان سے مقابلہ کروں گا۔ حضرت علیؓ نے آ کر کہا وہ مکہ واپس چلے گئے ہیں۔

....

غزوہ اُحد کے نتائج واثرات پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔

(EFFECTS & OUTCOMES)

(ا) مدینہ سے یہود کا اخراج: (EXIT OF JEWS)

مدینہ کے یہود مسلمانوں کے سخت دشمن تھے وہ اندرون خانہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے جنگ احد میں مسلمانوں کی کمزوری کے سبب یہود کو شرارت کرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور مسلمانوں کی برملا مخالفت شروع کر دی حتیٰ کہ قبیلہ بنی نضیر مسلمانوں سے خواہ مخواہ الجھ پڑا لیکن انہیں شکست ہوئی غزوہ احد کے چھ ماہ بعد یہودیوں کا دوسرا قبیلہ بنو نضیر جلاوطن کیا گیا۔

(۲) منافقین کا کردار: (ROLE OF HYPOCRITES)

اس جنگ میں مسلمانوں کو یہودیوں اور منافقوں کی بدعہدی کا پورا پورا پتہ چل گیا اور مسلمانوں پر ان کی دشمنی ظاہر ہوگئی کیونکہ منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے

ساتھ مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ واپس چلا گیا تھا اس اقدام سے وہ منافق بے نقاب ہو گئے ۔ جو صرف مصلحت کی خاطر اسلام لائے اور وہ اس طرح مسلمانوں کو دھوکہ سے نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی نافرمانی:

(DISOBEDIENCE OF PROPHET)

اس جنگ سے مسلمانوں کو یہ سبق حاصل ہوا کہ رسول خدا کی نافرمانی سے اللہ کی مدد بند ہو جاتی ہے کیونکہ مسلمانوں کے نقصان کی اہم وجہ درے پر موجود تیر اندازوں کے درہ چھوڑنے اور مال غنیمت جمع کرنے کی تھی جبکہ حضور ﷺ کا ارشاد تھا کہ کسی حالت میں بھی درہ نہیں چھوڑنا اس حکم عدولی کی وجہ سے مسلمانوں کو کافی جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

(۴) کفار کے اخلاق رذیلہ:

(IMMORAL TREATMENT OF NON-BELIVERS)

اس جنگ میں کفار مکہ کی بد اخلاقی غیر انسانی حرکت کا منہ بولتا ثبوت یہ تھا کہ انہوں نے مسلمان شہدا کے اعضاء کاٹے اس کا اظہار خود ابوسفیان نے جنگ احد سے جاتے ہوئے کہا کہ آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا لڑائی تو ڈول کی مانند ہے تم اپنے شہیدوں کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن اب برا بھی نہیں مانا۔ وحشی بن حرب نے جب حضرت حمزہؓ کو شہید کر دیا تو ہندہ نے اپنے باپ عتبہ جس کو حضرت حمزہؓ نے جنگ بدر میں قتل کیا تھا آپؓ کا پیٹ چاک کیا کلیجہ نکالا اور چبانے لگی شہدا کے ناک، کان کاٹے اور ان کے ہار بنا کر پہنے اس طرح مسلمان شہدا کی بے حرمتی ہوئی۔

(۵) فتح وکامرانی کا انحصار: **(FACTORS FOR VICTORY)**

جنگ احد میں مسلمانوں کو یہ درس ملا کہ فتح وکامرانی کا انحصار نظم وضبط اور اطاعت امیر میں ہے۔ غزوہ احد اس لحاظ سے بھی سبق آموز تھی، کہ جنگ جب مال کے جذبہ سے بے بہرہ ہو کر لڑی جائے تو فتح یقینی ہوتی ہے۔

(۶) غزوہ خندق کا پیش خیمہ:

(A CAUSE OF BATTLE OF TRENCH)

کفار مکہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خائف تھے انہیں بخوبی علم تھا کہ مدینہ میں

مسلمانوں کی زبردست طاقت ان کے تجارتی قافلوں کے لئے ایک مستقل خطرے کا باعث بن جائیگی۔ جنگ بدر اور احد کے نتائج بھی کفار مکہ کے حق میں مایوس کن تھے لیکن جنگ احد میں مسلمانوں کی معمولی سی کمزوری سے قریش میں کچھ خوداعتمادی سی پیدا ہوگئی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ مزید کوشش اور متحد ہوکر اسلام کو مٹایا جاسکتا ہے لہٰذا جنگ احد نے غزوہ خندق کو وجود بخشا۔

....

غزوہ خندق کے اسباب تحریر کریں۔ (شوال 5 ہجری) 627ء

(A CAUSES OF BATTLE OF TRENCH)

مسلمانوں کی کفار مکہ سے تیسری بڑی جنگ غزوہ خندق تھی جو کہ ذیقعدہ 5 ہجری میں لڑی گئی اس جنگ کو جنگ خندق اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ پر مدینہ کے دفاع کے لیے ایک خندق کھودی تھی جو عربوں کے لیے ایک انوکھی بات تھی اسے جنگ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ احزاب کے معنی گروہ قبیلہ کے ہیں۔ اور اس میں یہودیوں کی سازش سے عرب کے مختلف قبائل اور قریش نے مل کر مسلمانوں کے خلاف قوت استعمال کی تھی اس لیے اسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔

(۱) کفار اور مسلمانوں کی مستقل دشمنی: (CONSISTENT ENMITY)

اہلِ مکہ کی طرف سے جب بھی کوئی جنگی کارروائی ہوئی تو اس کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کا اسلام قبول کرنا تھا قریش مکہ اسلام کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ انہیں اسلام کی ترقی کسی طرح نہ بھائی تھی۔ وہ جب موقع پاتے اپنے ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہناتے غزوہ خندق (احزاب) میں بھی یہی جذبہ کارفرما تھا۔

(۲) کفار کا انتقامی جذبہ:

(SPIRIT FOR REVENGE OF NON-BELIVERS)

جنگ احد میں مسلمانوں کو جانی و مالی نقصان پہنچا اور ان کے رعب ودبدبہ کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے بعض عرب قبائل کی بہت حوصلہ افزائی ہوئی۔ انہوں نے اسلام دشمن سرگرمیوں میں بڑھ کر حصہ لینا شروع کردیا۔ آنحضور ﷺ نے ان کے مقابلے میں غزوہ بدر اور غزوہ احد میں کامیابیاں

حاصل کیں جس کی وجہ سے ان کے دل میں انتقام کی آگ مزید بھڑک اُٹھی۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کی خاطر جنگی تیاریوں کے ساتھ مشترکہ طور پر جنگ لڑنے کا فیصلہ کرلیا۔

(۳) اقتصادی نقصان کا خوف: (FEAR OF FINANCIAL LOSS)

جس طرح کفار مسلمانوں کو تنگ کر رہے تھے تو مسلمانوں نے بھی جوابی کاروائی کے طور پر ان کے تجارتی راستوں کی ناکہ بندی کر دی۔ جس کی وجہ سے ان کے قافلے عراق تک بھی نہیں پہنچتے تھے۔ تو اب ان کے لئے صرف دو ہی راستے تھے یا قریش مکہ مسلمانوں کی اطاعت قبول کرلیں یا مسلمانوں کی ریاست کو ختم کر دیں لیکن قریش کا غرور اور تکبر انہیں تلوار سے فیصلہ کرنے کی ہی ترغیب دے سکتا تھا۔

(۴) ابوسفیان کی مسلمانوں کو دھمکی: (THREAT FOR MUSLIMS)

جنگ احد کی شکست پر ابوسفیان جو سپہ سالار تھے بھاگتے ہوئے حضور ﷺ کو للکارا تھا کہ بدر کی جنگ کا بدلہ لے لیا گیا۔ اب بدر کے میدان میں دوبارہ سامنا ہوگا۔ آپ ﷺ نے اس چیلنج کو قبول فرمایا اور آپ ﷺ وقت مقررہ پر ڈیڑھ ہزار مجاہدین کے ساتھ پہنچ گئے۔ ابوسفیان بھی دو ہزار فوج کے ساتھ مکہ سے نکلا مگر مسلمانوں کی بہت زیادہ جنگی تیاریوں کی اطلاع پا کر خوفزدہ ہو گیا او رقحط سالی کا بہانہ بنا کر جنگ سے گریز کرتا رہا مسلمان اس مہم کو بدر ثانی کے نام سے یاد کرتے ہیں وہ اندر ہی اندر بغض و حسد کو پالتا رہا اور بعد میں اس کا نتیجہ جنگ خندق کی صورت میں ظاہر ہوا۔

(۵) قبائلی رسومات کی رسوائی:

(RITUALS WERE HUMILITATED)

قبائل عرب کی اسلام کے ساتھ دشمنی کی سب سے بڑی وجہ توحید اور اصول اخلاق تھے ہر قبیلے کا ایک فرد اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ جن کے معاشی ذرائع، سود، جواء، بت پرستی، اخلاقی جرائم اور لوٹ کھسوٹ تھی اور ہر چھوٹی سی بات کو انا کا مسئلہ بنا کر جنگ و جدل کرتے تھے۔ اسلام کے غلبہ سے ان کی بت پرستی اور غیر اخلاقی رسومات پر کاری ضرب پڑی تھی جو وہ کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے بلکہ وہ اس میں اپنی اقتصادی تباہی سمجھتے تھے وہ اسلام کو سرے سے ہی ختم کر دینا چاہتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔

(٦) یہود کا کفار سے گٹھ جوڑ: (CONSPIRACY WITH JEWS)

وہ یہودی جن کو مدینے سے جلاوطن کر دیا گیا تھا ان کی دشمنی اور عداوت انتہا کو پہنچ چکی تھی اور وہ اسلام کو جڑ سے ہی ختم کر دینا چاہتے تھے اس لئے بنونضیر، بنوقینقاع کے سردار مکہ پہنچے اور قریش مکہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا معاہدہ کیا اس کے بعد بنوسلیم اور غطفان کے پاس چلے گئے اور انہیں بھی ساتھ ملا لیا بنوغطفان کو نفقہ کھجور کی صورت میں دینے کا لالچ دیا۔

....

غزوہ خندق کے واقعات بیان کریں۔ شوال 5 ہجری

(ا) کفار کی تیاری اور متحدہ محاذ:

(PREPARATION OF NON-BELIVERS)

جنگ بدر اور جنگ احد کی طرح اس جنگ کی تیاری بھی خفیہ طور پر ہوئی اور مسلمانوں کو اس کی خبر تک نہ ہونے دی گئی ابوسفیان چار ہزار پیدل تین سو سوار اور پندرہ سو اونٹ لے کر روانہ ہوا راستے میں مختلف قبائل جن میں بنواسد، بنوسعد، بنوسلیم، بنومرہ، بنوغطفان، بنوفزارہ وغیرہ شامل ہوتے گئے اس طرح اس لشکر کی تعداد دس ہزار سے لے کر چوبیس ہزار تک پہنچ گئی۔

(۲) مسلمانوں کی تیاری اور مجلس مشاورت:

(COUNSELLING OF MUSLIMS)

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے لشکر کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی مجلس مشاورت بلائی بالآخر جنگ احد کے نتائج کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس رائے پر اتفاق ہوا کہ کفار کا مقابلہ باہر کی بجائے مدینہ کو حصار بنا کر دفاع کیا جائے۔

(۳) حضرت سلمان فارسیؓ کا مشورہ:

(AN ADVICE OF SALMAN FARSI R.A.)

حضرت سلمان فارسیؓ ایک غیر عرب صحابی تھے۔ جو ایران کے طریق جنگ کی کافی واقفیت رکھتے تھے انہوں نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کی تجویز پیش کی جسے آنحضرت ﷺ نے پسند فرمایا یہی وہ تجویز تھی جس سے مدینہ کا دفاع کیا جا سکتا تھا۔ تو اس کام کا جائزہ لینے کے لئے آپ ﷺ خود گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے مدینہ کے تین اطراف باغ، نخلستان اور مکانات میں

صرف شمال والی طرف کھلی تھی اس لئے آپ ﷺ نے اسی طرف خندق کھودنے کا حکم دیا تین ہزار صحابہ کرامؓ اس کام میں مصروف ہو گئے آپ ﷺ جو سراپا عمل تھے خود کدال اور ٹوکری لے کر خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ ادھر خندق تیار ہوئی ادھر کفار کا لشکر بھی آن پہنچا۔

(۴) خندق کی کھدائی: (DIGGING OF TRENCH)

حضور ﷺ نے خندق کھودنے کا نقشہ بنایا جو ساڑھے تین میل لمبی، پندرہ فٹ گہری اور پندرہ فٹ چوڑی تھی۔ یہ سب کام بیس روز کے اندر پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تین ہزار مسلمان اس کو کھودنے میں مصروف رہے۔ دس دس آدمیوں کے ذمہ چالیس چالیس ہاتھ کھدائی تھی جس کو انہوں نے بڑی محنت و مشقت سے پورا کیا۔

(۵) فتح کی بشارت: (A GOOD NEWS OF VICTORY)

جب خندق کی کھدائی ہو رہی تھی کہ ایک جگہ پر ایک بڑا سا سخت پتھر آ گیا جسے کوئی نہ توڑ سکا جب آپ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کدال پکڑ کر پتھر پر اس زور سے مارا کہ پتھر میں شگاف پڑ گیا اور ایک روشنی نکلی آپؐ نے نعرہ تکبیر بلند کیا سب صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی تقلید کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں دوسری ضرب پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ کو فارس کی کنجیاں دی گئیں تیسری ضرب پر پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ کو یمن کی کنجیاں دی گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بشارت دی ہے کہ تمام ملک میری امت کے قبضہ میں آ جائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ہی دعا دیتے ہیں اللہ آخرت کی بھلائی ہی اصلی بھلائی ہے سو انصار اور مہاجرین کو برکت دے۔"

(۶) مدینہ کا محاصرہ:

(MADINA WAS SUROUNDED BY QURAISH)

دس سے چوبیس ہزار کا لشکر جرار جب مدینہ پہنچا تو انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے کوئی مزاحمت کے آثار نہ دیکھ کر خوشی کے نعرے بلند کئے پھر تلواروں کو برہنہ کئے ڈھول بجاتے ہوئے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اچانک راہ میں خندق کو پا کر وہ حواس باختہ ہو گئے اس سے پہلے

انہوں نے کبھی ایسی دفاعی تدبیر نہیں دیکھی تھی مجبوراً انہیں شہر کا محاصرہ کرنا پڑا جو ستائیس دن تک جاری رہا تھا جس میں مسلمانوں کو بہت صبر و تحمل سے کام لینا پڑا یہاں تک کہ تین تین دن تک فاقوں میں گزر جاتے مگر مسلمانوں کے دم وخم میں لغزش نہ آئی۔

(۷) عورتوں اور بچوں کی حفاظت:

(PROTECTION OF CHILDREN & WOMEN)

حضور ﷺ نے یہود کی عہد شکنی کے خطرے کے پیشِ نظر محلّہ میں دو سو افراد پر مشتمل ایک دستہ حضرت سلیم بن اسلمؓ کی سرکردگی میں مقرر کیا اس کے علاوہ مسلمان عورتوں اور بچوں کو محفوظ قلعہ میں بھیج دیا اس قلعہ پر ایک یہودی نے شرارت کرنے کی کوشش کی جس پر آنحضرت ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے اسے طناب مار کر جہنم واصل کیا اس واقعہ پر کفار کے لشکر میں مایوسی پھیل گئی۔

(۸) بنو قریظہ کی عہد شکنی:

(BREAKING PROMISES BY BANU QURAIZA)

اسی دوران آپ کو خبر ملی کہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ نے عہد شکنی کرتے ہوئے کفار قریش سے گٹھ جوڑ کر لیا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو انصاری سرداروں حضرت سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ کو یہودیوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے بھیجا مگر یہود نے کوئی بات سننے سے انکار کر دیا یہ داخلی دشمن آستین کا سانپ ثابت ہوئے۔

(۹) عام حملہ: (OPEN FIGHT)

جب کفار مکہ کو محاصرہ کئے ہوئے کافی دن گزر گئے اور کامیابی کی صورت نظر نہ آئی اسکے علاوہ کھانے پینے کا ذخیرہ بھی ختم ہوتا جا رہا تھا تو انہوں نے تنگ آ کر یہ مشورہ کیا کہ کم چوڑی جگہ سے عام حملہ کر دیا جائے چنانچہ ضرار، عمرو بن عبدود، نوفل اور عکرمہ خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گئے سب سے پہلے عمرو بن عبدود کا خاتمہ، حضرت علیؓ نے ایک ہی وار میں کر دیا باقی بھاگ نکلے نوفل بھاگتے ہوئے خندق میں گرا اور وہیں مر گیا۔

(۱۰) مسلمانوں کی تدبیر: (A TRICK OF MUSLIMS)

محاصرے کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدبیر سے کفار کے درمیان

پھوٹ پڑ گئی یہودی قبیلے بنو غطفان کے ایک سردار نعیم بن مسعودؓ مشرف بہ اسلام ہو گئے جس کی اطلاع کفار کو نہ تھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے اپنے قبیلے میں پہنچ گئے اور قریش اور یہود سے علیحدہ علیحدہ اس قسم کی باتیں کیں کہ دونوں میں پھوٹ پڑ گئی۔

(۱۱) غیبی امداد: (A HIDDEN HELP)

کفار کو محاصرہ کئے ہوئے ستائیس دن گزر چکے تھے ایک رات سردیوں کے موسم میں اچانک زور کی آندھی چلی جس نے ان کے خیمے اڑا دیئے سامان کو الٹ پلٹ کر دیا ابوسفیان نے فوج سے کہا! ہم یہاں اپنے گھروں سے باہر پڑے ہیں سامان رسد ختم ہو گیا ہے آدمی اور جانور سب تباہ اور خستہ حال ہو رہے ہیں موسم ناخوشگوار ہے تیز ہوا کی وجہ سے آگ جلانا اور کھانا پکانا محال ہے یہود نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ لہذا ان حالات میں محاصرہ بے کار ہے یہ کہہ کر وہ اپنے لشکر کے ساتھ واپس لوٹ گیا۔

....

غزوہ خندق کے نتائج واثرات بیان کریں۔

(EFFECTS & OUTCOMES OF BATTLE OF TRENCH)

(۱) بنو قریظہ کا خاتمہ: (END OF BANU QURAIZA)

بنو قریظہ نے عین خطرے کے وقت مسلمانوں سے بدعہدی کی تھی۔ چنانچہ جنگ احزاب کے ختم ہوتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا یہود نے حضرت سعد بن معاذؓ کو ثالث بنا کر ہتھیار ڈال دیئے۔ انہوں نے تورات کی رو سے فیصلہ کیا کہ یہود کے تمام بالغ مرد قتل کر دیئے جائیں عورتیں اور بچے غلام بنا لیئے جائیں اور ان کی املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ اس طرح مدینہ یہود کے وجود سے پاک ہو گیا۔

(۲) اشاعت اسلام میں ترقی: (PROPAGATION OF ISLAM)

قریش کے اثر ورسوخ سے کچھ لوگ خوفزدہ تھے کچھ لوگوں کے دلوں میں کفار کی ظاہری حیثیت قوی تھی لیکن غزوہ خندق کے بعد کفار کی حیثیت ان پر واضح ہو گئی وہ بلاخوف وخطر مسلمان

ہونے لگے اور اسلام کا فروغ تیزی سے ہونے لگا۔

(۳) مسلمانوں کا رعب وجلال: (FEAR OF MUSLIMS)

اس لڑائی میں مسلمانوں نے نہ صرف قریش کو شکست دی بلکہ عرب کے تمام قبائل کو شکست دے کر اپنی قوت ایمانی کا لوہا منوایا اور عرب کا ہر قبیلہ مسلمانوں سے خوف کھانے لگا۔

(۴) چند جنگی اصول: (SOME PRINCIPLES OF WAR)

اس غزوہ نے مسلمانوں کو چند جنگی اصول اپنانے کی ترغیب دی۔ مثلاً جنگ کے حالات کے لئے جدید سے جدید طریقہ اختیار کرنے کی اجازت ہے، خندق کھودنے اور پھوٹ ڈالنے کی بھی اجازت ہے۔ جس طرح نعیم بن مسعودؓ نے کفار کی صفوں میں پھوٹ ڈالدی جنگ سے پہلے اور دوران جنگ مشاورت سے کام لینا چاہیئے۔

(۵) فریقین کا اقتصادی نقصان: (FINANCIAL LOSS)

اس جنگ میں قریش کو ناکامی ہوئی اور اس جنگ کی وجہ سے دشمن کو کافی اقتصادی نقصان ہوا کیونکہ قریش نے اپنی ساری دولت اس میں لگادی تھی

(۶) کفار کی عسکری قوت کا خاتمہ:

(END OF ARMY POWER OF NON-BELIVERS)

یہ کفار کا بہت بڑا حملہ تھا اس کی ناکامی سے ان کے حوصلے پست ہوگئے ان کی عسکری (فوجی) قوت ختم ہوگئی اور انہیں پھر کبھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کھلم کھلا آمنے سامنے آئیں۔

....

مدینہ منورہ سے یہود کا اخراج کیسے ہوا وضاحت کریں۔

(THE ACOCUNT OF EXIT OF JEWS FROM MADINA)

یہود نسلی تفاخر اور نسبی تعصب کا شکار تھے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ملعون قرار دیا جا چکا تھا ان کے اعمال بد حق دشمنی حب جاہ اور حب مال نے انہیں ہر خیر وخوبی سے محروم اور اندھا کر رکھا تھا۔ اپنے ظہور وجود سے لیکر اب تک یہ فساد فی الارض میں ہمیشہ پیش پیش رہے تھے۔

(ا) پس منظر: (BACKGROUND)

حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد اس مختصر شہری آبادی کو اسلامی ریاست میں تبدیل کیا اس کے لئے مقامی آبادی کا تعاون ضروری تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تاسیس ریاست سے پہلے مدینہ میں موجود تمام یہود کے تین نمائندے قبائل بنوقینقاع، بنونضیر، اور بنوقریظہ سے دوستی وتعاون کا ایک معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔ معاہدے کے بعد یہود نے اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرنا شروع کیا کہ وہ دراصل معاہدہ میں جن امور پر عمل کرنا طے پایا تھا یہود نے ایک ایک کر کے اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی شروع کر دی۔ جس کی انہیں پھر سزا دی گئی اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہودی قبیلہ بنوقینقاع نے معاہدے کی نہایت بے باکی سے مخالفت کر کے اپنی جلاوطنی کا اخلاقی اور اصولی جواز مسلمانوں کو فراہم کر دیا۔

قبیلہ بنوقینقاع کا اخراج

(EXIT OF BANU QAINQA)

(ا) غزوہ بنوقینقاع: (BATTLE OF BANU QAINQA)

یہ غزوہ جنگ بدر کے ایک ماہ بعد وسطِ شوال ۲ ہجری میں پیش آیا یہ یہود کا ایک نہایت، خوشحال قبیلہ تھا۔ یہ لوگ سنار تھے فتح بدر میں مسلمانوں کی فتح پر بڑے سیخ پا ہوئے لیکن کھل کر مسلمانوں کی مخالفت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ ہمیشہ فساد کی تلاش میں رہتے۔

(۲) انصاری عورت کی بے حرمتی:

(CHASTITY OF WOMEN WAS SPOILED)

ایک مسلمان انصاری عورت کسی کام کی خاطر بنوقینقاع کے محلے میں گئی یہود نے اس کی بے حرمتی کی اس سے مسلمانوں کی غیرت کو جوش آیا۔ ایک مسلمان اس مظلوم عورت کی حمایت میں آگے بڑھا یہود اس پر حملہ آور ہوئے اس جھگڑے میں ایک یہودی مارا گیا اور وہ مسلمان بھی شہید ہو گیا۔

(۳) آنحضورؐ کی تشریف آوری اور یہود کی دھمکی:

(ARRIVAL OF PROPHETS & THREAT FROM JEWS)

اس اثناء میں بازار میں موجود دوسرے مسلمانوں پر بھی حملہ کر دیا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی آپؐ وہاں تشریف لے گئے اور ان سے کہا اے [illegible] پر بھی کفار بدر کی طرح اللہ کا عذاب نہ آ جائے اس پر وہ لوگ کہنے لگے [illegible] ہو [illegible] سے کیا جائیں گے ہم سے لڑائی ہوئی تو بتا دیں گے کہ جنگ کسے کہتے ہیں۔

(۴) بنو قینقاع کا محاصرہ اور اخراج:
(ATTACK ON BANU QAINQA)

یہ گویا یہود کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف کھلا اعلان جنگ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی ایک خاطر خواہ جمعیت تیار کی اور بنو قینقاع پر حملہ کر دیا اور اس پر وہ لوگ فوراً قلعہ بند ہو گئے۔ آپ ﷺ نے محاصرہ جاری رکھا بالآخر پندرہ دن بعد یہود نے ہتھیار ڈال دیے ان کی مدد کے لئے کوئی نہ پہنچا انہوں نے اعلان کیا کہ ہمارے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فیصلہ کر دیں گے ہمیں منظور ہو گا ان کے ۷۰۰ افراد گرفتار ہو چکے تھے عرب دستور کے مطابق وہ سب کے سب واجب القتل تھے لیکن حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی سفارش پر انہیں معاف کر کے ان کی جلاوطنی کا حکم دے دیا چنانچہ مدینہ سے نکل کر خیبر میں آباد ہو گیا۔

قبیلہ بنو نُضیر کا اخراج
(EXIT OF BANU NUZAIRA)

(۱) غزوہ بنو نُضیر: (BATTLE OF BANU NUZAIRA)

یہ غزوہ ربیع الاول ۴ ہجری میں پیش آیا ۴ ہجری میں بئر معونہ کے مقام پر بنو سلیم نے ستر مسلمان مبلغین کو شہید کر دیا جن میں سے دو افراد کعب بن زید انصاریؓ اور عمرو بن امیہ ضمری زندہ بچے۔ یہ لوگ مدینہ واپس آ رہے تھے۔ کہ راستہ میں قاتل قبیلے کے دو افراد جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بئر معونہ کے واقعہ کی اطلاع سے پہلے امان دے چکے تھے۔ ان دو صحابہ نے ان دو افراد کو قتل کر دیا ان مظلوم صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امان کا علم نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان افراد کے خون بہا ادا کرنے کا اعلان کر دیا۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنو نضیر میں تشریف آوری:

(ARRIVAL OF PROPHET IN BANU NUZAIR)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو نظیر میں تشریف لے گئے اس لئے کہ معاہدہ کی رو سے خون بہا کا ایک حصہ بنو نضیر نے ادا کرنا تھا۔ کیونکہ بنو نضیر بنو کلاب کے حلیف تھے بنو نضیر نے بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطالبے کو تسلیم کرلیا اور مزید مذاکرات کے لئے آپؐ کو اپنے ہاں ٹھہرانے کی دعوت دی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا

(۳) حضور ﷺ پر قاتلانہ حملہ: (AN ATTACK ON PROPHET(PBUH)

یہ بد بخت حضور ﷺ کو ایک دیوار کے سائے تلے بٹھا کر خود اوپر سے آپؐ پر بھاری پتھر گرانے کی تیاری کرنے لگے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو جائیں لیکن بذریعہ وحی آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ سے اٹھ کر آگئے بنو نضیر کی اس کھلم کھلا عہد شکنی اور سازش پر آپ ﷺ نے انہیں سزا دینے کا فیصلہ کیا۔

(۴) بنو نُضیر کا محاصرہ: (ATTACK ON BANU NUZAIR)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لوگوں نے دوبارہ مناظرے کی دعوت دی اور مسلح افراد کو چھپائے رکھا کہ حضورؐ کی آمد پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ دعوت قبول نہ کی۔

ادھر دوسری طرف قریش مکہ نے بنو نضیر کو لکھ بھیجا کہ محمد ﷺ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ ان تمام حالات کی روشنی میں حضور ﷺ نے بنو نضیر کو پہل کرنے کا موقعہ ہی نہ دیا آپ ﷺ نے بنو قریظہ سے معاہدہ کر کے انہیں بنو نضیر کی مدد سے روکا اور پھر آپ ﷺ نے بنو نضیر کا محاصرہ کرلیا آپ ﷺ نے بنو نضیر پر حملہ کرنے سے پہلے ان کو تجدید عہد یا پھر مدینہ سے نکل جانے کی پیش کش کی انہوں نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ان کی مدد کو کوئی بھی نہ پہنچا بلاخر ۱۵ دن بعد انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو حضور ﷺ کے فیصلے کے مطابق ان میں سے ہر تین آدمی ایک اونٹ پر جو کچھ لاد کر جا سکتے تھے لاد کر لے گئے۔ اور باقی اپنا سامان مدینہ چھوڑ گئے۔ یہ لوگ شام اور خیبر میں جا کر آباد ہوئے اس طرح

مسلمانوں کے ہاتھ بہت مالِ غنیمت آیا اور اس سازشی ٹولے سے بھی نجات مل گئی یاد رہے کہ دشمن اسلام اور رسولؐ یہودی کعب بن اشرف کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے تھا۔

بنو قریظہ کا اخراج

(EXIT OF BANU QURAIZA)

میثاقِ مدینہ کی رو سے مدینہ منورہ پر حملہ ہونے کی صورت میں یہود مسلمانوں کا ساتھ دینے کے پابند تھے۔ لیکن ہمیشہ کی طرح عہد شکنی ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ چنانچہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور تباہ کرنے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اپنے پیش رو قبائل بنو قینقاع اور بنو نضیر کے واقعات سے بھی انہوں نے کوئی سبق حاصل نہ کیا۔

(۱) غزوہ خندق کے دوران عہد شکنی:

(BREAKING PROMISES DURING THE WAR OF TRENCH)

عرب قبائل اپنی تمام تر طاقت اور جذبے کے ساتھ مسلمانوں کا محاصرہ کر چکے تھے، ذی قعدہ ۵ ہجری میں غزوہ خندق پیش آیا مسلمانوں کے لئے انتہائی آزمائش اور خطرات کا زمانہ تھا مدینہ منورہ میں جب صرف مسلمان بچے اور عورتیں موجود تھیں یہود کا ایک فرد اِن خواتین پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا تو حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے ایک بھاری لٹھ مار کر اس کا خاتمہ کر دیا اس پر یہود کو مقابلے کی ہمت نہ ہوئی وہ سمجھے کہ یہاں مسلمانوں کی فوج موجود ہے۔

(۲) بنو قریظہ کا محاصرہ: (ATTACK ON BANU QURAIZA)

غزوہ خندق کے فوراً بعد حضور کو حضرت جبریل نے اللہ کا حکم دیا کہ بنو قریظہ کا خاتمہ کیئے بغیر ہتھیار نہ اتارے جائیں چنانچہ آپ ﷺ نے اسی حالت میں بنو قریظہ کی طرف کوچ کیا حضرت علیؓ کو دو افراد کی جمعیت کا قائد بنا کر بطور مقدمتہ الجیش آگے بھیجا یہ بد بخت اعلانیہ طور پر حضور ﷺ کے خلاف گندی اور گھٹیا باتیں زبان سے ادا کر رہے تھے اور ان کا یہ جرم بھی انتہائی سنگین تھا کہ انہوں نے عین حالتِ جنگ میں مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا چنانچہ آپؐ نے ساری آبادی کا محاصرہ کر لیا جو ایک ماہ تک جاری رہا۔

(۳) حضرت سعد بن معاذؓ کا تقرر:
(APPOINTMENT OF SAAD BIN MAAZ)

محاصرہ کی طوالت اور اپنی بزدلی کے پیش نظر یہ لوگ مسلمانوں سے مقابلے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ آخر کار انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ ہمارے متعلق جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں حضرت سعدؓ ان کے حلیف رہ چکے تھے۔ ان بدبختوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا ثالث بنانے کی بجائے حضرت سعد کو ثالث بنایا۔

(۴) حضرت سعدؓ کا فیصلہ: (DECISION OF HAZRAT SAAD)

حضرت سعدؓ نے اپنے تمام گزشتہ تعلقات اور دوستوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عین انصاف کے مطابق فیصلہ کیا اور یہ تورات کی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کیا گیا تھا جس کی رو سے بنوقریظہ کے تمام جنگجو مردوں کو قتل کر دیا گیا چنانچہ ۴۰۰ کے قریب ان کے مرد قتل ہوئے اور بچوں کو غلام بنالیا گیا اور ان کا تمام مال مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

(۵) اہم ترین جنگی انکشافات: (FINDINGS OF WAR)

بنوقریظہ کے خاتمے کے بعد جب مسلمان ان کی آبادی میں داخل ہوئے تو تلاشی لینے پر معلوم ہوا کہ ان غداروں نے ۱۵۰۰ تلواریں، ۳۰۰ زرہ بکتر، ۲۰۰۰ نیزے اور ۱۵۰۰ ڈھالیں جنگ احزاب میں اندرونی حملہ کرنے کے لئے مسلمانوں کے خلاف فراہم کر رکھی تھیں اگر انہیں اس کا موقع مل جاتا تو وہ کیسی تباہی مچاتے۔ ان کے اس شیطانی اور مکروہ عمل وفریب کے مطابق وہ اسی سزا کے مستحق تھے۔ چنانچہ بنوقریظہ کے خاتمے کے ساتھ ہی یہود کا مدینے سے اخراج ہوگیا۔

....

صُلح حُدیبیہ کا پس منظر کیا تھا اہم واقعات بیان کریں۔ ذیقعد 6ہجری 628ء
(BACKGROUND OF TREATY OF HUDAIBIYA)

ہجرت مدینہ کے بعد آنحضور ﷺ نے مدینہ منورہ کو اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے مرکز قرار دیا اور ہجرت کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی تھا چنانچہ آپؐ نے ایک طرف تو مسلمانوں میں باہمی محبت، وحدت اور مساوات پیدا کرنے کے لئے انہیں رشتہ مواخات میں منسلک کیا دوسری طرف آپ ﷺ نے مسلمانوں کے علاوہ دوسرے لوگوں، یہود و نصاریٰ کفار مدینہ سے بھی تعلقات بہتر بنانے کے لئے میثاق مدینہ کے نام سے معاہدہ امن قائم کیا جیو اور جینے دو کے اصول کے مطابق آپ ﷺ نے کفار مکہ سے بھی معاملات اور حالات کو درست بنانے کی اپنی ہر ممکنہ کوشش فرمائی اس سلسلہ میں صلح حدیبیہ کو تاریخ اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔

(i) پس منظر: (BACKGROUND)

غزوہ خندق ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا تھا ادھر ایام حج بھی قریب آ چکے تھے۔ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت لیکر اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کر رہے ہیں یاد رہے انبیاء کے خواب وحی کی قسم ہیں۔ اس لئے وہ سچے ہوتے ہیں اس خواب کے پیشِ نظر جس میں مستقبل کے لئے آپؐ کو کامیابی و کامرانی کی بشارت دی گئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کی زیارت کا اعلان فرمایا صحابہ کرام پہلے ہی ایسے مبارک موقع کے منتظر تھے۔

(ii) صحابہ کرام کا شوق زیارت کعبہ:
(FONDNESS TO VISIT KAABA)

صحابہ کرامؓ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کئے تقریباً چھ سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا اُس وقت سے وہ بیت اللہ کی زیارت سے محروم تھے۔ ایک مدت سے ان کے دلوں میں شوق زیارت موجزن تھا۔ اس اعلان کو سن کر عمرہ کی ادائیگی کے لئے تقریباً چودہ سو مسلمانوں کی ایک جماعت آپ ﷺ کی رفاقت میں زیارت بیت اللہ کے لئے تیار ہوگئی۔

(iii) مکہ کی عظمت اور وطن کی یاد: (DIGNITY OF MAKKAH)

مکہ مکرمہ مسلمانوں کا قدیم وطن تھا اس کی عظمت ان کے دلوں سے محو نہ ہوئی تھی ان کی

روحیں ہر وقت اسکی یاد اور زیارت کے لئے تڑپتی تھیں۔ خود آنحضور ﷺ کو بھی اپنے آبائی وطن سے اس قدر عقیدت اور محبت تھی کہ ہجرت کے موقع پر فرمایا تھا اے مکہ تجھے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا لیکن خدا تعالیٰ کا حکم ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تیری زیارت کے لئے دوبارہ واپس آؤنگا۔ ویسے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے خانہ کعبہ تمام لوگوں کے لیے قابلِ احترام چلا آ رہا تھا۔ صحابہ کرامؓ کو اس لئے بھی زیادہ عزیز تھا کہ یہ ان کا قبلہ تھا وہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا اور عبادت کیا کرتے تھے۔

(۲) عمرہ کے لئے مدینہ سے روانگی:

(DEPARTURE FROM MADINA FOR UMRAH)

آنحضور ﷺ تقریباً چودہ سو صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت لیکر ذوالقعدہ ۶ ہجری میں عمرہ کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر قربانی کے اونٹ ساتھ لے لئے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کوئی شخص ہتھیار اور جنگی سامان ساتھ نہ لے چلے تاکہ قریش کسی قسم کی مزاحمت نہ کریں صرف تلوار نیام بند ساتھ لے جانے کی اجازت دی۔

دوسری طرف جب قریش کو علم ہوا تو انہوں نے سمجھا کہ مسلمان مکہ پر حملہ آور ہو رہے ہیں جنگ کے لئے زبردست تیاریوں میں لگ گئے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک دستہ حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا انہوں نے جا کر قریش کو اطلاع دی کہ مسلمان مقام عمیم تک پہنچ گئے ہیں۔

(۳) حُدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ: (STAY AT HUDAIBIYA)

خالد بن ولید کے جانے کے بعد آپ ﷺ نے راستہ بدل کر مقام حدیبیہ پر قیام کیا حدیبیہ ایک گاؤں کا نام ہے جو مکہ کے قریب ایک منزل کے فاصلہ پر جدہ اور مکہ کی سڑک پر واقع ہے یہ مقام چونکہ حدود مکہ میں واقع تھا آپ ﷺ نے اسے قیام کے لئے اس لئے منتخب کیا کہ جنگ کا امکان باقی نہ رہے کیونکہ آپ ﷺ کا مقصد صرف عمرہ ہی کرنا تھا۔

(۴) مصالحت کی کوشش: (AN EFFORT RECONCILIATION)

قریش مکہ نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ آنحضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو مرکز مکہ میں

داخل نہیں ہونے دیں گے لیکن آپ ﷺ بیت اللہ کی تکریم اور زیارت کے لئے تشریف لائے تھے اس لئے آپ ﷺ کی ہر ممکن یہ کوشش تھی کہ لڑائی کی نوبت نہ آئے اسی دوران قبیلہ خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقاء نے رسول کریم ﷺ کو خبر دی کہ قریش نے مسلمانوں کی مزاحمت کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے وہ مسلمانوں کو ہرگز داخل نہ ہونے دیں گے آپ ﷺ نے فرمایا

بُدَیل! قریش سے کہہ دو کہ ہم محض عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں جنگ کے ارادے سے نہیں۔ قریش جانتے ہیں کہ جنگ نے انکی کمر توڑ کر رکھ دی ہے ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ایک مدت کے لئے معاہدہ صلح کر لیں۔

بُدَیل نے قریش مکہ کو آپ ﷺ کا پیغام پہنچا دیا لیکن وہ نہ مانے اور کہا ہم کسی صورت میں مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ تاہم قریش مکہ کی طرف سے حلیس بن علقمہ کنانی سفیر بن کر آیا تمام صورتحال کا مشاہدہ کیا مسلمانوں کی طرف سے قربانی کے جانوروں کو دیکھا اور بغیر گفت وشنید کے واپس چلا گیا قریش کو اطلاع دی کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی صرف زیارت بیت اللہ چاہتے ہیں انہیں روکنے کا آپ کو کوئی حق نہیں اس پر قریش کے نوجوانوں نے بگڑ کر کہا کہ تم بدوی ہو تم ایسے معاملات کو نہیں سمجھ سکتے حلیس نے غصہ میں آ کر قریش سے اپنا حلف توڑنے کی دھمکی دی لیکن بعض سمجھدار لوگوں نے اس کا غصہ ٹھنڈا کیا اور صلح کے لئے تیار ہوئے۔

(۵) عُروہ بن مسعود ثقفی کی نمائندگی:

(URWA BIN MASOOD A REPRESENTATIVE)

اس دوران قریش کی طرف سے چند شر پسندوں نے آنحضور ﷺ کو قتل کرنے کی دھمکی دی جنہیں گرفتار کر کے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس طرح انہوں نے صلح کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی لیکن رسول کریم ﷺ نے انہیں رہا کر کے اپنی مصالحانہ بصیرت کا ثبوت دیا۔

اس واقعہ کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی قریش کی طرف سے سفیر بن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی گفتگو سے آنحضور ﷺ کو مرعوب کرنا چاہا صحابہ کرام اور آنحضور ﷺ میں غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے اس طرح مخاطب ہوا۔

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض کرو تم نے قریش کو ختم کر دیا کیا عرب میں ایسی مثال موجود ہے کہ کسی شخص نے اپنی قوم کو ختم کر دیا ہو؟ لیکن یاد رکھو اگر جنگ کا رخ بدل گیا تو تمہارے ساتھی تمہیں چھوڑ جائیں گے۔"

اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے منہ توڑ جواب دیا۔ عروہ! ہوش سے بات کرو۔ تمہارا خیال بالکل غلط ہے ہم آنحضور ﷺ کو چھوڑ کر کیسے بھاگ سکتے ہیں؟

عروہ ہر بات پر آپ ﷺ کی ریش مبارک کو پکڑ لیتا اس کے اس انداز گفتگو کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے پسند نہ کیا عروہ کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مار کر کہا اپنا ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہو ورنہ ہاتھ واپس نہ آئے گا صحابہ کرامؓ کی اس عقیدت اور والہانہ محبت نبوی نے عروہ کو از حد متاثر کیا پھر اس نے یہ بھی دیکھا کہ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے آپ ﷺ کا لعاب دھن ہاتھوں میں لیکر جسم پر لگا لیتے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہنے میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش فرماتے۔

اس کی تمام گفتگو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بھی وہی جواب دیا جو اس سے قبل بدیل بن ورقاء کو دے چکے تھے۔

عروہ قریش کے ہاں واپس گیا اور کہا:

"اے قوم قریش! میں نے قیصر و کسریٰ کے شاہی دربار دیکھے جو عشق و محبت عقیدت اور دلی لگاؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ہے وہ کسی شہنشاہ کو بھی حاصل نہیں اس لئے تمہارے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ کرنا مشکل کام ہے۔"

عروہ بن مسعود ثقفی کی واپسی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے خراش بن امیہ خزاعیؓ کو صلح کا پیغام دے کر بھیجا لیکن قریش ان کے ساتھ انتہائی بدتمیزی سے پیش آئے خراش کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا وہ انہیں بھی قتل کرنا چاہتے تھے لیکن سردار حلیس بن علقمہ کنانی کے تعاون اور حمایت سے صحیح سالم واپس لوٹے۔

(۲) حضرت عثمان غنیؓ کی روانگی:

(DEPARTURE OF H. USMAN)

حضرت خراش بن امیہؓ کی ناکام واپسی کے بعد بھی مسلمانوں نے اپنی مصالحانہ

کوششیں جاری رکھیں اگرچہ قریش مکہ اپنی معاندانہ روش پر قائم تھے۔آپ ﷺ نے صلح کی گفتگو کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا لیکن انہوں نے معذرت کر دی کہ قریش مکہ میرے سخت ترین دشمن ہیں نیز مکہ میں میرے قبیلہ بنوعدی کا کوئی آدمی نہیں ہے جو میری حمایت کرے مناسب ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بطور سفیر بھیجا جائے کیونکہ ایک تو وہ نرم اور ٹھنڈے مزاج کے آدمی ہیں دوسرا یہ کہ ان کے قبیلہ بنوامیہ کے بہت سے افراد مکہ میں موجود ہیں۔

آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا آپ رضی اللہ عنہ اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کی حمایت میں مکہ تشریف لے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے مکہ کے تمام سرداروں سے ملاقات کی انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے دیگر رفقاء کے بغیر طواف کرنے سے انکار کر دیا سرداران قریش نے ناراض ہو کر کچھ وقت کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔

(۷) بیعت رضوان: ذیقعد 6 ہجری (OATH OF COMPANIONS)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی میں تاخیر کی وجہ سے یہ افواہ پھیل گئی کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے اس خبر سے آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام کو سخت صدمہ ہوا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"جب تک خون عثمان" کا قصاص نہ لیں گے یہاں سے نہ ہٹیں گے۔"

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص لینے تک ثابت قدم رہنے کی بیعت لی تاریخ اسلام میں اس بیعت کو بیعت رضوان کے پاکیزہ نام سے یاد کیا جاتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش شہادت کے جذبہ صادق پر سورۃ الفتح کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (فتح:18)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ مؤمنوں سے راضی تھا جب کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔"

اس بیعت پر خدا تعالیٰ اپنی رضامندی اور خوشی کا اعلان فرما رہا ہے اس لئے اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہا گیا تاریخ عالم میں اس قسم کی بیعت اور معاہدہ کی مثال نہیں ملتی۔

بعد میں ثابت ہوا کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی افواہ غلط ہے آپ رضی اللہ عنہ صحیح سلامت واپس لوٹ آئے۔

صُلح نامہ حدیبیہ کی شرائط پر روشنی ڈالیئے۔ (6ہجری)

(TERMS OF TREATY OF HUDAIBIYA)

جب بیعت رضوان کی خبر اور صحابہ کرامؓ کے جذبہ شوق شہادت کی اطلاع قریش تک پہنچی تو وہ نرم پڑ گئے انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ہٹ دھرمی کے غلط نتائج پر غور کیا تو وہ مصالحت کے لئے آمادہ ہو گئے چنانچہ انہوں نے اپنے تیز طرار فصیح و بلیغ مقرر اور خطیب عرب سہیل بن عمرو کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا سہیل رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کافی بحث وتکرار اور طویل گفتگو کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر صلح طے پا گئی اور صلح نامہ حدیبیہ باقاعدہ ضبط تحریر میں لایا گیا۔

(۱) متن معاہدہ: (CONTENTS)

یہ مصالحت محمد بن عبداللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوئی ہے ان دونوں نے یہ معاہدہ کیا۔

(۱) اس سال مسلمان زیارت بیت اللہ کئے بغیر واپس چلے جائیں۔ (۲) اگلے سال آئیں صرف تین دن قیام کر کے واپس لوٹ جائیں اس دوران قریش مکہ خانہ کعبہ کے قریب نہیں رہیں گے۔ (۳) مسلمان اگلے سال اسلحہ نہیں لائیں گے۔ (۴) مکہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ جائے تو اسے واپس کیا جائیگا لیکن اگر مدینہ سے کوئی مسلمان (مرتد) ہو کر مکہ آجائے تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔ (۵) مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں انہیں اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے بھی نہ روکا جائے گا۔ (۶) قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں اس کے حلیف بن جائیں۔ (۷) اس دوران فریقین اپنے جذبات پر قابو رکھیں گے۔ ایک دوسرے سے خیانت نہیں کریں گے۔ (۸) دس برس تک جنگ نہ ہوگی۔ اس عرصہ میں فریقین ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی نہ کریں گے۔

(۲) صبر وتحمل کی اعلیٰ مثال: (AN EXAMPLE OF PATIENCE)

اس موقعہ پر حضور کی جگہ کوئی عام جنگجو یا فاتح دنیا کا عظیم حکمران سکندر، نپولین، ہٹلر، زار ہوتا تو صلح کی جگہ جنگ اور قتل و غارت کو ترجیح دیتا لیکن قربان اس فاتح عالم پر جو دنیا میں

امن کا پیغام بن کر آیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے غصہ اور ناراضگی کے جذبات اور احساسات کو دیکھنے کے باوجود قریش مکہ کی ہر بات تسلیم کی صلح نامہ حدیبیہ تیار کروایا تا کہ جنگ نہ ہو امن ہو انسانوں کی جانیں ضائع نہ ہوں بلکہ انسانیت کو زندگی نصیب ہو۔

معاہدہ کی تحریر کے دوران سہیل نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر اعتراض کیا عرب کے دستور کے موافق باسمک اللھم لکھوایا۔ جب حضرت علیؓ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے الفاظ لکھے تو سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا چنانچہ اس کی خواہش کے مطابق اور حضرت علیؓ کے مرضی کے خلاف محمد بن عبداللہ لکھا گیا آپ ﷺ نے فرمایا تم میری تکذیب کرتے ہو لیکن الرحمٰن الرحیم میری تصدیق کرتا ہے کفار مکہ کی طرف سے ہر قسم کی ضد اور ہٹ دھرمی کے مقابلہ میں آپ ﷺ صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے صلح نامہ حدیبیہ طے کروانے میں کامیاب ہو گئے۔

(۳) ابو جندل کا واقعہ: (INCIDENT OF ABOU JANDAL)

اگر چہ بظاہر صلح حدیبیہ کی شرائط مسلمانوں کے خلاف تھیں لیکن ادب و احترام کی وجہ سے وہ رسول اللہ کے سامنے خاموش تھے۔ ابھی یہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ خود سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل جو پہلے ہی اسلام لا چکا تھا اس وجہ سے اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں تھیں صلح کا معاہدہ سن کر بیڑیاں گھسیٹتے حاضر خدمت ہوا اس کی حالت زار دیکھ کر آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ ابو جندل کو اس معاہدے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے لیکن سہیل نہ مانا صحابہ کرامؓ بھی اس صورت حال سے سخت پریشان تھے۔

حضرت عمرؓ بے تاب ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے عرض کی اے اللہ کے رسول کیا آپ ﷺ حق پر نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ضرور ہم حق پر ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ لوگ مشرک اور ہم توحید پرست ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل درست ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر سب کچھ درست ہے تو پھر ہم دین میں اس طرح کی ذلت کیوں گوارا کریں آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں خدا کا برحق رسول ہوں اسکی نافرمانی نہیں کر سکتا خدا کا پیغمبر وعدہ خلافی نہیں کر سکتا۔ رسول کریم ﷺ نے ابو جندل کی طرف دیکھا اور فرمایا ابو جندل! صبر سے کام لو خدا تعالیٰ تمہارے اور کمزور مسلمانوں کے لئے کوئی راہ نکالے گا چونکہ اب صلح ہو چکی ہے ہم بدعہدی

نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ابو جندلؓ کو اسی حالت میں واپس جانا پڑا۔

صلح حدیبیہ کی اہمیت اور اس کے نتائج بیان کریں۔

(IMPORTANCE & RESULRS OF TREATY OF HUDAIBIYA)

یہ صلح اگرچہ یک طرفہ تھی لیکن بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ یہ صلح اسلام کی سربلندی اور اسکی ترقی کے لئے بڑی مفید ثابت ہوئی اس کے نتائج میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) فتح مبین کی بشارت: (A GOOD NEWS OF VICTORY)

شروع میں جس صلح کو مسلمان اپنی توہین اور کمزوری سمجھ رہے تھے اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح نازل کر کے اس معاہدہ صلح کو فتح مبین قرار دیا۔ ارشاد ہے:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا (فتح۔1)

ترجمہ: ''بے شک ہم نے آپ کو واضح فتح دی ہے۔''

یہ صلح دراصل فتح مکہ کے لئے بشارت اور پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

(۲) مسلمانوں کی سیاسی حیثیت:

(POLITICAL STATUS OF MUSLIMS)

اس صلح کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قریش جواب تک مسلم جماعت کے تصور کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے اس صلح سے قریش نے باقاعدہ تحریری طور پر مسلمانوں کو اپنے مدمقابل ایک سیاسی جماعت تسلیم کر لیا جس سے دوسرے قبائل معاہدہ کر سکتے ہیں چنانچہ اس صلح کے مطابق قبیلہ بنو خزاعہ مسلمانوں کا حلیف بن گیا بنو بکر قریش کا حلیف بن گیا۔

(۳) جنگ بندی اور اشاعت اسلام: (END OF WAR)

اس صلح کی رو سے دس سال تک کے لئے جنگ بند ہو چکی تھی۔ امن وامان کا سلسلہ شروع ہو گیا اس سے مسلمان اور کفار کا مکہ اور مدینہ میں آنے جانے کی وجہ سے آزادانہ میل ملاپ شروع ہوا کفار مکہ خاندانی اور تجارتی ملاقاتوں میں اسلام کی حقیقت سے واقف ہونے لگے صلح

حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں جس قدر لوگ اسلام میں داخل ہوئے اتنے اس سے پہلے نہیں ہوئے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور عمرابن العاصؓ اس عرصہ میں مسلمان ہوئے اسی درمیانی عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر گئی۔

(۴) یہودی مرکز خیبر کی فتح: (CONQUEST OF KHYBER)

صلح حدیبیہ کے باعث مسلمانوں کو دوسرے دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہونے کا موقع ملا جنگ خندق میں یہودیوں نے میثاق مدینہ کے باوجود قریش مکہ کا ساتھ دیکر مدینہ کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی پوری جنگی توجہ خیبر پر مرکوز کردی۔ خیبر فتح کرکے آپؐ نے یہودیت کے مرکز کو ختم کرڈالا اس کے بعد آس پاس کی دوسری یہودی بستیاں، فدک، تیما، تبوک اسلامی ریاست کے زیرنگیں آگئیں۔ خیبر کی فتح سے یہود کی تمام سازشیں اور تخریبی کاروائیاں ختم ہوگئیں مسلمان ہمیشہ کے لئے اس طرف سے محفوظ ہوگئے۔

(۵) ہمسایہ قبائل پر اثر رسوخ:

(EFFECTS ON NEIGHBOURING TRIBES)

یہ معاہدہ مسلمانوں کی امن پسندی کا ایک واضح ثبوت تھا۔ ہمسایہ عرب قبائل پر اس کے اچھے نتائج ظاہر ہوئے دوسرے عرب قبائل جو قبیلہ قریش کی بالادستی سے تنگ آچکے تھے انہوں نے مسلمانوں سے دوستی اور تعلقات قائم کرنا شروع کئے کیونکہ تمام قبائل عرب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہوگئے کہ اس وقت صرف دو ہی قوتیں ہیں مسلمان یا کفار مکہ، چنانچہ باہم متصادم بعض قبائل مثلاً بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے اور بنوبکر قریش کے۔

(۶) بیت اللہ کی زیارت کا حق: (RIGHT TO VISIT KAABA)

صلح حدیبیہ سے قبل قریش مکہ مسلمانوں کو صابی بے دین قرار دیتے تھے اس لئے وہ مسلمانوں کو بیت اللہ کے طواف کرنے اور مناسک حج کی ادائیگی کا مستحق نہ سمجھتے تھے لیکن صلح حدیبیہ کی رو سے مسلمانوں کے لئے نہ صرف زیارت بیت اللہ اور عمرہ کے حق کو تسلیم کرلیا گیا بلکہ

اس سے ثابت ہو گیا کہ مسلمان دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں اس صلح سے عربوں کے دلوں سے مسلمانوں کے خلاف جذبات کم ہونا شروع ہوئے۔

(۷) تجارت میں توسیع: (EXTENSION IN TRADE)

پہلے مسلمانوں کی تجارت بالکل محدود تھی کیونکہ بیرونی معیشت اور تجارت پر قریش کی اجارہ داری تھی صلح حدیبیہ کی رو سے اب مسلمان آزادانہ طور پر ہر جگہ آ جا سکتے تھے اس سے پہلے قبائل عرب پر قریش کی بالادستی تھی۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے ساتھ آزادانہ طور پر یہ تجارت اور مال کی خرید و فروخت نہ کر سکتے تھے لیکن صلح حدیبیہ سے قبائل عرب کو ہر قسم کی آزادی ملنے سے مسلمانوں کی تجارت اور معیشت کو فروغ حاصل ہوا۔

(۸) بادشاہوں سے خط و کتابت: (LETTERS TO EMPRORS)

صلح حدیبیہ سے حضور ﷺ کی پوزیشن اس قدر مستحکم ہو گئی کہ آپؐ نے عرب کے شیوخ ہمسایہ ممالک، روم، مصر، ایران، حبشہ، یمامہ، شام اور بصرہ کے حکمرانوں کو بذریعہ خط و کتابت اسلام کی دعوت دی۔ اس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے انہیں دعوتی خطوط لکھے اگرچہ بعض حکمرانوں نے آپ ﷺ کے خطوط کا کوئی جواب نہ دیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ کئی ایک سرداروں اور حکمرانوں نے اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے والوں میں نجد کے حاکم تمامہ، غسان کے حاکم جبلہ، فروہ بن عمرو خزاعی اور نجاشی کا نام قابل ذکر ہے۔

(۹) اسلامی ریاست کا استحکام: (STABILITY OF ISLAMIC STATE)

اس صلح سے اہل اسلام کو جنگ و جدل سے کافی حد تک اطمینان حاصل ہوا۔ اس کے بعد مسلمانوں کو پر امن زندگی گزارنے کا موقع میسر آیا۔ اب مسلمان اپنی معاشرتی اور تہذیبی سرگرمیوں کی طرف توجہ دینے لگے دشمن سے بے خوف ہونے کے بعد اپنی تجارت کے فروغ کے لئے کام کرنے لگے اس طرح آنحضور ﷺ کو اسلامی ریاست کے استحکام کا موقع مل گیا۔

(۱۰) غیر منصفانہ شرائط کا خاتمہ: (END OF UNJUST CONDITION)

صلح حدیبیہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابو بصیر مسلمان ہو گئے۔ مکہ سے بھاگ کر مدینہ میں پناہ لینے کی کوشش کی قریش نے انہیں واپس لانے کے لئے دو آدمیوں کو مدینہ روانہ کیا۔

آنحضور ﷺ نے معاہدہ صلح کی پاسداری کرتے ہوئے ابو بصیرؓ کو واپس کر دیا۔ واپسی پر ذوالحلیفہ کے مقام پر ابو بصیرؓ نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ پہنچا اور حضور ﷺ سے شکایت کی ابو بصیرؓ بھی پہنچ گئے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے معاہدہ کے مطابق مجھے واپس کیا ہے اب حالات کی خرابی کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی میں خود ذمہ دار ہوں یہ کہہ کر ابو بصیرؓ مدینہ سے نکل کر سمندر کے کنارے سکونت پذیر ہو گئے مکہ سے مسلمان ہو کر آنے والے مدینہ جانے کی بجائے ابو بصیرؓ کے پاس ساحل سمندر پر رہنے لگے اس طرح انہوں نے قریش کے تجارتی راستہ کو بند کر دیا اور قریش کو جانی اور مالی نقصان پہنچانے لگے۔ اس لئے قریش نے مجبور ہو کر آپ ﷺ کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شرط کو ختم کرتے ہیں لہذا جو بھی مسلمان ہو کر مکہ سے چلا آئے آپ ﷺ اسے مدینہ میں آباد کریں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

(نوٹ) صلح حدیبیہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھی۔ لیکن بہت سے مؤرخین صلح حدیبیہ کو آنحضرتؐ کے سیاسی تدبر اور فراست کا شاہکار کہتے ہیں اس کے نتائج مسلمانوں کے حق میں اور کفار کے خلاف ثابت ہوئے۔

....

غزوہ خیبر کے اسباب، واقعات اور نتائج بیان کریں۔ (محرم 7 ہجری) 629ء
(CAUSES, INCIDENTS & RESULTS OF BATTLE OF KHYBER)

خیبر کا لفظی معنی مضبوط قلعہ ہے۔ خیبر مدینہ منورہ سے تقریباً ۲۰۰ میل کے فاصلے پر شام کی طرف واقع ہے۔ میثاق مدینہ کی مسلسل خلاف ورزی کی بناء پر جب یہود کو مدینہ سے نکلنے کا حکم ملا تو یہ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ اس طرح خیبر اسلام دشمن قوتوں کا مرکز بن گیا جس کا خاتمہ ضروری تھا چنانچہ اس بھرپور اسلامی مہم کی قیادت خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ سن ٦ ہجری کے آخر اور سات کے شروع میں یہ غزوہ رونما ہوا۔

اسباب: (CAUSES)

☆ خیبر میں آباد یہود تمام عرب کو اسلام دشمنی پر ابھار رہے تھے۔

☆ خیبر اسلام دشمن قوتوں کا مرکز بن چکا ہے۔

☆ خیبر سے یہودیوں کے مختلف وفود پورے عرب کا دورہ کرتے اور اسلام کے خلاف بڑے پیمانے پر محاذ آرائی کی فضاء پیدا کرتے۔

☆ جنگ احزاب برپا کرانے والے تمام یہود اب خیبر میں آباد ہو چکے تھے اور اسلام کا بدترین دشمن قبیلہ بنو غطفان بھی ان کے ساتھ اسلام دشمنی میں شریک ہو گیا تھا۔ خیبر کے قلعوں میں ۲۰ ہزار منظم فوج اور بے شمار اسلحہ اسلام دشمنی کے لئے جمع ہو چکا تھا۔

واقعات: (INCIDENTS)

ان تمام حالات واسباب کا تقاضا تھا کہ اس اندھی اسلام دشمن قوت کا پوری قوت کے ساتھ خاتمہ کیا جائے چنانچہ صلح حدیبیہ کے مطابق مسلمانوں اور قریش کے مابین ۱۰ سال تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی پوری قوت اور توجہ خیبر کی طرف مبذول کر دی۔

☆ محرم ۷ ہجری کو آپ ﷺ نے سباع بن عرفطہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور ۱۶ سو مسلمانوں کے لشکر سمیت آپ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت اُم سلمہؓ آپ کے ہمراہ تھیں۔

☆ اس غزوہ میں پہلی مرتبہ چھوٹی جھنڈیوں کی بجائے ایک مکمل پرچم آپ ﷺ نے تیار کروایا۔

☆ بہت سی مسلمان خواتین نے بھی اس موقع پر اسلامی فوج میں شمولیت اختیار کی۔

☆ سب سے پہلے حضرت محمود بن مسلمہؓ نے قلعہ ناعم فتح کیا گیا۔

☆ چھ قلعوں میں سے قلعہ قموص جو مرحب کا قلعہ تھا یہاں مسلمانوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بلآخر حضرت علیؓ اور مرحب کے مابین سخت مقابلہ ہوا اس طرح یہ قلعہ فتح ہو گیا۔

☆ خیبر بہت ذرخیز علاقہ تھا یہاں کی زمین دو حصوں میں تقسیم کی گئی۔ ایک حصہ بیت المال اور مہمان نوازی کے لئے رکھا اور باقی حصہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا۔

☆ اسی موقع پر گدھا، خچر، درندے اور پنجہ سے شکار کرنے والے جانوروں کا کھانا حرام قرار دیا گیا۔

نتائج: (RESULTS)

☆ غزوہ خیبر کی فتح اسلامی فتوحات اور اندرون عرب غلبہ اسلام کا ذریعہ ثابت ہوئی۔

- ☆ یہود کی شکست کے بعد فتح مکہ کے لئے حالات سازگار ہوئے۔
- ☆ یہود کی تمام اسلام دشمن سازشیں دم توڑ گئیں اور اسلام دشمن قوتوں کا منظم گروہ عبرت ناک شکست سے دوچار ہوا۔
- ☆ یہود نے بطور اقلیت مسلمانوں کا غلبہ اور اقتدار بظاہر تسلیم کر لیا اور ذمی بن کر رہے۔
- ☆ اس غزوہ کا ذکر سورۃ فتح میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی بہت بڑی نصرت کا ذریعہ تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین عرب اور یہود کی نام نہاد مذہبی اجارہ داری اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں رکھتی۔ اللہ کی مدد مجاہدین اسلام کے ساتھ ہے۔

فتح مکہ تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہے اسکے اسباب بیان کریں۔ (رمضان 8 ہجری) 630ء

(DISCUSS THE CAUSES OF CONQUEST OF MAKKAH)

ہجرت مدینہ حکم خداوندی کے مطابق ہوئی نیز مسلمانوں پر کفار کی طرف سے تکالیف اور مصائب کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ اس بات کا متقاضی تھا کہ مکہ کو خیر باد کہہ دیا جائے چنانچہ اس کی جگہ مدینہ منورہ کو اسلامی مرکز کے طور پر منتخب کیا گیا۔ ہجرت کی رات مکہ سے باہر آ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہر کی طرف منہ کر کے فرمایا۔

''اے مکہ! تجھے چھوڑنے کو جی نہ چاہتا تھا لیکن میری قوم نے تجھے خیر باد کہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تیرے پاس واپس آ ؤں گا'' چنانچہ آٹھ سال بعد اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کا موقع نصیب فرمایا کل کا مہاجر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج فاتح عالم بن کر مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہا ہے آج نظام حق کے راستے میں حائل سب رکاوٹیں پاش پاش ہو گئی ہیں۔

اسباب (CAUSES)

(۱) کفرؔ واسلام کی فطری کشمکش:

(NATURAL CONFLICT BETWEEN KUFR & ISLAM)

ظہور اسلام سے کفر اور اسلام کے درمیان جو باہمی کشمکش چلی آ رہی تھی اس کا تقاضا یہ تھا کہ ان میں سے کسی ایک کو غلبہ ہو جائے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ نے اگرچہ مسلمانوں کے عمرہ کرنے کا حق تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن جب مسلمان عمرہ کرنے مکہ آئے تو کفار مکہ خانہ کعبہ کے باہر چلے گئے کیونکہ وہ مسلمانوں کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھ کر برداشت نہ کر سکتے تھے۔ مسلمان بھی یہ بات پسند نہ کرتے تھے کہ وہ بیت اللہ کا طواف کریں اور اس پر بت پرستوں کا قبضہ ہو۔ چنانچہ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ مکہ مکرمہ کو ہر ممکن کوشش سے کفار اور مشرکین کے قبضے سے حاصل کیا جائے۔

(۲) مکہ کی مرکزی حیثیت:

(CENTRAL POSITION OF MAKKAH)

یہ ایک حقیقت ہے کہ مکہ مکرمہ کو شروع ہی سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ مکہ عرب کا سیاسی تجارتی مرکز رہا ہے۔ بیت اللہ کی تولیت اور مکہ مکرمہ کے معزز قبیلہ کے پیش نظر قریش کو تمام قبائل عرب میں ایک امتیازی گرانقدر مقام حاصل ہے۔ جب تک روسائے قریش اسلام کی مخالفت پر قائم تھے عربوں کی اکثریت اسلام قبول نہ کر سکتی تھی۔ مسلسل جنگوں میں مسلمانوں نے قریش کی بالادستی کے بت کو پاش پاش کر دیا تھا۔ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ قریش مکہ کی رہی سہی طاقت کو نیست و نابود کر کے کفر اور بت پرستی کی بجائے مکہ مکرمہ کو اسلام اور توحید کا مرکز قرار دیا جائے۔

(۳) صُلح حُدیبیہ کی خلاف ورزی اور بنو خزاعہ پر حملہ:

عرب کے دو قبائل بنو خزاعہ اور بنو بکر باہم دشمن چلے آ رہے تھے۔ صلح حدیبیہ کی رو سے بنو خزاعہ مسلمانوں کے اور بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے تھے۔ صلح کے باوجود حلیف قبائل میں باہمی نفرت کے جذبات موجود تھے۔ معاہدہ صلح کے مطابق ان قبائل کو ایک دوسرے پر ہاتھ

اٹھانے کا حق حاصل نہ تھا۔ ایک رات بنو بکر نے قریش کی مدد سے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا بنو خزاعہ نے حرم پاک میں پناہ لی لیکن بنو بکر نے وہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا حرم مکہ میں قتل عام کیا گیا۔ بنو خزاعہ نے اس ظلم اور دھاندلی کے خلاف آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کی بنو خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقا اور عمر بن سالم نے مدینہ پہنچ کر اپنی مظلومی اور بربادی کی داستان پُر درد آپ کو سنائی۔

(۴) معاہدہ صلح حدیبیہ ختم کرنیکا اعلان: (END OF TREATY)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو خزاعہ پر ہونے والے مظالم کی داستان اور قریش کی بدعہدی کے واقعات سننے کے بعد ایک قاصد مکہ مکرمہ بھیجا قریش کو تین شرائط پیش کیں کہ ان میں کوئی ایک قبول کر لی جائے۔

(۱) مقتولین بنو خزاعہ کا خون بہا ادا کیا جائے۔ (۲) قریش بنو بکر کی حمایت چھوڑ دیں۔ (۳) اعلان کیا جائے کہ معاہدہ صلح حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

قریش نے جوش میں آکر تیسری شرط قبول کر کے معاہدہ کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔

(۵) تجدید معاہدہ کی ناکام کوشش:

(UNSUCCESSFUL EFFORT TO RENEW TREATY)

جب قاصد مکہ سے واپس لوٹا تو قریش کو اندیشہ ہوا کہ مبادا مسلمان مکہ پر حملہ نہ کر دیں اس لئے انہوں نے فوراً ابو سفیان کو تجدید معاہدہ کے لئے مدینہ بھیجا تا کہ تجدید معاہدہ کی کوئی صورت نکل آئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ قریش کی بدعہدیوں سے بہت تنگ آچکے تھے، اس لئے آپؐ نے صاف انکار کر دیا پھر اس نے حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ سے تجدید معاہدہ کی غرض سے گفتگو کی مگر اسے ناکام واپس لوٹنا پڑا۔

فتح مکہ کے اہم واقعات پر روشنی ڈالیئے۔

(IMPORTANT INCIDENTS OF CONQUEST OF MAKKAH)

(۱) مکہ پر حملہ کی تیاری: (ATTACK ON MAKKAH)

ابوسفیان کی ناکام واپسی کے فوراً بعد مسلمانوں کو خفیہ طور پر تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ اپنے حلیف قبائل کو بھی اس سلسلے میں تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ احتیاط بھی کی کہ اہل مکہ کو بالکل خبر نہ ہونے پائے۔

مکہ کی طرف روانگی: (MARCH TOWARDS MAKKAH)

جب تیاری مکمل ہوگئی تو آپ ﷺ ۱۰۔ رمضان المبارک ۸ ہجری بمطابق ۶۳۰ء دس ہزار کا لشکر جرار لیکر مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں حلیف قبائل کے دستے بھی شامل ہوتے گئے راستہ میں حضرت عباس ؓ ملے جو ہجرت کر کے مدینہ آ رہے تھے انہیں بھی لشکر میں شامل کرلیا گیا۔

یہ لشکر اسلام مکہ کے قریب ایک منزل کی مسافت پر وادی مرالظہر ان میں قیام پذیر ہوا مختلف دستے دور دور تک پھیل گئے۔ رات کو مجاہدین کو اپنے خیموں کے سامنے آگ جلانے کا حکم دیا گیا تا کہ دشمن پر دہشت اور خوف طاری ہو جائے۔ قریش کو مسلمانوں کی اچانک آمد کا پتہ چلا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ ابوسفیان تحقیق حالات کے لئے رات کے وقت باہر نکلا تو خیمہ نبویؐ کے محافظ دستہ نے اسے گرفتار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ اور چند دیگر جانبازوں نے ابوسفیان کی گردن پر تلوار آزمانے کی اجازت چاہی لیکن رحمت دو جہاں نے اپنے چچا حضرت عباس ؓ کی سفارش پر عفو و درگزر سے کام لیا۔ اس حسن سلوک کا یہ اثر ہوا کہ ابوسفیان مسلمان ہوگیا۔

(۲) اسلامی لشکر کا مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخلہ:

(SUCCESSFUL ENTRY OF MUSLIM ARMY IN MAKKAH)

دوسری صبح عسا کر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئے ہر قبیلہ اپنے اپنے جھنڈے کے ساتھ گزر رہا تھا نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ خدا کا پیغمبر جس نے اپنے چند

مٹھی بھر ساتھیوں کے ہمراہ رات کی تاریکی میں مظلومانہ انداز میں اپنے گھر کو چھوڑا تھا۔ آج دس ہزار جانباز لیکر فتح ونصرت خداوندی کا علم بلند کئے شان شوکت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہا تھا۔

ابوسفیان ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا ہوکر اسلام کے لشکر عظیم کی ہیبت سے سہا جا رہا تھا۔

اہل مکہ کو آج اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے ان مظلوموں پر توڑے ہوئے ظلم آج انکی آنکھوں کے سامنے نظر آرہے تھے۔ انہیں اپنا بدترین انجام دکھائی دے رہا تھا چند لمحوں بعد ان کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان:

(AN ANNOUNCEMENT OF PROPEHT)

فاتح اعظم کے اہم اعلانات غور کرنے کے قابل ہیں۔

(۱) ایسے شخص پر ہتھیار نہ اٹھایا جائے جو حرم پاک میں داخل ہو جائے۔ (۲) جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۳) جو شخص ابوسفیان اور حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے تو پناہ دی جائے۔

اس اعلان کے بعد تمام مکہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا کہیں کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہ ہوئی اور خانہ کعبہ پر فتح کا جھنڈا لہرادیا گیا۔ ایک مقام پر عکرمہ بن ابی جہل اور اس کے کچھ ساتھیوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے دستے کو روکنے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں ۱۲ کافر ہلاک اور ۳ مسلمان شہید ہو گئے۔

(۳) بیت اللہ کی تطہیر: (BREAKING IDOLS)

مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی آپؐ سب سے پہلے بیت اللہ میں تشریف لائے۔ اس وقت بیت اللہ میں تین سو ساٹھ کے قریب بت رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے تطہیر کعبہ کی طرف توجہ دی۔ اسے بتوں سے پاک کیا بت توڑتے جارہے تھے آپ ﷺ زبان مبارک سے یہ آیت کریمہ پڑھتے جارہے تھے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ (بنی اسرائیل: 81)

ترجمہ: ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے کی چیز ہے۔''

(۴) خطبہ فتح مکہ: (ADDRESS)

تطہیر کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ صحن کعبہ میں تشریف لائے یہاں بڑے بڑے دشمنان اسلام موجود تھے یہاں وہ بھی تھے جنہوں نے اسلام کو مٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا وہ بھی جنہوں نے آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے تھے۔ وہ بھی تھے جنہوں نے راستے میں کانٹے اور گندگی کے ڈھیر لگائے تھے وہ بھی تھے جو گالیاں دیکر خوش ہوتے تھے۔ وہ بھی تھے جنہوں نے دندان مبارک شہید کئے وہ بھی جنہوں نے شعب ابی طالب میں محصور کیا وہ بھی تھے جنہوں نے مسلمانوں کو تپتی ریت اور انگاروں پر لٹایا۔ آج سب کی نگاہیں شرم سے جھکی ہوئی تھیں اور سب کے سر اوپر نہیں اٹھ رہے تھے اور اپنے انجام سے خوف کھا رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اے قوم قریش! آج خدا تعالیٰ نے جاہلیت کا غرور اور قومی فخر کو مٹا دیا ہے۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔ اللہ فرماتا ہے: لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد عورت سے پیدا کیا ہے۔ مختلف قبائل میں اس لئے بانٹا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عزت زیادہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔"

(۵) اعلان معافی: (GENERAL FORGIVENESS)

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تمہیں معلوم ہے کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ یہ سن کر سب سہم گئے پھر عاجزی اور انکساری سے پکارے آپؐ شریف بھائی ہیں اور شریف باپ کے بیٹے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ O

ترجمہ: "جاؤ تم آزاد ہو! آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔"

حضرت حمزہؓ کے قاتل ہندہ اور وحشی کو بھی معافی دی گئی۔ اپنی صاحبزادیؓ پر حملہ آور

ہونے والے حبار ابن اسود کو بھی معاف کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر لوگ جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے قریش کے علاوہ دیگر قبائل بھی اسلام لے آئے کوہ صفا پر بیٹھ کر لوگوں سے اسلام کی بیعت لی۔ پندرہ دن قیام کے بعد مدینہ واپس تشریف لائے۔

(٦) فتح مکہ کی اہمیت:
(IMPORTANCE OF CONQUEST OF MAKKAH)

فتح مکہ تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے انقلابات عالم میں اس انقلاب کی نظیر نہیں ملتی۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی معمولی سا انقلاب برپا ہوتا ہے تو خون کی ندیاں بہہ جاتی ہیں۔ دشمنوں سے انتقام لینے کی انتہا ہو جاتی ہے۔ انقلابیوں کے مظالم کی داستان سن کر روح انسانیت کانپ اٹھتی ہے لیکن فتح مکہ دراصل عرب کا وہ شاندار انقلاب تھا جس میں صرف ٢ مسلمان شہید ہوئے اور حملہ آور 12 کافر وہ بھی اپنی کم عقلی کے باعث قتل ہوئے۔ یہ وہ انقلاب تھا جس میں تڑپتی انسانیت کو تسکین حاصل ہوئی عفو و رحم کی پیاسی انسانیت نے مصلح اعظم اور فاتح اعظم کے دریائے رحمت سے سیرابی حاصل کی۔ دراصل یہ اس معاشرتی مذہبی، سیاسی، اور اقتصادی انقلاب کی تکمیل تھی جس کا اسلام علمبردار ہے۔

فتح مکہ کے کیا نتائج مرتب ہوئے بیان کریں۔
(DESCRIBE RESULTS OF CONQUEST OF MAKKAH)

(١) تطہیر بیت اللہ: (BREAKING OF IDOLS)

بیت اللہ جسے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے خدائے وحدہ لاشریک کی تعظیم اور عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا۔ یہ گھر اب کفر و شرک کا مرکز بن گیا تھا مکہ فتح کر کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بتوں کو توڑ دیا اب یہ گھر طواف اور عبادت کے لئے خالص ہو گیا۔

(٢) فتح اسلام: (VICTORY OF ISLAM)

قریش کے مذہبی اور سیاسی راہنما مسلمان ہو گئے انہیں دیکھ کر بہت سے وہ حلیف

قبائل جو قریش کی دوستی میں مسلمان نہیں ہو رہے تھے اب ان کے لئے قبولِ اسلام کے لئے راستے کھل گئے۔ انہوں نے مدینہ آ کر اسلام قبول کرنا شروع کر دیا مختلف قبائل وفود کی شکل میں مسلمان ہونے لگے اس لئے اس سال کو عام الوفود کہا جاتا ہے چنانچہ فتح مکہ کو فتح اسلام کہا جاتا ہے۔

(۳) سیادت کا مرکز: (CENTRE OF LEADERSHIP)

مکہ عرب کا مذہبی ثقافتی، سیاسی اور تجارتی مرکز تھا اس کی فتح سے مسلمانوں کو تمام قبائل پر سیادت اور فوقیت حاصل ہوگئی۔ اسلام کے اولین دور کے مسلمانوں کو آج مسلمان ہونے والوں پر صف اول کی قیادت حاصل ہوگئی فتح مکہ دراصل اسلامی سیادت اور قیادت کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

(۴) حق وصداقت کی فتح: (VICTORY OF TRUTH)

فتح مکہ نے ثابت کر دیا کہ حق ہمیشہ فاتح ہوتا ہے۔ اور باطل ہمیشہ مفتوح کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام عالم کفر حق وصداقت آپ ﷺ کے معجزات، دلائل اور حقائق کو ذہنی طور پر تسلیم کر چکا تھا لیکن ان کا جاہلی غرور، قومی تعصب اور جھوٹی خاندانی سیادت انہیں مسلمان ہونے سے مانع تھی آج باطل اپنی تمام تر سرد سامانیوں کے باوجود دم دبا کر راہ فرار اختیار کر چکا تھا حق و صداقت کا یہ علم ڈنکے کی چوٹ پر عظمت ورفعت کے مینار پر لہرا رہا تھا۔

(۵) بیرون عرب اسلام کا فروغ:

(PROPAGATION OF ISLAM)

رسول کائنات ﷺ کو تمام دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا لیکن قریش مکہ کی مخالفانہ اور معاندانہ سرگرمیوں کی وجہ سے ابھی تک آپ ﷺ کو بیرون عرب اشاعت اسلام کے لئے مؤثر اقدامات کے مواقع میسر نہ تھے فتح مکہ سے پورا عرب اسلام کے جھنڈے تلے متحد ہو گیا۔ اب ایسی مستحکم اسلامی ریاست وجود میں آ چکی تھی جو عرب سے باہر اپنا علم لہرا سکتی تھی۔ قیصر و کسریٰ کی ناپائیدار حکومتوں نے اس کے راستے میں مزاحم ہونے کی کوشش کی لیکن اس نہ تھمنے والے سیلاب کے سامنے خس وخاشاک کی طرح بہہ گئیں۔

فتح مکہ کے بعد اسلام ایک زبردست قوت بن کر عرب سے باہر پھیلنے لگا۔

غزوہ حنین کے اسباب، واقعات اور نتائج بیان کریں۔ (شوال 8 ہجری) 630ء

(CAUSES INCIDENTS & OUTCOMES OF BATTLE OF HUNAIN)

تعارف: (INTRODUCTION)

غزوہ حنین فتح مکہ کے فوراً بعد رونما ہوا تاریخ اسلام کا اولین معرکہ تھا کہ جس میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی اور سامان جنگ بھی وافر تھا اور کافروں کی تعداد تین چار ہزار کے لگ بھگ تھی اس سے قدرتی طور پر بعض مسلمانوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ فتح سے ہمکنار ہو نگے۔ لیکن ابتدائی نتیجہ اس کے برعکس نکلا جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

وجہ تسمیہ: (REASON OF TITLE)

حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے چونکہ یہ جنگ اسی مقام پر لڑی گئی اس لئے اسے غزوہ حنین کہتے ہیں۔ یہ جنگ یکم شوال سن آٹھ ہجری میں واقع ہوئی یہ جنگ مشہور قبیلہ بنو ہوازن کے ساتھ ہوئی۔

اسباب: (CUASES)

فتح مکہ کے بعد اسلامی فتوحات کا دائرہ کار بہت وسیع ہوتا چلا گیا کیونکہ بہت سے قبائل مسلمان ہو چکے تھے۔ قبیلہ بنو ہوازن اور ثقیف دو ایسے قبائل تھے جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اس لئے ان فتوحات کا ان پر الٹا اثر پڑا بنیادی طور پر یہ دونوں قبیلے بڑے جنگجو اور بہادر تھے اور اسلامی فتوحات کو اپنی شکست سمجھتے تھے۔ اسلام کو جس قدر غلبہ ہوتا یہ اور زیادہ پریشان ہوتے کہ کہیں ان کی ریاست اور امتیاز کا خاتمہ نہ ہو جائے خاص طور پر فتح مکہ کے بعد دونوں بڑے قبائل ہوازن اور ثقیف کے رؤسا نے یہ جان لیا کہ اب ان کی باری بھی آنے والی ہے۔

قرارداد: (RESOLUTION)

اس ڈر کی وجہ سے قبیلہ ہوازن اور ثقیف کے سرداروں نے باہمی مشورہ کر کے ایک قرارداد پاس کی مکہ میں جو مسلمان آباد ہیں ان پر حملہ کر دیا جائے تا کہ ہماری شان و شوکت ویسے ہی برقرار رہے اور مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے۔

عورتوں اور بچوں کی شمولیت:

(INVOLVEMENT OF WOMEN & CHILDREN)

ہوازن اور ثقیف کے سرداروں کے درمیان جو قرارداد پاس ہوئی اس میں اس بات کو بھی طے کیا گیا کہ میدانِ جنگ میں ہر قبیلہ اپنے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے کر آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر عورتیں اور بچے ساتھ ہونگے تو ان کی حفاظت کیلئے لوگ اپنی جانیں بھی قربان کر دیں گے۔

درید بن صمہ کا واقعہ:

(INCIDENT OF DURAID BIN SAMA)

یہ شخص عرب کا مشہور شاعر اور سردار تھا بہت بوڑھا ہو چکا تھا جنگی فنون کا بہت ماہر تھا خود جنگ نہیں کر سکتا تھا لیکن مشورہ کیلئے کفار نے اسے اپنے ساتھ رکھا اسی کے مشورہ سے اوطاس کے مقام کو جنگ کیلئے منتخب کیا گیا کیونکہ اس جنگ میں تمام قبائل نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنے اہلِ وعیال کو بھی میدان جنگ میں لے کر جائیں گے کہ ان کی وجہ سے کوئی بھی شخص پیچھے نہیں ہٹ سکے گا۔ لیکن درید بن صمہ نے کہا کہ جب پاؤں اکھڑ جاتے ہیں تو پھر کوئی بھی چیز نہیں روک سکتی کیونکہ اگر شکست ہوئی تو عورتوں اور بچوں کی وجہ سے اور بھی زیادہ ذلت کا سامنا کرنا پڑیگا اس لیئے درید بن صمہ نے مشورہ دیا کہ عورتوں اور بچوں کو واپس بھیج دیا جائے لیکن اس کے مشورہ کو قبول نہ کیا گیا اس لیئے وہ واپس چلا گیا۔

واقعات (INCIDENTS)

(۱) حضورﷺ کی تیاری: (PREPARATION OF PROPHET)

حضورؐ کو ان تمام واقعات کا علم تھا لیکن پھر بھی آپؐ ان واقعات کی تصدیق کیلئے ابو حدرد اسلمیؓ کو روانہ کیا وہ جاسوس بن کر آئے اور کئی روز تک فوج میں رہ کر تمام حالات کی تحقیق کی اور حضورﷺ کو مطلع کیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجبوراً مقابلہ کیلئے تیاری کی۔

(۲) سامانِ جنگ: (ARMS & WEAPONS)

سامانِ جنگ کیلئے قرض کی ضرورت پیش آئی چنانچہ عبداللہ بن ربیعہ جو کہ ابو جہل کے

سوتیلے بھائی تھے وہ بہت دولت مند تھے۔ حضورؐ نے ان سے تیس ہزار درہم قرض لیا اسی طرح مکہ کا رئیس اعظم صفوان بن امیہ مہمان نوازی میں بہت مشہور تھا۔ اگرچہ اسلام نہیں لایا تھا۔ حضورؐ نے اس سے اسلحہ جنگ مستعار مانگے چنانچہ اس نے سو زرہیں ان کے لوازمات پیش کئے۔

(۳) حنین روانگی: (DEPARTURE)

چنانچہ ذیعقد 8 ہجری مطابق جنوری وفروری 630ء اسلامی فوجیں حضورؐ کی رہنمائی میں حنین کی طرف روانہ ہوئیں۔ چونکہ اسلامی فوج کی تعداد بارہ ہزار تھی اسی تعداد کو دیکھتے ہوئے بعض صحابہ کی زبان سے یہ لفظ نکل گیا کہ آج ہم سے کون جیت سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات پسندیدہ نہ تھی۔

آغاز جنگ (START OF BATTLE)

(۱) جنگی مقامات پر قبضہ:

(IMPORTANT POSTS WERE OCCUPIED)

کفار نے پہلے ہی معرکہ گاہ پر پہنچ کر جنگی نقطہ نگاہ سے اہم مقامات پر قبضہ کر لیا اور تیر اندازوں کے دستے گھاٹیوں اور دروں میں تعینات کر دیئے تا کہ مسلمانوں پر حملہ آسانی سے کیا جا سکے۔

(۲) مسلمانوں پر حملہ: (ATTACK ON MUSLIMS)

جیسے ہی آپؐ وادی تہامہ سے گزرتے ہوئے حنین میں داخل ہوئے دشمن گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے اچانک حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا حضور ﷺ دُلدُل نامی سفید خچر پر سوار تھے اور دشمن حضور ﷺ کے قریب پہنچ چکا تھا

(۳) ابتداء میں شکست: (DEFEAT IN THE START)

ایک تو دشمن پہلے ہی سے گھات لگائے بیٹھا تھا اور پھر کچھ مسلمان فوج کی تعداد زیادہ ہونے پر بھی ان کو فخر تھا اور اس زیادہ تعداد کی وجہ سے انکا خیال تھا کہ آج ہم سے کوئی بھی نہیں جیت سکتا۔ جبکہ فتح کا انحصار صرف اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہے۔

(۴) وجہ شکست: (CAUSES OF DEFEAT)

ابتدائی شکست کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ مسلمانوں کے دلوں میں زیادہ تعداد کو دیکھ کر فخر پیدا ہو گیا کچھ لمحہ کیلئے ان کے دل میں یہ خیال ہوا کہ فتح کا انحصار تعداد پر ہے اور یہ بات اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں لیکن اس کے علاوہ اور بھی کئی وجوہات ہیں۔

(۵) جدید الاسلام نو جوان: (IMMATURE YOUTH OF ISLAM)

اس جنگ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو کہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ان کے اندر ابھی وہ ایمانی قوت پیدا نہیں ہوئی تھی جو کہ جنگ کے اندر ہونی چاہیئے۔ اس لئے دشمن کا حملہ ہوتے ہی ان کے قدم اکھڑ گئے۔

(۶) مالِ غنیمت: (BOOTY)

حدیث صحیح میں ہے کہ مسلمانوں کو پہلے کامیابی ہوئی تو لوگ مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے جس کی وجہ سے موقع پا کر دشمن کے تیراندازوں نے دوبارہ تیر برسانا شروع کر دیئے جس کی وجہ سے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔

(۷) حضورؐ کی بے مثال شجاعت: (MATCHLESS BRAVERY)

آپؐ ان حالات میں اللہ اکبر کہتے ہوئے آگے بڑھے آپؐ کے اس نعرے سے تقریباً سو صحابہ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے اور دشمن پر حملہ آور ہوئے اس طرح بظاہر یہ شکست فتح میں تبدیل ہو گئی۔ حضورؐ یہ فرما رہے تھے کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور اللہ کا رسول ہوں اس میں کوئی شک نہیں آپؐ کے حکم پر حضرت عباسؓ نے انصار و مہاجرین کو پکارا سب لوگ یہ آواز سن کر لوٹے اس طرح میدان جنگ پھر سے مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔

(۸) دشمن کی شکست اور گرفتاری:

(DEFEAT OF THEY ENEMY & WERE)

مسلمان ایک تازہ دم جذبہ سے پھر میدان میں اترے تو دشمن ان کی تاب نہ لا سکا میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا اوطاس اور طائف میں جا کر چھپ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا کتب تاریخ میں مسلمانوں کے اس تعاقب کو غزوہ اوطاس اور غزوہ طائف کے نام سے

بیان کیا جاتا ہے درید قتل ہوا اور بھاگتے کافروں کو مسلمانوں نے گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

(۹) اسیرانِ جنگ سے حسنِ سلوک:

(EXCELLENT BEHAVIORU WITH PRISONERS)

قیدیوں کی تعداد ہزاروں میں تھی اس میں حضورؐ کی رضاعی بہن حضرت شیماء بھی تھیں۔ حضورؐ نے بچپن میں ان کی کمر پر کاٹ لیا تھا وہ نشان انہوں نے حضورؐ کو دکھایا حضورؐ پہچان گئے اور آبدیدہ ہو گئے اور نہایت اکرام سے پیش آئے۔

(۱۰) طائف کا محاصرہ اور حضورؐ کی واپسی:

(RETURN OF PROPHET (PBUH)

غزوہ سے فارغ ہو کر آپؐ نے طائف کا محاصرہ کیا کیونکہ بنو ثقیف اور حنین کی شکست خوردہ فوج مسلمانوں پر بھرپور حملوں کی تیاری کر رہی تھی۔ آپؐ نے تقریباً بیس دن طائف کا محاصرہ رکھا اور اسلامی فوج نے پہلی مرتبہ منجنیق کا استعمال کیا آپؐ نے اہل طائف کی ہدایت کی دعا کی اور محاصرہ اٹھالیا۔

(۱۱) مالِ فے کی تقسیم: (DISTRIBUTION OF BOOTY)

صلح کے بعد دشمن سے جو مال حاصل ہوا اسے مالِ فے کہتے ہیں اور اس کی تقسیم کا کل اختیار سپہ سالار کو حاصل ہوتا ہے۔ آپؐ نے مؤلفۃ القلوب یعنی نومسلم لوگوں کو زیادہ مال دیا بعض مسلمانوں کو یہ بات سمجھ نہ آئی تو حضورؐ نے فرمایا لوگو کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ یہ نومسلم اپنے گھروں کو جاتے وقت بھیڑ، بکریاں لے جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔

نتائج (OUTCOMES)

اس غزوہ کے درج ذیل نتائج مرتب ہوئے۔

☆ اندرونِ عرب اسلام کے خلاف کوئی طاقت میدان میں نہ رہی۔

☆ ابتدائی شکست سے مسلمانوں کی یہ تربیت ہوئی کہ جنگ میں فتح و شکست کا دارومدار جذبہ ایمان پر ہے نہ کہ ظاہری قوت پر۔

☆ بہت سا مالِ غنیمت اور مالِ فے ہاتھ آیا۔

☆ بعض پیچھے رہ جانے والے کفار بھی اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ اس سے

پورے جزیرہ نما عرب میں کوئی کافر باقی نہ رہا یا انہوں نے اسلام قبول کرلیا یا وہ ملک چھوڑ گئے۔

☆ اندرون عرب مسلمانوں کا یہ آخری غزوہ تھا اس کے بعد غزوہ موتہ اور تبوک باقاعدہ سرحدوں پر جا کر عیسائیوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔

غزوہ تبوک کے اسباب' واقعات اور نتائج بیان کریں۔ (رجب 9 ہجری) 630ء

(CAUSES INCIDENTS & RESULTS OF BATTLE OF TABUK)

غزوہ تبوک سن 9 ہجری بمطابق نومبر 630ء میں واقع ہوا یہ حضورؐ کا آخری غزوہ تھا جس میں عملاً جنگ کرنے کی نوبت تو نہ آسکی لیکن یہ ایک سخت ترین سفر اور آزمائش تھی۔

وجہ تسمیہ: (RESAON OF TITLE)

تبوک مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے کیونکہ اس جنگی مہم میں حضورؐ نے یہاں قیام فرمایا اسی مناسبت سے اسے غزوہ تبوک کہا جاتا ہے۔

اسباب (CAUSES)

(۱) جنگ موتہ: جمادی الاوّل 8ھ/630ء

(BATTLE OF MOUTAH)

غزوہ تبوک کا بنیادی سبب جنگ موتہ تھی۔ حضورؐ نے صلح حدیبیہ کے بعد شام کے سرحدی علاقوں کے حاکم شرحبیل بن عمرو کو ایک دعوتی خط لکھا۔ اور حارث بن عمیرؓ کو یہ خط دے کر شرحبیل کی طرف روانہ کیا۔

(۲) حارث بن عمیرؓ کا قتل:

(MURDER OF HARIS BIN UMAIR)

شرحبیل نے حضورؐ کے دعوتی خط کو قبول نہ کیا بلکہ حارث بن عمیرؓ کو قتل کرادیا گویا کہ یہ کھلا اعلان جنگ تھا۔

(۳) مسلم فوج کی روانگی: (DEAPRTURE OF MUSLIM ARMY)

حارث بن عمیرؓ کا بدلہ لینے کیلئے حضورؐ نے تین ہزار کا لشکر شام کی طرف بھیجا زید بن حارثہؓ، جعفر طیارؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کو بالترتیب سپہ سالار مقرر کیا گیا۔

(۴) دشمنانِ اسلام سے لڑائی: (FIGHT AGAINST ENEMIES)

اس معرکہ میں مسلمان فوج کے تینوں سپہ سالار شہید ہو گئے اس مشکل وقت میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلم فوج کی کمان سنبھالی اور ایک لاکھ دشمن فوج سے اس تین ہزار لشکر کو بچا لائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی اس مدبرانہ صلاحیت کو دیکھتے ہوئے حضورؐ نے انہیں سیف اللہ کے لقب سے نوازا۔ آئندہ سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فوج کی قیادت فرمائی اس طرح غزوہ موتہ کے جواب میں غزوہ تبوک رونما ہوا۔

واقعات (INCIDENTS)

(۱) فوجی تیاری: (REPARTAION OF ARMY)

یہ رومی سلطنت کے ساتھ براہِ راست جنگ تھی غسانی خاندان جو قیصر روم کی طرف سے شام کا حاکم تھا اس نے مسلمانوں کے خلاف زبردست فوج تیار کی۔

(۲) تیس ہزار لشکر اسلام کی روانگی: (DEPARTURE OF ARMY)

اس جنگی تیاری کی اطلاع حضورؐ کو ملی تو آپؐ نے تیس ہزار کا لشکر تیار کیا اس غزوہ میں ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر کا سارا مال اور حضرت عمرؓ نے اپنا آدھا مال دیا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو مدینہ پر امیر مقرر کیا اور خود لشکر اسلام کے ساتھ تبوک تشریف لے گئے۔

(۳) منافقین کی سازش: (HYPOCRITE'S PLAN)

منافقین نہ صرف خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے بلکہ انہوں نے عام مسلمانوں کے اندر بھی خوف و ہراس پھیلایا اور فوج کی حوصلہ شکنی کی۔

(۴) تبوک آمد: (ARRIVAL IN TABUK)

تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ غسانی خاندان کی جنگی تیاری کی خبر زیادہ درست نہ تھی البتہ ان سرداروں نے مسلمانوں کے خلاف سازشیں تیار کی تھیں۔

(۵) کامیاب فوجی مہم: (SUCCESSFUL ARMY MOVE)

حضور ﷺ نے تبوک پہنچ کر بیس دن قیام فرمایا روم کا بادشاہ ہرقل اگرچہ شام میں موجود تھا لیکن وہ مقابلہ پر نہ آیا مسلمانوں کی یہ فوجی مہم بہت کامیاب رہی سرحدی علاقوں پر رہنے والے عیسائیوں سے مسلمانوں نے معاہدہ امن کیا اس طرح یہ خطرہ بہت حد تک ٹل گیا۔

(۶) تین اصحاب کا شرکت نہ کرسکنا:

(ABSENCE OF THREE COMPANIONS)

منافق تو اس غزوہ میں پیچھے رہ ہی گئے تھے لیکن تین سچے مسلمان صحابہ اپنی بشری کمزوری کی بنا پر حضورؐ کے ساتھ نہ جاسکے جن میں حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ شامل تھے۔

(۷) سوشل بائیکاٹ: (SOCIAL BOYCOTT)

غزوہ سے واپسی پر منافقین نے جھوٹی قسمیں اٹھا کر بظاہر حضورؐ کو مطمئن کر دیا لیکن ان تین اصحاب کا پچاس روز تک سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا پھر قرآن حکیم کی سورۃ توبہ میں ان کی قبولیت توبہ کا ذکر ہے اور ساتھ ہی غزوہ تبوک پر قرآن حکیم میں اس سورۃ میں بہترین تبصرہ کیا گیا ہے۔

اثرات ونتائج

(EFFECTS & OUTCOMES)

اگرچہ عملاً مسلمانوں کی عیسائیوں سے جنگ نہ ہوئی لیکن اس کے باوجود یہ بہت آزمائش کی گھڑی تھی قرآن حکیم نے سورۃ توبہ میں اسے "ساعة عسره" کہا گیا یعنی مشکل ترین گھڑی اسلامی تاریخ میں اس کے درج ذیل اثرات مرتب ہوئے۔

(۱) دھاک بیٹھنا: (FEAR OF MUSLIMS)

دنیا کی عظیم ترین سلطنت رومہ پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔

(۲) امن معاہدہ: (TREATY OF OEACE)

سرحدی علاقوں میں آباد غیر مسلموں سے امن معائدہ کیا گیا جس سے مدینہ کا دفاع مضبوط ہوا۔

(۳) منافقین کے کردار کی وضاحت:

(THE ROLE OF HYPOCRITES WAS EXPOSED)

اس غزوہ میں سچے مؤمنین اور منافقین کھل کر سامنے آ گئے اور منافقین کی مذمت میں سورہ منافقوں اور سورۃ توبہ کی آیات نازل ہوئیں۔

(۴) بین الاقوامی جنگی تجربات:

(INTERNATIONAL ADVENTURES OF WAR)

اب تک مسلمانوں کی جنگیں اندرون عرب تک محدود تھیں۔ اس غزوہ سے مسلمانوں کو بین الاقوامی جنگی تجربات حاصل ہوئے۔

جہاد نہ کرنے کی مذمت:

(CONDEMNATION OF NO SPIRIT FOR JEHAD)

اس غزوہ میں چونکہ تین اصحاب بغیر کسی وجہ کے شرکت نہ کر سکے تو ان کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا ان تین مخلص صحابہ کے سوشل بائیکاٹ سے جہاد میں پیچھے رہنے کی مذمت ثابت ہوئی جس سے جہاد کی اہمیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ:

(LAST GHAZWA OF HOLY PROPHET (PBUH)

یہ فوجی مہم حضورؐ کا آخری غزوہ ثابت ہوئی۔ اور اس کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی لیکن آپؐ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں شہداء موتہ (زید بن حارثہ، جعفر طیار اور عبداللہ بن رواحہؓ) کا عیسائیوں سے قصاص لینے کے لئے ایک لشکر تیار کیا جس کے سپہ سالار حضرت اسامہ بن زیدؓ تھے اس لشکر کی روانگی کی حضورؐ نے سخت تاکید فرمائی تھی حضورؐ انتقال فرما گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالتے ہی لشکر اسامہ کو روانہ کیا اس طرح غزوہ تبوک کی تکمیل عہد صدیقی میں جا کر ہوئی۔

خطبہ حجۃ الوداع کو اسلامی تعلیمات کا نچوڑ کہا جاتا ہے مفصل نوٹ تحریر کریں۔ 10 ہجری 632ء

(BACKGROUND OF HAJJAT UL WIDA)

جب عرب کے تمام قبائل نے دعوت حق کو قبول کرلیا اور عرب نور اسلام سے منور ہو گیا اور تمام عالم کی رہنمائی کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی تو قرآن مجید کی یہ ایک سورۃ نازل ہوئی:۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

"مدد آچکی اور فیصلہ پہنچ چکا اور تم نے دیکھ لیا لوگ خدا کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں خدا کی حمد کی تسبیح پڑھو اور اس سے مغفرت طلب کرو! اور خدا توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

ان آیات کے نزول کے ساتھ ہی آپؐ کو اندازہ ہو گیا کہ آپ ﷺ کا کام اب ختم ہو چکا ہے اب دنیا میں مزید قیام کی ضرورت باقی نہیں رہی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۰ ہجری میں حج کرنے کا فیصلہ کرلیا اور تمام قبائل کو اطلاع دے دی تاکہ تمام مسلمانوں کو دین اور اخلاق کے تمام بنیادی اصول سمجھا دیئے جائیں حج کی اطلاع ملتے ہی کثیر تعداد میں لوگ آپ ﷺ کے ہمراہ حج پر جانے کے لئے مدینہ آ گئے۔

مدینہ سے روانگی: (DEPARTURE FROM MADINA)

چنانچہ 26 ذیقعد 10 ہجری کو مدینہ سے روانہ ہو گئے روانگی کے وقت ۹۰ ہزار آدمی آپ ﷺ کے ساتھ تھے راستے میں مختلف قبائل کے [illegible] کے ہمراہ چل پڑے اور اس طرح ایک [illegible] ایک لاکھ چالیس ہزار کی تعداد نے اس سال آپ ﷺ کے ہمراہ حج کیا گویا آپ ﷺ کے چاروں طرف انسان ہی انسان تھے آپؐ لبیک فرماتے تو عام مسلمانوں کی صدائے بازگشت سے دشت و جبل گونج اٹھتے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ: (ENTRY IN MAKKAH)

ذوالحلیفہ کے مقام پر قیام کر کے احرام باندھا اور پھر خدا کے رسول ﷺ کا یہ قافلہ ۵ ذوالحجۃ الحرام کو مکہ میں داخل ہوا خانہ خدا پر آپ ﷺ کی نظر پڑی تو فرمایا! اے خدا اس گھر کو اور عزت اور عظمت عطا کر بعد ازاں طواف کیا اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کی پھر کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ لاشریک ہے حکومت ملک اور تمام عزتیں اسی کے لئے ہیں وہ ہی مارتا ہے وہ ہی جلاتا ہے وہ تمام چیزوں پر قادر ہیں۔ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اس نے اپنا وعدہ

پورا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے تمام قبائل کو شکست دی۔

منیٰ اور عرفات: (MINA & ARAFAH)

صفا سے اتر کر مروہ پر تشریف لے گئے یہاں طواف وسعی کی دعا کے بعد ۸ ذوالحجہ کو مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا۔ دوسرے دن یعنی ۹ ذوالحجہ کو فجر کے بعد مسلمانوں کے ساتھ میدان عرفات تشریف لے گئے۔ ذرا دوپہر ڈھلی تو اپنی ناقہ پر سوار ہو کر وہ آخری اور مشہور خطبہ دیا جو تاریخِ اسلام میں خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ اس خطبہ کو تمام اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ کہا جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے چونکہ آخری اور معروف خطبہ دیا اس لئے تاریخ اسلام میں خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے اس کے اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حمد و ثناء: (PRAISE OF ALLAH)

تمام تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اس سے ہی مدد طلب کرتے ہیں اسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اسی کے حضور اظہار ندامت کرتے ہیں۔ ہم اپنے دلوں کو فتنہ انگیزیوں اور اپنے اعمال کی برائیوں کے مقابلے میں اسی کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ ہدایت کی توفیق نہ دے اسے کوئی راہِ راست پر نہیں لاسکتا۔

(۲) رب سے ملاقات: (MEETING WITH ALLAH)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! لوگو تمہیں بہت جلد اپنے رب سے ملاقات کرنا ہے اور تم سب [illegible] اپنے اعمال کا حساب [illegible] ہوگا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ [illegible] ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنے لگ جانا۔

(۳) خوف خدا اور نیکی کی تلقین: (FEAR OF ALLAH & PIETY)

لوگو نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی نئی امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ سال میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوشدلی سے ادا کرو۔ خانہ کعبہ کا حج بجالاؤ اور اپنے صاحب امر حکام کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کے فردوس بریں میں داخل ہو جاؤ گے۔

(۴) توجہ سے سننے کی ہدایت: (LISTEING ATTENTIVELY)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنا آخری خطبہ حجۃ الوداع شروع کیا تو تمام مسلمانوں کو

توجہ سے سننے کی ہدایت کی اور کہا کہ میری بات غور سے سنو شاید میں اگلے سال تمہیں آج کے بعد دوبارہ اس مقام پر نہ مل سکوں۔

(۵) جان و مال کی حفاظت:

(PROTECTION OF LIFE & WEALTH)

حضور ﷺ نے فرمایا لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو تمہیں عنقریب اپنے خدا سے ملنا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

(۶) توحید اور رسالت: (TOHEED & PROPHETHOOD)

اور میں اعلان کرتا ہوں اس حقیقت کا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اعلان کرتا ہوں اس حقیقت کا کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے اللہ کے بندو! میں تم کو اسی کی عبادت کی نصیحت کرتا ہوں اور ترغیب دلاتا ہوں میں آغاز اس بات سے کرتا ہوں جو باعثِ خیر ہے۔

(۷) حرام مہینوں کا تعین: (SACRED MONTHS)

اے لوگو! مہینوں یعنی حرام مہینوں کا ادل بدل کفر کے طرز عمل میں اضافہ ہے اور اس کے ذریعہ سے کفار مزید گمراہی میں پڑتے ہیں یعنی وہ ایک وقت تو کسی مہینے کو حلال کر دیتے ہیں اور دوسرے وقت اس مہینے کو حرام قرار دے دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ آگے پیچھے کر کے خدا کے حرام کردہ مہینوں کی فقط گنتی پوری کر دیں۔ یقیناً آج زمانہ اسی حالت میں آ گیا ہے جو اس وقت بھی تھا جبکہ خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا یعنی اللہ کی بارگاہ میں مہینوں کی تعداد قطعی طور پر بارہ ہے۔ جیسا کہ کتاب اللہ میں ہے۔ اور ان میں چار مہینے حرام ہیں۔

(۱) ذی قعدہ (۲) ذی الحج (۳) محرم الحرام (۴) رجب

(۸) کتاب اللہ اور سنت:

(THE BOOK OF ALLAH & SUNNAH)

امت کی رہنمائی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے حق بات پہنچا دی ہے۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت جو ان دو چیزوں کو مضبوطی سے تھامے رکھے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہوگا۔

(۹) عورتوں کے حقوق: (RIGHTS OF WOMEN)

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو خدا کے نام سے تم نے ان کو بیوی بنایا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے۔ تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں لیکن وہ اگر ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اچھی طرح پہناؤ۔

(۱۰) عالمگیر مساوات: (UNIVERSAL EQUALITY)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تم سب آدم کی اولاد ہو آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت/فوقیت نہیں تمام انسان برابر ہیں تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے۔

(۱۱) امیر کی اطاعت: (OBEDIENCE TO RULER)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کی اطاعت کے بارے میں فرمایا کہ اپنے امیر کی اطاعت کرنا اگر کوئی حبشی غلام بھی تمہارا امیر ہو لیکن وہ اگر قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرے تو تم پر اس کی اطاعت واجب ہے۔

(۱۲) دورِ جاہلیت کا خاتمہ: (END OF PERIOD OF JAHILIAH)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دورِ جاہلیت کی ہر ایک بات میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔ سوائے حاجیوں کو پانی پلانے اور کعبہ کی خدمت گزاری کے جاہلیت کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے۔ یعنی ربیعہ بن حارث کا خون جو بنی ربیعہ میں دودھ پیتا تھا اور بدیل نے اسے مار ڈالا تھا میں چھوڑتا ہوں۔

(۱۳) سود کی حرمت: (PROHIBITION OF USURY)

عرب میں سودی کاروبار بڑے وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا تھا۔ امیر غریب کا خون تک چوسنے کو تیار تھا۔ عملی طور پر مقروض اپنے قرض خواہ کا غلام تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاہلیت کے تمام قسم کے سود کو باطل قرار دیا اور فرمایا سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں عباس بن عبدالمطلب کے سود کو معاف کرتا ہوں۔

(۱۴) تبلیغ کا حکم: (COMAND OF PREACHING)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اب دین مکمل ہو چکا ہے اور

اب تم لوگوں پر لازم ہے کہ میرا دین قیامت تک آنے والوں تک پہنچاؤ یعنی یہ دین قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے لیے ہے۔

(۱۵) شیطان کی مایوسی:

(EVIL POWERS GOT DISCOURAGED)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضورﷺ نے مزید ارشاد فرمایا کہ شیطان اب ہمیشہ کے لئے اسی بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ یہاں کبھی بت پرستی نہ ہو گی صرف ایک خدا کی عبادت ہو گی اور سنت ابراہیمی کے مطابق حج ہو گا۔

(۱۶) تین باتوں کی تاکید: (REMINDER OF THREE POINTS)

حضورﷺ نے خطبہ کے آخر میں تین باتوں کی تاکید کی۔ (۱) عمل میں خلوص۔ (۲) مسلمان بھائی کی خیر خواہی۔ (۳) جماعت میں اتحاد۔ یہ تینوں باتیں سینے کو پاک رکھتی ہیں۔

(۱۷) تکمیل دین:

(CPMPILATION OF DEEN)

جب حضور پاکﷺ خطبہ ارشاد فرما چکے تو مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

"آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔" (المائدہ:3)

....

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت بیان کریں۔

خطبہ حجۃ الوداع تمام اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے اس خطبہ میں آپﷺ نے اسلامی تعلیمات کے اہم خدوخال بیان کر دیئے ہیں اور وہ اسلام کے بنیادی ستون قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

(۱) توحید:

(POLYTHISM (ONENESS)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ کے شروع میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے اللہ کی ذات ہر چیز سے بے نیاز ہے اور مزید صفات خداوندی کا تذکرہ فرمایا۔

(۲) قرآن وسنت کی پیروی: (FOLLOWING QURAN & SUNNAH)

حضور ﷺ نے خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن اور سنت جو ان دونوں کی پیروی کرے گا۔ وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا۔

قرآن پاک اللہ نے حضور ﷺ پر نازل کیا وہ آخری آسمانی کتاب ہے جس میں کوئی غلطی نہیں۔ قرآن و سنت پر عمل کر کے ہی ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

(۳) حریت انسانی و بین الاقوامی انسانی منشور:
(FREEDOM OF HUMANITY & UNIVERSAL MANIFESTO)

یہ خطبہ حریت انسانی کا بین الاقوامی اور بین الانسانی منشور ہے۔ اس میں پہلی مرتبہ نوع انسانی کو مساوات برابری اور مواخات کے زرّیں و ابدی اصول فراہم کیے گئے۔

(۴) انسانوں کو غلامی سے نجات: (MEN ARE FREE FROM SLAVERY)

اس خطبہ نے انسانوں کو انسان کی غلامی سے نجات دلائی اور جو بندے خدائی مسند لینا چاہتے تھے انہیں بلندی سے اتار کر دوسرے انسانوں کے برابر کیا اللہ کے بندے جو ذلت، پستی، ظلم، تشدد اور استحصال کا شکار تھے انہیں ذلت و پستی سے اٹھا کر دوسرے انسانوں کے برابر جگہ دی۔

(۵) سرکشوں کی شکست: (DEFEAT OF HEAD STRONG)

یہ پیغام اسی آخر الزمان کا ہے جسے کمزور سمجھ کر آبائی وطن سے نکال دیا گیا دس سال بعد جب وہ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا تو بڑے بڑے سرکش مغرور اور متکبر سرداران قریش اس کے سامنے شرمندگی سے سر جھکائے کھڑے تھے۔

(٦) عفو و درگزر کا عدیم النظیر مظاہرہ: (FOREGIVENESS)

اس انسان کامل نے عفو و درگزر کا ایسا عدیم النظیر اور ناقابلِ یقین مظاہرہ کیا اور رنگ و نسل کے خوگر قبائلی و نسلی تفاخر کے گرویدہ انسانوں کو غلاموں کی صفوں میں برابر کا درجہ دیتے ہوئے درس مساوات و اخوت دیا اور قیامت تک نوع انسانی کی رشد و ہدایت کے لافانی اصول وضع کر دیئے۔

(۷) اسلامی تعلیمات کا نچوڑ:
(AN ESSENCE OF ISLAMIC TEACHING)

یہ خطبہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اس کا نقطہ آغاز اللہ اور بندے کے درمیان صحیح تعلق کی وضاحت کرتا ہے اور نیکی کی تلقین کرتا ہے۔

(۸) معاشرتی نظام کی راسخ بنیادیں:

(STRONG BASIS SOCIAL SYSTEM)

یہ لافانی خطبہ اسلام کے معاشرتی نظام کی راسخ بنیادیں فراہم کرتا ہے معاشرتی مساوات نسلی امتیاز کا خاتمہ عورتوں اور غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک، ایک دوسرے کے جان و مال کا احترام سکھاتا ہے یہی وہ بنیادیں ہیں جن پر اسلام کا معاشرتی نظام استوار ہے۔

(۹) اقتصادی اور معاشی نظام کا علمبردار: (ECONOMICS SYSTEM)

اس خطبہ نے اقتصادی اور معاشی عدم توازن کے تمام راستے مسدود کر دیئے سود کو حرام قرار دیا ۔سودی نظام سرمایہ دار کا تحفظ اور غریبوں کا استحصال کرتا ہے۔غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے اور سرمایہ دار کی ظلم واستبداد کی چکی میں پس جاتا ہے۔یہ نسل انسانی پر اسلام کا ناقابلِ فراموش احسان ہے جس نے سرمایہ دارانہ نظام کی جڑوں کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔

(۱۰) اقوام عالم کیلئے عظیم منشور: (AN EXAMPLARY MANIFESTO)

سیاسی نقطہ نظر سے یہ خطبہ اسلام ہی نہیں بلکہ تمام اقوام عالم کے لیے عظیم منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔خطبہ وضاحت کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کن اصولوں پر تشکیل پاتی ہے۔یہ نظام جو ہر انسان کے لئے پیغام برکت وراحت ہے اسی بناء پر ڈاکٹر حمید اللہ نے اسے انسانیت کا منشور اعظم قرار دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال

قرآن مجید کی سورہ فتح نازل ہونے کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور لوگوں کے جوق در جوق دین میں داخل ہونے کی طرف اشارہ تھا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محسوس کرلیا کہ اپنے رب کے حضور حاضر ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیمار ہونا:۔

11 ہجری 29 صفر کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ کی غرض سے جنت البقیع کے قبرستان تشریف لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے سے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درد سر شروع ہو گیا۔سر کا درد اس قدر شدید تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر بندھے ہوئے رومال سے بھی حرارت نکل رہی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام ازواج کو حضرت میمونہ ؓ کے گھر پر اکٹھا کیا اور کہا کہ اگر تم سب کی طرف سے اجازت ہو تو مجھے عائشہ کے گھر میں رہنے دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی تکلیف کی حالت میں حضرت عائشہ ؓ کے حجرے میں تشریف لے آئے اور اپنی زندگی کا آخری ہفتہ وہیں قیام فرمایا۔

وصال سے دو دن پہلے مسجد میں آنا:۔

اپنی وفات سے دو دن پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طبیعت میں کچھ بہتری محسوس کی تو ظہر کی نماز کے وقت حضرت علیؓ اور حضرت عباس ؓ کا سہارا لیتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے مت ہٹو اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے برابر بیٹھ کر نماز ادا کی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی اور صحابہؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی تکبیرات پر نماز ادا کی۔

حالت نزع:۔

اچانک طبیعت زیادہ خراب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزع کی حالت طاری ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک حضرت عائشہ ؓ کی جھولی میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار ہاتھ گیلا کرتے اور چہرہ مبارک پر پھیرتے چہرہ مبارک کبھی سرخ ہوتا اور کبھی زرد ہو جاتا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر اللھم رفیق الاعلیٰ کے الفاظ جاری تھے اور اسی حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح 11 ہجری بارہ ربیع الاول کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔

تجہیز و تکفین:۔

بدھ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا گیا بعد میں یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کہاں بنائی جائے۔ جب اس بات پر اختلاف ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سنایا کہ نبی جس جگہ وفات پاتا ہے اسی جگہ اس کی قبر بنائی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ حضرت عائشہ ؓ کے حجرے میں تھے اس لئے اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کھودی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ کی جماعت نہیں ہوئی بلکہ ہر مسلمان نے انفرادی طور پر کمرے میں جا کر نماز جنازہ ادا کی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لحد میں اتارا گیا۔ اس طرح رحمت دو عالم جہان والوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

ازواج مطہرات پر مختصر نوٹ لکھیں:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں حسب ترتیب گیارہ بیویاں تھیں لیکن بعض کے نزدیک انکی تعداد بارہ یا تیرہ تھی۔

(۱) حضرت خدیجہؓ بنت خویلد: (HAZRAT KHADIJA R.A)

حضرت خدیجہؓ سے آپ ﷺ کا نکاح ہجرت سے پہلے ہوا۔ آپ ﷺ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ حضور ﷺ کی اولاد حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تک دوسرا نکاح نہ کیا جب تک وہ زندہ رہیں۔ حضرت خدیجہؓ شادی کے بعد ۲۵ سال زندہ رہیں اور نبوت کے دسویں سال وفات پائی۔ آپؓ کا مزار مبارک مکہ مکرمہ میں ہے۔

(۲) حضرت سودہؓ بنت زمعہ: (HAZRAT SAUDAH R.A.)

حضرت سودہؓ کا پہلا نکاح سکران بن عمروؓ سے ہوا تھا سکران بن عمروؓ اور سودہؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اس کے بعد وہ وفات پا گئے۔ حضور ﷺ نے ماہ شوال میں نبوت کے دسویں سال میں ان سے نکاح کیا۔ ان کی وفات حضرت عمرؓ کے آخری دور میں ہوئی۔

(۳) حضرت عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ: (HAZRAT AYESHA R.A.)

حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں کیا اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر صرف چھ سال سے کچھ زائد تھی اور نکاح کے تین سال بعد یعنی ہجرت کے پہلے سال مدینہ میں رخصتی ہوئی حضرت عائشہؓ حضور کی صحبت میں ۹ برس رہیں گویا حضورؐ کے وصال تک آپ کی عمر تقریباً ۱۸ برس تھی آپؓ نے سترہ رمضان ۵۸ ہجری ۶۳ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپؓ کا مزار جنت البقیع میں ہے ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ان کے سوا تمام ازواج یا تو مطلقہ تھیں یا بیوہ۔

(۴) حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ: (HAZRAT HAFSA R.A.)

حضرت حفصہؓ کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ کے ساتھ ہوا۔ وہ غزوہ بدر میں

زخمی ہو گئے اور بعد میں انہی زخموں کی تاب نہ لا کر جامِ شہادت نوش کر گئے حضور ﷺ نے آپؓ سے ۳ ہجری میں نکاح کیا اور انہوں نے 41 ہجری میں وفات پائی۔

(۵) حضرت زینبؓ بنت خزیمہ:

(HAZRAT ZAINAB BINT KHAZEEMA R.A.)

ان کا تعلق قبیلہ بنو عامر سے تھا آپ کا پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا تھا غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے آپؓ سے نکاح کیا حضرت زینبؓ حضور ﷺ کی زندگی میں ہی چند ماہ بعد وفات پا گئیں یہ بہت سخی تھیں اس لئے ان کا لقب "ام المساکین" تھا۔

(۶) حضرت اُم سلمہؓ: (HAZRAT UMM-E-HABEEBA R.A.)

یہ بیوہ تھیں حضرت ابو سلمہؓ کے نکاح میں تھیں وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے اور یہ بیوہ ہو گئیں۔ ۴ ہجری میں حرم نبوی میں لائی گئیں ام سلمہؓ نے حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد وفات پائی اس وقت انکی عمر ۸۰ سال تھی۔

(۷) حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابو سفیان:

(HAZRAMT UMM-E-HABIBA R.A.)

ان کے پہلے شوہر کا نام عبیداللہ بن جحش تھا انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور مرتد ہو کر وہیں وفات پائی۔ ان دنوں حضور ﷺ نے ام حبیبہؓ کو پیغام نکاح بھیجا اور شرحبیل بن حسنہؓ کے ہمراہ مدینہ آ گئیں شاہ نجاشی نے چار سو دینار طلائی یا چار ہزار درہم مہر بھی خود ہی ادا کیا ام حبیبہؓ کی عمر اس وقت ۳۷ برس تھی ۴۴ ہجری میں وفات پائی۔

(۸) حضرت زینبؓ بنت جحش:

(HAZRAT ZAINAB BINT JASH R.A.)

آپؓ حضور ﷺ کی پھوپھی امیمہؓ کی صاحبزادی تھیں ان کا پہلا نکاح آپ ﷺ کے غلام زید بن حارثہؓ کے ساتھ ہوا تھا لیکن بن نہ سکی اس لئے آپ ﷺ نے حضرت زینبؓ کی دلجوئی کے لئے ۵ ہجری میں ان سے نکاح کر لیا اس وقت حضرت زینبؓ کی عمر ۳۵

سال تھی ۲۰ ہجری میں بعمر ۵۲ سال وفات پائی۔

(۹) حضرت جویریہؓ بنت ابی حارث: (HAZRAT JAVERIA R.A)

آپؓ کا تعلق قبیلہ بنی مصطلق سے تھا۔ آپؓ قبیلہ کے رئیس کی بیٹی تھیں جنگ میں گرفتار ہوکر آئیں آپ ﷺ نے آزاد کر کے اپنے عقد میں لے لیا ۵۶ ہجری میں ۷۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۰) حضرت صفیہؓ: (HAZRAT SAFIA R.A.)

آپؓ جنگ خیبر میں مال غنیمت میں لائی گئیں حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے نکاح کیا ان کے پہلے خاوند کا نام کنانہ تھا۔

(۱۱) حضرت میمونہؓ بنت الحارث:

(HAZRAT MAIMOONA R.A.)

آپؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور خالد بن ولیدؓ کی خالہ تھیں قبیلہ بنو عامر سے تھیں حضور ﷺ نے ۷ ہجری میں عمرۃ القضاء کے موقع پر ان سے نکاح کیا۔ انہوں نے سرف کے مقام پر ۵۱ ہجری میں وفات پائی آپؓ کے پہلے خاوند کا نام مسعود بن عمرو تھا۔

(۱۲) حضرت ماریہ قبطیہؓ:

(HAZRAT MARIA QIBTIA R.A.)

آپؓ مصر سے تشریف لائیں تھیں آپؓ کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے بعض لوگ ماریہ قطبیہؓ کو لونڈیوں میں شمار کرتے ہیں۔

....

اُسوہ حسنہ پر جامع نوٹ قلم بند کریں۔

(COMPREHENSIVE ON EXCELLENT NOTE EXAMPLE SET BY PROPHET (PBUH)

حیات انسانی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے پاکیزہ خدوخال سید البشر حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں نہ ملتے ہوں۔ ریاضت، عبادات، معاشیات، سیاسیات باالفاظ دیگر زندگی کے تمام شعبے اگر کہیں یکجا نظر آئے ہیں تو وہ محسن انسانیت کی ذات اقدس ہے۔ قائد انسانیت خاتم النبیین ؑ حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ پوری کائنات میں آئیڈیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

(ا) ارشاداتِ الٰہی: (QURANIC COMMANDS)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء آیت:107)

''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کو پوری انسانیت کے لیے نمونہ ہدایت قرار دیتے ہوئے فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

''تحقیق تمہارے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رؤف ورحیم ہونے کا یوں ذکر فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

''بلاشبہ تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود ہی تم میں سے ہے۔

''تمہارا مشقت میں پڑنا اس پر گراں گزرتا ہے وہ تمہاری فلاح چاہتا ہے۔ ایمان والوں کے لئے وہ رؤف رحیم ہے۔'' (التوبہ:128)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی برکت کا یوں ذکر فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (الانفال:33)

''اور اللہ ان پر عذاب نہیں کرے گا جب تک آپ ان میں موجود ہیں۔''

اعلیٰ اخلاق کے متعلق فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم آیت:۴)

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر ہیں۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

(SHAH WALI ULLAH SAYS)

جو کوئی شخص حضور ﷺ کے سامنے یکبارگی آجاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو کوئی پاس آبیٹھتا وہ فدائی بن جاتا۔ آپ ﷺ کنبہ والوں اور خادموں پر بہت مہربان تھے۔ حضرت انس ؓ نے دس سال تک آپ کی خدمت کی اس عرصے میں انہیں کبھی اف تک نہ کہا۔

(۲) سادگی اور اخلاص: (SIMPLECITY & SINCERITY)

آپ ﷺ کی زندگی نہایت سادہ تھی آپ ﷺ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ گھر اور باہر کے کسی کام میں شرم محسوس نہیں کرتے تھے اپنے کپڑوں کو خود دھوتے اور اپنے جوتوں کو خود گانٹھ لیتے تھے۔ خانگی امور میں اپنی بیویوں کی مدد کرتے تھے۔ اپنی بکریوں کا دودھ خود دوہتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دیتے تھے ہجرت کے نویں سال ازواج مطہرات نے خانگی امور میں اخراجات کے اضافے کا مطالبہ کیا لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور آپ ﷺ ان سے ایک ماہ تک علیحدہ رہے۔ آخر کار بذریعہ وحی انہیں اسی خرچ پر زندگی بسر کرنے کا حکم ہوا ورنہ طلاق لیکر علیحدہ ہو جائیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر ؓ آپ ﷺ کے کمرے میں تشریف لائے اور ایک چٹائی اس کمرے میں دیکھی جس پر ختم رسل ہادی برحق حضرت محمد ﷺ آرام فرما رہے تھے آپ ﷺ کے بدن مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے۔ یہ عالم دیکھ کر حضرت عمر ؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا:

''قیصر و کسریٰ تو نہروں اور پھلوں کے مزے لوٹیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو کر اس طرح زندگی بسر کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا عمر ؓ کیا تم نہیں چاہتے کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا۔''

(۳) عفو و درگزر: (FORGIVENESS)

حضور ﷺ نے اس دنیا میں عفو و درگزر کی جو مثالیں قائم کی ہیں اس جہان میں ان کی کوئی نظیر نہیں ملتی آپؐ کے عفو و درگزر کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ذات مبارک کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ (۲) جنگ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہو گئے چہرہ اطہر زخمی ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غار میں گر گئے صحابہ کرامؓ نے بد دعا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے لعنت کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ داعی خیر اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اے اللہ تعالیٰ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔''

فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان عام فرمایا:

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف:92)

''آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔''

(۴) صداقت و امانت:

(TRUTHFULLNESS & TRUST WORTHYNESS)

کفار مکہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے اسی وجہ سے نبوت سے پہلے بھی کفار مکہ آپؐ کے پاس اپنے مقدمات لیکر آیا کرتے تھے۔

(i) ایک دن ابو جہل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا لیکن تیری تعلیم پر میرا دل ہی نہیں ٹھہرتا (الشفاء) (ii) صفاء کی پہاڑی پر آپ نے چڑھ کر فرمایا لوگو! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے تمہارے دشمنوں کا ایک لشکر آ رہا ہے تو کیا تم میری بات تسلیم کر لو گے سب نے کہا ہاں بے شک کیونکہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

(۵) عدل و مساوات: (JUSTICE & EQUALITY)

عدل و مساوات اور دیانتداری اور انصاف کے بارے میں آپ ﷺ ایسے اعلیٰ اصول پر قائم تھے دوست دشمن ادنیٰ اعلیٰ امیر غریب عربی عجمی اور اپنے اور پرائے میں کوئی فرق نہ کرتے۔

(۱) حضرت خدیجہؓ الکبریٰ نے آپ ﷺ کی دیانت سے متاثر ہو کر شام میں تجارتی مال لے جانے کی درخواست کی۔ (۲) فاطمہ نامی ایک عورت جو قبیلہ مخزوم سے تعلق رکھتی تھی چوری کے جرم میں پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس لائی گئی۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے سفارش کی لیکن ارشاد ہوتا ہے کہ فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوری کرتی تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے۔ (۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل یہ فرمایا کسی کا کچھ قرضہ مجھ پر ہو تو وہ وصول کر لے کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی تو وہ قصاص لے لے۔

(۶) عفت وحیاداری: (CHASTITY)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرم وحیا کا پیکر تھے۔

☆ ایک صحابی رسول ﷺ کا بیان ہے کہ پردہ نشین لڑکی سے بھی بڑھ کر آپؐ میں حیا تھی۔ (بخاری)

☆ جب کوئی عذر خواہ سامنے آ کر معافی کا طالب ہوتا تو آپ ﷺ شرم سے گردن جھکا دیتے۔ (الشفاء)

☆ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے جسم مبارک کا کوئی حصہ کبھی بھی برہنہ نہیں دیکھا عفت کے متعلق حضور ﷺ فرماتے تھے کہ جاہلیت کی رسموں میں سے کبھی کسی میں حصہ نہیں لیا صرف دو دفعہ ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے خود ہی بچا لیا۔

(۷) ایفائے عہد: (FULFILLING PROMISES)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعدے کے پکے تھے جو بھی وعدہ کرتے اسے پورا کرتے تھے۔ دشمن ہو یا دوست ہر ایک سے کیئے ہوئے وعدہ کو پورا کرتے تھے۔

(۱) صلح حدیبیہ کے معاہدے میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ کا کوئی شخص مدینہ گیا تو اسے واپس کر دیا جائے گا ابھی معاہدہ طے ہو رہا تھا کہ ابو جندلؓ مکہ سے بھاگ کر آپ ﷺ کے پاس آن پہنچا مکہ والوں نے مطالبہ کیا اسے ہمارے حوالے کر دو ابھی معاہدہ پر دستخط نہیں ہوئے تھے لیکن آپ ﷺ نے کہا کہ چونکہ ہم زبانی عہد کر چکے ہیں اس لئے ابو جندلؓ کو واپس کر دیا۔

(۲) عبداللہ بن حمسا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ ﷺ سے کوئی تجارتی معاملہ طے کیا اور تین دن کا وعدہ کر لیا تو تیسرے دن آیا تو حضور اکرم ﷺ اسی جگہ موجود تھے۔

(۸) شجاعت و بہادری: (BRAVERY)

حضور اکرم ﷺ شروع ہی سے بڑے دلیر اور بہادر تھے دشمن کا خوف کبھی بھی آپ ﷺ کے دل میں نہ آیا مکہ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کرنے کے منصوبے بنائے جارہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب و روز آزاد باہر نکلتے غار ثور میں دشمن سر پر تھا آپ ﷺ نے فرمایا! غم نہ کیجئے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

غزوہ حنین میں اسلامی لشکر چھٹ گیا اور دشمن کے تیر چاروں طرف برسنے لگے تو حضور پاک ﷺ اکیلے دشمن کی طرف بڑھ رہے تھے اور بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور جھوٹا نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں ایک اور غزوہ کے موقع پر جب ساری فوج نرغہ میں آ گئی تو آپ ﷺ نے نہایت درجہ شجاعت سے آواز دیکر سب کو اکٹھا کیا۔

(۹) صفائی و پاکیزگی: (CLEANINESS)

حضور ﷺ صفائی اور پاکیزگی کا خاص خیال رکھتے تھے طہارت و پاکیزگی کا یہ عالم تھا کہ دن میں مسواک کا استعمال کثرت سے کرتے تھے۔ دن میں کئی دفعہ منہ کو صاف رکھتے۔ گیسو اور داڑھی مبارک کو کنگھی سے آراستہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ جسم اور لباس کو ہمیشہ صاف رکھتے تھے۔ خوشبو کا استعمال بھی کرتے تھے صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ کبھی آپ ﷺ کے جسم، لباس، یا منہ سے بدبو نہیں آئی بلکہ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک تک میں خوشبو تھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے جسم مبارک پر کبھی ناپاک مکھی نہیں دیکھی۔

(۱۰) مہمان نوازی: (HOSPATALITY)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت مہمان نواز تھے۔ آپ ﷺ اپنے مہمانوں کی خاطر مدارت خود کرتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ خود بھوکے رہتے اور مہمان کو کھانا کھلاتے غیر مسلم بھی آپؐ کی مہمان نوازی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرے۔

(۱۱) بچوں پر شفقت: (AFFECTION ON CHILDREN)

آپ ﷺ جب بچوں کے قریب سے گزرتے تو ان کو خود سلام کرتے تھے۔ (بخاری)

آپ ﷺ اپنی اولاد سے بھی شفقت سے پیش آیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔

"اپنی اولاد کی تکریم کرو۔"

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسنؓ کو بوسہ دے رہے تھے۔ کہ ایک صحابیؓ اقرع بن حابس موجود تھے انہوں نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(۱۲) جود و سخا: (GENEROSITY)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے سائل کو کبھی رد نہیں کرتے تھے۔ کچھ پاس نہ ہوتا تو سائل سے عذر کرتے۔ ایک مرتبہ سائل کو آدھا وسق قرض لیکر دیا قرض خواہ تقاضا کے لیے آیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! اسے وسق غلہ دے دو، آدھا تو قرض کا ہے اور آدھا ہماری طرف سے جود و سخا کا ہے بحوالہ (الشفاء) آپؐ نے اپنے گھر میں مال رکھنے کو پسند نہیں فرمایا۔ جو کچھ آتا شام تک خرچ کر دیتے۔

(۱۳) عجز وانکساری: (HUMBLNESS)

حضور ﷺ کی ذات میں عجز وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ایک دفعہ ایک شخص ملنے آیا نبوت کا رعب اس قدر طاری ہوا کہ لرزنے لگا۔ آپ ﷺ نے کہا گھبراؤ نہیں میں بادشاہ نہیں ہوں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ حضور ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے فرمایا اہلِ عجم کی طرح تعظیم کے لیے نہ اٹھو۔

(۱۴) استقامت: (UNAFFECTED)

حضور ﷺ اپنے قول و فعل پر ہمیشہ استقامت فرماتے، جب آپؐ نے اعلان نبوت فرمایا تو اہل مکہ نے ابو طالب سے عرض کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی تبلیغ سے روکیں ورنہ ہم دونوں فریقوں میں سے ایک ہلاک ہو جائے گا اس دھمکی کی وجہ سے ابو طالب پریشان ہو گئے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ قریش اپنی بات کے پکے ہیں،۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بلایا اور کہا بیٹے مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں برداشت نہ کر سکوں۔ اس پر آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اے چچا اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو تب بھی میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا یہاں تک کہ خدا اس کو پورا کر دے یا میں خود اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں عرب کے لوگوں نے آپ ﷺ کو حسین و جمیل عورت، بہت زیادہ دولت اور تمام قبائل کی سرداری کی پیشکش کی لیکن آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام چیزوں کو رد کر دیا۔

(۱۵) خوش مزاجی: (GOODNESS IN NATURE)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش طبع انسان تھے ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت نے آپ ﷺ سے التجاء کی میرے لیے جنت کی دعا کریں آپ ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی۔ وہ عورت غمگین ہوگئی۔ آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ اس کی دل آزاری ہوئی ہے فوراً فرمایا کہ جنت میں جانے سے پہلے سب کو جوان کیا جائیگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظامِ حکومت کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

(DISCUSS THE ADMINISTRATION OF HOLY PROPHET)

آنحضرت ﷺ جب مبعوث ہوئے تو اس وقت دنیا کی تمام سیاسی قوتیں مشرق ومغرب کی دو عظیم الشان قیصر وکسریٰ کے زیرِ نگیں تھیں اور عرب کی سرحدوں پر ان کی باج گزار ریاستیں قائم تھیں جبکہ تمام جزیرہ نما عرب قبائل میں بٹا ہوا تھا۔ کسی مرکزی حکومت کا تصور بھی موجود نہ تھا اور تمام قبائل ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہتے تھے اور الگ الگ اپنی دنیا آباد کئے ہوئے تھے۔

نبی محمد ﷺ کا ایک عظیم الشان کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے عرب کے منتشر اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے لوگوں کو محبت، اخوت، اور اتحاد کی لڑی میں پرو دیا اور قبائلی عصبیتوں سے بالاتر ہوکر پوری انسانیت کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات عطا کیا جس کا دائرہ ایک فرد کی انفرادی زندگی سے لیکر بین الاقوامی زندگی تک پھیلا ہوا ہے۔

ہجرت سے قبل مکی زندگی میں کفار کی شدید مخالفت کے سبب حالات ایسے نہ تھے کہ اجتماعی زندگی کی ضابطہ بندی کا آغاز کیا جاسکے لیکن ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں اسلامی مملکت کی بنیاد پڑ گئی۔ اس نئی مملکت کی آئینی شیرازہ بندی میثاق مدینہ کے ذریعہ ہوئی جس کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس مملکت کا سربراہ تسلیم کیا گیا اور تمام جھگڑوں میں ثالث بنا لیا گیا مشترکہ دفاع، باہمی اتحاد اور مشترکہ مفاد اور مذہبی آزادی اس کے اہم اصول تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں نظام مملکت کے جو خدوخال تھے ان کا انتہائی اختصار سے ہم ذیل میں مطالعہ کرتے ہیں۔

(۱) حاکمیت اعلیٰ کا تصور:

(CONCEPT OF ULTIMATE AUTHORITY)

اسلام نے حاکمیت اعلیٰ کا نیا تصور پیش کیا۔ یہ مسئلہ قدیم زمانے سے بحث طلب رہا ہے اور انسان کی محدود فکر و نظر اس مسئلہ پر ہمیشہ لغزشوں کا شکار ہوتی رہی ہے۔ تاہم انبیاء علیہم السلام نے اس مسئلہ کو الہامی ہدایت کی بنیاد پر یوں حل کیا حاکمیت اعلیٰ کا مالک نہ بادشاہ ہے اور نہ عوام نہ پارلیمنٹ ہے اور نہ کوئی ادارہ بلکہ حاکمیت اعلیٰ کا مطلقاً مالک صرف اللہ ہے وہ اللہ جس نے اس کائنات کو بنایا اور پھر اس میں ہر چیز کی پرورش کی اور جس کی طرف لوٹ کر ہر ایک کو جانا ہے تمام کائنات اس کے اختیار میں ہے اور کوئی بھی چیز اس کے اختیار اور اقتدار سے باہر نہیں اور وہ اس میں کسی کو شریک نہیں رکھتا، اللہ نے انسان کو اپنا نائب بنایا ہے تمام مخلوقات کو اس کے لیے مسخر کر دیا ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہاں اللہ کی مرضی کے مطابق معاملات زندگی استوار کرے۔ اس معاملے میں راہنمائی کے لیے انبیاء علیہا السلام بھیجے گئے اور اللہ کی مرضی ان کی زبانی انسانوں تک پہنچی تو گویا صرف اللہ ہی حاکمیت اعلیٰ کا مالک ہے اور اس کی مرضی اور اس کے احکامات انبیاء کے ذریعے انسانوں تک پہنچے اور اس سلسلہ کی آخری کڑی حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

(۲) سربراہ مملکت: (HEAD OF STATE)

اس مدنی سلطنت کے حقیقی و آئینی سربراہ نبی کریم ﷺ کو تسلیم کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرف سے مبعوث کئے گئے۔ جو احکام و فرامین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے وہ تمام قرآن مجید میں محفوظ ہیں۔ اور انہی میں یہ آیت بھی نازل کی گئی۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: 7)

"جو کچھ نبی کریم ﷺ دیں لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو"

ان سب احکامات کی رو سے رسول اللہ کی حیثیت اللہ کے نائب کی تھی۔ آپؐ ہی تمام اختیارات کا عملاً سرچشمہ تھے اور آپ ﷺ اپنے ان اختیارات کو اپنی مرضی یا خواہش سے نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی مرضی اور منشاء کے مطابق استعمال کیا۔ آپ ﷺ کے فیصلے اٹل تھے اور انہیں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اس لحاظ سے بھی آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ قابلِ رشک اور قابلِ تقلید ہے۔ احکامات اعلیٰ کی تشریح اور وضاحت آپ ﷺ ہی کے ذمہ تھی اور آپ ﷺ ہی کے عمل کو دیکھ کر دوسرے لوگ عمل کی راہ اختیار کرتے رہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

آج کی اصطلاح میں عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کے اعلیٰ ترین اختیارات آپ ﷺ

ہی کے پاس تھے اور اس ضمن میں سول سیکرٹریٹ اور انتظامیہ کے اعلیٰ ترین اختیارات آپ ﷺ ہی کے پاس تھے اور سول سیکرٹریٹ کے تمام کام مسجد نبوی میں ہی انجام پاتے تھے اور دارالحکومت مدینہ کے انتظامی اختیارات بھی آپ ﷺ نے اپنے ہی پاس رکھے ہوئے تھے۔ اس لیے جب کبھی آپ مدینہ سے باہر گئے تو کسی نہ کسی کو قائم مقام بنا کر تشریف لے جاتے تھے۔

(۳) مشاورت عامہ/شوریٰ کا قیام: (PRIVY COUNCIL)

اگر چہ یہ وہ دور تھا کہ جب علیم وخبیر، رب کائنات کی طرف سے نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا اور براہِ راست خدا کی راہنمائی کے بعد کسی مشاورت کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر اپنے ساتھیوں کی تربیت اور آئندہ آنے والے حکمرانوں کے لیے مثال قائم کرنے کے لیے آپ نے ہر اہم موقع اور اجتماعی زندگی کے ہر اہم موڑ پر ساتھیوں سے مشاورت کی۔ اس ضمن میں وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ کے احکامات بھی نازل ہوئے۔ غزوہ بدر سے لے کر خندق تک اور بعد میں مختلف امور میں ساتھیوں سے مشورہ کیا اور جس مشورہ کو مناسب اور درست پایا اسے قبول بھی کیا۔ مثلاً غزوہ بدر میں پڑاؤ کی جگہ کا تعین اور غزوہ خندق میں خندق کھودنے کا مشورہ وغیرہ۔ مقام مشورہ (پارلیمنٹ ہاؤس) مسجد نبوی تھی۔

(۴) انتظامیہ/عدلیہ کا نظام: (JUSTICE ADMINISTRATION)

مدینہ میں انتظامیہ عدلیہ کے جملہ امور آپ ﷺ خود انجام دیا کرتے تھے اور مقدمات کا فیصلہ قرآن کی روشنی میں کیا جاتا جبکہ دیگر مقامات پر بیشتر معلم ہی یہ فریضہ انجام دیتے تھے۔ البتہ ان معلمین کا تقرر آپؐ خود فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ خود بازاروں کا چکر لگا کر اجناس کی کیفیات ملاحظہ فرماتے اور دیگر روزمرہ کے امور میں راہنمائی بھی کرتے اور غلط کاریوں پر گرفت بھی کرتے۔ حضرت زبیر بن العوام صدقات اور زکوٰۃ کا حساب رکھتے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ معاہدے تحریر کرتے اور حضرت عبداللہ بن ارقمؓ خط و کتابت کے انچارج تھے۔ کتابت وحی کے لیے مختلف صحابہؓ سے کام لیا جاتا ان کے نگران حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ وصولِ زکوٰۃ پر مامور تھے۔ یہ نام اس پہلو سے درج کئے گئے ہیں کہ ان اصحاب سے آپؐ نے یہ کام لیے۔ وگرنہ کوئی باقاعدہ دفتر نہ تھے۔ ان کے علاوہ دیگر اصحاب بھی کسی بھی نوعیت کی کوئی

ڈیوٹی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیا کرتے تھے۔

(۵) فوجی نظام/عسکری نظام: (SYSTEM OF ARMY)

آپ ﷺ کے دور میں فوجی نظام اس لحاظ سے تو رضا کارانہ تھا کہ اس وقت باقاعدہ تنخواہ دار کوئی فوج نہ تھی۔ لوگ وقت پر آ جاتے اور فوجی مہمات میں شریک ہو جاتے لیکن دوسرے پہلو سے تمام مسلمان اسلامی فوج کے سپاہی تھے۔ بشرطیکہ وہ کسی طبی وجہ سے اور صحت کی خرابی کی وجہ سے جنگ میں شریک ہونے کے قابل نہ ہوں۔ اسلحہ جنگ فوجی خود فراہم کرتے تھے اور استطاعت کی حد تک حکومت کی طرف سے بھی فراہم کیا جاتا تھا۔ فوجیوں کو تنخواہ نہ ملتی تھی البتہ مال غنیمت سے حصہ باقاعدہ میسر آتا تھا۔

آپ ﷺ خود سپہ سالار اعلیٰ تھے۔ اور دنیا کے بہترین جرنیل آپ ﷺ کو خراجِ تحسین پیش کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔ جن جنگوں میں آپؐ شریک ہوئے تو وہاں کمان آپ ﷺ خود سنبھالتے تھے جبکہ دیگر مہمات میں آپؐ اپنی صوابدید پر سپہ سالار نامزد کرتے۔

(۶) صوبائی نظام: (PROVINCIAL GOVERNMENT)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگرچہ باقاعدہ صوبائی نظام قائم نہیں کیا تھا۔ تاہم جب بھی کوئی بڑی آبادی یا علاقہ فتح کے نتیجہ میں یا قبولِ اسلام کے نتیجے میں سلطنت اسلام میں داخل ہوتا تو آپؐ وہاں پر ایک امیر مقرر فرما دیتے جو مرکزی حکومت کی طرف سے وہاں کے معاملات کی نگرانی کرتا اس ضمن میں فتح مکہ کے بعد مکہ پر اور اس طرح یمن میں والیوں کے تقرر کی اطلاعات ہمیں اسوہ کامل سے میسر آتی ہیں۔ چھوٹے مقامات پر منتشر قبائلیوں کے لئے معلم مقرر کئے جاتے جو ان کی تربیت بھی کرتے اور نگرانی بھی۔

(۷) اُمورِ خارجہ: (MATTERS OF EXERIOR WORLD)

نبی اکرم ﷺ سے بہتر کون جانتا تھا کہ وہ تحریک جو مکہ سے اٹھی ہے وہ چار دانگ عالم میں پھیل کر رہے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے فوراً بعد جب عرب میں حالات پر گرفت ہوئی تو فوراً ہی آپ ﷺ نے عرب سے باہر بادشاہوں کو خطوط لکھے اور انہیں قبول اسلام کی دعوت دی حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے اس دعوت کے نتیجے میں اسلام قبول کیا۔ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر کے قتل کے سلسلے میں جنگ موتہ ہوئی جو رومی سلطنت کے حوالے سے اسلام کے بین الاقوامی دور کا آغاز ہے۔

(۸) سفیران نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (EMBASSADORS)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشاعت اسلام کی غرض سے مختلف ملکوں میں سفیر بھی روانہ کئے حضرت دحیہ کلبیؓ کو قیصر روم ہرقل کی طرف حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو ایران کے فرماں رواں پرویز کی طرف حضرت عمرو بن امیہؓ کو نجاشی کی طرف اور حضرت شجاع بن وہب اسدیؓ کو غسانی حکمران کی طرف بطور سفیر بنا کر بھیجا۔

(۹) شعبہ خط و کتابت:

(LETTER'S REVELATION WRITING)

حضور ﷺ کے دور میں بعض صحابہ کتابت وحی کا کام سرانجام دیتے تھے جب بھی حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو وہ لکھ لیتے تھے کاتب وحی میں حضرت زیدؓ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ حضرت اُبی بن کعبؓ اور حضرت امیر معاویہؓ شامل تھے اور ان کاتبانِ وحی کی تعداد 40 بتائی جاتی ہے۔

(۱۰) اقتصادی نظام: (ECONOMIC SYSTEM)

جس طرح آپ ﷺ نے دوسرے پہلوؤں میں رہنمائی فرمائی اسی طرح اقتصادی نظام بھی مہیا کیا۔ آپ ﷺ کے دور میں آمدنی کے ذرائع یہ تھے۔

(۱) زکوٰۃ: (ZAKAT)

زکوٰۃ صرف ان مسلمانوں پر فرض تھی جو صاحب حیثیت ہوں۔ زکوٰۃ کی شرح میں نہ تو کمی بیشی ہوسکتی ہے اور نہ معافی ہوسکتی ہے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے صوبوں میں عمال مقرر تھے۔ جو زکوٰۃ وصول کر کے مدینہ بھیجتے۔ وہ مال بیت المال میں جمع کر دیا جاتا اور غریبوں اور مستحقین کو فراہم کیا جاتا۔

(۲) مالِ غنیمت: (BOOTY)

اس سے مراد وہ مال ہے جو کہ مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں ہاتھ لگتا تھا اس کا پانچواں حصہ مرکزی حکومت کو بھیج دیا جاتا تھا اور مالِ غنیمت کا بیسواں حصہ رسول اکرم ﷺ کے ذاتی تصرف میں آتا تھا۔

(۳) جزیہ: (JIZYA (TAX)

جزیہ صرف غیر مسلم یہود و نصاریٰ سے وصول کیا جاتا تھا جس کے عوض حکومت ان کے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرتی تھی۔ یہ ٹیکس ان غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا تھا جو کہ فوجی خدمات کے قابل ہوں لیکن فوج میں شامل نہ ہوں۔

(۴) فے: (FAY (BOOTY)

فے اس مال کو کہتے ہیں جو دشمن سے جنگ میں بلا مقابلہ ہاتھ لگ جاتا ہے اس قسم کے مال کو مسلمانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ مرکزی حکومت کے زیر تصرف رہتا ہے۔

(۵) عشر: (USHR)

جو زمینیں مسلمانوں کے قبضے میں تھیں ان سے پیداوار کا دسواں حصہ بطور عشر وصول کیا جاتا اگر زمین بارانی ہوتی ہو ۱/۱۰ کی بجائے ۱/۲۰ وصول کیا جاتا ہے۔

(۶) عطیات: (DONATIONS)

لوگ اپنی خوشی سے نفلی صدقات اور عطیات کی مد میں جو رقم دیتے وہ بھی بیت المال میں جمع کر دی جاتی تھی اور اس سے مختلف اُمور کی انجام دہی ہوتی تھی۔

(۸) شہریوں کے حقوق: (RIGHTS OF CITIZENS)

حضور ﷺ کے دور میں جان، مال اور عزت کا پورا خیال رکھا جاتا تھا ہر کسی کو مذہبی آزادی حاصل تھی ہر شہری خواہ وہ امیر ہو یا غریب قانون کی نظر میں برابر ہوتا تھا۔ معاشرتی مساوات تھی اسلام معاشرتی طبقات کی تقسیم کا قائل نہیں اسلام میں تکریم و عزت کی کسوٹی تقویٰ ہے۔

(۹) مردم شماری: (POPULATION COUNTING)

حضور ﷺ نے اپنے دورِ نبوت میں ایک دفعہ حکم دیا کہ مسلمانوں کی مردم شماری کرائی جائے چنانچہ اس مقصد کے لیے ایک رجسٹر بنایا گیا اس میں پندرہ سو مردوں کے نام درج کئے گئے۔

خلافت راشدہ سے کیا مراد ہے؟ خلافت راشدہ کی خصوصیات بیان کریں۔

(ربیع الاول 11 ہجری تا 21 رمضان 40 ہجری)

(DISCUSS MEANING & CHARACTERISTICS OF CALIPHATE)

رشد و ہدایت پر مبنی خلافت کو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے چنانچہ خلافت راشدہ کے حامل فرد کو خلیفہ راشد یا خلفاء راشدین کے معزز لقب سے موسوم کیا گیا ہے۔ تاریخ میں اس سے مراد وہ سنہری دور ہے جو آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے شروع ہو کر حضرت حسنؓ کی جانشینی پر ختم ہوتا ہے۔

خلافتِ راشدہ کی خصوصیات

(CHARACTERISTICS OF CALIPHATE)

ذیل میں خلافتِ راشدہ کی خصوصیات پیش کی جاتی ہیں:۔

(۱) اقتدار اعلیٰ یا حاکمیت اعلیٰ: (ULTIMATE AUTHORITY)

خلافت راشدہ میں اصل اقتدار اعلیٰ کا مالک خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھا جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (یوسف:67)

''اصل اور حقیقی حکومت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔''

خلیفہ راشد محض خدا تعالیٰ کے احکامات اور اس کے اقتدار کو نافذ اور جاری کرتا ہے وہ خود کو محض خدا تعالیٰ کا نائب اور عارضی اختیار کا حامل سمجھتا ہے اصل حکومت اختیار اور اقتدار حاکم مطلق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہی حاکم ہے وہ مقتدر اعلیٰ ہے۔

(۲) خلیفہ کا انتخاب: (SELECTION OF CALIPH)

خلافتِ راشدہ میں خلیفہ کا انتخاب جمہور امت مسلمہ کے مشورہ اور رضا سے کیا جاتا ہے اسلام سے قبل سرداری نظام کے تحت سردار مقرر ہوتا تھا۔ بادشاہت کا دور دورہ تھا۔ موروثی قانون کے تحت مرنے والے کا بڑا بیٹا یا بھائی سردار اور بادشاہ بن جاتا تھا جس میں عوام کی رائے اور مشورہ کو عمل دخل نہ تھا اسلام کے دور اول میں خلفاء راشدین کے طرز انتخاب پر اگر نظر دوڑائی جائے تو یہ

حقیقت کھل کر آشکارہ ہو جاتی ہے کہ ان خلفاء کا انتخاب مسلمانوں کے باہم مشورہ، رضامندی اور ان کی پسند سے ہوا اسلام کے اس عہد میں انتخاب خلیفہ کے علاوہ بھی مسلمانوں کا تمام اجتماعی کاروبار:

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ:39) کے تحت باہم مشورہ سے انجام پاتا تھا۔

(۳) شورائی نظام: (PRIVY COUNCIL)

اسلام میں نظام حکومت کی بنیاد اس حکم ربانی پر رکھی گئی ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (آل عمران:159)

''اے نبی! اور معاملات میں ان کو شریک مشورہ رکھو!

خلافت راشدہ میں شوریٰ کی روح کارفرما تھی۔ ان کو شریک مشورہ رکھو! اہم کام باہمی مشورہ کی روشنی میں طے کیا کرتے تھے۔ عہد خلافت راشدہ میں شوریٰ کو بہت بڑا مقام حاصل تھا امور خلافت میں سے کوئی کام بھی صحابہ کبائر کے مشورہ کے بغیر انجام نہ پاتا تھا رعایا کے تمام افراد کو عام اجازت تھی کہ وہ جب بھی خلیفہ کو غلطی پر دیکھیں تو برملا ان پر اصلاح کی خاطر تنقید کر کے اپنی رائے کا اظہار کریں بلکہ جب کبھی کوئی نیا مسئلہ درپیش ہوتا اور اس کا حل مشکل نظر آتا تو خلیفہ وقت مدینہ منورہ میں منادی کر دیتا لوگ مسجد نبوی میں جمع ہوتے ان کے سامنے وہ اہم معاملہ پیش کیا جاتا اس طرح بغیر اختلاف اور مخالفت کے اس مسئلہ کا کافی بحث و تمحیص کے بعد حل تلاش کر لیا جاتا خلیفہ وقت اس بات پر عوام اور خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا۔

(۴) قانون کا ماخذ: (ORIGIN OF LEGISLATION)

خلافت راشدہ میں اس وصیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قانون کے ماخذ کے لئے اساس اور بنیاد کے طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتٰبَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ O (الموطا)

''میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تم گمراہی میں نہ پڑو گے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) اور دوسری اس کے رسول کی سنت (حدیث) ہے۔''

مندرجہ بالا ارشاد نبویؐ کے مطابق خلفاء راشدین کے عہد میں زندگی کے تمام سیاسی معاشرتی، اقتصادی اور دیگر شعبوں میں قرآن مجید اور سنت سے ہی ہدایت اور راہنمائی حاصل کی جاتی تھی کوئی فیصلہ بھی کتاب وسنت رسول ﷺ کے خلاف نہ ہوتا تھا نئے پیش آمدہ مسائل اور معاملات کو حل کرنے کے لئے خلیفہ راشد فقہاء اور فضلاء مدینہ کی مجلس علمی میں پیش کرتا۔ چنانچہ علماء اور فضلا کی یہ مجلس علم قرآن وسنت کی روشنی میں ان مسائل کو حل کرتی تھی۔

(۵) فضیلت و برتری کا معیار:

(STANDARD OF SUPERIORITY)

خلافت راشدہ میں خلفاء راشدین کے نزدیک عظمت و برتری کا معیار وہی تھا جو عہد نبویؐ میں تھا۔ چنانچہ کسی کو کوئی عہدہ اور منصب دینے سے قبل اس کے متعلق اس آیت کریمہ کی روشنی میں معلومات حاصل کی جاتی تھیں۔"

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات)

"بے شک تم سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

خلافت راشدہ ہر قسم کی قبائلی، لسانی اور علاقائی عصبیتوں سے پاک تھی تمام مسلمان وحدت و یگانگت اور اتحاد و اتفاق کی لڑی میں منسلک تھے خلافت راشدہ میں کسی عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر گورے کو کالے قریشی کو غیر قریشی پر کسی قسم کی کوئی برتری حاصل نہ تھی یہاں اسامہ بن زیدؓ کو اسلامی فوج میں وہی مقام حاصل تھا جو خالد بن ولیدؓ کو۔

(۶) اشاعت علوم اور ترویج دین:

(PROPAGATION OF KNOWLEDGE & DEEN)

اسلام سے قبل پڑھے لکھے لوگ بہت کم تھے۔ بعثت نبوی ﷺ کے وقت مکہ مکرمہ میں صرف سترہ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے سرور کائنات نے پڑھنے پڑھانے پر اس قدر زور دیا کہ عرب کے جاہل بھی زیور علم وحکمت سے آراستہ ہو کر علمی مجالس کی زینت بننے لگے۔

وحی کی ابتدائی آیات میں بھی قرآت (پڑھنے) اور علم بالقلم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ خلافت راشدہ میں اشاعت علم پر کافی توجہ دی گئی جا بجا علمی مراکز قائم کیے گئے حکام اور عمال کے فرائض میں ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ وہ علم کو فروغ دیں اور اشاعتِ علوم پر توجہ کریں۔ شہروں میں مکاتب اور مساجد میں مدارس قائم کیے گئے جن میں معلم اور مدرس تعینات کیے گئے جنہیں حکومت کی طرف سے مشاہرے اور وظائف دیئے جاتے تھے اس وقت علم کا بیشتر سرمایہ قرآن وحدیث سنت کی تعلیمات تھیں مدارس اور مکاتب میں لوگوں کو قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔

خلفاء راشدین ہمیشہ اس بات پر کڑی نگاہ رکھتے تھے کہ دین کی روح کمزور نہ ہونے پائے۔ خلافت راشدہ میں اشاعت دین اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خلیفہ وقت بذات خود پانچ وقت کی نمازوں کی امامت کرتا تھا بلکہ جمعہ کا خطبہ بھی دیتا تھا اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سکھاتا تھا۔

(۷) قیام امن وعدل:

(ESTABLISHMENT OF PEACE & JUSTICE)

خلافت راشدہ امن کی داعی ہوتی ہے قتل وغارت گری ظلم وزیادتی سے منع کرتی ہے وہ ایسے تمام معاملات اور امور کو ختم کرنے کی سعی اور جدوجہد کرتی ہے جو قیام امن میں خلل کا باعث بنتے ہوں۔ چوری ڈکیتی، بے حیائی، فحاشی اور منکرات کو مٹانا اس کا فرض منصبی ہوتا ہے۔ قیام امن کے سلسلہ میں خلافت راشدہ فرمان خداوندی پر عمل پیرا ہوتی

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (النحل:90)

"بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے۔"

خلفاء راشدین کے عہد میں عدل وانصاف کا دور دورہ تھا۔

خلافت راشدہ میں عدل وانصاف کی برتری کا یہ عالم تھا کہ حضرت علیؓ اپنے قاضی شریح کی عدالت میں مدعی علیہ کے برابر قاضی کے روبرو کھڑے ہوتے ہیں۔ قاضی کی طرف سے ان کے حق میں بیٹے اور غلام کی گواہی نہ قبول ہونے کی صورت میں وہ خندہ پیشانی سے عدالت کے

فیصلہ کو تسلیم کر لیتے ہیں۔

الغرض خلافت راشدہ زندگی کے ہر شعبہ میں عدل وانصاف کی علمبردار تھی۔

(۸) بیت المال: (TREASURY)

خلافت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس عہد میں بیت المال رعایا کی امانت تصور ہوتا تھا خلیفہ وقت حسب منشاء اسے اپنے استعمال میں نہ لا سکتا تھا۔ بلکہ اس کام کو خیانت تصور کیا جاتا تھا جبکہ شخصی حکومتوں میں بیت المال کو بادشاہ یا حاکم اپنی ذاتی دولت اور خزانہ سمجھتا ہے اور جب چاہے اور جیسے چاہے اسے خرچ کر سکتا ہے۔ ملوکیت اور خلافت راشدہ میں یہ امتیازی فرق ہے۔

خلافت راشدہ میں خلیفہ وقت محض اپنا گزارہ الاؤنس لیا کرتا تھا خلیفہ اول جن کا خلافت سے قبل اپنا وسیع کاروبار تھا خلیفہ بننے کے بعد صرف اتنا وظیفہ حاصل کرتے تھے جس سے انکا سادہ طریقہ پر گزر بسر ہو سکے اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی خلیفہ کی حیثیت سے بالکل معمولی گزارہ الاؤنس لیا اور اسی پر سادگی سے ساری عمر گزار دی حضرت عثمانؓ بیت المال سے گزارہ الاؤنس بھی نہیں لیتے تھے۔ حضرت علیؓ نے بھی صرف حسب ضرورت معمولی سا گزارہ الاؤنس حاصل کیا کتنا عظیم کردار ہے کہ حضرت علیؓ مسلمانوں کے بیت المال سے اپنی بیٹی کو عید پر پہننے کے لئے عاریۃً ہار دینے پر خزانچی ابن ابی رافع کو سرزنش فرماتے ہیں اور فوراً ہار بیت المال میں جمع کرنے کا حکم دیتے ہیں اس قسم کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(۹) آزادی اظہار رائے: (FREEDOM OF EXPRESSION)

خلافت راشدہ میں رعایا کو خلیفہ کی طرف سے اظہار خیال اور رائے کی مکمل آزادی حاصل تھی اگر عوام خلیفہ میں کوئی غلط بات محسوس کرتے تو وہ اسے غلط کاموں سے روک سکتے تھے۔ خلیفہ وقت کو عوام کی طرف سے تنقید کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن عوام کی طرف سے اظہار خیال اور تنقید محض مخالفت برائے مخالفت کے لئے نہ ہوتی تھی بلکہ اس کی بنیاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تھی۔ اس تنقید کا مقصد محض خلیفہ کی اصلاح ہوتی تھی۔ اس لئے خلیفہ برا ماننے کی بجائے اپنی اصلاح کر لیتا نیز اس شخص کا شکریہ ادا کرتا کہ اس نے خلیفہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں جوابدہی سے بچا لیا ہے۔

خلیفہ اول نے اپنے پہلے خطبہ خلافت میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے

"اے لوگو! مجھے آپ لوگوں نے اپنے لئے خلیفہ منتخب کیا ہے حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں کوئی درست کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اور اگر غلط کام کروں تو میری اصلاح کرو۔"

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے خطبہ کے دوران ایک شخص نے پوچھ لیا کہ مال غنیمت سے سب لوگوں کو ایک چادر ملی ہے جس سے قمیض نہیں بن سکتی لیکن اس کپڑے سے آپؓ کی قمیض کیسے بن گئی؟ آپؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر نے اس اعتراض کی وضاحت فرمائی جو چادر میرے حصے میں آئی تھی میں نے وہ چادر اپنے والد کو دے دی تھی اس طرح کئی دیگر معاملات اور مسائل میں حضرت عمرؓ کو رعایا کی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا لیکن کبھی بھی کسی معترض کو نہ سرزنش کی نہ اس سے ناراضگی کا اظہار کیا بلکہ ایک دفعہ ایک مسئلہ پر ایک بڑھیا کے اعتراض پر کہا۔ اگر یہ بڑھیا نہ ہوتی تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

(۱۰) رعایا کی فلاح و بہبود اور ذمیوں سے سلوک:

(WELFARE OF SUBJECT & TREATMENT WITH NON-BELIVERS)

عہد خلافت راشدہ میں رعایا کی فلاح و بہبود پر کافی توجہ دی گئی رفاہ عامہ کے سلسلہ میں ہر قسم کی سہولیات مہیا کی گئیں۔ لوگوں کی آسانی کے لئے نہروں پر پل بنوائے گئے مسافروں کے لئے مسافر خانے، اور سرائیں تعمیر کی گئیں۔ کنویں کھدائے گئے زراعت کی ترقی کے لئے مزید نہریں نکالیں گئیں۔ آمدورفت اور سہولت کی خاطر سڑکیں بنائی گئیں، چوکیاں تعمیر ہوئیں۔

خلافت راشدہ میں معاشرہ سے ہر قسم کی معاشرتی، اقتصادی، سماجی برائیوں کا خاتمہ کیا گیا۔ جرائم پیشہ افراد کو سزائیں دی گئیں۔ مجرموں کے لئے قید خانے تعمیر ہوئے۔ معاشرہ کے بگاڑ کے سبب تمام برائیوں زنا، چوری، ڈکیتی، سود خوری، قمار بازی، کم ناپنا، کم تولنا، دھوکہ دہی، فریب ایسی دیگر قباحتوں کا قلع قمع کر دیا گیا لوگوں کے سماجی، معاشی اور معاشرتی حالات کو سنوارنے کے لئے نئے شہر آباد کیے گئے۔ لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع تلاش کیے گئے۔ مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے علاوہ ذمیوں کی جان و مال اور مذہب کے تحفظ کی بھی خلافت

راشدہ کی ذمہ داری تھی۔اس عہد میں ذمیوں کے حقوق کی پوری نگہداشت کی جاتی تھی۔ان پر کوئی مسلمان کسی قسم کا کوئی جبر اور ظلم نہ کر سکتا تھا۔غیر مسلموں کو ان کی عبادت گاہوں میں ان کے مذہب کے مطابق عبادت کی پوری آزادی حاصل تھی۔

(۱۱) صوبائی نظام حکومت:

(PROVINCIAL SYSTEM OF GOVERNMENT)

خلافت راشدہ کی خصوصیات میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ خلفاء کے عہد حکومت میں ملک کو کئی صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ جب اشاعت اسلام میں مسلمانوں کو ترقی نصیب ہوئی اور فتوحات کے دروازے کھلے تو صوبوں کی تعداد اور بڑھ گئی۔صوبے کا سب سے بڑا افسر والی یا امیر کہلاتا تھا۔صوبے کے والی یا امیر کو منتخب کرنے کے لئے خلفائے راشدین بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔حج کے موقع پر خلیفہ سب والیوں کو بلاتا اور ان کے خلاف عوام کی شکایت سنتا تھا والی کی قیامگاہ جسے دارالامارات کہتے تھے مسجد سے ملحق ہوتی تھی

(۱۲) فوجی نظام: (ARMED FORCES)

عہد رسالت میں باقاعدہ کوئی فوجی نظام نہ تھا ہر مسلمان مجاہد تھا لیکن خلافت راشدہ میں فوج کا مستقل نظام قائم کیا گیا حضرت عمرؓ نے اپنے عہد حکومت میں فوج کی تعداد میں اضافہ کیا اور ایک رجسٹر تیار کر کے اس میں فوجی خدمات کے لائق لوگوں کے نام درج کروائے اور ان کی تنخواہیں مقرر کیں۔

فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ایک باقاعدہ فوج تھی جو ہمیشہ چھاؤنیوں میں رہتی تھی اور دوسری رضا کاروں پر مشتمل تھی یہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہتے تھے۔رضا کاروں کی فوج ضرورت کے وقت طلب کی جاتی تھی۔فوجیوں کی صحت، آرام و آسائش کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔

....

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالیئے۔

(ربیع الاول 11 ہجری تا جمادی الثانی 13 ہجری) 632 تا 634ء

نام و نسب: (FAMILY STATUS)

آپؓ کا نام عبداللہ بن ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعدی بن تمیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ مرہ پر آپ سرت ﷺ سے نسب پر مل جاتے ہیں۔ آپؓ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن کعب بن سعد ہے۔ یہ ابوقحافہ کی چچازاد بہن تھیں اور اُم الخیر کے نام سے مشہور تھیں۔ آپؓ کے والد ابوقحافہ کا نام عثمان ہے۔ آپؓ کو زمانہ جاہلیت میں عبد الکعب کہا جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ کا نام عتیق بھی تھا۔ مگر علامہ جلال الدین سیوطیؒ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جمہور علما کا اس پر اتفاق ہے کہ عتیق آپ کا نام نہ تھا بلکہ لقب تھا۔ اس لیے حدیث شریف کے موافق آپ نارِ دوزخ سے عتیق یا آزاد تھے۔ بعض نے کہا کہ حسن و جمال کے سبب آپ کا نام عتیق مشہور ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ چونکہ آپ کے نسب میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو عیب سمجھی جاسکے۔ پس سلسلہ نسب کے بے عیب ہونے کے سبب آپ کا نام عتیق مشہور ہوا۔ تمام اُمت محمدی کا اس پر اتفاق ہے کہ آپؓ کا لقب صدیق ہے۔ کیونکہ آپ نے بے خوف ہو کر آنحضرت ﷺ کی بلا تامل تصدیق فرمائی اور صدق کو اپنے لیے لازم کرلیا۔ معراج کے متعلق بھی آپ نے کفار کے مقابلے میں ثابت قدمی دکھائی اور آنحضرت ﷺ کے قول کی تصدیق فرمائی۔ (بحوالہ و تاریخ اسلام، اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

پیدائش: (BIRTH)

حضرت ابوبکر صدیقؓ 573ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ عمر میں حضور ﷺ سے اڑھائی سال چھوٹے تھے۔ آپؓ قبیلہ قریش کے ممتاز خاندان بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ چھٹی پشت میں آپؓ کا شجرہ نسب حضور ﷺ سے جا کر ملتا ہے۔

قبل از اسلام ابتدائی زندگی: (EARLY LIFE BEFORE ISLAM)

آپؓ کا خاندان زمانہ جاہلیت سے ممتاز چلا آ رہا تھا۔ آپ ابتداء ہی سے نہایت سلیم الفطرت تھے چنانچہ اسلام سے قبل بھی آپؓ کا دامن اخلاق فاسدہ مثلاً شراب، جواء، چوری، ڈکیتی، زنا، فحاشی جیسی برائی سے پاک رہا۔ اسی لئے لوگوں پر آپ کے حسن اخلاق، صدق، قول متانت و سنجیدگی کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ شرفاء مکہ میں آپ بڑی قدر و منزلت سے دیکھے جاتے تھے۔ سیاسی نظام میں خوں بہا کے مال کی امانت داری کا عہدہ آپؓ ہی کے گھر میں تھا اسلام سے پہلے

آپ تجارت کیا کرتے تھے۔ زیادہ تر کپڑے کا کاروبار کیا کرتے تھے۔ آپؓ لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ آپؓ بلند پایہ ماہر انسان تھے چنانچہ مقدمات کے فیصلہ میں آپؓ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ جوانی سے ہی آپؓ کی دوستی حضرت محمد ﷺ سے تھی اسی وجہ سے آپ کو بت پرستی سے نفرت تھی۔ یہی وجہ دوستی آپؓ کے اسلام لانے کی سبب بنی۔

بعد از اسلام زندگی، سیرت و کردار:

(SEERAH & CHARACTER (LIFE AFTER ISLAM)

جب رسول خدا ﷺ نے دعویٰ نبوت پیش کیا تو سب سے پہلے مردوں میں آپؓ نے اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام قبول کرنے میں لوگوں نے کچھ نہ کچھ تردد کیا لیکن ابوبکر بلا تردد سب سے پہلے کچھ لمحہ تاخیر کئے بغیر مجھ پر ایمان لائے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد آپؓ نے اپنا سارا مال اور وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف کردیا۔

آپؓ کی تبلیغی مساعی سے حضرت عثمان، زبیر، عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاصؓ، آپؓ کی والدہ ماجدہ ام الخیر رضوان اللہ علیہم اجمعین حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ ہجرت کی رات غارِ ثور اور مدینہ کے سفر پر آپ ﷺ کے رفیق اور ہمسفر تھے۔ تعمیر مسجد نبویؐ میں آپؓ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنا مال اور وقت دونوں تمام غزوات نبویؐ میں پیش کیا اور شریک رہے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا اور سب کچھ لاکر آنحضور ﷺ کے قدموں میں نچھاور کردیا۔

۹ ہجری میں آپؓ کو امیر الحج مقرر کیا گیا۔ آپؐ کی مرض الموت کے وقت صدیق اکبر کو مسجد نبوی کی امامت کے لئے منتخب کیا گیا۔

حضرت ابوبکر کو حضور ﷺ سے رشتہ مصاہرت (سسرال) بھی حاصل تھا۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو آپؓ کو حاصل ہوا۔ آپؓ کی بیش بہا اسلامی خدمات کے صلہ میں آنحضور ﷺ کی زندگی میں تمام صحابہ کرام آپؓ کو عزت اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آپ کو پہلا خلیفہ رسول منتخب کیا۔ آپؓ کی سیرت کے چند اہم پہلو اور عنوانات حسب ذیل ہیں۔

(۱) رفاقت نبوی ﷺ: (PROPHET'S COMPANION)

رسول اکرم ﷺ کی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی بڑے دل والے، قناعت پسند، تواضع اور انکساری کے خوگر، حق گوئی اور پرہیز گاری کے سراپا تھے۔ اخلاق حمیدہ سے متصف ہونے

کے باہمی حسین امتزاج نے آپؓ کو قبل از اسلام رسول اکرم ﷺ کے رفقا خاص میں داخل کردیا تھا۔اس لئے سب سے پہلے آپؓ ہی کو قبولیت اسلام کا شرف حاصل ہوا اور ہجرت مدینہ کے موقع پر آپؓ ہی کو رفاقت رسول کا اعزاز حاصل ہوا۔اور اس کے بعد مدینہ میں بھی تمام غزوات میں آپؓ کے ساتھ برابر کے شریک رہے۔رسول اکرم ﷺ کی مصاحبت کے متعلق حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ مکہ میں آنحضور ﷺ روزانہ صبح وشام ان کے گھر تشریف لاتے تھے مدینہ میں اکثر مہمات میں حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھ شریک رہے بلکہ قبول اسلام سے لیکر وفات تک آپؐ کے رفیق خاص رہے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا"ابوبکرؓ تم پہلے شخص ہو جو میری امت میں سے جنت میں داخل ہو گے تم حوض کوثر میں بھی میرے رفیق ہو گے جیسے غارِ ثور میں میرے رفیق تھے۔"

(۲)علم وفراست: (KNOWLEDGE & WISDOM)

حضرت ابوبکر صدیقؓ صحبت نبوی کی وجہ سے تفسیر قرآن،علم حدیث،علم فقہ،علم سیاست میں تمام صحابہ سے بڑھ کر تھے۔رسولِ کریم ﷺ کی وفات کے بعد جتنے بھی دینی اور سیاسی معاملات زیرِ بحث آئے آپؓ نے انہیں اپنی ذہانت،فطانت اور فہم وفراست سے حل کیا۔تکفین رسول ﷺ کو قول رسول کی روشنی میں حل کیا۔باغ فدک کے مسئلہ کو نہایت دانشمندی سے حل کیا۔مسئلہ تدوین وجمع قرآن ارتداد،ترک صلوۃ،انکار زکوۃ اور بغاوت جیسے مسائل کو اپنی جرات ایمانی اور فراست ایمانی سے نمٹایا۔اسلامی حکومت کی بنیادوں کو دوبارہ سے مستحکم کرنا آپ ہی کی سیاسی بصیرت کا نتیجہ تھا۔

(۳)ایثار وقربانی: (SPIRIT OF SACRIFICE)

حضرت ابوبکرؓ جذبہ ایثار وقربانی سے سرشار تھے قبل از اسلام اور بعد از اسلام آپؓ اپنے عزیز واقارب کی مالی امداد کیا کرتے تھے۔اسلام کے بعد مسلمان غلاموں کے مالکوں کو قیمت دے کر آزاد کرانا راہ خدا میں اپنا سب کچھ قربان کر دینا جنگ تبوک کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کے نام کے سوا ہر چیز کو لا کر آپ ﷺ کے قدموں میں ڈال دینا خلیفہ بننے کے بعد صرف ضروری اخراجات کے علاوہ بقیہ رقم بیت المال میں جمع کرا دینا آپؓ کے ایثار وقربانی کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔

(۴)محبت رسول: (LOVE OF PROPHET)

آپ کو آنحضرت ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی۔حضرت ابوبکرؓ کی سیرت کا یہ نہایت نمایاں پہلو ہے کہ کوئی چیز بھی آپؓ کو نبی اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھی۔غارِ ثور میں خود تکلیف برداشت کی لیکن آنحضرت کو بے قرار نہ کیا۔تمام غزوات میں ابوبکر صدیقؓ آپ کے

محافظ اور نگہبان ہوتے تھے۔ وصال نبوی ﷺ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاری کردہ احکام مثلاً لشکر اسامہ کی روانگی کو روکنا آپؓ نے گوارہ نہ کیا اور کہا

"کہ اگر درندے میری پنڈلیوں کا گوشت نوچ کر لے جائیں۔ لیکن میں اس لشکر کو نہیں روک سکتا جسے رسول اکرم ﷺ نے روانہ کیا ہو۔"

یہ ابو بکر صدیقؓ کے عشق رسول اور محبت نبیؐ کی اپنی زندگی میں اعلیٰ ترین مثال ہے۔

(۵) زہد و تقویٰ: (PIETY)

زہد و تقویٰ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی سیرت و کردار کا نمایاں پہلو ہے۔ دن روزہ میں رات عبادت خداوندی میں بسر کرتے تھے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کہ ایک دن ایک مرتبہ ایک غلام کی دن بھر کی کمائی سے کچھ کھالیا۔ جب حقیقت معلوم ہوئی تو انگلی حلق میں ڈال کر قے کر دی۔ خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا کہ عذاب خداوندی کے بیان پر روتے ہوئے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ حالت نماز میں خشک سوکھی ہوئی لکڑی معلوم ہوتے تھے۔ جو اپنی جگہ سے ہل جل نہیں سکتی۔ آپؓ کی نیکیوں کے متعلق آنحضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح آسمان کے ستارے ان گنت ہیں اسی طرح ابو بکرؓ کی نیکیاں بھی ان گنت ہیں۔

(۶) سادگی: (SIMPLICITY)

ابو بکر صدیقؓ سادہ زندگی گزارتے تھے موٹا کھردرا کپڑا پہنتے تھے۔ خلافت کا بوجھ سنبھالنے کے بعد ان کی یہ حالت تھی کہ کئی کئی دن فاقے سے گزر جاتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھوک کی حالت میں دیکھا تو آپ نے فرمایا "میں بھی تمہاری طرح سخت بھوکا ہوں۔" **حضرت ابو الہیثمؓ انصاری کو علم ہوا تو انہوں نے تمام حضرات کو گھر پر کھانے کی دعوت دی۔ (مؤطا)**

(۷) صداقت و امانت: (TRUST WORTHYNESS)

اسلام سے قبل خون بہا کی رقوم ان کے پاس جمع کی جاتی تھیں اس لئے لوگ آپ کی دیانت اور امانت پر یقین رکھتے تھے اور آپ کو "امین" کے لقب سے پکارتے تھے چونکہ انہوں نے واقعہ معراج کی بغیر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے غائبانہ طور پر تصدیق کی تھی اس لئے آپ کو ہمیشہ کے لئے صدیق کے لقب سے پکارا جانے لگا۔

(۸) خوف خدا: (FEAR OF ALLAH)

آپ خوف خدا کی مکمل تصویر تھے محشر اور آخرت کے دن خدا کے سامنے پیش ہونے کا

منظر اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے تھے۔ اس لئے دنیا کا ذرہ ذرہ ان کے لئے درس عبرت تھا۔ پرندوں کو چہچہاتے سنتے تو کہتے کہ کاش میں پرندہ ہوتا اور آخرت میں عذاب خداوندی سے بچ جاتا۔

اسی طرح سرسبز درخت دیکھ کر کہتے کہ کاش میں درخت ہوتا کہ محشر میں مجھے خدا کے سامنے جوابدہی کے لئے پیش نہ ہونا پڑتا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الانفال:2)

''اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں۔''

کی مکمل تصویر بن جایا کرتے تھے اور روتے روتے ہچکی لگ جاتی تھی۔

(۹) خدمتِ خلق: (SERVICE OF HUMANITY)

قبل از اسلام آپؓ غریبوں، ضرورتمندوں، یتیموں اور بیوگان کے بہت کام آتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد آپؓ کی اس عادت میں اضافہ ہوا کسی کے کام آنا اور کسی کی خدمت گزاری کار ثواب اور سعادت ہے اس لئے خدمت خلق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔

خلیفہ بننے سے قبل آپؓ ایک عورت کی بکری دوہیا کرتے تھے۔ آپؓ کے خلیفہ بننے پر عورت کو فکر لاحق ہوئی کہ اب میری بکری کون دوہیا کرے گا۔ آپؓ کو خبر ہوئی تو فرمایا:

''بخدا آپ کی بکری میں ہی دوہیا کرونگا کار خلافت مجھے اس خدمت سے نہ روک سکے گا۔''

(۱۰) شجاعت و بہادری: (BRAVERY)

حضرت ابوبکر صدیقؓ شجاعت اور جرأت کا پیکر عظیم تھے، خوف گھبراہٹ، بزدلی آپؓ کے قریب تک نہ تھی۔ ہر خطرہ اور مشکل وقت میں رسول ﷺ کی رفاقت کو نہ چھوڑا ہجرت کے وقت بھی آنحضور ﷺ کے محافظ اور نگران تھے۔ غزوہ احد میں خالد بن ولید کے اچانک حملے سے جب اسلامی لشکر بھاگ کھڑا ہوا تو اس وقت بھی آپؓ آنحضور ﷺ کی حفاظت کے لئے آپؐ کے پہلو میں مضبوطی سے قائم رہے۔ اسی طرح غزوہ حنین میں اچانک دشمن کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ میں بھی آپؓ ثابت قدم رہے۔ اسی طرح خلیفہ بننے کے بعد پیدا شدہ مسائل اور مشکلات مثلاً مدعیان نبوت کا استیصال منکرین زکوٰۃ سے قتال تارکین صلوٰۃ کا قلع قمع اور دیگر دفاعی اقدامات میں آپؓ نے انتہائی جرات، شجاعت اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیا کسی قسم کی لغزش اور بزدلی آپؓ کے اقدامات میں حائل نہ ہو سکی۔

(۱۱) مثالی خلیفہ: (AN IDEAL CALIPH)

ابوبکر صدیقؓ ایک عظیم مدبر، اعلیٰ درجہ کے منتظم اور مثالی خلیفہ تھے۔ خلیفہ بننے کے بعد بھی آپؓ کی رہائش خلیفہ بننے سے پہلے کی کچی رہائش گاہ میں تھی۔ ہر شخص ہر وقت ہر ضرورت کے لئے آپؓ سے ملاقات کر سکتا تھا۔

خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد آپؓ کی تجارت میں خسارہ ہونے لگا۔ تقریباً چھ ہزار درہم قرض بن گیا یہ قرض آپؓ نے گھر کا سامان فروخت کر کے ادا کیا۔ خلیفہ بننے کے بعد گزارہ الاؤنس کے طور پر بیت المال سے ملنے والے وظیفہ کی رقم بھی آپؓ کی وفات سے قبل گھر کے اثاثے کی فروخت سے واپس بیت المال میں جمع کرا دی گئی۔

اسلامی حکومت کے سربراہ اور خلیفہ ہونے کی وجہ سے آپؓ کی زندگی سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی بادشاہوں جیسے تکلفات سے پاکیزہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مسجد نبویؐ کا صحن دار الخلافت کا کام دیتا تھا اسی مسجد نبوی میں ہی تمام ملکی معاملات طے کئے جاتے تھے۔

آپؓ نے اپنے قلیل عرصہ خلافت میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے بیش بہا خدمات سر انجام دیں آپؓ نے اسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈالی اسلامی ریاست کو ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھا اس لیئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ آپؓ آنے والے حکمرانوں اور خلفاء کے لئے ایک مثالی خلیفہ تھے جو صحیح معنوں میں خلیفۃ الرسول کہلانے کے مستحق ہیں۔

(۱۲) اولاد و ازواج:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پہلی بیوی قتیلہ بنت عبدالعزیز تھی جس سے عبداللہ بن ابی بکر اور اُن کے بعد اسماء بنت ابی بکرؓ (عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ) پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی آپ کی اُمِ رومان تھی ان کے بطن سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پیدا ہوئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ مسلمان ہوئے تو پہلی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ اُس کو آپ نے طلاق دے دی۔ دوسری بیوی اُمِ رومان مسلمان ہو گئیں۔ مسلمان ہونے کے بعد بھی آپ نے دو نکاح اور کئے۔ ایک اسماء بنت عمیسؓ کے ساتھ جو جعفر بن ابی طالب کی بیوہ تھیں۔ ان کے بطن سے محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔ دوسرا نکاح حبیبہ بنت خارجہ انصاریہؓ سے جو قبیلہ خزرج سے تھیں۔ ان کے بطن سے ایک بیٹی اُمِ کلثومؓ آپ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

(بحوالہ تاریخ اسلام، مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمات اور کارہائے نمایاں بیان کریں۔

(۱) عہد رسالت میں خدمات جلیلہ:

(ACHIEVEMENTS & SERVICES IN THE PERIOD OF PROHPETHOOD)

خلیفہ اول نے اسلام قبول کرتے ہی اپنی جان اپنا مال تن من دھن سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا اشاعت اسلام کے لئے ان کی مالی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ آپ نے اپنا زر کثیر خرچ کر کے بلال حبشیؓ، عامر بن فہیرہؓ اور دیگر مسلمان غلاموں کی ان کے مالکوں کو کثیر رقوم ادا کر کے آزاد کر دیا۔

آپ کی تبلیغ مساعی سے عثمان غنیؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ، ابوعبیدہؓ ابن الجراحؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ جیسی جلیل القدر شخصیتیں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

ہجرت مدینہ میں رفاقت نبی ﷺ کی وجہ سے ثانی اثنین (رفیق نبی) کا خطاب مل گیا۔ غزوات میں آپ کے محافظ اور نگران دستہ میں شامل رہے۔ بلکہ تمام غزوات کے لئے اپنا زر کثیر خرچ کیا خصوصاً غزوہ تبوک میں گھر کا پورا ساز وسامان راہ خدا میں وقف کر دیا۔ حیات نبی ﷺ میں خدمت اسلام کے لئے کوئی موقع بھی ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیا خلیفہ بننے کے بعد اپنی خدمات جلیلہ میں اضافہ کیا۔ آنحضور ﷺ نے بہت خوبصورت انداز میں صدیق اکبرؓ کا تذکرہ فرمایا۔

''میں نے ہر شخص کے احسانات کا بدلہ دنیا میں ادا کر دیا ہے لیکن ابوبکر کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے۔''

(۲) بغاوت اسلام کا خاتمہ: (END OF REVOLTS)

خلیفہ اول نے ان لوگوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا جنہوں نے نماز ترک کر کے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر کے علم بغاوت اونچا کیا تھا۔ اکثر صحابہ کرامؓ ان باغیوں کے خلاف جہاد بالسیف کو پسند نہیں کر رہے تھے۔ آپ نے اپنی قوت ایمانی اور زور استدلال سے تمام صحابہؓ کو ان فتنہ اور شورش بپا کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے پر قائل کر لیا اور اس طرح آپ نے دین مستقیم کی بنیادوں کو منہدم ہونے سے محفوظ کر لیا۔

کتنے سنہری حروف ہیں جنہیں آب زر سے لکھا جانا چاہیئے۔

''خدا کی قسم جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ میں اس سے جہاد کرونگا اسی طرح جو مال زکوٰۃ سے ایک رسی بھی ادا نہ کرے گا میں اس سے بھی تادم زیست لڑونگا۔''

(۳) جھوٹے نبیوں کا استیصال:

(ERADICATION OF FAKE PROPHETS)

جن لوگوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں یا خلافت صدیقی میں جھوٹا دعویٰ نبوت کیا آپ نے ان کے خلاف ہر محاذ پر جہاد کیا مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح بنت حارث وغیرہ باغیوں اور جھوٹے نبیوں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچایا اس طرح ان کے خلاف جہاد کر کے آپ نے قیامت تک کے لئے اس بات کی توثیق کر دی کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے گا جھوٹا اور مسلمانوں پر ہمیشہ ایسے کذاب سے جہاد کرنا فرض ہے۔

(۴) سرحدوں کا دفاع اور فتوحات کا آغاز:

(DEFENCE OF BOUNDARIES)

آنحضور ﷺ کے ایام میں شام کی طرف سے ہر وقت خطرہ محسوس ہوتا تھا غسانی بادشاہ اپنی قوت اور طاقت کا مظاہرہ کرتے رہتے چنانچہ آنحضور ﷺ نے اس مقصد کے لئے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے زیر قیادت ایک عظیم لشکر تیار کیا تھا۔ آنحضور ﷺ کے وصال کی وجہ سے یہ لشکر اپنی مہم پر روانہ نہ ہو سکا خلیفہ نے شامی سرحد کے دفاع کی خاطر رسالت مآب ﷺ کی خارجہ حکمت عملی اور سیاسی پالیسی کو جاری رکھا۔ لشکر اسامہ کو شامی سرحد پر بھیج کر ہمیشہ کے لئے اس سرحد کو خطرہ سے محفوظ کیا شامی حکمرانوں پر مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا خلیفہ اول نے مسلسل مہمات بھیج کر اجنادین کے محاذ پر رومی طاقت پر کاری ضرب لگائی۔ کسریٰ کی حکومت تھوڑے عرصہ میں مسلمانوں کے زیر نگیں ہو گئی۔ قیصر روم کو چند سالوں بعد ایشائی علاقے کو خیر باد کہہ کر قسطنطنیہ واپس جانا پڑا اور مسلمان دنیا کی سب سے بڑی اور عظیم طاقت بن گئے۔

(۵) جمع وتدوین قرآن: (COMPILATION OF QURAN)

خلیفہ اول کا یہ ایک عظیم کارنامہ اور بہت بڑی دینی خدمت ہے آپ کے عہد میں

حفاظت حدیث کے علاوہ قرآن کی جمع وتدوین کا کام تکمیل پذیر ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی جانے والی جنگ یمامہ میں حفاظِ قرآن اور قراء کرام کی ایک کثیر تعداد شہید ہوگئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کو خیال آیا کہ قرآن حکیم کو ایک جلد کی شکل میں یکجا کرلیا جائے مبادا قرآن کریم کا وہ تحریری سرمایہ جو عہد رسالت مآب ﷺ میں جمع ہوگیا تھا کہیں ناپید نہ ہو جائے۔ کیونکہ قرآن حفاظ کے سینوں کے علاوہ مکمل شکل میں مختلف اشیاء کاغذ، لکڑی، کھجور کے پتوں، پتھر کی تختیوں پر منتشر اجزاء میں موجود تھا خلیفہ اول نے حضرت عمرؓ کے مشورہ کے مطابق بروقت اقدام کر کے جمع قرآن کا اہتمام فرمایا آپ نے حضرت زید بن ثابتؓ مشہور قاری کو اس کام پر مامور فرمایا۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ سے تحریری مواد حاصل کیا۔ حفاظ کرام کی مدد سے بڑی حزم واحتیاط سے قرآن کو توقیفی ترتیب کے مطابق یکجا کر کے ایک کتابی شکل میں جمع کر دیا۔ اس طرح قرآن پاک اپنی اصل ترتیب کے ساتھ مرتب ہو کر حضرت عائشہ صدیقہؓ زوجہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس محفوظ کر دیا گیا عہد صدیقی کا یہ عظیم دینی کارنامہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت اجر اور سعادت کا باعث ہے۔

(۶) ذمیوں کے حقوق کی نگہداشت:

(RIGHTS OF NON-BELIVERS)

خلیفہ اول کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ آپ نے اپنے عہد میں غیر مسلم جزیہ ادا کرنے والے عیسائیوں ذمیوں کے حقوق کی پوری نگہداشت کی۔ آپ کے عہد میں اسلامی ریاست کے اندر غیر مسلم ذمی کافی تعداد میں موجود تھے انہیں ہر قسم کی مکمل معاشی، سماجی اور مذہبی آزادی حاصل تھی ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی بھی نہ کی جاتی تھی حیرہ کے عیسائیوں کے ساتھ آپ کا جو معاہدہ طے پایا ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

عیسائیوں کے گرجے اور انکی خانقاہیں منہدم نہ کی جائیں گی ناقوس بجانے کی ممانعت نہ ہوگی تہوار کے موقع پر انہیں صلیب نکالنے سے منع نہ کیا جائے گا ان کو مکمل مذہبی آزادی ہوگی ان کے قلعے جو دشمن کے حملہ کے وقت ان کی پناہ گاہیں ہوتی ہیں محفوظ رکھے جائیں گے۔"

(۷) نظام خلافت راشدہ کی بنیاد:
(BASE OF CALIPHATE SYSTEM)

خلیفہ اول نے انتہائی تھوڑے سے عرصہ میں تقریباً اڑھائی سال میں نہ صرف فتوحات اسلامیہ کا آغاز کیا۔ بلکہ اندرونی اور بیرونی سازشوں اور بغاوتوں کو فرو کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے منہاج نبوت کے مطابق خلافت راشدہ کے نظام کی بنیاد رکھی۔

عہد رسالت میں اسلامی ریاست کی راہنمائی خدا تعالیٰ کی طرف سے دین کی روشنی میں رسول کائنات ﷺ خود فرمایا کرتے تھے۔ لیکن عہد صدیقی میں مسلمانوں نے باہمی مشاورتِ نبوی راہنما اصول کی روشنی میں کارہائے مملکت انجام دینے کی تفصیلات طے کیں، اس طرح خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ عہد رسالت ماب ﷺ میں قائم کردہ بیت المال کے نظام کو مزید کامیاب شکل دے دی گئی اس کے لئے باقاعدہ تنخواہ دار عملہ مقرر کیا گیا۔

(۸) مستحکم حکومت: (A STABLE OVERNMENT)

خلیفہ اول نے عہد رسالت ماب ؐ کی طرح قوموں کے قبائلی نظام کا خاتمہ کیا تقویٰ کی بنیاد پر عمال (گورنروں) کا تقرر کیا قبائل کے سرداری نظام کو دفن کر دیا گیا۔ بلال ؓ ،ابوذر ؓ اور اسامہ ؓ جیسے لوگوں کا درجہ معززین قریش سے کم تر نہیں بلکہ زیادہ تھا خلیفہ اول نے باہمی مشاورت کے اصول پر کارفرما ہو کر ایک مستحکم اسلامی حکومت قائم کی جس کا مؤثر اور مضبوط کنٹرول مدینة النبی میں خلیفہ کے ہاتھ میں تھا۔

....

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے دور خلافت کے ابتدائی ایام میں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر کیسے قابو پایا۔
(PROBLEMS FACED IN EARLY DAY OF CALIPHATE)

جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خلافت سنبھالی تو آپ کو اندرونی اور بیرونی بہت سی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا آپ کی خلافت کے آغاز میں ملت اسلامیہ ایک نہایت نازک دور سے گزر رہی تھی۔ لیکن خلیفہ اول نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور کاوشوں کے ذریعے ایک ایک کر

کے ان سب مشکلات اور مسائل کو حل کیا۔ اپنے عزم و استقلال اور تدبر و حکمت سے ملت اسلامیہ کو تباہی سے بچالیا۔ نہ صرف ان تمام مسائل اور مشکلات پر قابو پالیا بلکہ مملکت اسلامیہ کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر کے قیصر و کسریٰ کی عظیم سلطنتوں کو شکست سے دوچار کیا۔

ذیل میں ان مسائل اور مشکلات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جو آپ کو پیش آئے اور ان کا حل اور تدابیر کی جاتی ہیں جن کے ذریعہ آپؓ نے ان پر قابو پایا۔

(۱) مسئلہ انتخاب، جانشینی:

(SELECTION OF CALIPH, SUECCESSOR OF PROPHET)

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے فوراً بعد جانشینی کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ ابھی تجہیز و تکفین بھی عمل میں نہ آئی تھی۔ کہ ثقیفہ بنو ساعدہ میں ایک اجتماع ہوا۔ جس میں جانشین کے انتخاب کے لئے تجاویز و آراء پیش ہونے لگیں۔ ادھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو اطلاع ہوئی تو یہ دونوں حضرات حضرت ابو عبیدہؓ ابن جراح کے ہمراہ ثقیفہ بنو ساعدہ پہنچے۔ اگر یہ لوگ بروقت وہاں نہ پہنچتے اور صحیح انتخاب عمل میں نہ آتا تو بعد کے مسائل ایسے تھے جن سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتخاب بالکل درست تھا۔ اس لحاظ سے آپ کے لئے سب سے پہلا مرحلہ جانشینی کو حل کرنا تھا۔

(۲) اندرونی انتشار: (INNER PROBLEMS)

خلیفہ اول نرم مزاج رکھتے تھے لیکن انتہائی زیرک اور معاملہ فہم تھے۔ عالی ظرف اور بلند حوصلے کے مالک تھے۔ خلافت کے مسئلہ پر پیدا ہونے والی نازک صورتحال پر آپ نہایت دانش مندانہ اور نرم رویہ اختیار کیا۔ انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعت نہیں کی تھی لیکن اسلام میں ان کی بیش بہا خدمات تھیں۔ خلیفہ اول نے سعد بن عبادہؓ کی بیش بہا خدمات اسلام کے پیش نظر ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔ سعد بن عبادہؓ اپنی مرضی سے شام چلے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جلیل القدر شخصیت پر تمام انصار و مہاجرین نے اعتماد کیا تھا۔ انہوں نے مکمل اتحاد و یکجہتی کا ثبوت فراہم کیا چنانچہ داخلی انتشار پیدا کرنے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا گیا۔

(۳) اسامہؓ کے لشکر کی روانگی: (DEPARTUE OF USAMA'S ARMY):

اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں آنحضور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ایک لشکر

شام کی سرحد کے لئے تیار کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ شہیدان جنگ موتہ کا انتقام لیا جائے۔ آپ ﷺ کی مرض الموت اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کی وجہ سے یہ مہم بروقت روانہ نہ ہو سکی اگر چہ اب خلیفہ اول کے عنان خلافت سنبھالنے پر حالات بدل چکے تھے۔ ہر طرف سے بغاوت کی خبریں آ رہی تھیں۔ نیز پورا عرب ارتداد کا شکار ہو رہا تھا۔

مدینہ میں بھی باغی عنصر سر اٹھا رہا تھا۔ لشکر اسامہ میں انصار مہاجرین میں سے جلیل القدر صحابہؓ کرام بھی شامل تھے بعض اکابرین کو غلام زادے کی سربراہی پسند نہ آئی۔

ان حالات کے پیش نظر بعض صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا کہ یا تو لشکر اسامہ کی روانگی کا پروگرام ملتوی کر دیا جائے یا کسی آزمودہ کار سردار کو لشکر کا سربراہ مقرر کیا جائے بلکہ بعض صحابہؓ نے یہ مشورہ دیا کہ لشکر اسامہ کی بیرونی سرحد پر بھیجنے کی بجائے اندرونِ مدینہ اٹھنے والی بغاوتوں کو کچلنے کے لیے فوجی قوت کے طور پر استعمال کیا جائے۔

لیکن اسرار نبوت کے اس محرم راز کی قوت ایمانی کا اندازہ لگائیے کہ صحابہ کرامؓ کے اظہار رائے پر آپؓ نے جو ایمان افروز جواب دیا ملاحظہ فرمائیے۔

"میں اس مہم کو کیسے روک سکتا ہوں جس کے احکام رسول کریم ﷺ کے ہوں، مدینہ رہے یا مٹ جائے خلافت قائم رہے یا ختم ہو جائے لیکن رسول خدا کا حکم ہر حالت میں پورا ہو کے رہے گا۔"

چنانچہ خلیفہ اول حالات کی پختگی اور صحابہ کرامؓ کی مخالفت کے باوجود لشکر اسامہ کو شام کی طرف روانہ کیا۔ آپ نے پیدل چل کر لشکر اسامہ کو الوداع کہا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روانگی کے وقت درج ذیل نصیحتیں فرمائیں:

"اے لوگو! سنو میں تمہیں ان دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔"

(۱) خیانت نہ کرنا۔ (۲) مال غنیمت نہ چھپانا۔ (۳) بے وفائی نہ کرنا (۴) کسی کے اعضاء نہ کاٹنا۔ (۵) بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل نہ کرنا۔ (۶) کھجوروں اور پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا۔ (۷) کھانے کے علاوہ کسی اور غرض سے جانور ذبح نہ کرنا۔ (۸) خانقاہوں میں عبادت کے لیے بیٹھے ہوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ (۹) قسم قسم کے برتنوں میں لوگ تمہارے پاس کھانے لائیں گے اگر تم کھاؤ تو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کھانا۔ (۱۰) ایک ایسی جماعت بھی تمہیں ملے گی

جن کے سروں میں شیطان کا ٹھکانہ ہوگا انہیں سزا دینا۔ اب اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ وہ تمہیں دشمنوں کے نیزوں اور طاغوت سے محفوظ رکھے۔

(۴) جھوٹے مدعیان نبوت کا خاتمہ:

(END OF FAKE PROPHETS)

آنحضرت ﷺ کی شاندار کامیابی دیکھ کر کچھ شاطر اور ابن الوقت لوگوں نے آنحضرت کی زندگی کے آخری دنوں میں اور بعض نے آغاز خلافت ابوبکرؓ میں خانہ ساز نبوت کا ڈھونگ رچایا مختلف قبائل میں کئی جھوٹے نبی پیدا ہو گئے جن میں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اسود عنسی: (ASWAD ANSI)

اسود یمن کا باشندہ تھا قحطائی قبیلہ کی شاخ عنس سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا اصل نام عبہلہ بن کعب بن غوث تھا لیکن سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اسود عنسی کہلاتا تھا اس نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اپنی شعبدہ بازی سے بہت سے دیہاتیوں کو اپنا مرید بنالیا ان کی مدد سے بحران کے گورنر عمرو بن حزمہ کو شہر سے نکال کر نجران پر قبضہ کرلیا۔ اب اس نے یمن کے دارالحکومت صنعاء پر حملہ کر کے حاکم یمن شہر بن بازان کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی سے شادی کرلی۔

مگر قدرت الٰہی سے اسود کے اپنے ہی ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ چنانچہ شہر بن باذان کی بیوہ اور اس کی موجودہ بیوی نے لشکر کے سپہ سالار قیس بن عبد یعوث سے ساز باز کر کے ایک شخص فیروز کے ہاتھوں اسود عنسی کو قتل کرا دیا۔

(۲) مسیلمہ کذاب: (MUSAILMA KAZZAB)

علاقہ یمامہ میں آباد قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار تھا بات بات پر جھوٹ بولتا اور پھر اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اس وجہ سے اسے کذاب کہا جاتا تھا۔ یہ شخص بہت فریبی اقتدار پرست، انتہائی بدصورت اور پست قد تھا۔ ۱۰ ہجری میں اپنے قبیلہ کے ہمراہ اسلام کی غرض سے مدینہ آیا آنحضور ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے اپنے بعد اپنا جانشین مقرر کر دیں تو میں اسلام قبول

کرلوں گا آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت ایک چھڑی تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

"کہ اگر تو اس شرط پر یہ چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دونگا۔"

مایوسی کے عالم میں مسیلمہ واپس گیا اور آپ کی بیماری کی خبر سن کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ایک خط آنحضور ﷺ کو لکھا کہ اگر نصف ملک اس کے حوالے کر دیا جائے تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ ملنے کو تیار ہے اس کے جواب میں رسالت مآب ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ لکھ کر بھیجی:

"زمین خدا تعالیٰ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور عافیت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی جمعیت اور طاقت میں اضافہ کرنے کے لیے اس نے جھوٹی نبوت کی دعویٰ دار ایک مکار عورت سجاح بنت حارث سے شادی کر لی اس کے حق مہر کے طور پر اس کے لشکر کے لیے عشاء اور صبح کی نماز معاف کر دی مسیلمہ نے اپنی طرز کی مصنوعی نماز کا طریقہ رائج کیا۔ قرآن کے مقابلہ کے لیے چند بے معنی آیات گھڑ لی تھیں۔

مسیلمہ کے خلاف خلیفہ اول کا اقدام:

(MEASUREMENTS OF 1ST CALIPH AGAINST MUSAILMA)

خلیفہ اول نے مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے دو فوجی دستے حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ کی سرکردگی میں روانہ کئے مگر عکرمہؓ نے خلیفہ کی ہدایت کے برعکس شرحبیلؓ کے لشکر کا انتظار کئے بغیر مسیلمہ کے لشکر پر حملہ کر دیا اور شکست کھائی کیونکہ مسیلمہ کے پاس چالیس ہزار سپاہی تھے اسی طرح شرحبیل بن حسنہ نے بھی علیحدہ حملہ کرنے کی وجہ سے ہزیمت اٹھائی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے خلیفہ سے ہدایات لیکر شرحبیل بن حسنہؓ کے لشکر کو بھی ساتھ ملا کر ۱۵ ہزار فوج کے ہمراہ مسیلمہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے یمامہ کے مقام پر دونوں فوجوں میں گھمسان کا رن پڑا مسیلمہ کی قوم بنو حنفیہ بڑی بہادری سے لڑی لیکن مسلمان مجاہدین نے بھی جان کی بازی لگا دی۔ جہاں بڑے بڑے مجاہدین لشکر شہادت کے بلند منصب پر فائز ہو گئے۔ دوسری طرف مسیلمہ کے فوجی اور محافظ گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی پر جوش خطابت اور ثابت قدمی مسلمانوں کے قدموں کو مضبوط بنا رہی تھی۔

مسیلمہ نے بھاگ کر قریبی باغ میں پناہ لی لیکن سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی جو اس وقت مسلمان فوج میں شامل تھے۔ تاک لگا کر اپنا نیزہ پھینکا جو مسیلمہ کذاب کی چھاتی سے پار ہو گیا۔ ایک انصاری نے آگے بڑھ کر مسیلمہ کا کام پورا کیا۔ مسیلمہ کی ہلاکت دیکھ کر اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔

(۳) سجاح بنت حارث: (SAJAH BINT HARIS)

یہ عورت وسط عرب میں آباد قبیلہ بنو تمیم کی شاخ بنی یربوع سے تعلق رکھتی تھی مردوں کی دیکھا دیکھی اس عورت نے بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ یہ عورت نہایت زیرک اور عیار تھی۔ بنو تمیم کے نامور سردار مالک بن نویرہ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو کر سجاح کی مریدی اختیار کر لی۔ چنانچہ اس کی دیکھا دیکھی بہت سے لوگ سجاح کے پیروکار ہو گئے۔ بنو تمیم کے دوسرے قبائل نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ جنہیں اس نے بزور تلوار مطیع کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی سجاح نے اپنی طاقت کو بڑھانے کے لیے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ سجاح کی سرکوبی کے لیے قبیلہ بنو تمیم پہنچے تو اسے غائب پایا۔ وہ بصرہ کی طرف بھاگ گئی اور وہیں اس کی موت واقع ہوئی۔ بنو تمیم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور اسلام لے آئے۔ حضرت خالدؓ نے انہیں معاف کر دیا۔

(۴) طلیحہ بن خویلد: (TALIHA BIN KHWALID)

اس کا اصل نام طلحہ تھا لیکن مسلمان حقارت کی وجہ سے اسے طلیحہ کہتے تھے۔ علاقے کا مشہور جنگجو آدمی تھا۔ مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں آباد قبیلہ اسد کا سردار تھا اس نے رسالت مآب ﷺ کے عہد میں اپنی نبوت کا ڈھونگ رچایا تھا۔ لیکن اس کی دکانداری نہ چل سکی۔ ایک دفعہ اپنی قوم کے ساتھ صحرا سے گزر رہا تھا۔ اس نے ایک ایسے مقام کا پتہ بتایا جہاں پانی مل سکتا تھا۔ لوگ جب وہاں پہنچے تو پانی مل گیا۔ اس واقعہ کو اپنی خانہ ساز نبوت کے دعویٰ کے لیے پیش کیا کرتا تھا۔ اس نے نماز سے سجدہ ختم کر دیا۔ زکوٰۃ کی معافی کا اعلان کر دیا۔ اسی وجہ سے قبیلہ اسد اور غطفان، کے لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کے آخری دنوں کا ہے

آپ ﷺ نے حضرت ضرارؓ کو اس کے مقابلہ کے لیے روزانہ کیا۔ ابھی کامیابی نہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور طلیحہ کو اپنی قوت بڑھانے کا موقع مل گیا۔

خلافت صدیقی کا آغاز ہوا تو خلیفہ اول نے خالد بن ولیدؓ کو طلیحہ کے خلاف مہم پر روانہ کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ۱۱ ہجری میں اس کی طرف رخ کیا۔ عدی بن حاتم طائی نے نہ صرف حضرت خالد بن ولیدؓ کی امداد کی بلکہ اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے کچھ دیگر لوگوں کو طلحیہ سے الگ کر لیا۔ چنانچہ بزاخہ کے مقام پر خوب گھمسان کا رن پڑا۔ طلیحہ بھی کچھ عرصہ بعد حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں عراق کے محاذ پر اسلامی لشکر میں شامل رہا۔

(۵) مالک بن نویرہ: (MAALIK BIN NUVAIRA)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائل کے لیے امراء مقرر کئے تھے۔ فتنہ ارتداد کے وقت بعض مرتد ہو گئے۔ ان میں سے قبیلہ یربوع کا سردار مالک بن نویرہ باغی ہو گیا سجاح بنت حارث بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئی مالک بن نویرہ نے بطاخ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ بنو تمیم کی سرکوبی کے لیے حضرت خالد بن ولیدؓ کو متعین کیا گیا تھا طلیحہ بن خویلد کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد آپؓ مالک بن نویرہ کی طرف متوجہ ہوئے اگرچہ مالک بن نویرہ کی طاقت بہت زیادہ تھی خالد کی آمد سن کر کچھ قبائل اطاعت پر آمادہ ہوئے خود مالک بن نویرہ فوج کو منتشر کر کے جنگل کی طرف بھاگ گیا لیکن اسے گرفتار کر لیا گیا۔

حضرت خالدؓ کے کچھ ساتھیوں نے غلط فہمی کی وجہ سے رات کو مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ دوسرے دن خالد نے مالک بن نویرہ کی بیوی سے شادی کر لی۔

(۶) فتنہ ارتداد: (TROUBLE OF APOSTATES)

منکرین زکوٰۃ کے علاوہ ملک کے گوشے گوشے میں قبائل کے سردار خود مختار ہو گئے اور ارتداد کا شکار ہوئے ان میں بنو تمیم، باغیان بحرین، مرتدین عمان ومہرہ، مرتدین یمن اور حضرموت قابل ذکر ہیں۔

ان لوگوں نے ریاست مدینہ کے عمال کو قتل کر کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیا آپؓ نے ان لوگوں کے لیے ایک منظم منصوبہ بنایا فوج کو گیارہ دستوں میں تقسیم کر کے گیارہ قائدین کی سرکردگی میں فوجی کارروائیوں کا حکم جاری کیا۔ بحرین کے علاقے میں بطمان کی بغاوت کو حضرت

علاء بن الحضرمی کی اسلامی فوج نے ختم کیا۔

عمان میں لقیط بن مالک کی بغاوت کے خاتمہ کے لئے حذیفہ بن محصنؓ اور عرفجہ بن ہرثمؓ کو فوج دیکر روانہ کیا عکرمہؓ بھی فوج لیکر امداد کے لئے آ گئے تینوں اسلامی جرنیلوں نے عمان کی بغاوت کو دبا دیا۔

کندہ اور حضرموت کی بغاوت کو کچلنے کے لئے حضرت عکرمہؓ اور زیاد بن بسیدؓ کو بھیجا گیا۔ مرتدین شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اشعث بن قیس جو باغیوں کا سرغنہ تھا گرفتار ہوا مدینہ میں پہنچا تو خلیفہ اول نے اسے معاف کر دیا۔ اشعث بن قیس دوبارہ مسلمان ہو گیا۔

عمان فتح کرنے کے بعد حضرت عکرمہؓ مہرہ کی طرف بڑھے یہ باغی قبائل آپس میں جھگڑ پڑے چنانچہ قلیل گروہ کو حضرت عکرمہؓ نے رام کر لیا۔ انہیں ساتھ لے کر کثیر گروہ کو شکست دی

تہامہ و نجران میں عرب کے مشہور پہلوان عمرو بن معدیکرب کی وجہ سے شورش، بدامنی، راہ زنی اور لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔ اس علاقے کے حاکم خالد بن ولید نے عمرو بن معدیکرب کو شکست دی۔ بعد ازاں طاہر نے اس علاقہ میں پوری طرح شورش کو سختی سے دبا دیا۔

(۷) تارکین صلوٰۃ و منکرین زکوٰۃ:

(REFUSING PEOPLE OF SALAT & ZAKAT)

عبس و ذبیان، کنانہ، غطفان اور فرارہ قبائل کے کچھ لوگوں نے نماز چھوڑ دی اس طرح ان قبائل کے اکثر لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ یہ لوگ طلیحہ اسدی کے بھائی کی قیادت میں ذوالقیصہ کے مقام پر جمع ہوئے یہاں جمع ہو کر انہوں نے ایک وفد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بھیجا کہ ہم اسلام کے باقی ارکان ادا کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن ہمیں زکوٰۃ کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

حضرت عمر فاروقؓ اور کچھ دیگر صحابہ کرامؓ نے بھی خلیفہ اول سے ان کے زکوٰۃ کی معافی میں نرم پہلو اختیار کرنے کا مشورہ دیا آپؓ نے اس پر حضرت عمر فاروقؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''اے عمر! تم جاہلیت میں بڑے جابر تھے۔ اسلام لا کر بڑے نرم دل ہو گئے ہو۔ سنو! وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ دین کامل ہو چکا ہے۔ کیا میرے جیتے جی اس میں کمی کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کوئی اگر زکوٰۃ میں سے ایک بھی روکے گا تو میں اس سے ضرور جنگ کرونگا۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے جواب سے مایوس ہو کر جب یہ وفد واپس گیا تو مدینہ سے لشکر اسامہ کی روانگی اور اندرونی انتشار کا اندازہ لگا کر ان لوگوں نے تین دن بعد مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ اس موقع پر خلیفہ اول نے بڑی حاضر دماغی سے مستعدی کا ثبوت دیا۔ آپؓ نے

اطلاع پاتے ہی مدینہ کو آنے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو مختلف دستوں کا سالار مقرر کیا۔ بعد ازاں خلیفہ خود فوج لے کر شہر سے باہر نکلے قبائلی اسلامی فوج دیکھ کر گھبرا گئے اور بھاگ نکلے۔ صبح کو خلیفہ اول نے شب خون مار کر انہیں شکست دی۔ اس کامیابی سے قبائل عرب مرعوب ہو گئے اس طرح مدینہ منورہ فوری طور پر محفوظ ہو گیا۔

(۸) تدوین قرآن: (COMPILATION OF QURAN)

مرتدین اور منحرفین اسلام کے خلاف محاذ آرائی اور شامی اور ایرانی سرحدوں کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے خلیفہ اول کو جنگوں میں حصہ لینا پڑا جن کے نتیجہ میں حفاظ قرآن کی اکثریت کے شہید ہونے کے واقعات رونما ہوئے چنانچہ جمع و تدوین قرآن بھی ایک اہم اور مشکل مسئلہ تھا جسے حل کرنا خلیفہ اول کی ذمہ داری تھی۔

(۹) سرحدوں کی حفاظت: (PROTECTION OF BOUNDARIES)

مشرق میں ایران کی حکومت تھی ایران اور عرب کے درمیان عرصہ قدیم سے دشمنی چلی آ رہی تھی اسلام کے جھنڈے تلے مسلمانوں کی مجتمع قوت ایرانیوں کے لئے خطرے کی گھنٹی تھی۔ شاہ ایران یمن کے گورنر کے ذریعہ حضور ﷺ کو گرفتار کرنے کی ناپاک کوشش بھی کر چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد ایرانی حکومت نے منحرفین اسلام اور جھوٹے نبیوں کی پشت پناہی شروع کر دی۔ اس طرح خلیفہ اول کی خلافت کے آغاز میں مشرق اور مغرب دونوں طرف اسلامی حکومت مخالف طاقتوں کے درمیان گھری ہوئی تھی۔

یہ ایسی مشکلات اور مسائل تھے جو خلیفہ کو آغاز خلافت ہی میں پیش آئے لیکن آپؓ نے اپنے حسن تدبر اور فہم و فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کو حل کرنے کی کوشش کی ان مشکلات میں آپؓ کے ایک غلط اقدام سے اسلام کا شیرازہ بکھر سکتا تھا لیکن صدیق اکبرؓ کے عزم و استقلال اور تدبر حکمت نے ملت اسلامیہ کو تباہی سے بچا لیا۔

(۱۰) اسلام کے خلاف بغاوت: (REVOLT AGAINST ISLAM)

بعض لوگوں نے اسلام کے خلاف علم بغاوت و سرکشی بلند کیا۔ جیسا کہ بحرین کے علاقہ میں خطر نے اسلام کے خلاف آواز بلند کی قبیلہ کندہ میں سے اشعث بن قیس نے باغیانہ طرز عمل اختیار کیا۔ اس نے ایک اسلامی لشکر پر بھی حملہ کیا اس حملے میں اس نے جنگی قیدی چھڑا لئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے خلاف اقدامات کئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالیے۔

جمادی الثانی 13ھ تا یکم محرم 24ھ۔ بمطابق (634ء تا 645ء)

(DISCUSS THE SEERAH & CHARACTER OF H. UMAR R.A.)

نسب وولادت: (BIRTH & FAMILY)

آپ اشراف قریش میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں آپؓ کے خاندان سے سفارت مخصوص و متعلق تھی۔ یعنی جب قریش کے کسی دوسرے قبیلے سے لڑائی ہوتی تھی تو آپؓ کے بزرگوں کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا۔ یا جب کبھی تفاخر نسب کے اظہار کی ضرورت پیش آتی تو اس کام کے لیے آپؓ کے ہی بزرگ آگے نکلتے تھے۔ آپؓ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن زراح عدی بن کعب بن لوئی۔ کعب کے دو بیٹے تھے۔ ایک عدی دوسرے مرۃ۔ مرۃ آنحضرت ﷺ کے اجداد میں ہیں یعنی آٹھویں پشت میں حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آنحضرت ﷺ کے سلسلہ نسب میں مل کر ایک ہو جاتا ہے۔ عمر فاروق کی کنیت ابو حفص تھی۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کو فاروق کے لقب سے ملقب فرمایا تھا۔ آپؓ ہجرت نبوی سے چالیس سال پہلے پیدا ہوئے۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت کو ذیل کے مختلف پہلوؤں سے پرکھا جا سکتا ہے۔

(ا) مثالی شخصیت: (AN IDEAL PERSONALITY)

حضرت عمر فاروقؓ ایک مثالی شخصیت کے مالک تھے۔ آپؓ بہت زیادہ ذہین، صاحب الرائے اور سلیم الطبع انسان تھے۔ فصاحت و بلاغت اور زور خطابت کی وجہ سے عرب کے ممتاز ترین افراد میں شمار ہوتے تھے اسلام سے قبل شاعری سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ جاہلی شاعری کی اصلاح کرتے تھے لیکن مسلمان ہونے کے بعد شعر و شاعری کا شغف کم کر دیا تھا۔ فنون سپہ گری اور جوانمردی میں بچپن سے لگاؤ تھا آپؓ کے والد مشہور انساب تھے۔ اسلئے آپؓ کو بھی قبائل عرب کے نسب یاد تھے۔

اسلام لانے کے بعد زندگی کا اکثر حصہ حضور نبی ﷺ کی خدمت میں گزارا آپؓ روایت حدیث میں بہت احتیاط کیا کرتے تھے کہ کہیں آنحضور ﷺ سے غلط حدیث منسوب نہ ہو جائے۔ آنحضور ﷺ آپؓ کی رائے اور مشورہ کو بہت اہمیت دیا کرتے تھے کئی احکام

شریعت مثلاً اذان کا طریقہ، عورتوں کے لئے پردہ کا حکم، شراب کی حرمت، بدر کے قیدوں کے بارے میں احکام آپؓ کی رائے کے مطابق نازل ہوئے۔

(2) محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (LOVE OF PROPHET)

حضرت عمر فاروقؓ کو آنحضور ﷺ سے بے پناہ محبت اور حد درجہ عقیدت تھی۔ آپؓ کی جان مال اور اولاد رسول اکرم ﷺ پر قربان تھی اپنے روزمرہ کے تمام معمولات رسول خدا کی اتباع اور اطاعت میں گزارتے تھے۔ اپنی زندگی کا اکثر وقت آپؐ کی حفاظت میں گزارتے تھے۔ آپؓ کی محبت رسول کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی کوئی شخص آنحضور ﷺ سے گستاخانہ لہجے میں بات کرتا تو آپؓ تلوار نکال لیتے اور رسالت مآبؐ سے عرض کرتے کہ اگر اجازت ہو تو میں اس شخص کا سر قلم کردوں۔

حُب رسولؐ کی یہ کیفیت تھی کہ آنحضرت ﷺ کے وصال پر آپؓ کو یقین نہ آتا تھا کہ واقعی آپؐ وصال فرما گئے ہیں۔ چنانچہ آپؓ با آواز بلند پکار رہے تھے کہ جس کسی نے کہا کہ آپؐ وفات پا گئے ہیں اس کا سر تن سے جدا کردوں گا۔"

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آیات قرآنی پڑھ کر سمجھایا کہ یقیناً رسول ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو شدت غم سے سنبھل نہ سکے اور زمین پر گر پڑے۔

(3) خوف خدا اور پرہیزگاری: (FEAR OF ALLAH PIETY)

حضرت عمر فاروقؓ کے دل پر ہر وقت خوف خدا طاری رہتا تھا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے "کاش میں خس وخاشاک ہوتا کاش میری ماں مجھے نہ جنتی تا کہ روز قیامت مجھے حساب نہ دینا ہوتا۔"

آخرت کے مواخذہ سے اس قدر خوفزدہ تھے حالانکہ آپؓ نے اپنی پوری زندگی راہ خدا کے لئے وقف کر رکھی تھی فرمایا کرتے تھے۔

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تو صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ یوم جزاء میں مواخذہ سے چھوٹ جاؤں۔"

رات کو اکثر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے خوفِ خدا اور عذاب دوزخ کے ڈر سے اکثر زاروقطار روتے روتے آپؓ کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔

حضرت عمرؓ فاروق پرہیز گاری وقناعت پسندی میں بھی نہایت بلند مرتبہ انسان تھے۔ آپؓ کے عہد میں قیصر وکسریٰ کی بے بہا دولتیں ہاتھ لگیں لیکن سب کچھ راہ خدا میں صرف کر دیا۔ حاکم وقت اور خلیفۃ المسلمین ہوتے ہوئے بھی آپؓ نے نہایت فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی۔

(4) سادہ طرز زندگی: (SIMPLE LIFE STYLE)

خلیفۃ المسلمین ہوتے ہوئے بھی آپؓ نے انتہائی سادہ زندگی اختیار کی کھردرے کپڑے کا لباس پہنتے تھے اور اس میں بھی کئی کئی پیوند لگے ہوتے تھے۔ آرام کے لیے کسی گوشہ میں چٹائی بچھا کر سو جاتے تھے۔ آپؓ نرم اور ملائم لباس نہیں پہنتے تھے۔ خود بھی سادگی پسند تھے اور اپنے حکام اور عمال کو بھی سادہ لباس پہننے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ کسی علاقے کے لیے کوئی گورنر یا کوئی حاکم مقرر کرتے تو ان الفاظ میں تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔

"تم لوگوں کے خدمت گزار ہو عیش و عشرت میں مت پڑنا۔ ریشمی اور باریک لباس مت پہننا۔"

عیاض بن غنم کو ریشمی کپڑا پہننے کے جرم میں مصر کی حاکمیتی سے معزول کر کے کھردرا لباس پہنا کر بکریاں چرانے کے کام پر لگا دیا۔"

(5) بارُعب شخصیت اور حق پرستی: (COMMANDING PERSONALITY)

حضرت عمر فاروقؓ ہمیشہ حق کی حمایت میں سینہ سپر رہتے تھے۔ آپؓ حق کی اشاعت کے لئے ننگی تلوار تھے یہی وجہ ہے کہ مزاج اور طبیعت میں ذرا سخت گیری اور تیزی تھی۔ آپؓ ایک پروقار اور بارُعب شخصیت کے مالک تھے لوگوں پر آپؓ کی ہیبت چھائی رہتی تھی۔ بڑے بڑے بادشاہ اور ملکوں کے حکمران آپ کے نام سے کانپتے تھے۔

حضرت عمرؓ ہر اس شخص سے سخت گیری سے پیش آتے جو اسلام کا مخالف ہوتا دین کے معاملہ میں احتیاط نہ برتتا آنحضورؐ کی گستاخی کا مرتکب ہوتا آپؓ کی سخت گیری کی اصل وجہ حق گوئی اور حق پرستی تھی بے جا اور غیر مناسب سختی سے ہمیشہ اجتناب فرماتے تھے۔

خلیفہ بننے کے بعد مزاج کی تندی اور تیزی میں کافی حد تک تبدیلی آ گئی لیکن دینی

معاملات اور اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی میں کسی قسم کی مداخلت یا مصلحت کوشی روانہ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کو مدینہ میں بیٹھ کر کنٹرول کرنا آپؓ کے اسی مزاج سے ہی ممکن تھا تمام لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرتے تھے کہ عمر فاروقؓ کی موجودگی میں سلطنت میں کسی قسم کے انتشار اور فساد کا کوئی امکان نہیں۔

(6) مساوات: (EQUALITY)

حضرت عمر فاروقؓ عملی مساوات کا مکمل نمونہ تھے خلیفہ اور رعایا کے عام لوگوں کے حقوق میں کوئی فرق نہ تھا مسلمانوں کے آپس کے معاملات ہوں یا غیر مسلم کے آپؓ ہمیشہ عدل و انصاف اور مساوات پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

شام کا ایک شخص جبلہ بن الیہم غسانی بادشاہ بن گیا۔ حج کے موقع پر طواف کے دوران اس کی چادر کے کونہ پر کسی مسلمان کا پاؤں آ گیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا۔ اس شخص کی شکایت پر حضرت عمرؓ نے جبلہ سے اسی طرح رویہ کئے جانے کا فیصلہ دیا۔ جبلہ نے کہا کہ ہم تو برتر حیثیت کے مالک ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ ہاں زمانہ جاہلیت میں ایسا ہی تھا لیکن اسلام نے سب امتیاز مٹا دیئے ہیں۔ لہذا تمہیں جوابی قصاص کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

حضرت عمر فاروقؓ حق و باطل میں فرق کرنے والے تھے۔ آپؓ نے اسلامی قانون میں مسلمان اور ذمی کو برابر قرار دیا اگر کوئی مسلمان ذمی کو قتل کر دیتا تو مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کر دیا جاتا تھا۔

شام کے ایک کاشت کار نے شکایت کی کہ اسلامی لشکر کے گزرنے سے اسکی فصل تباہ ہو گئی ہے تو آپ نے اسے فوراً بیت المال سے معاوضہ دلوا دیا۔

ایک دفعہ گورنر مصر عمرو بن العاصؓ کے بیٹے نے ایک مصری کو کوڑے لگائے آپؓ نے باپ بیٹے کو مدینہ طلب کیا مصری کو حکم دیا کہ گورنر زادے کے کوڑے لگاؤ آپؓ نے عمرو بن العاصؓ کو مخاطب کیا اور فرمایا:

"ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا۔ تم نے کب سے انہیں غلام بنالیا۔"

(7) شجاعت و بہادری: (BRAVERY)

حضرت عمر فاروقؓ شجاعت و بہادری میں اپنی مثال آپ تھے اسلام سے پہلے آپؓ قریش مکہ میں شجاعت کے اعتبار سے مشہور تھے آپؓ کے اسلام لانے کا سبب انعام لینے کے لیے

(معاذ اللہ) حضورؐ کا سر قلم کرنے کا واقعہ آپؓ کی بہادری کا ثبوت ہے۔ مسلمان ہو جانے کے بعد اعلانیہ بیت اللہ میں عبادت کرنا آپؓ کی شجاعت اور بہادری کی بہترین مثال ہے۔ اسی شجاعت اور جرأت ایمانی پر آپؓ کو رسالت مآب ﷺ کی طرف سے فاروق کا لقب ملا۔ آپؓ کی جرأت، شجاعت اور بہادری جیسے اوصاف کو دیکھ کر ہی رسالت مآب ﷺ نے آپؓ کے اسلام کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعاء مانگی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے ذریعے اسلام کو مدد دی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"جب سے حضرت عمر فاروقؓ اسلام لائے ہم لوگوں کو برابر غلبہ اسلام حاصل ہوا۔"

آپؓ کی شجاعت کا اندازہ لگائیے۔

اکثر مسلمانوں نے حالات کے تحت چھپ چھپا کر ہجرت مدینہ کی لیکن جب حضرت عمرؓ کو بارگاہ رسالت مآب سے ہجرت مدینہ کی اجازت ملی تو آپؓ بیس مسلمانوں کے ہمراہ اس شان سے روانہ ہوئے کہ پہلے مسلح ہو کر مشرکین کے مجمع میں سے گزرتے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف انتہائی اطمینان سے اور بے خوفی سے کیا اور نماز ادا کی پھر مشرکین کے سامنے اعلان کیا۔

"اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ اس کی ماں اس سے محروم ہو جائے اس کی بیوی بیوہ ہو جائے۔ اس کے بچے یتیم ہو جائیں تو وہ اس وادی کے پار میرے مقابلہ کو آئے۔"

(8) رعایا کی دیکھ بھال:

(LOOKING AFTER THE SUBJECTS)

حضرت عمر فاروقؓ انتہائی خبر گیر اور رعایا کی دیکھ بھال کرنے والے خلیفہ تھے آپؓ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہر وقت ہر لحظہ کمر بستہ رہتے تھے بلا لحاظ مذہب آپؓ ہر وقت اور ہر جگہ ہر شخص کی تکلیف اور شکایت کو سنا کرتے تھے۔ آپؓ کا روزانہ کا معمول تھا کہ مجاہدین کے گھروں میں جاتے ان کے اہل وعیال کی خبر فرماتے بسا اوقات ان کی ضروریات زندگی بازار سے دلا دیتے تھے۔ مجاہدین کے خطوط خود ان کے گھروں میں پہنچا دیتے تھے۔

(۱) ایک رات گشت کے دوران بدو کے خیمے سے کراہنے کی آواز آئی قریب جا کر

معلوم ہوا کہ صاحب خیمہ کی بیوی دردزہ میں مبتلا ہے۔ گھر واپس آ کر بیوی ام کلثوم کو لیکر بدو کے خیمہ میں آئے تھوڑی دیر بعد بچہ پیدا ہونے پر بیوی نے آواز دی امیر المؤمنین اپنے ساتھی کو مبارکباد دیجئے۔ یہ سن کر بدو گھبرایا آپؓ نے اسے تسلی دی فرمایا صبح میرے پاس آنا آپ کے بچے کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔

(9) مواخذہ نفس: (SELF ACCOUNTABILITY)

حضرت عمرؓ کبھی بھی اپنے نفس کو تکبر اور غرور کا شکار نہ ہونے دیتے تھے جب کبھی دل میں خود پسندی اور بڑائی کا خیال پیدا ہوتا تو فوراً ہی اس کا علاج کر لیتے۔

(۱) ایک دن اپنی پیٹھ پر پانی کی مشک اٹھائے جا رہے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو جواب دیا:

"آج کسی اچھے کام کرنے کی وجہ سے میری نفس میں خود پسندی کا سودا سما گیا تھا۔ چنانچہ اپنے نفس کو ذلیل کرنے جا رہا ہوں۔"

(۲) ایک دن خطبہ کے لئے منبر پر چڑھ کر فرمایا:

لوگو! ایک وقت تھا میں اس قدر نادار تھا کہ لوگوں کے لئے پانی بھر کر چھوہارے مزدوری میں لیا کرتا تھا اس سے گزر بسر ہوتی تھی۔"

اس کے بعد منبر سے نیچے اتر آئے لوگوں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ یہ بھی کیا کہنے والی بات تھی؟

آپؓ نے فرمایا! آج میرے نفس میں غرور کی بیماری پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس طرح اس کی دوا حاصل کی ہے۔

(10) رقت قلبی: (WEEPING IN THE FEAR OF ALLAH)

حضرت عمرؓ بظاہر سخت گیر، سخت مزاج اور تند و تیز لہجہ رکھتے تھے لیکن باطنی طور پر انتہائی رقیق القلب واقع ہوئے تھے۔ ان کے دل پر ہر وقت خوف خدا چھایا رہتا تھا۔ قیامت کے دن کی باز پرس سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے۔ نماز میں عموماً ایسی سورتوں اور آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے جن میں زیادہ تر قیامت کی ہولناکی، قبر کے عذاب خدا کے حضور جوابدہی کا ذکر ہوتا تھا انہیں تلاوت کرتے ہوئے زار و قطار روتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ میں غرور و تکبر کا شائبہ تک نہیں تھا انتہائی منکسر المزاج اور تواضع پسند تھے۔ رحم دلی، عفو و کرم ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمات اور کارنامے بیان کریں۔

(DISCUSS THE SERVICES & ACHIEVEMENTS OF H. UMAR R.A.)

شورائی نظام: (PRIVY COUNCIL)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عہد نبوی اور عہد صدیقی سے جاری شدہ نظام مملکت اور اصول شورائیت کو نہ صرف بحال رکھا بلکہ اس نظام کے ڈھانچے میں آپ رضی اللہ عنہ نے مزید رنگ بھرا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے شورائی نظام کی روشنی میں کبھی بھی مطلق العنان حاکم بننے کی کوشش نہ کی۔ معمولی سے لیکر اہم معاملات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ خود کو اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے سامنے جوابدہ سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔

کہ کار خلافت مشورہ کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مستقل طور پر شوریٰ اور مشاورت کا اہتمام کر کے ان کو باقاعدہ سیاسی اداروں کی شکل دی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے دو قسم کی مجالس شوریٰ قائم کر رکھی تھیں:

(۱) مجلس شوریٰ خصوصی (۲) مجلس شوریٰ عمومی

(۱) مجلس شوریٰ خصوصی: (SPECIFIC COUNCIL)

انصار و مہاجرین میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ہوتی تھی تمام اہم معاملات گورنروں کے تقرر اور معزولی غیر ملکی نمائندوں سے گفتگو غیر ممالک میں سفراء کا تقرر فوجی معاملات خصوصی مشاورت میں طے کئے جاتے تھے۔ یہ مجلس خصوصی حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، ایسے ممتاز اصحاب الرائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھی۔

(۲) مجلس شوریٰ عمومی: (COMMON MATTERS)

اس مجلس میں دارالخلافہ مدینہ منورہ کے تمام لوگ شامل تھے جب بھی کوئی ایسا اہم معاملہ پیش آتا جس میں تمام لوگوں کی آراء معلوم کرنا ضروری ہوتا تھا تو منادی کرادی جاتی تھی کہ فلاں نماز میں تمام اہل مدینہ مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوں چنانچہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے بعد لوگوں کے سامنے وہ اہم معاملہ پیش فرماتے۔ ہر شخص اس مسئلہ پر کھل کر اظہار خیال کرتا۔ چنانچہ پیش آمدہ

معاملہ کے بارے میں خود بخود حل نکل آتا۔اس طرح خلیفہ لوگوں پر اپنی سوچ مسلط کرنے کی بجائے عوام اور رائے عامہ کو قبول کر لیتا تھا عہد فاروقی میں مسجد نبوی اسمبلی ہال (دار الندوہ الاسلامیہ) اور مرکزی سیکرٹریٹ کا کام دیتی تھیں بلکہ مرکزی دار الخلافہ بھی مسجد نبوی ہی تھی۔

(۳) فلاحی مملکت کا قیام: (A WELFARE STATE)

عہد فاروقی میں حکومت کا فرض اولین عوام کی خدمت انکی دیکھ بھال اور فلاح و بہبود قرار پایا۔خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق ؓ نے عوام کی کفالت ان کے روزمرہ مسائل کا فوری اور مستقل حل اور دیگر رفاہی امور پر بھی بھرپور توجہ فرما کر مملکت اسلامیہ کو ایک مثالی فلاحی مملکت کی صورت میں پیش کر کے دکھا دیا۔جس مملکت اسلامیہ کا سربراہ حکومت خلیفۃ المسلمین عوام کی تکالیف ان کے مسائل کے بارے میں پوری اور اصل صورت حال معلوم کرنے کے لیے رات کو گلیوں کوچوں بازاروں اور جھونپڑیوں میں پھرتا ہو یقیناً ایسی حکومت فلاحی حکومت ہی ہو سکتی ہے۔ حضرت عمرؓ کو فلاحی مملکت کا بانی کہا جا سکتا ہے۔

(۴) مرکزی اور جمہوری حکومت کا قیام:

(CENTRAL & DEMOCRATIC GOVERNMENT)

حضرت عمر فاروق ؓ کو عہد خلافت راشدہ میں ایک ممتاز مرتبہ حاصل ہے۔کیونکہ آپؓ کو خلیفہ اول کے مقابلہ میں طویل عرصہ خلافت حاصل ہوا۔چنانچہ آپؓ نے عنان خلافت سنبھالتے ہی اپنی حکومت کو مثالی نظام سلطنت کے تحت چلانے کے لیے آپؓ کو ایک اہم کردار ادا کرنا پڑا۔ عہد فاروقی میں مرکزی حیثیت خلیفہ کو حاصل تھی۔اس لیے ایک مرکزی حکومت کی داغ بیل ڈالی گئی۔ عہد فاروقی میں نظام حکومت میں جمہوری روح کارفرما تھی۔آمریت اور ڈکٹیٹرشپ کے رجحانات کا وجود تک نہ تھا عہد فاروقی میں تمام فیصلے کثرت رائے سے طے پاتے تھے۔خلیفہ کی طرف سے بعض اوقات اہم معاملات مسجد نبوی ؐ میں تمام لوگوں کے سامنے بحث و تمحیص کے لیے پیش کئے جاتے تھے۔

(۴) اسلامی سلطنت میں توسیع:

(EXPANSION OF ISLAMIC STATE)

جب حضرت عمر فاروق ؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔اس وقت شام اور عراق میں باقاعدہ مسلح

تصادم کا آغاز ہو چکا تھا۔ آپؓ نے حسن تدبر اور پوری منصوبہ بندی سے دشمنوں کا مقابلہ کیا آپؓ کو شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ چنانچہ ایک طرف عراق، ایران، جزیرہ خوزستان اور آذر بائیجان کے تمام علاقے اسلامی سلطنت میں شامل ہو گئے۔ دوسری طرف شام، ایران، اردن، مصر کے اسلامی حکومت کا حصہ بننے اور شمالی افریقہ کے بعض علاقوں کے مفتوح ہو جانے سے اسلامی سلطنت میں وسعت پیدا ہو گئی۔ اس طرح نہ صرف اسلامی سلطنت میں توسیع واقع ہوئی بلکہ دنیا بھر میں طاقت اور قوت کے لحاظ سے اسلامی سلطنت کو اولین حیثیت حاصل ہو گئی۔

(۵) بیت المال کی تنظیم: (ORGANIZED OF TREASURY)

عہد فاروقی کا ایک عظیم کارنامہ بیت المال کو منظم کرنا ہے عہد فاروقی سے پہلے بیت المال کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ اس سے پہلے جتنی آمدنی جمع ہوتی تھی جمع ہوتے ہی عوام میں حسبِ ضرورت تقسیم کر دی جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب حکومت کی توسیع کے ساتھ آمدنی میں اضافہ ہوا تو آپؓ نے مجلس مشاورت سے رائے لیکر بیت المال کی باقاعدہ تنظیم بندی کی۔

(۶) محکمہ عدالت کی تنظیم: (ORGANIZED OF JUDICIARY)

اسلامی اخوت کے ضمن میں حضرت عمرؓ کی اس خدمت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ آپؓ نے اپنے عہد میں دیگر امور کی باقاعدہ تنظیم کے ساتھ محکمہ اسلامی عدالت کو منظم کیا اور اسے باقاعدہ صورت دی۔

حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور خلافت تک عدلیہ اور انتظامیہ دونوں شعبے اکٹھے تھے۔ اسلامی مملکت میں توسیع اور ملکی حالات میں توازن برقرار رکھنے کے لیے آپؓ نے عدلیہ کو انتظامیہ سے بالکل الگ محکمہ کی صورت دے دی۔ آپؓ نے عدلیہ کا ایک ایسا ڈھانچہ تشکیل فرمایا جس کی بدولت عوام صدیوں تک معاشرتی انصاف سے مستفید ہوتے رہے۔ عدلیہ کے لیے دارالقضا کا نام استعمال کئے جانے لگا آپؓ نے مرکز اور صوبوں میں قاضی مقرر کئے۔ چھوٹے شہروں کے قاضی انکے ماتحت کر دیئے گئے قاضیوں کو انتظامی افسروں کے کنٹرول سے آزاد رکھا۔ ان کی تقرری اور معزولی صرف خلیفہ وقت کے ہاتھ میں تھی۔ معزز، متقی، پارسا اور اہلِ علم و فضل کو قضاہ کے عہدہ پر تعینات کیا جاتا تھا آپؓ نے قاضیوں کے لیے بہت اونچی تنخواہیں مقرر کیں۔

(۷) دینی خدمات: (RELIGIOUS ACHIEVEMENTS)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں نہ صرف فتوحات اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہوا بلکہ مذہبی اور دینی خدمات بھی نہایت وسیع پیمانے پر سرانجام دی گئیں ذیل میں ان خدمات دینیہ کی تفصیل دی جاتی ہے۔

(۸) فروغ اسلام: (PROPAGATION OF ISLAM)

آپ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بہت زیادہ لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں اسلامی اخلاق کا عملی مظاہرہ کیا گیا۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم رعایا کے حقوق کی پوری نگہداشت کی جاتی تھی۔ کسی غیر مسلم پر مذہبی امور میں ذرا بھر بھی سختی نہیں کی گئی بلکہ غیر مسلموں کو ان کی عبادت گاہوں میں مذہبی رسومات اور عبادات کرنے کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ مسلمان جس علاقے میں جاتے وہاں کے غیر مسلم لوگ ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر سینکڑوں کی تعداد میں بیک وقت اسلام قبول کر لیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حسنِ سلوک اور رواداری کا عملی مظاہرہ دیکھ کر ایرانی جرنیل ہرمزان مسلمان ہو گیا جنگ قادسیہ کے بعد تقریباً چار ہزار غیر مسلم فوج نے مسلمانوں کے اخلاق سے گرویدہ ہو کر دعوتِ اسلام کو قبول کیا۔

(۹) تعلیم قرآن کا اہتمام: (TEACHING OF QURAN)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سے بہت زیادہ محبت اور شفقت تھی یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بہت زیادہ اصرار پر خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قرآن مجید کو کتابی شکل میں یکجا کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں تدریس قرآن کا بڑے اعلیٰ طریقہ پر اہتمام کیا تھا۔ معلمین قرآن اور حفاظ کرام کی باقاعدہ اور معقول تنخواہیں مقرر کر رکھی تھیں ہر جامع مسجد میں تعلیم قرآن کے مکتب اور مدرسے کھولے مشہور قاری اور حافظ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ابو داؤد رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کرام کو شام اور مصر بھیجا گیا۔ اس اہتمام اور انتظام کا یہ فائدہ ہوا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں قرآن مجید کی تعلیم وسیع اور عام ہو گئی۔ ناظرہ قرآن کے علاوہ بہت سے لوگوں نے اسے حفظ کرنا شروع کر دیا۔

(۱۰) اہتمام حدیث: (ARRANGEMENTS OF HADITH)

قرآن کی تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے حفاظت حدیث کی طرف بھی پوری توجہ دی درس حدیث کے لئے بھی معلمین کی خدمات حاصل کیں۔ جید صحابہ کرامؓ کو مختلف علاقوں میں حدیث کی روایات اور تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ معقل ابن یساء، عمران بن حصینؓ کو بصرہ عبادہ بن صامتؓ اور ابودرداءؓ کو شام بھیجا۔

معلمین حدیث کو آپؓ حکم دیا کرتے تھے کہ وہ روایت حدیث میں اس قدر احتیاط برتیں کہ کہیں قرآن و حدیث کے الفاظ آپس میں نہ مل جائیں اگر کوئی شخص حدیث بیان کرتا تو آپ اس سے سند روایت حاصل کرتے چنانچہ مشہور راوی حدیث حضرت ابوہریرہؓ عہد فاروقی میں بڑے احتیاط سے روایات حدیث کا فریضہ انجام دیتے تھے۔

(۱۱) اہتمام فقہ: (ARRANGEMENTS OF FIQAH)

عہد فاروقی میں تہذیب و تمدن کی ترقی کی وجہ سے نئے مسائل سے واسطہ پڑا۔ چنانچہ اس عہد میں علم فقہ اور علم اجتہاد کی بڑی ترقی اور اشاعت ہوئی اکثر عمال کے پاس اہم دینی مسائل اور احکام لکھ کر روانہ کئے جاتے تھے۔ آپؓ اکثر ایسے لوگوں کو عمال گورنر کے طور پر مقرر کرتے تھے جو عالم فاضل اور فقیہ ہوتے تھے۔

شام فتح ہونے پر مشہور فقیہ حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابودرداءؓ کو علم حدیث و فقہ کی تعلیم کے لئے بھیجا مصر میں حضرت حیان بن ابی جبلہؓ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا ان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ دینی مسائل کی تعلیم اور علم فقہ کی تدریس کے لئے مامور کئے گئے بصرہ کے لئے عبداللہ بن معقلؓ اور عمران بن حصینؓ مقرر کئے گئے۔

(۱۲) حرم پاک اور مسجد نبویؐ کی توسیع:

(EXPANSION OF MASJID-E-NABVI)

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے حرم پاک کے اردگرد چار دیواری تعمیر کروائی کیونکہ آپؓ سے پہلے کعبہ کی چار دیواری نہ تھی۔ اس طرح حرم پاک کی حد بندی ہوگئی حرم پاک میں توسیع کے

لئے قریبی علاقوں کی زمین اور مکانات خریدے گئے مسجد نبوی جو پہلے اینٹوں اور کھجور کے پتے اور لکڑی سے بنائی گئی تھی حضرت عمرؓ نے نمازیوں میں اضافہ کے پیش نظر اس کے صحن میں توسیع کر دی۔ بڑے بڑے شہروں میں مساجد بنوائیں ان میں روشنی اور صفائی کا معقول انتظام کروایا۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ نے اپنے عہد میں تقریباً چار ہزار نئی مسجدیں تعمیر کرائیں حرم پاک میں حاجیوں کی رہائش اور سہولت کا خاطر خواہ انتظام کیا۔

(۱۳) تعمیراتِ دورِ فاروقی:

(CONSTRUCTION IN THE PERIOD OF H. UMAR R.A.)

حضرت عمرؓ کے عہد میں بے شمار تعمیرات ہوئیں مفتوحہ علاقوں میں سرحدوں کی حفاظت اور اندرونی بغاوت کو دبانے کے لئے فوجی چھاؤنیاں تعمیر کی گئیں چنانچہ چھاؤنیاں مدینہ، کوفہ، بصرہ، موصل، فسطاطہ، مصر، دمشق اور اردن میں تھیں جن میں اصطبل فوجی ساز وسامان، ضروری کا غذات ورسد کے ذخیرے ہوتے تھے۔ ان چھاؤنیوں سے ملحق چراگاہیں بھی ہوتی تھیں اس طرح بارکیں اور قلعے تعمیر کئے گئے سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے عرب میں جیل خانے بنائے تاکہ مجرموں کو سزائیں دی جاسکیں۔ مکہ مکرمہ میں صفوان بن امیہ کا گھر خرید کر اسے جیل خانہ بنایا گیا مختلف اضلاع اور شہر میں آبادی کے تناسب سے جیل خانے تعمیر کئے گئے۔

مسافروں کے لئے مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں کے درمیان سڑکوں پر ہر منزل پر سرائیں چوکیاں اور حوض تعمیر کروائے اس طرح حضرت عمرؓ نے ایرانی طرز پر دفتری نظام کی بنیاد رکھی مختلف شعبہ جات کے لئے دفاتر کے لئے عمارتیں بنائی گئیں دیوان فوج اور دیوان خزانہ کے لئے خصوصی عمارتیں تعمیر کی گئیں یہ تمام عمارتیں انتہائی سادہ کم خرچ اور صرف ضرورت کے مطابق تھیں۔

(۱۴) نئے شہروں کا بسانا: (NEW CITIEIS SETTLEMENTS)

حضرت عمرؓ کے عہد میں نئے مفتوحہ علاقوں کا مؤثر انتظام کرنے کے لئے نئی آبادیاں (بستیاں) بنائی گئیں ان آبادیوں اور شہروں تک پہنچنے کے لئے آسان تر راستے بنائے گئے مندرجہ ذیل شہر بہت مشہور ہیں جو عہد فاروقی میں بسائے گئے۔

بصرہ: (BASRA)

یہ مشہور شہر جنگ قادسیہ کے بعد ۱۴ھ میں عراق اور عرب کی سرحد پر دجلہ وفرات کے سنگم پر بسایا گیا۔اسے حضرت عتبہ بن عروانؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے آباد کیا۔

کوفہ: (KUFA)

۱۷ھ میں حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت حذیفہؓ نے عراق میں دریائے فرات کے مغربی کنارہ پر اس شہر کو آباد کیا۔اس جگہ کو اس لئے منتخب کیا گیا کہ اس کی آب و ہوا عربوں کیلئے انتہائی موزوں تھی۔اس شہر میں مختلف قبائل کے لئے مختلف محلہ جات بنائے گئے۔ان محلوں کو بالکل سیدھی سڑکوں سے ملا دیا گیا۔

فسطاط: (FUSTAAT)

مصر میں یہ شہر دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر بنایا گیا اسکندریہ فتح کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کے حکم پر حضرت عمرو بن العاصؓ نے عین اس جگہ جہاں وہ سکندریہ پر حملہ کرتے وقت اپنے خیمہ کو چھوڑ گئے تھے یہ شہر آباد کیا عربی زبان میں فسطاط کا معنی خیمہ ہے۔

حضرت عمرؓ دریائے نیل کے پار مصر کا اسلامی دارالحکومت بنانا پسند نہ کرتے تھے اس لئے مشرقی کنارے پر یہ شہر بسایا گیا چونکہ یہ شہر اسلامی فوجوں کا مرکز بن گیا اس لئے اس نے بہت جلدی ترقی کی اور سارے مصر کا پایہ تخت قرار پایا ترقی کرتے کرتے یہ شہر تعلیم و تربیت علوم و فنون کا گہوارہ اور تجارت کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔

موصل: (MOSIL)

موصل کے معنی ملاپ گاہ ملنے کی جگہ کے ہیں کیونکہ یہ شہر مشرق میں عراق و ایران اور مغرب میں شام و فلسطین کو باہم ملاتا ہے اس لئے اس کا نام موصل پڑ گیا یہاں پہلے ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔لیکن حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت ہرثمہ بن عرفجہؓ نے مشرق و مغرب کے سنگم پر یہ شہر بسایا یہاں بھی ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کی گئی جو فنِ تعمیر کا ایک بہت بڑا شاہکار ہے۔

حیرہ: (HEERA)

یہ شہر بھی حضرت عمروؓ بن العاص نے فتح سکندریہ کے بعد فوجی نقطہ نظر کے مطابق حضرت عمرؓ کے حکم سے ساحل سمندر کے قریب تعمیر کیا تا کہ رومی لوگ اس طرف حملہ آور نہ ہوتے رہیں ساحلی علاقہ پر واقع ہونے کی وجہ سے یہ مقام دلکشی سے خالی نہ تھا۔ چنانچہ اس کی اہمیت و افادیت بڑھتی چلی گئی ۲۱ ھ میں یہاں خلیفہ کے حکم سے ایک بہت بڑا مضبوط قلعہ تعمیر کیا گیا۔

عسکری نظام: (ARMED FORCES SYSTEM)

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں ولید بن ہشام کے مشورہ سے فوج کا ایک با قاعدہ اور منظم محکمہ قائم کیا گیا اور دو قسم کی فوج تیار کی گئی ایک با قاعدہ اور مستقل تھی دوسری جز وقتی جو رضا کارانہ بنیاد پر کام کرتی تھی ہنگامی حالات میں مدد دیتی تھی۔ فوجیوں کے نام با قاعدہ رجسٹر میں درج کیے گئے۔ ان کی تنخواہیں گریڈ آغاز ملازمت اور ترک ملازمت کا انتظام کیا گیا۔ فوجیوں کی رہائش کے لئے با قاعدہ بارکیں چھاؤنیاں تعمیر کی گئیں۔ انکی ضروریات کے لئے با قاعدہ سامان مہیا کیا گیا۔ جنگی ساز وسامان نیزہ کمان، تلوار، ڈھال زرہ بکتر بند خریدا گیا فوجیوں کے لئے شرائط وسہولیات اور با قاعدہ قوانین مرتب کیے گئے اس فوج کی بدولت اسلامی حکومت قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں تہلکہ برپا کرنے کے قابل ہوئی۔

(۱۲) پولیس: (POLICE)

فوج کی طرح لیکن فوج سے ذرہ علیحدہ پولیس کا بھی انتظام کیا گیا پولیس کے محکمے کے افسر اعلیٰ کا نام ''صاحب احداث'' رکھا گیا پولیس کا فرض یہ تھا کہ ملک میں امن وامان قائم رکھے۔ اس محکمے کے ذمہ احتساب کا فریضہ تھا کہ خیال رکھا جائے کہ دوکاندار اور تجارت پیشہ لوگ ناپ تول میں کمی نہ کریں شراب کا کاروبار نہ ہو جانوروں سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ مزدوروں کے حقوق کی نگہداشت کی جائے عام لوگوں کی سہولت اور مفاد کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ راستوں میں کسی قسم کی رکاوٹیں کھڑی نہ کی جائیں جرائم پیشہ افراد کے لئے سزائیں بھگتنے کے لئے جیلیں بنوائی گئیں۔

(۱۷) بندوبست اراضی: (LAND REFORMS)

حضرت عمر فاروقؓ نے زمین کی پیداوار بڑھانے اور سرکاری واجبات کی تشخیص اور زمین کے لئے بہت سی اصلاحات کیں شام عراق میں جاگیرداری نظام رائج چلا آ رہا تھا زمین مفتوحہ فوجی افسروں کی ملکیت سمجھی جاتی تھی حضرت عمرؓ نے زمین کے اس نظام کی خرابی کو محسوس

کرتے ہوئے اس کو یکسر تبدیل کر ڈالا کافی غور و خوض کے بعد صحابہ کی مجلس شوریٰ میں یہ بات طے پا گئی کہ جو کسان زمین پر ہل جوتے گا کھیت کی پیداوار بھی وہ لے گا اسی طرح کاشت کار کو مزارع کی حیثیت سے تبدیل کر کے مالک زمین قرار دیا اس طرح بہت سی زمین زیر کاشت آ گئی زرعی پیداوار میں بہت اضافہ ہوا۔

پانی کی قلت دور کرنے، نظام آبپاشی کو بہتر بنانے اور کثیر رقبہ زمین کو زیر کاشت لانے کے لئے آپؓ نے مندرجہ ذیل چار نہریں کھدوائیں۔

(i) نہر ابو موسیٰؓ: (CANAL OF ABOU MOOSA)

بصرہ کے پانی کی ضروریات پوری کرنے کیلئے دریائے دجلہ سے نہر موسیٰؓ نکالی گئی۔

(ii) نہر معقل: (CANAL OF MOAQQAL)

اسی طرح نہر معقل بھی دریائے دجلہ سے نکالی گئی۔

(iii) نہر امیر المومنین: (CANAL AMEER-UL-MOMINEEN)

جب مصر سے خشکی کے راستہ سے غلہ پہنچنے میں دیر لگ گئی تو آپؓ نے دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملانے کے لئے ٦٩ میل لمبی نہر نکالی۔ اس نہر کی بدولت مصر سے بسرعت غلہ مدینہ پہنچ سکتا تھا۔ اس نہر میں بڑے بڑے جہاز سفر کر سکتے تھے۔

(iv) نہر سعدؓ: (CANAL OF SAAD)

انبار کے پانی کی قلت کو دور کرنے کے لئے سعد بن ابی وقاصؓ نے اس نہر کا آغاز کیا لیکن اس کی تکمیل حجاج بن یوسف کے ہاتھوں ہوئی۔

(١٨) سن ھجری کا اجراء:

(IMPLEMENTATION OF YEAR A.H.)

حضرت عمرؓ کے عہد میں جب سلطنت میں وسعت پیدا ہوئی مصر و ایران اور روم جیسی حکومت سے واسطہ پڑا بیت المال کی آمدن و اخراجات کا حساب کتاب رکھنا پڑا۔ فوجیوں کی تنخواہوں اور وظائف کا انتظام و انصرام، جنگی، معاشرتی، عدالتی اور دیگر معاملات سلطنت کے لئے وسیع تر خط و کتابت کا ریکارڈ رکھنے کے لئے تاریخ اور ماہ سال کی ضرورت پڑی چنانچہ حضرت

عمرؓ نے مجلس مشاورت کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔

کافی بحث وتمحیص کے بعد ہجرت مدینہ کو مسلمانوں کا سال اول قرار دیا گیا۔اسی لئے اسلامی سال کو سن ہجری کا نام دیکر واقعہ ہجرت سے اس کا آغاز کیا گیا۔اس دن کے بعد سے آج تک مسلمانوں کے ہاں اسلامی تہواروں، رمضان المبارک، حج مقدس اور دیگر معاملات زندگی میں اس سن ہجری کا استعمال کیا جاتا ہے۔اب یہ حقیقت ہے کہ سن ہجری کا اجراء حضرت عمرؓ کے عظیم کارناموں میں شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دور کی فتوحات پر جامع نوٹ قلم بند کریں۔

(CONQUESTS IN THE REGIN OF H. UMAR)

حضرت عمرؓ نے جب حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اس وقت عراق اور شام دو محاذوں پر مجاہدین دشمنوں سے برسرِ پیکار تھے۔انہوں نے سب سے پہلے عراق کے محاذ کی طرف توجہ دی۔ حضرت مثنیٰ کمک لینے کے لئے محاذ سے آئے ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے فوراً ان کے ساتھ ابو عبیدہ ثقفیؓ کی زیر قیادت مجاہدین کا ایک دستہ روانہ کر دیا۔

دورِ فاروقی میں ایرانی محاذ کی معرکہ آرائیاں

(CONQUEST IN THE REGIN OF H. UMAR)

(۱) جنگ نمارق 13ھ /634ء: (WAR OF NUMARIQ)

جابان کے لشکر سے نمارق کے مقام پر مسلمانوں کا مقابلہ ہوا۔اکثر ایرانی سردار مارے گئے۔جابان بھی گرفتار ہو گیا لیکن ایک مسلمان سپاہی نے جو اسے جانتا تھا۔دو غلاموں کے عوض اسے رہا کرنے کا وعدہ کر لیا۔حضرت ابو عبیدہ ثقفیؓ نے ایک مسلم سپاہی کی امان کا پاس کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا۔

(۲) جنگ کسکر 634ء: (WAR OF KASKAR)

نرسی (جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے لشکر سے کسکر کے مقام پر معرکہ ہوا۔اس معرکہ میں بھی ایرانی افواج کو شکست ہوئی اور نرسی نے بھاگ کر جان بچائی۔

(۳) جنگ جسر 14ھ/634ء: (WAR OF JASAR)

جالینوس کی شکست کی خبر سن کر رستم نے مردان شاہ کو بھیجا، جسے بہمن جاذویہ کہا جاتا تھا۔ مروحہ کے مقام پر دونوں فوجیں مقابل ہوئیں۔ درمیان میں دریائے فرات تھا۔ ابو عبید نے ساتھیوں کے روکنے کے باوجود عبور کرلیا، سخت معرکہ ہوا۔ فارسیوں کے ہاتھیوں سے عربی گھوڑے بدکتے تھے۔ ابو عبید کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ خود بھی اسی معرکہ میں شہید ہوگئے۔ یہ معرکہ شعبان یا رمضان 13ھ میں پیش آیا۔ چونکہ اس معرکہ میں مسلمانوں نے کشتیوں کا پُل بنا کر دریا عبور کیا تھا اس لئے اس معرکہ کو جنگِ جسر کہا جاتا ہے۔ جسر عربی میں پل کو کہتے ہیں۔

(۴) جنگ بویب (14ھ/634ء) (WAR OF BOWAYB)

جسر کی شکست کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے پرزور تیاریاں شروع کردیں۔ مثنیٰ بھی فوج جمع کر رہے تھے۔ عرب کے نصاریٰ نے بھی اس موقع پر عرب ہونے کے ناطے عجمیوں کے خلاف تعاون کا وعدہ کیا۔ دوسری طرف بوران دخت نے مہران بن مہرویہ کو بھیجا۔ کوفہ کے قریب بویب کے مقام پر فوجیں مقابل ہوئیں۔ درمیان میں دریائے فرات تھا۔ اس دفعہ فارسیوں نے دریا عبور کیا۔ زبردست معرکہ کے بعد فارسیوں کو شکست ہوئی۔ یہ معرکہ رمضان 13ھ میں پیش آیا۔

(۵) جنگ قادسیہ (635 عیسوی/شوال 15ھ) (WAR OF QADSIA)

جنگ بویب کی اس عبرتناک شکست نے ایران کے در و بام کو ہلا کر رکھ دیا اور یزدجرد نے ایران کے سپہ سالار اعظم رستم کو تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا۔ ہاتھیوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس کے ہمراہ تھی۔ ان تیاریوں کی اطلاع پا کر مسلمان فوجیں عرب کی سرحد پر واپس آگئیں اور حضرت عمرؓ سے رہنمائی کی درخواست کی۔ حضرت عمرؓ نے تمام قبائل سے جنگ میں شرکت کی اپیل کی اور اس فوج کی قیادت کے لئے آپؓ خود تشریف لے جانا چاہتے تھے لیکن حضرت علیؓ اور اکابر صحابہؓ کی رائے پر آپؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی قیادت میں پندرہ ہزار کی فوج روانہ کی۔ اس فوج میں ستر بدری صحابہؓ اور تین سو بیعت رضوان کے شرکاء بھی شامل تھے۔ تاہم اس فوج کی کمان آپؓ نے اپنے ہاتھ میں رکھی۔ ہر پڑاؤ کے بعد آئندہ اقدام کی

ہدایت حضرت عمرؓ انہیں بھیجتے تھے۔شام کے محاذ سے بھی کچھ فوجی دستے ایران طلب کئے گئے۔

اس جنگ میں مسلمانوں کی کل تعداد تیس ہزار اور ایرانیوں کی ایک لاکھ بیس ہزار تھی اور تیس سے زائد دیو پیکر ہاتھی بھی ان کے ہمراہ تھے۔لڑائی کے آغاز میں انفرادی مقابلوں میں مسلمان ہی فتح مند رہے۔عام جنگ میں ایرانیوں نے ہاتھیوں کو آگے بڑھایا ہاتھیوں سے گھوڑے بدکتے تھے۔مسلمانوں نے ہاتھیوں سے چھٹکارا پانے کی بہت کوشش کی۔تاہم شام تک صرف ایک ہاتھی زخمی ہوا اور پانچ سو مسلمان نوجوان شہید ہو گئے۔

اگلے روز پھر لڑائی شروع ہوئی اتفاق سے شام کی فوج کے دستے حضرت قعقاع بن عمروؓ کی قیادت میں پہنچ گئے۔حضرت قعقاع نے ان دستوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا اور میدان میں پہنچایا۔تاہم ایرانی ہاتھی تمام دن مسئلہ بنے رہے اس دن دو ہزار مسلمان شہید ہوئے اور دس ہزار ایرانی قتل ہوئے۔

تیسرے روز کی لڑائی سے قبل مسلمانوں سے مشورہ کر کے حضرت سعدؓ نے فیصلہ کیا کہ ایرانی ہاتھیوں کی آنکھیں اور سونڈ بیکار کر دی جائیں چنانچہ حضرت قعقاع حضرت جمال اور حضرت ابیل کی قیادت میں چند نوجوانوں نے یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ان نوجوانوں نے تیروں اور برچھیوں سے ان ہاتھیوں کی آنکھیں نکال دیں۔حضرت قعقاع نے ان کے سب سے بڑے ہاتھی کی سونڈ الگ کر دی۔وہ چنگھاڑتا ہوا بھاگا دوسرے ہاتھی بھی اس کے پیچھے بھاگے اور وہ اپنی ہی فوج کو روندتے چلے گئے۔مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے تمام رات جنگ جاری رہی اور چوتھے روز بھی اسی زور سے لڑائی ہوتی رہی ایرانی فوجیں دیوار کی طرح جم کر مقابلہ کر رہی تھیں۔کہ مسلمان ان کے بائیں بازو کو پیچھے دھکیلنے میں کامیاب ہو گئی۔رستم بھی بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا۔زخموں سے نڈھال ہو کر ایک نہر میں کود گیا۔ہلال میں علقمہ نامی ایک مسلمان نے اسے کھینچ کر باہر نکالا اور قتل کر دیا۔رستم کے قتل ہوتے ہی ایرانی بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کر کے ہزاروں کو ڈھیر کر دیا تقریباً بیس ہزار ایرانی اس جنگ میں مارے گئے اور مسلمان تقریباً چھ ہزار شہید ہوئے۔

فتح قادسیہ نے سلطنت کسریٰ کی بنیادیں ہلا دیں اور اسے ہمیشہ کے لئے اتنا کمزور کر دیا کہ مسلمانوں کی طاقت وشوکت کے سامنے دوبارہ نہ اٹھ سکے۔ایرانی نخوت خاک میں مل گئی۔اگرچہ اس

کے بعد بھی معرکے تو ہوئے لیکن اب مسلمان ایک غالب قوت کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔

(۶) بابل کی فتح: (CONQUEST OF BABYLONIA)

ایرانی قادسیہ سے فرار ہو کر بابل پہنچے اور ایک مضبوط قلعہ میں مورچہ بند ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے پیچھا کیا اور یہاں بھی انہیں شکست دی۔ یہاں سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مدائن کی طرف بڑھے جو ایران کا پایہ تخت تھا۔ دریا سے پہلے شہر تھا دو ماہ تک اس کا محاصرہ رہا۔ بلا آخر فتح ہوئی اور ارد گرد کے سرداروں نے صلح کر لی۔

(۷) مدائن کی فتح: 16ھ/637ء (CONQUEST OF MADAAIN)

ایران شہر بابل کی فتح کے بعد مسلمانوں اور مدائن کے درمیان دریائے دجلہ رکاوٹ تھی۔ چنانچہ ایرانیوں نے دجلہ کا پل توڑ دیا۔ تاکہ مسلمان دریا کے پار نہ آسکیں۔ لیکن حضرت سعدؓ نے اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور ان کے پیچھے ان کے فوجیوں نے بھی گھوڑے ڈال دیئے اور مسلمان اپنی صف بندی کو بغیر توڑے ہوئے اسی ترتیب میں دریا کے پار پہنچ گئے۔ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر ایرانی پکار اٹھے دیواں آمدند۔۔۔۔ دیواں آمدند۔۔۔۔ اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ یزدگرد بھی راہ افرار اختیار کر گیا۔

(۸) معرکہ جلولا 637ء (شعبان 16ھ) (WAR OF JALOOLA)

رستم کے بھائی خرزاد نے مدائن سے بھاگ کر جلولاء میں پناہ لی اور فوجی تیاریاں شروع کر دیں قلعہ کے باہر ایک بڑی خندق کھدوائی اور راستے پر لوہے کے گوکھرو بچھا دیئے۔ حضرت ہاشم بن عتبہؓ اور قعقاعؓ بن عمرؓ و بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلے پر نکلے۔ کئی مہینے محاصرہ جاری رہا بالاخر دشمن کو شکست فاش دی۔ یہاں سے بھی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔

یزدگرد جو حلوان کو اپنا مرکز بنائے ہوئے تھا جلولا کی شکست کی خبر سن کر وہاں سے ''رے'' چلا گیا۔ حضرت قعقاعؓ نے آگے بڑھ کر حلوان پر قبضہ کر لیا حلوان کی فتح سے تسخیر عراق کی مہم مکمل ہو گئی۔ حضرت عمرؓ بھی آگے نہیں بڑھنا چاہتے تھے۔ اس لئے ایرانی حکومت سے صلح ہو گئی اور چار سال تک اس محاذ پر خاموشی رہی۔

(۹) جزیرہ اور تکریت کی مہم (16ھ) 637ء

لیکن عراق کی شکست کا زخم اتنا شدید تھا کہ ایرانیوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا پوری قوم

مقابلہ پر اتر آئی۔ اہل جزیرہ نے تکریت میں زبردست فوجی تیاریاں شروع کر دیں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے تمام حالات بتا کر دربار خلافت سے اجازت طلب کی اور حضرت عبداللہ بن غنمؓ کو پانچ ہزار فوجی دیکر تکریت بھیجا گیا۔ چالیس روز محاصرہ کے بعد عیسائی عرب مسلمانوں کے ساتھ مل گئے اور تکریت فتح ہو گیا اور تقریباً ایک سال میں جزیرہ فتح ہو گیا۔

(۱۰) خوزستان: 17ھ/638ء (KHOOZISTAN)

خوزستان کا چھوٹا سا علاقہ بصرہ کے قریب شمال مشرق میں واقع تھا۔ یہاں ہرمزان فوجیں لئے بیٹھا تھا اور بہت فتنہ پرور شخص تھا۔ اس کی فوجیں وقتاً فوقتاً مسلمانوں سے زیادتی کرتی رہتیں اور بصرہ کا علاقہ بھی اس کی وجہ سے غیر محفوظ تھا۔ چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے امواز پر حملہ کر کے ہرمزان کو مطیع بنالیا۔ جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ وہاں کے گورنر ہوئے تو پھر باغی ہو گیا۔ یزدگرد نے اس کی حمایت میں فوج بھیجی اور سوستر نامی جگہ کو اس نے مرکز بنایا۔ مسلمانوں نے ایک مقامی باشندے کے ذریعے خفیہ راستہ معلوم کیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ ہرمزان پھر گرفتار ہوا اور اس کی خواہش پر اسے مدینہ بھیج دیا گیا۔

(۱۱) جنگ نہاوند 641ء (ربیع الثانی 21ھ) (WAR OF NAHAVAND)

یزدگرد مرو میں مقیم تھا۔ ہرمزان کی شکست اور گرفتاری سے دل گرفتہ ہو گیا اسے یہ خوف لاحق ہو گیا کہ یہ سیلاب اس کے تمام مقبوضات کو بہا لے جائے گا۔ چنانچہ اس نے مردان شاہ کی قیادت میں ڈیڑھ لاکھ کی فوج مسلمانوں کے مقابلے میں روانہ کی اس نے نہاوند کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت نعمان بن مقرنؓ کی قیادت میں تیس ہزار فوج مقابلہ پر روانہ کی۔ ایرانیوں نے خندقیں کھود رکھی تھیں اور تمام راستے پر لوہے کے گوکھرو بچھا رکھے تھے۔ چنانچہ اس صورتحال میں حضرت قعقاع بن عمروؓ نے ایرانیوں کو اشتعال دلایا اور انہیں قلعہ بندیوں سے باہر نکالا۔ تھوڑی فوج سے حملہ کیا اور پھر شکست کے انداز میں پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ گھرو کے علاقے سے باہر آ گئے۔ یہاں مسلمانوں کی اصل افواج جو پہلوؤں پر موجود تھیں یکبارگی حملہ آور ہو گئیں حضرت نعمان بن مقرنؓ زخم کھا کر گر پڑے ان کے بھائی نعیم نے فوراً جھنڈا سنبھال لیا اور اس کی خبر کسی کو نہ ہونے دی رات ہوتے ہی ایرانیوں کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمانوں نے ان کا دور تک پیچھا کیا حضرت نعمان بن مقرن میں کچھ جان باقی تھی جب فتح کی خبر سنی تو بیساختہ کہا الحمد للہ۔ عمر کو خبر کر دو یہ کہہ کر جام شہادت نوش کیا۔

دورِ فاروقی میں شام کے محاذ کی معرکہ آرائیاں

(۱) فتح دمشق 635ء (ربیع الاول 14ھ)

(CONQUEST OF DAMASCUS)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں شام کے محاذ پر مسلمانوں نے رومیوں کو اجنادین کے مقام پر زبردست شکست دی تھی۔ جس کے بعد اسلامی لشکر نے آگے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ رومیوں نے محاصرہ کو طول دینے کی کوشش کی تاکہ زیادہ سردی کا موسم آجائے اور اس دوران قیصر روم کی بھیجی ہوئی کمک پہنچ جائے لیکن مسلمانوں نے قیصر روم کی بھیجی ہوئی فوج کو راستے ہی میں روک لیا اور دوسرا اتفاق یہ ہوا کہ دمشق کے بطریق کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس کی خوشی میں اہل شہر ناؤنوش میں غرق ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ موقع کو غنیمت جان کر کمند کے ذریعے دیوار پر چڑھ کر شہر میں اتر گئے۔ جو تھوڑے بہت محافظ موجود تھے انہیں قتل کر کے دروازہ کھول دیا اور فاتحانہ شہر میں داخل ہو گئے۔ اہل شہر نے حضرت ابوعبیدہؓ کو جو دوسری طرف اس صورتحال سے بے خبر تھے صلح کی درخواست کی جو انہوں نے قبول کی اس طرح فاتحانہ داخلہ کے باوجود اہلِ شہر سے مصالحت کا رویہ اختیار کیا گیا۔

(۲) معرکہ یرموک 636ء (رجب 15ھ) (WAR OF YARMUK)

حمص کی شکست پر قیصر دل شکستہ ہو کر انطاکیہ پہنچا جہاں مختلف اطراف سے عیسائی فریاد لے کر پہنچے اور امداد کی درخواست کی قیصر کو پھر جوش آیا اور ایک زبردست فوج جمع کر کے روانہ کی مسلمانوں کو جب اس فوج کی اطلاع ملی حمص کو خالی کرنے کا فیصلہ کیا جو جزیہ وصول کیا گیا تھا وہ واپس کر دیا گیا۔

حکمرانی کا یہ نیا انداز اہل حمص کے لئے نرالا تھا اور انہوں نے دل سے دعائیں کیں کہ خدا تم کو واپس لائے۔

اُردن کے علاقے میں یرموک مسلمانوں کے نقطہ نظر سے کھلا میدان تھا۔ چنانچہ تمام مسلم فوجیں وہاں جمع ہو گئیں جن کی کل تعداد تقریباً بیس سے تیس ہزار کے درمیان تھی جبکہ رومی ٹڈی دل دو لاکھ سے بھی زائد تھا۔ پادری اور راہب غیرت دلانے کے لئے موجود تھے۔ تیس ہزار رومیوں نے ثابت قدمی سے لڑنے کے لئے بیڑیاں پہن لیں حضرت خالد بن ولیدؓ کی سپہ سالاری بھی بے نتیجہ رہی۔ پہلے دن کی لڑائی میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا دوسرے روز رومیو

ں نے اتنے زور سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کا دایاں بازو پسپا ہو گیا جب مسلمان فوجیں پسپا ہوتے ہوئے خواتین کے خیموں کے قریب پہنچے تو مسلمان عورتوں نے خیموں کی چوبوں سے مسلمانوں پر حملہ کیا اور انہیں غیرت دلائی۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ نے چار سو آدمیوں سے موت پر بیعت لی اور سب کے سب نے لڑ کر جام شہادت نوش کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یکبارگی حملہ کر کے میدان کا نقشہ بدل دیا اور ان طوفانی حملوں نے رومی طاقت کا گھمنڈ توڑ دیا اور تقریباً ستر ہزار رومی قتل ہوئے اور چالیس ہزار گرفتار۔۔۔۔۔ مسلمانوں کے شہدا کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔

(۳) جزیرہ کی فتح 16ھ/637ء : (CONQUEST OF JAZEERA)

ان فتوحات سے گھبرا کر اہل جزیرہ نے قیصر روم سے مدد مانگی قیصر نے سکندریہ سے بھی مدد روانہ کی اور حمص کی طرف بھی ایک بڑی فوج بھیجی۔ مسلمانوں نے عراق کی طرف سے جزیرہ پر حملہ کیا اور حمص پر دشمن کا دفاع کیا اہل جزیرہ کو کسی بھی طرف سے مدد نہ پہنچنے کے سبب حمص کا محاصرہ چھوڑ کر جزیرہ چلے گئے۔ عرب قبائل نے ساتھ چھوڑ دیا رومی بدحواسی سے بھاگے اور اس کے بعد عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف فوجی کارروائی کا دوبارہ حوصلہ نہ ہوا۔

(۴) فتح فلسطین و بیت المقدس: (637ء/شوال 16ھ)

(CONQUEST OF PHALASTIN & BAIT-UL-MUQADAS)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب شام کے محاذ پر جوابی کارروائی کی تو حضرت عمرو بن العاصؓ کو فلسطین پر مامور کیا گیا۔ کچھ علاقوں پر عہد صدیقی ہی میں مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن دیگر مہمات کے سبب ادھر پوری توجہ نہ دی جا سکی۔ بالآخر حضرت عمرو بن العاصؓ نے شہر کو گھیر لیا پادریوں نے یہ کہا کہ حضرت عمرؓ خود آ کر معاہدہ تحریر کریں۔ حضرت عمرؓ نے ساتھیوں سے مشورہ کیا حضرت علیؓ نے جانے کا مشورہ دیا اسی مشورہ کو قبول کر کے آپؓ فلسطین روانہ ہوئے ۔ایک غلام آپؓ کے ہمراہ تھا اور جب آپ میدان جنگ کے قریب پہنچے تو حضرت عمرؓ اپنی باری پر گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے تھے چنانچہ مقام خابیہ پر عیسائی سرداروں اور حضرت عمرؓ کے درمیان معاہدہ صلح تحریر کیا گیا۔ یہودیوں کو شہر سے نکال دیا گیا البتہ یونانیوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی گئی۔

مصر کی فتح: 20ھ/641ء (CONQUEST OF EGYPT)

ملک شام کے دفاع کے نقطہ نظر اور مصر کے ذریعے دشمن کی ریشہ دوانیوں کو روکنے کی غرض سے حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمرؓ کو قائل کرلیا اور چار ہزار کی فوج لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور شہر فرما اور ایلیس فتح کرتے ہوئے عین الشمس پہنچے جو بعد میں فسطاط کہلایا حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس مرکزی شہر کا محاصرہ کرلیا۔۔۔۔۔لیکن فوج بہت قلیل تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت زبیر بن العوامؓ کی قیادت میں دس ہزار فوج کا لشکر بھیجا اس شہر کا محاصرہ سات ماہ تک جاری رہا۔ بالآخر حضرت زبیر بن العوامؓ نے جرأت کا مظاہرہ کر کے قلعہ فتح کرلیا اور مقوقس فرمانروا کی مصر کے ساتھ صلح ہوگئی۔

(۸) اسکندریہ کی فتح: 21ھ/42-641ء (CONQUEST OF SIKANDRIA)

اسکندریہ رومیوں کی بڑی فوجی چھاؤنی تھی اور یہاں ان کا بڑا بحری بیڑہ بھی موجود رہتا تھا۔ مصر پر قبضہ برقرار رکھنے کے لئے اس چھاؤنی کا خاتمہ ضروری تھا چنانچہ مسلمانوں نے اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا۔ مقوقس شاہ مصر مسلمانوں سے مل چکا تھا اور مسلمانوں نے مصریوں کو نقصان نہ پہنچانے کی ذمہ داری قبول کرلی تھی چنانچہ مصری مسلمانوں کی مدد کرتے رہے تین ماہ کے محاصرے کے بعد مسلمانوں نے اسکندریہ فتح کرلیا۔

اسکندریہ کی فتح کے بعد مسلمانوں نے عام لشکر کشی کر کے مصر کے تمام دور دراز علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ اور مصر باقاعدہ اسلامی سلطنت میں شامل ہوگیا۔

(۹) حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت:

(MARTYDOM OF HAZRAT UMAR R.A.)

۲۳ ہجری میں حضرت عمرؓ کی شہادت کا حادثہ عظمیٰ پیش آیا۔ ایک پارسی غلام ابولولو فجر کی نماز کے وقت خنجر لے کر مسجد میں آیا۔ جیسے ہی حضرت عمرؓ نے نماز شروع کی، ابولولو نے دفعتہً بڑھ کر مسلسل چھ وار کیے۔ حضرت عمرؓ زخمی ہو کر گر پڑے۔ زخم نہایت کاری تھا، بچنے کی کوئی امید نہ تھی، آپ کو آقائے نامدار ﷺ کی قربت میں دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی اس لیے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کو حضرت عائشہؓ کے پاس حجرہ نبوی میں دفن ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے بھیجا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ جگہ میں نے اپنے لیے محفوظ رکھی تھی، لیکن عمرؓ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی۔ عبداللہؓ واپس آئے آپ نے پوچھا کہ جواب لائے، عرض کی جو آپ چاہتے تھے فرمایا، سب سے بڑی آرزو یہی تھی۔ (مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۹۳،۱۱)

اولیات عمر رضی اللہ عنہ کی وضاحت کریں۔
(EXCELLENCIES OF HAZRAT UMAR R.A.)

حضرت عمر فاروقؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جہاں عظیم فتوحات کیں اور اسلامی سلطنت کی سرحدیں وسیع کیں وہاں اسلامی حکومت کا نظام بہت بہتر بنایا اور ایک مثالی سلطنت قائم کی انہوں نے بہت سے ایسے کام کیے جو اس سے پہلے اسلامی سلطنت میں نہیں تھے۔ چنانچہ وہ کارنامے یا نئی باتیں جو حضرت عمرؓ نے انجام دیں مؤرخین انہیں اولیات عمرؓ کے نام سے یاد کرتے ہیں شاہ معین الدین احمد ندویؒ نے تاریخ الخلفاء سیوطی اور امام طبری نے ''تاریخی طبری'' میں حضرت عمرؓ کی اولیات کی تعداد ۴۵ گنوائی ہے۔

- ☆ سن ہجری کی ابتداء ☆ بیت المال کا قیام
- ☆ فوج کی تنظیم اور دفتر قائم کرنا ☆ عدالتوں کا قیام
- ☆ زمین کی پیمائش کرانا اور محکمہ مال گزاری قائم کرنا اور زمینوں پر ٹیکس وغیرہ لگائے گئے۔
- ☆ امیر المؤمنین کا لقب اختیار کرنا۔ ☆ عشور (تجارتی ٹیکس) لگانا۔
- ☆ پرچہ نویس مقرر کرنا جنہیں کاتب کہا جاتا ہے۔ ☆ جیل خانے بنوانا۔
- ☆ محکمہ پولیس قائم کرنا جسے شرط کہا جاتا ہے۔
- ☆ پانچ دفعہ مردم شماری کرانا۔ ☆ نئے شہر آباد کرنا۔
- ☆ نئی نہریں کھدوا کر آبپاشی کا نظام رائج کرنا۔
- ☆ درے کا استعمال کرنا۔ ☆ نماز تراویح باجماعت پڑھانے کا انتظام کرنا۔
- ☆ شرابی کی حد مقرر کرنا۔ ☆ فوجی گھوڑوں پر سرکاری نشان۔
- ☆ مسافروں کیلئے مسافر خانے۔ سرائیں۔ اور حفاظتی چوکیاں بنوانا۔
- ☆ دریا کی پیداوار پر محصول اس سے پہلے صرف بارانی زمین پر تھا۔
- ☆ فقہ میں اصول فقہ قائم کرنا۔ جو اجتہاد کے اصول کہلاتے ہیں۔
- ☆ نماز فجر کی آذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ شامل کرانا۔
- ☆ نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر سب مسلمانوں کو اکٹھا کرنا۔

☆ اشعار میں عورتوں کے ذکر سے منع کرنا۔
☆ صاحب اولاد لونڈی کی فروخت ممنوع قرار دینا۔
☆ ایک ساتھ تین طلاق کو بائنہ قرار دینا۔ ☆ مساجد میں روشنی کا انتظام کرنا۔
☆ ملک کو صوبوں اور صوبوں کو تحصیلوں میں تقسیم کرنا۔
☆ لاوارث کی پرورش اور حفاظت کا انتظام کرنا۔
☆ مؤذن اور آئمہ کی تنخواہوں کا تقرر۔ ☆ ہجو کہنے والے شاعروں کو سزا دینا۔
☆ تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ کا تقرر۔ ☆ فنی مدرسے قائم کرنا۔
☆ مساجد میں وعظ کا طریقہ ایجاد کیا۔ ☆ ذمیوں کے وظائف مقرر کرنا۔
☆ قیاس کا اصول قائم کرنا۔ ☆ مکہ اور مدینہ کے درمیان سڑک کی تعمیر۔
☆ کسٹم کے محکمہ کا قیام۔ ☆ رضا کاروں کی تنخواہ مقرر کی۔

اولاد و ازواج:

حضرت عمر فاروقؓ کا پہلا نکاح زمانہ جاہلیت میں زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمع سے ہوا تھا۔ جن کے بطن سے عبداللہؓ، عبدالرحمٰن اکبرؓ اور حضرت حفصہؓ پیدا ہوئیں۔ زینبؓ مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں فوت ہوئیں۔ یہ عثمان بن مظعونؓ کی بہن تھیں۔ جو اول المسلمین تھے اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودھواں نمبر تھا۔ دوسرا نکاح عہدِ جاہلیت ہی میں ملکیہ بنت جرول خزاعی سے کیا۔ جس سے عبیداللہؓ پیدا ہوئے۔ چونکہ یہ بیوی ایمان نہیں لائی اس لیے اس کو ۶ ھ میں طلاق دے دی۔ تیسری بیوی قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی تھی۔ جس سے جاہلیت ہی میں نکاح کیا اور ۶ ھ کو اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دے دی۔ چوتھا نکاح اسلام میں اُم حکیم بنت الحرث بن ہشام مخزومی سے کیا جن کے بطن سے فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ پانچواں نکاح مدینہ میں آنے کے بعد ۷ ھ کو جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن ابی افلح اوسی انصاری سے کیا جن کے بطن سے عاصم پیدا ہوئے۔ لیکن ان کو بھی کسی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ چھٹا نکاح ۱۷ ھ میں اُمِ کلثومؓ بنت علی بن ابی طالب سے چالیس ہزار مہر پر کیا۔ ان کے بطن سے رقیہ اور زید پیدا ہوئے۔ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل جو فاروقِ اعظمؓ کی چچیری بہن تھیں اور فکیہ یمنیہ بھی فاروقِ اعظمؓ کی بیویوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ فکیہ کی نسبت بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ وہ لونڈی تھیں۔ ان کے پیٹ سے عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ کی اولاد میں حضرت حفصہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہؓ دو بہت نامور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ قریباً تمام غزوات میں شریک رہے۔ (بحوالہ تاریخ اسلام اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت و کردار پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔

(WRITE A NOTE ON SEERAH & CHARACTER OF H. USMAN)

محرم 24 ہجری تا ذی الحج 35 ہجری (645 عیسوی تا 656 عیسوی)

نام و نسب: عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب۔ آپ کی کنیت ابو عمرو ابو عبداللہ تھی۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرو تھی۔ مسلمان ہونے کے بعد حضرت رقیہؓ سے آپ کے یہاں حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ کی نانی آنحضرت ﷺ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی حقیقی بہن تھیں جو حضرت عبداللہ کے ساتھ توام (جڑواں) پیدا ہوئی تھیں۔ اس طرح حضرت عثمانؓ آنحضرت کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے۔ (بحوالہ تاریخ اسلام، مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی)

ذیل میں مختلف عنوانات کے تحت آپؓ کی سیرت اور خدمات بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) اسلام اور ثابت قدمی: (ISLAM & LOYALITY)

اسلام سے قبل حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گہرے دوستانہ مراسم تھے اسلام سے قبل آپ پیشہ تجارت سے منسلک تھے۔ اسی وجہ سے آپؓ نے مسلمان ہونے کے بعد اپنی دولت کو اسلام پر لگا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے آپ ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو آپؓ کا پورا خاندان اسلام کا دشمن تھا۔ آپؓ کو آپ کے رشتہ داروں نے بہت اذیتیں پہنچائیں خصوصاً آپؓ کے چچا آپؓ کو بہت تکلیفیں دیتے تھے۔ لیکن آپؓ کی ثابت قدمی اور استقامت میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ ہجرت حبشہ کی اجازت ملی تو آپؓ اپنی زوجہ حضرت محترمہ رقیہؓ (دختر رسول ﷺ) کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

(۲) تعلیم: (EDUCATION)

حضرت عثمان غنیؓ ذہین، فطین، نرم مزاج اور سمجھدار انسان تھے۔ آپؓ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ علم و عمل کا پیکر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد رسالت مآب ﷺ نے آپؓ کو کاتبان وحی کی جماعت میں شامل کیا آپؓ کو پورا قرآن مجید حفظ ہو گیا۔ آپؓ کا اسلوب تحریر بہت اعلیٰ تھا قرآن مجید کے علاوہ بھی آپؓ جو کچھ لکھتے یا بولتے انتہائی جامع اور مؤثر ہوتا تھا۔ آپؓ کو جامع القرآن بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپؓ نے اپنے عہد خلافت میں امت مسلمہ کو لغت قریش پر مدون مصحف عثمانی پر جمع کیا یہ آپؓ کا عظیم کارنامہ ہے۔

علم میراث پر آپؓ کو عبور حاصل تھا مسائل حج پر آپؓ سند کا درجہ رکھتے تھے استنباط مسائل اور اجتہاد پر آپؓ کو کافی مہارت تھی۔

(۳) محبت واتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

(LOVE & OBEDIENCE OF PROPHET (PBUH))

حضرت عثمان غنیؓ آپ ﷺ کی ذات سے بے انتہا محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضری کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔ صحیح معانی میں محب رسولؐ اور متبع سنت تھے آپؐ کو تکلیف یا مشقت میں دیکھ کر برداشت نہ کر سکتے تھے آپ ﷺ کی خوشنودی کی خاطر اپنا مال وزر بلکہ سب کچھ قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

ایک دفعہ آپؓ کو معلوم ہوا کہ اہلِ بیت نبویؐ کئی دن سے فاقہ میں مبتلا ہیں یہ سن کر آپؓ آبدیدہ ہو گئے گھر آئے آٹا، کھجور، ستو، گوشت اور نقدی رقم لے کر ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا جب بھی ایسی حالت پیش آئے تو خادم رسولؐ عثمانؓ کو یاد فرمایا جائے۔

آپؓ کی عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ جس ہاتھ (دایاں سے بیعت رسول کی تھی ساری زندگی اسے ناپاک چیز سے نہیں لگایا۔ اسی حب رسول کا یہ نتیجہ تھا کہ آنحضور ﷺ کو بھی آپؓ سے بہت محبت تھی چنانچہ آپؐ نے اپنی دو پیاری بیٹیاں رقیہؓ اور کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں دیں اور فرمایا کہ اگر اس وقت میری اور بیٹی بھی موجود ہوتی تو میں حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔ اسی لئے آپؓ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔

(۴) فیاضی وغنا: (GENEROSITY)

فیاضی وغناء آپؓ کا امتیازی وصف تھا فیاضی اور سخاوت کوٹ کوٹ کر آپؓ کی طبعیت میں بھری ہوئی تھی۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے بے بہا دولت سے نوازا تھا

آپؓ نے اسلام لانے کے بعد تادم مرگ اپنی اسی دولت سے اسلام کی بہت خدمت کی آپؓ سینکڑوں بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی کفالت کرتے تھے۔ اپنے اعزا واقرباء کی اکثر امداد کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ہر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

درج ذیل مثالوں سے آپؓ کی فیاضی اور دریادلی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) آنحضورؐ کے مدینہ تشریف لانے پر مسلمانوں کے لئے میٹھا پانی میسر نہ آتا تھا حضرت عثمانؓ نے اپنے زرِ کثیر سے بئر رومہ میٹھے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

(۲) غزوہ تبوک کے موقعہ پر چھ سو اونٹ مع مکمل ساز و سامان اور ایک ہزار دینار نقد آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں پیش کر کے فرمایا اگر مزید ضرورت ہو تو اس خادم رسولؐ کو یاد فرمایا جائے۔

(۳) مدینہ میں مسلمانوں کی مسجد تنگ تھی مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی تھی حضرت عثمانؓ نے اپنے زرِ کثیر میں سے ۳۵۰۰۰ درہم سے جگہ خرید کر مسجد نبوی کے لئے وقف کر دی۔

(۵) شرم وحیا کا پیکر: (SYMBOL OF CHASTITY)

آپؓ کے کردار اور عظمت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ آپؓ شرم وحیاء کا پیکر تھے۔ صحابہ کرامؓ میں آپ کی حیاداری ایک ضرب المثل بن چکی تھی پردہ داری کا عالم تھا کہ بند غسل خانہ میں بھی تہبند باندھ کر غسل فرمایا کرتے تھے۔ آنحضورﷺ بھی آپؓ کی حیاداری کا خیال رکھا کرتے تھے ایک دفعہ رسول اللہﷺ چند صحابہ کرامؓ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ پنڈلی مبارک سے تھوڑا سا کپڑا اٹھا ہوا تھا کچھ دیر سنبھل کر بھی بیٹھ گئے صحابہ کرامؓ نے اس قدر اہتمام کرنے کی وجہ پوچھی تو آپﷺ نے فرمایا عثمان کے حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔" (مسلم)

(۶) خوفِ خدا: (FEAR OF GOD)

حضرت عثمان غنیؓ فطرتاً نیک اور رحم دل انسان تھے اسلام سے قبل بھی شراب جواء اور دیگر فحاشی کے کاموں اور منکرات سے نفرت کرتے تھے۔ اسلام سے قبل شریف خدا ترس اور انسانیت کے خیر خواہ لوگوں سے آپؓ کے اکثر تعلقات تھے۔ اسی لئے اسلام سے قبل آپؓ کی دوستی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تھی پھر آپؓ ہی کی تبلیغ کی وجہ سے آپؓ کو شرف قبولیت اسلام ہوا۔ اکثر خوف خدا سے اور خدا کے ہاں جوابدہی کے احساس سے روتے رہتے تھے۔ جنازہ میں شامل ہوتے یا قبر پر حاضر ہوتے تو بے ساختہ آب دیدہ ہو جاتے۔ اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

(۷) حسنِ سلوک: (EXCELLENT BEAVIOUR)

حضرت عثمان غنیؓ نہایت رحم دل اور نرم شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے انتہائی

مروت، حسن سلوک اور خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے تھے۔ آپؓ مجسمہ حسن اخلاق تھے۔ اگر کوئی شخص آپؓ سے بدکلامی اور زیادتی سے پیش آتا تو آپؓ غصہ اور جوش میں نہ آتے تھے۔ نہایت بردباری اور حوصلہ مندی سے جواب دیتے۔ آپؓ نے کبھی کسی کو گالی سے جواب نہ دیا۔ یہ آپؓ کے حسن سلوک اور مروت کی اعلیٰ مثال ہے۔

(۸) تعلقِ مصاہرت: (IN LAWS RELATION)

پہلے دو خلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے سسر تھے۔ جب کہ حضرت عثمانؓ آنحضور ﷺ کے داماد تھے بلکہ آپؓ کو حضور ﷺ کا دوہرا داماد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آنحضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کا رشتہ آپؓ سے کیا حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد آنحضور ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کا رشتہ بھی حضرت عثمانؓ سے کیا۔

(۹) صبر و تحمل اور بردباری: (TOLERANCE)

حضرت عثمانؓ صبر و تحمل اور بردباری کے سراپا مجسمہ تھے۔ آپؓ نے اپنی شہادت تک ان اوصاف کو قائم رکھا خلیفۃ المومنین ہونے کے باوجود بلوائیوں نے آپؓ کو برا بھلا کہا گالیاں دیں گستاخانہ رویہ اختیار کیا لیکن اس دوران آپؓ نے صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال پیش کی۔

(۱۰) عبادت و ریاضت: (WORSHIP OF GOD)

حضرت عثمانؓ اپنا دن خلافت کے معمولات میں گزارتے اور رات کو فراغت پا کر عبادت الٰہی اور ریاضت نفس میں مصروف رہتے۔ اکثر دن کو روزہ رکھتے ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتے خود امیر الحج کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ پورے عہد خلافت میں کسی سال بھی آپؓ نے حج سے ناغہ نہ کیا لیکن شہادت کے سال محصور ہونے کی وجہ سے آپؓ حج نہ کر سکے۔

(۱۱) صلہ رحمی: (TREATMENT WITH RELATIVES)

حضرت عثمانؓ اپنے عزیز و اقارب سے صلہ رحمی سے پیش آیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بے بہا دولت عطا کی تھی۔ اس لئے آپؓ کو قدرت نے دست جود و سخا بھی عنایت فرمایا۔ آپؓ نے کبھی بھی بخل و کنجوسی سے کام نہ لیا۔ اپنے عزیز و اقارب کے حقوق و فرائض کا

خیال رکھتے تھے اپنی سخاوت و فیاضی اپنے عزیز و اقارب پر پہلے کیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی بھی اپنے مال سے صدقات و زکوۃ کی صورت میں مدد کرتے تھے۔ اس لئے اس الزام کی کوئی حقیقت نہیں کہ حضرت عثمانؓ بیت المال سے اپنی اقرباء پروری کیا کرتے تھے۔ کیونکہ جو شخص عہد رسالت نبوی اور دور خلفاء میں اپنی بے بہا دولت راہ خدا میں بے دریغ خرچ کرتا ہو اس سے کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اقرباء پروری کرتے ہوئے بیت المال کو بے دریغ خرچ کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؓ اپنا ذاتی مال اپنے عزیز و اقارب پر خرچ کرتے تھے لیکن مخالفین نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس پاکیزہ دامن کو میلا کرنے کی کوشش کی۔

....

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کارہائے نمایاں بیان کریں۔

(DESCRIBES THE ACHIEVEMENTS OF H. USMAN R.A.)

(۱) دینی خدمات: (RELIGIOUS ACHIVEMENTS)

حضرت عثمان السابقون الاولون میں شمار ہوتے تھے آپؓ کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور خوشنودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی۔ آپؓ نے اس سلسلہ اشاعت دین نبوی کو آگے بڑھایا جو عمر فاروقؓ نے شروع کیا تھا۔ آپؓ نے مفتوحہ علاقوں میں مسجدیں تعمیر کروائیں جن میں آئمہ مساجد کے علاوہ مؤذن مقرر کئے تاکہ بروقت نماز کا اہتمام ہو سکے مؤذن کے لئے آپؓ نے معقول معاوضہ مقرر فرمایا تاکہ یہ لوگ فکرِ معاش سے آزاد ہو کر خدمت مسجد کے لئے خود کو وقف کرسکیں۔

(۲) حفاظتِ قرآن بذریعہ اشاعتِ قرآن:

(PROTECTION OF HOLY QURAN)

قرآن کریم کی حفاظت کے سلسلہ میں حضرت عثمان غنیؓ نے جو خدمت انجام دی وہ ایک نمایاں کردار ہے بیرون عرب ممالک کی جنگی مہمات کے دوران حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے یہ دیکھا کہ قبائل میں قرآن پاک کو مختلف قراتوں میں پڑھنے کا اختلاف بہت بڑھ گیا ہے واپس آکر انہوں نے اس اختلاف کا ذکر خلیفہ حضرت عثمانؓ سے کیا اور کہا کہ اگر

اس اختلاف کا بروقت تدارک نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہ مسلمان بھی عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف پیدا کرلیں چنانچہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام لوگوں کو صرف ایک قرات پر جمع کیا جائے۔ حضرت عثمانؓ نے تمام صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا سب نے بااتفاق کہا کہ امت مسلمہ کو ایک قرات پر جمع کرنا چاہیئے۔ آپؓ نے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے گھر سے قرآن کا وہ نسخہ منگوایا جو عہد ابوبکر صدیقؓ میں لکھا گیا تھا۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کی سرکردگی میں مستند قراء حضرات عبداللہ بن زبیرؓ سعید بن العاصؓ عبدالرحمٰن بن حارثؓ کا ایک بورڈ مقرر کیا۔ انہیں حکم دیا گیا کہ اس سے نقل کر کے قرآن کریم کے کئی نسخے تیار کیے جائیں۔ مزید ہدایات جاری کی گئیں کہ جہاں کہیں اختلاف پیدا ہوا اسے قرأت قریش کے مطابق لکھیں اس طرح آپؓ نے متعدد نسخے تیار کرائے اور ایک ایک نسخہ تمام اہم اہم شہروں میں اس حکم کے ساتھ بھیج دیا گیا کہ تمام لوگ اس نسخہ کے مطابق قرأت اور تلاوت کریں اس سے پہلے اگر کسی کے پاس کوئی سابقہ نسخہ موجود ہو تو اسے حکومت کے پاس جمع کرایا جائے۔

حضرت عثمان غنیؓ کی طرف سے قرآن شریف کے لئے یہ خدمت بڑی اہمیت کی حامل ہے حضرت عثمانؓ کا امت مسلمہ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ کہ انہوں نے تحریر کتابت کی حد تک قرآن کی اشاعت کے ذریعہ مسلمانوں میں اتحاد وحدت کا رنگ بھر دیا۔

(۳) شورائی اور جمہوری نظام: (PRIVY COUNCIL)

حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں نظام حکومت کی بنیاد اسی شورائی اور جمہوری نظام پر رکھی جسے حضرت عمرؓ نے جاری کیا تھا۔ آپؓ حکومت کے تمام معاملات صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنے کے بعد حل کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مصحف عثمانی کے بارے میں آپؓ نے مشورہ سے کام لیا عہد فاروقی کی طرح کارہائے سلطنت کی انجام دہی کے لئے دونوں مجالس مجلس مشاورت عمومی اور مجلس مشاورت خصوصی موجود تھیں۔

حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ہر شخص کو اظہار خیال کی مکمل آزادی تھی رائے عامہ کا پورا پورا احترام کیا جاتا تھا۔ عوام کے شخصی حقوق اور معاملات کی کامل ضمانت دی گئی تھی۔ عوام کو نہ

صرف حکام اور اعمال کے غلط احکامات پر تنقید کرنے کا حق حاصل تھا بلکہ آپ ؓ لوگوں کی جائز اور مناسب شکایات پر اپنے گورنروں کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ حضرت سعید بن العاص اور ابو موسیٰ اشعری کو شکایات عامہ کی بناء پر ان کے عہدوں سے معزول کر دیا۔

(۴) دفاعی اصلاحات:

(REFORMATION IN DEFENCE SYSTEM)

حضرت عثمان ؓ نے عہد فاروقی میں قائم کردہ فوجی نظام کو نہ صرف بدستور جاری رکھا بلکہ فوجی اصلاحات کی طرف بھرپور توجہ دی۔ آپ ؓ کے عہد میں پہلی دفعہ فوج اور سول انتظامیہ کے عہدے الگ الگ کئے گئے۔

چنانچہ شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ ؓ اور فوج کے چیف عبداللہ بن قیس ؓ تھے۔ صفاء کے حاکم یعلی بن منبہ ؓ تھے۔ جب کہ حاکم فوج عبداللہ بن ربیعہ ؓ تھے۔ اسی طرح مصر کے گورنر عمر بن العاص ؓ اور فوج کے افسر اعلیٰ عبداللہ بن ابی سرح ؓ تھے۔

آپ ؓ کے عہد میں فوجیوں کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا۔ ایک عام سپاہی کے وظیفے میں سو درہم کا اضافہ کیا گیا۔ حضرت عثمان ؓ کے عہد میں مزید فوجی چھاؤنیاں بنائی گئیں جن میں قبرص، آرمینیا، طبرستان اور طرابلس کی چھاؤنیاں قابلِ ذکر ہیں۔

(۵) بحری فوج: (NAVAL FOCRCES)

حضرت عثمان ؓ کے عہد میں فوجی اصلاحات کے ضمن میں رومی حکومتوں کی سازشوں کا خاتمہ کرنے کے لئے بحری فوج کی تشکیل کی گئی چنانچہ شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ ؓ کی تحریک اور تجویز سے مضبوط جنگی بحری بیڑا تیار کروایا گیا جس کے پہلے امیر البحر حضرت عبداللہ بن قیس حارثی ؓ کو مقرر کیا گیا چنانچہ انہوں نے کئی بحری جنگیں لڑ کر قبرص فتح کیا۔

(۶) تعمیرات دورِ عثمانی: (CONSTRUCTIONS)

حضرت عثمان ؓ کے دور خلافت میں سلطنت میں بہت زیادہ توسیع ہوئی چنانچہ رفاہ عامہ کے لئے ضرورت کے مطابق نئی مسجدیں، نئی سڑکیں، پل، حفاظتی چوکیاں، فوجی چھاؤنیاں اور مہمان خانے بنوائے راستوں پر میٹھے پانی کے کنویں کھدوائے، مسافروں کے لئے راستوں پر

سرائیں تیار کروائیں۔ مدینہ منورہ میں آپؓ نے کچھ مکانات خرید کر اس جگہ بہت عمدہ مہمان خانہ بنوایا مدینہ آنے والے ہر راستہ پر حفاظتی چوکیاں، سرائیں اور میٹھے پانی کے چشمے تعمیر کروائے۔

(7) مدینہ کا حفاظتی حصار:

(PROTECTIVE MEASURES FOR MADINA)

وادی خیبر اور اطراف مدینہ سے بعض اوقات سیلاب آجایا کرتے تھے۔ جس سے اہلِ مدینہ منورہ کو بہت زیادہ تکلیف اٹھانا پڑتی تھی۔ مدینہ منورہ کو اس سیلاب سے بچانے اور مسجد نبوی کو اس سیلاب کی زد سے محفوظ کرنے کے لئے آپؓ نے ایک مضبوط ترین بند تعمیر کروایا۔ جس کا نام بند مہروز رکھا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک نہر کھدوا کر سیلاب کے پانی کا رخ موڑ کر دوسری جانب کر دیا۔ اس طرح مدینہ کو ہمیشہ کے لئے سیلاب سے محفوظ کر دیا۔ آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

(8) انتظام سلطنت: (ADMINISTRATION)

حضرت عثمان غنیؓ نے مملکت اسلامیہ پر مکمل کنٹرول کرنے کے لئے مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا۔ اور ہر صوبہ کے لئے ایک عامل گورنر مقرر فرمایا گورنر مقرر کرنے سے پہلے اس سے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے اور قرآن وسنت کی پیروی کرنے پر حلف لیتے اس کے بعد حکام کی طرف سے غفلت نہیں کرتے تھے بلکہ سختی سے حکام کے کردار اور ان کی زندگی کے متعلق معلومات کرتے رہتے تھے جب کبھی کسی گورنر کے متعلق شکایت موصول ہوتی تو تصدیق ہونے پر اس کی سختی سے جواب طلبی کرتے اگر شکایت سنگین ہوتی اور تصدیق بھی ہو جاتی تو انہیں معزول بھی کر دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ حکام کے حالات سے باخبر رہنے اور ان کی مکمل طور پر نگرانی کے لئے آپ نے چند کمیٹیاں تشکیل دے رکھی تھیں جن کے سربراہ محمد بن مسلمہ عبداللہ بن عمر اور اسامہ بن زیدؓ تھے۔

(9) فتوحات: (CONQUESTS)

عہد عثمانی میں فتوحات کی وجہ سے سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی طبرستان، خراسان، کرمان، سجستان کے علاقے کابل، غزنی بھی فتح ہوئے۔ دوسری طرف اسکندریہ، آرمینیا آذر بائی جان، شام میں تیونس مراکش الجزائر اور قبرص اسلامی فتوحات میں شامل ہوئے۔ سپین کے محاذ سے بغیر فتح کے اسلامی افواج واپس آگئیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اسباب قلم بند کیجئے۔

(CAUSES OF MARTYRDOM OF H. USMAN R.A.)

حضرت عثمانؓ کے دور حکومت کے ابتدائی چھ سال امن وسکون سے گزرے دولت کی فراوانی فتوحات کی وسعت اور وظائف کی فراوانی، زراعت اور تجارت اور صنعت وحرفت میں ترقی اور حکومت کے بہترین انتظام کی وجہ سے ملک میں عیش وعشرت نے جنم لیا۔ دشمنان اسلام کے لئے یہ بہترین موقع تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر رقابت کے جذبات کو ہوا دی اور اسلامی یک جہتی کو ختم کرنے کے لئے فتنہ وفساد کی ایک ایسی آگ بھڑکائی جو کسی صورت میں ٹھنڈی نہ ہو سکی۔ اس کی وجہ سے ملک میں چند ایسی جماعتیں پیدا ہو گئیں جو ملک کے نظم ونسق پر تنقید کرنے لگیں۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے مندرجہ ذیل اسباب تھے۔

(1) کبائر صحابہ کی کمی: (LACK OF AGED COMPANIONS)

بڑے بڑے صحابہ جو کہ حضورؐ کی صحبت میں رہ چکے تھے جو کہ اسلام اور رسولؐ کے سچے شیدائی تھے اور حضورؐ کے فیض سے مستفید ہو چکے تھے وہ اس دنیا فانی سے رخصت ہو چکے تھے یا پھر وہ بوڑھے ہو چکے تھے۔ لہٰذا ان کی جگہ ان کی اولاد لے رہی تھی۔ نئی نسل میں تقویٰ، عدل و انصاف، حق پسندی، راست بازی اور خلوص ایثار جیسی خوبیاں موجود نہ تھیں۔ وہ اپنی رعایا کے ساتھ وہ سلوک نہ کر سکے جیسا ان کے اسلاف نے کیا تھا۔

(2) غیر قریش عرب سرداروں کی رقابت:

(ENMITY OF ARAB CHIEFS)

امامت وخلافت کے لئے قریش خاندان مخصوص ہو گیا تھا۔ اب تک سلطنت کے بڑے بڑے عہدے بھی قریش کے پاس تھے۔ نوجوان قریش اس کو اپنا موروثی حق سمجھتے تھے۔ اور دوسرے عرب قبائل کو اپنا محکوم سمجھنے لگے۔ جبکہ عام عرب قبائل کا دعویٰ تھا کہ ملک کی فتوحات میں ہماری تلواروں کی بھی کمائی ہے۔ اس وجہ سے مختلف قبائل میں دشمنی پیدا ہو گئی۔

(3) سرداران قریش کو مدینہ سے باہر جانے کی اجازت:
(PERMISSION TO LEAVE MADINA CHIEFS OF QURASH)

حضرت عمرؓ بڑے دوراندیش تھے۔ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو مدینہ سے باہر جانے کی اجازت نہ دی کیونکہ اگر وہ باہر چلے جاتے تو وہ لوگ جو مفتوح ہو چکے تھے۔ ان لوگوں کو شاہی خاندان کا فرد سمجھ کر ان کی بے حد خوشامد اور چاپلوسی کرتے جس وجہ سے ان لوگوں میں حکومت کی ہوس پیدا ہوگئی اور اس طرح جنگ کا خطرہ بڑھ گیا تھا اس کے برعکس حضرت عثمانؓ نے اپنی نرم مزاجی کی وجہ سے ان کو مدینہ سے باہر جانے کی اجازت دے دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریش سردار اور دور دراز کے علاقوں میں پھیل گئے اور شرپسندوں نے ان کے نام سے کئی فتنے کھڑے کر دیئے۔

(4) مفتوحہ اقوام کا جذبہ انتقام: (SPIRIT OF REVENGE)

وہ ممالک جن کو مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا۔ وہاں باوجود مسلمانوں کی رواداری حسن سلوک اور فیاضی کے مفتوحہ اقوام کے دلوں میں انتقامی جذبات موجود تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مختلف اقوام نے مسلمانوں سے ذلت آمیز شکستیں کھائی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلایا

(5) بنو ہاشم اور بنو امیہ کی دشمنی:
(ENMITY OF BANU UMMAYAH & BANU HASHIM)

بنو ہاشم حضور سے نسبی تعلق کی بناء پر خلافت کو اپنا موروثی حق سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں ہمیشہ سے رقابت چلی آ رہی تھی جو کہ حضرت عثمانؓ کے عہد حکومت میں پھر ابھر آئی۔

(6) مروان کے غلط مشورے: (WRONG ADVICES OF MARWAN)

حضرت عثمانؓ نے مروان بن حکم کو اپنا منشی (کاتب) یعنی سیکرٹری مقرر کیا تھا اور اسی

کے مشورے پر عمل کرنے لگے۔ مروان نہایت بے اصول اور بے اختیار آدمی تھا۔ اس نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال شروع کر دیا۔ جبکہ عوام یہ سمجھنے لگے کہ یہ بدعنوانیاں حضرت عثمانؓ ہی کر رہے ہیں۔ اس لئے لوگ حضرت عثمانؓ کے خلاف ہو گئے۔

(7) دولت کی فراوانی: (ABUNDANCE OF WEALTH)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی سب سے بڑی وجہ دولت کی کثرت تھی۔ کیونکہ دولت مندی اور تمول کی کثرت سے مسلمانوں میں بھی اس کے وہ لوازم پیدا ہو جاتے ہیں اور بالآخر ان کے زوال کا سبب بنتے ہیں اس لئے حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تمہارے فقر فاقہ سے خوف نہیں ہے بلکہ تمہاری دینوی دولت کے خطرات سے ڈر ہے۔

(8) حضرت عثمانؓ کا اپنے اقارب سے سلوک: (NEPOSITIONS)

حضرت عثمانؓ اموی تھے۔ اس لئے ان کے جذبات اہل خاندان کے ساتھ خیرخواہانہ تھے اور آپ ان کو فائدہ پہنچانا چاہتے تھے۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ بہت سخی اور مالدار تھے۔ آپ اپنے ذاتی مال سے اپنے رشتے داروں کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ شرپسندوں نے اس کا یوں پروپیگنڈہ شروع کیا کہ حضرت عثمان بیت المال سے ان کی مدد کرتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کے دلوں میں حضرت عثمانؓ کے خلاف نفرتیں پیدا ہو گئیں۔

(9) اہم عہدوں پر تقرری:

(APPOINTMENT OF IMPORTANT POSTS)

حضرت عثمانؓ نے حالات کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سلطنت کے اہم عہدوں پر بنوامیہ کے قابل اعتبار لوگوں کو فائز کر دیا۔ اس پر شرپسندوں نے نکتہ چینی شروع کر دی اور حضرت عثمان پر اقرباء پروری کا الزام لگا دیا۔

(10) اعلیٰ حکام کی کمی: (LACK OF HIGHER AUTHORITIES)

خلیفہ وقت اور حکام وقت کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے گورنر اور اعلیٰ حکام اس کے مطیع اور فرمانبردار، فرض شناس، دیانتدار اور وفادار ہوں لیکن بدقسمتی سے حضرت عثمانؓ کو ایسے اہلکار نہ مل سکے اس لئے حضرت عثمان نظام سلطنت کے قیام و استحکام کے لئے بنوامیہ میں

سے زیادہ افراد لینے پر مجبور ہو گئے۔

(11) معزول شدہ گورنروں کی مخالفت:

(OPPOSITION OF DISQUALIFIED GOVERNORS)

حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں کئی صوبوں کے گورنروں کو بعض وجوہات کی بناء پر ان کو انتظام سلطنت سے نکال دیا۔ معزول شدہ گورنر حضرت عثمانؓ سے سخت ناراض تھے اور انہوں نے آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا۔

(12) منافقین کی فتنہ انگیزی:

(TROUBLE CAUSED BY HYPOCRITES)

حضرت عثمانؓ کے دور حکومت میں منافقین کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اس دور میں عبداللہ بن سبا جیسے منافق لوگ موجود تھے۔ منافقوں نے محض اس لئے اسلام قبول کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو اندر ہی اندر نقصان پہنچائیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ بازی اور انتشار پیدا کرتے تھے۔

(13) شرعی قوانین کے نفاذ پر نو مسلموں کی مخالفت:

(OPPOSITION NEWLY COMING OF BELIVERS)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت کی طرح اس دور میں بھی احکام شریعت کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ تمام رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کیا جاتا تھا۔ غیر مسلموں کو یہ باتیں پسند نہ تھیں۔ وہ شرعی احکام کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر سختی سے عمل کرتے تھے اس وجہ سے نو مسلم حضرت عثمانؓ کے خلاف ہو گئے۔

(14) حضرت عثمانؓ کی نرم مزاجی:

(KIND NATURE OF HAZRAT USMAN R.A.)

حضرت عثمانؓ کے دور میں جو فتنے کھڑے ہوئے ان میں ایک وجہ آپ کی نرم مزاجی تھی۔ آپ طبعیت کے بہت نرم تھے اور حد سے زیادہ حلیم تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ نے خود اعتراف کیا" خدا کی قسم تم لوگوں نے کل جو باتیں عمر کے لئے پسندیدہ قرار دی تھیں۔ آج ان ہی باتوں پر مجھ پر نکتہ چینی کرتے ہو حضرت عمر نے تم پر سختی کی تم نے برداشت کی میں نے نرمی کی اپنے شانے تمہاری مدد کو جھکائے تو تم مجھ پر دلیر ہو گئے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے الزامات بیان کیجئے۔

فتنہ پردازوں نے حضرت عثمانؓ پر بہت بے بنیاد الزامات عائد کئے۔

(1) اقرباء پروری: (NEPOTISM)

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے پہلے چھ سالوں میں کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن ان گزشتہ سالوں میں انہوں نے اپنے عزیز و اقارب کو عامل (گورنر) مقرر کرنا شروع کر دیا اور آپ جو سب سے بڑا الزام لگایا گیا وہ عاملوں (گورنروں) سے متعلق تھا۔

تجزیہ: (ANALYSIS)

اس اعتراض کا جائزہ تین مقامات کے گورنروں کے متعلق ہے یعنی بصرہ، کوفہ، مصر، حضرت عمرؓ کی وفات تک حضرت مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے گورنر تھے۔ حضرت عمرؓ نے وقت وفات اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ مغیرہ بن شعبہ کو اس عہدہ سے معزول کر دیا جائے۔ اس لئے حضرت عثمانؓ نے آپ کو ہٹا کر سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ سعد نے بیت المال سے کچھ رقم بطور قرض لی تھی اور پھر واپس نہیں کی اس وجہ سے انہیں معزول کر دیا تھا۔ ولید کے متعلق شراب پینے کی شکایت ہوئی اور تحقیقات ثابت ہوئی تو ان کو اس عہدہ سے الگ کر دیا گیا۔ ابوموسیٰ اشعری جو کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بصرہ کے گورنر رہے تھے۔ کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ جب وہاں کے لوگوں نے ان کے خلاف شکایات کیں تو ان کو معزول کر دیا گیا۔

مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ اور بالائی مصر کو حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن سعد بن ابی وقاص کے سپرد کیا مگر انتظامی امور حضرت عمرو بن العاصؓ کے سپرد تھے۔ ان دونوں کے درمیان جھگڑا ہوا تو حضرت عثمان نے عمرو بن العاصؓ کو معزول کر کے عبداللہ بن سعدؓ کو گورنر مقرر کر دیا اور جب باغیوں نے ان کی معزولی کا مطالبہ کیا تو حضرت عثمانؓ نے ان کی جگہ باغیوں کے نامزدہ کردہ محمد بن ابوبکر کو مقرر کر دیا۔ اس تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ پر شرپسندوں کا یہ الزام بالکل غلط ہے کہ آپ اپنے اقارب کو گورنر مقرر کرتے اور کوئی باز پرس نہ کرتے تھے۔

(2) بیت المال کا ناجائز استعمال: (UNFAIR USE OF TREARY)

حضرت عثمانؓ پر دوسرا الزام لگایا گیا ہے کہ آپ بیت المال سے ناجائز طور پر اپنے عزیز واقارب کو نوازا ہے۔

تجزیہ: (ANALYSIS)

حضرت عثمانؓ پر لگایا گیا یہ الزام بھی حقیقت میں من گھڑت اور بے بنیاد ہے کیونکہ آپ اپنے عزیز واقارب کو جو تحائف دیتے تھے وہ اپنے ذاتی مال میں سے ہوتے تھے اور اس میں سے بھی اپنے عزیزوں کی ضروریات پوری کرتے تھے۔

کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ آپ ابتدا ہی سے کافی امیر تھے اور آپ میں سخاوت اور رحم دلی سے مدد کرنے کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ مگر مخالفوں اور شر پسندوں نے حضرت عثمانؓ کی اس سخاوت اور مالی اعانت کو بیت المال کی طرف منسوب کر دیا۔

(3) مصحف قرآن کا جلانا: (BURNING QURANIC TEXTS)

حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کے غیر مستند نسخے جلوا دیئے۔ فتنہ پردازوں نے اسے غلط انداز میں پیش کر کے لوگوں کو مشتعل کرنا شروع کر دیا۔

تجزیہ: (ANALYSIS)

صحیح طور پر حضرت عثمانؓ کے اس اقدام کا تجزیہ کیا جائے تو حقیقت میں آپ کا یہ اقدام امت مسلمہ پر ایک بڑے احسان سے کم نظر نہیں آتا۔ دراصل قرات میں اختلاف کی وجہ سے بعض جگہوں پر فتنے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ ان فتنوں کے خاتمے کے لئے حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے مصحف کے علاوہ دیگر تمام مصاحف کو جلانے کا حکم دے دیا۔ تاکہ امت محمدی انتشار میں مبتلا نہ ہو چنانچہ آج پوری امت ایک قرآن پر جمع ہے۔ اور اس وقت حالات کا یہی تقاضا تھا کہ مصحف صدیقی کے علاوہ تمام مصحفوں کو ختم کر دیا جائے۔ تاکہ قرات کا اختلاف امت مسلمہ میں انتشار کا موجب نہ رہے۔

(4) بقیع کی چراگاہ کو اپنے لئے مخصوص کرنا:
(SPECIFYING THE MEADOW OF BAQEA)

حضرت عثمانؓ نے بقیع کی چراگاہ کو بیت المال کے مویشیوں کے لئے مخصوص کردیا تھا۔ مگر لوگوں نے یہ غلط اعتراض کیا کہ حضرت عثمانؓ نے بقیع کی چراگاہ کو اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے جبکہ حضرت عثمانؓ کے پاس اس وقت صرف دو اونٹ تھے۔ چنانچہ صرف دو اونٹوں کے لئے ایک چراگاہ کو مخصوص کرلینا عقل کے خلاف ہے۔

(5) کبائر صحابہ سے بدسلوکی:
(HARSH TREATMENT WITH COMPANIONS)

شرپسندوں نے یہ الزام لگایا کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذر غفاری، حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ بدسلوکی کی۔

(ا) **حضرت ابوذر غفاری** دولت جمع کرنے کے شدید مخالف تھے اور ان کی یہ مخالفت معاشرے میں بعض لوگوں کے خلاف نفرت کا باعث بن رہی تھی۔ چنانچہ عثمانؓ نے ابوذر غفاری کی رضامندی سے انہیں مقام بھیج دیا تھا۔

عمار بن یاسر: (HAZRAT AMMAR BIN YASIR)

آپ ایک غیر جانبدار کی حیثیت سے مصر کے حالات کا جائزہ لینے گئے تھے مگر انہوں نے باغیوں سے راہ ورسم بڑھالئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ:
(HAZRAT ABDULLAH BIN MASOOD)

عبداللہ بن مسعودؓ نے مصحف قرآنی کو حکومت کے حوالے کرنے سے انکار کردیا۔ جبکہ اس وقت حضرت عثمانؓ امت کو مصحف صدیقی پر جمع کررہے تھے۔ چنانچہ ان سے سرزنش کی۔

(6) بدعت کا الزام:

آپ پر بدعت کا الزام لگایا گیا کیونکہ آپ نے تکبیر بالجہر (اونچی آواز میں ترک کے

آہستہ تکبیر کہنا شروع کر دی بدعت سے متعلق دوسرا اعتراض یہ تھا کہ آپ نے جمعہ کے دن ایک اذان کی بجائے دو اذانوں کا رواج ڈالا ہے۔ حقیقت میں شریعت کے اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو یہ بدعت نہیں ہے۔

(7) اموی عمال کی بدعنوانیوں کا تدارک:

(CORRUPTION OF GOVERNOR OF UMMAYADS)

آپ پر یہ الزام تھا کہ آپ اموی عمال کی بدعنوانیوں کا تدارک نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی اموی گورنر کے خلاف شکایت ملی۔ اس کے خلاف کارروائی مثلاً ولید کے خلاف شراب کی شکایت ملنے پر نہ صرف یہ کہ گورنری سے معزول کر دیا بلکہ سزا بھی دی حتیٰ کہ آپ نے اعلان کروادیا کہ جس کو اموی عمال کے خلاف کوئی شکایت ہو حج کے موقعہ پر آئے اور اس کی شکایت پیش کرے۔

(8) حکم بن العاص کی واپسی:

(RETURN OF HAKAM BIN AL-AS)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن العاص کو جلاوطن کیا تھا۔ آپ نے انہیں واپس مدینہ بلالیا۔ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا مگر اس پر حضرت عثمانؓ نے وضاحت کر دی کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی واپسی کی اجازت لے لی تھی۔

(9) حدود کے اجراء میں غفلت برتنا:

(NEGLIGENCY IN DECISION)

آپؓ پر یہ الزام بھی بالکل غلط اور بے بنیاد تھا۔ کیونکہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ ولید بن عتبہ پر شراب کی حد جاری کی گئی جبکہ وہ گورنر تھا۔

(10) گھوڑے اور غلام پر زکوٰۃ:

(ZAKAT FOR SLAVE & HORSE)

رسول کریم ﷺ کے عہد مبارک میں گھوڑے اور غلام پر زکوٰۃ نہ لی جاتی تھی۔ لیکن آپؓ نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ وصول کی جس پر لوگ آپ سے بدظن ہو گئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات قلم بند کریں۔

(INCIDENTS OF MARTYRDOM OF HAZRAT USMAN RA)

(1) ابن سباء کی تخریبی کارروائیاں:

(CONSPIRACY OF IBN-E-SABA)

عبداللہ بن سباء ایک یہودی النسل تھا۔ یہ نومسلم تھا۔ ابن سباء بڑا سازشی ذہین، مکار اور چرب زبان تھا۔ اس نے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور افتراق پیدا کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ کے خلاف ایک خوفناک سازش کا آغاز کیا اور اپنے ناپاک ارادوں میں کامیابی کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا۔ اس نے اپنی تخریبی کارروائیوں کا آغاز اہل بیت کی محبت کے نام پر کیا اور کئی گمراہ کن عقائد گھڑ لئے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے چنانچہ نبی کریم کے وصی حضرت علیؓ ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ غاصب خلیفہ تھے۔ (معاذ اللہ) اس لئے حضرت عثمانؓ کو معزول کر دینا چاہیئے۔ ابن سباء کو اپنے مقاصد میں توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ اس کی تحریک کو عجم میں زیادہ کامیابی ہوئی۔ کیونکہ وہ صدیوں سے قیادت وسیاست کو موروثی تصور کرتے چلے آ رہے تھے۔ اس کے ساتھ اس نے حضرت عثمانؓ کے عمال کو بدنام کرنا شروع کیا اور حضرت عثمانؓ پر کنبہ پروری کا الزام عائد کیا اس طرح حضرت عثمانؓ کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع ہو گئیں۔ حضرت عثمانؓ نے ان فتنوں کو دبانا چاہا مگر فتنہ پردازوں کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا گیا۔ نیک دل لوگ بھی اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

سازشی مقامات (PLACES OF CONSPIRACY)

یوں تو فتنہ پرداز ملک کے ہر کونہ میں سازشوں کو پھیلا رہے تھے مگر بعض مقامات باقاعدہ طور پر سازشوں کا مرکز بن گئے تھے۔ مثلاً کوفہ، بصرہ، شام اور مصر وغیرہ۔

(1) کوفہ میں سازشیں: (CONSPIRACY IN KUFA)

کوفہ میں خلافت عمر کے عہد میں مغیرہ بن سبعہ گورنر تھے۔ حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے ان کو معزول کر کے حضرت سعد بن ابی وقاص کو عامل مقرر کیا۔ ولید پر شراب نوشی کا الزام لگایا گیا۔ سازش کے ذریعہ سعید بن عاص کو گورنر بنایا گیا۔ انہوں نے کوفہ کی

صورتحال کے متعلق حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ یہاں فتنہ پھوٹ پڑا ہے۔فتنہ پرور تنگ کرنے سے باز نہ آئے تو حضرت عثمانؓ نے تحقیق کر کے دس آدمیوں کو شام جلاوطن کر دیا۔

(2) شام میں سازش: (CONSPIRACY IN SYRIA)

ان جلاوطن شر پسندوں نے ولی شام معاویہؓ کو تنگ کرنا شروع کیا۔اس پر حضرت عثمانؓ نے ان کو حمص بھیج دیا۔والی حمص کی ڈانٹ پر انہوں نے وقتی طور پر توبہ کر لی اور پھر حضرت عثمانؓ سے کوفہ میں رہنے کی اجازت لے لی اور پھر شرارتیں شروع کر دیں۔اگرچہ شام میں سبائی پارٹی نے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔لیکن ایک مقتدر صحابی ابوذر غفاری کو حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف بھڑکایا جس کی وجہ سے ابوذر غفاری کو شام سے نکلنا پڑا۔بصرہ میں اس پارٹی نے ابوموسیٰ اشعری پر قول و فعل میں تضاد کا الزام لگا کر گورنری سے معزول کروایا۔

(3) مصر میں سازش: (CONSPIRACY IN EGYPT)

ادھر مصر بھی سازشوں کی آماجگاہ بن گیا۔عبداللہ بن سبا سے پہلے یہودی ہی مسلمانوں کے خلاف آگ سلگا چکے تھے۔ابن سباء نے مذہب میں عجیب و غریب عقائد اختراع کیے۔اس وقت مصر میں حضرت عثمانؓ کی مخالفت کے باعث محمد بن ابی حنیفہ اور عمار بن یاسر نیز محمد بن ابوبکر بھی عبداللہ ابن سباء کے ساتھ مل گئے اس طرح مصر سازشوں کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔

(4) عثمانی عمال کے مظالم کے قصے:

(CRUELTY OF GOVERNORS)

فتنہ پردازوں نے عثمانی عمال کے خلاف فضا کو مکدر کر دیا اور ایک دوسرے کو عثمانی عمال کے مظالم کے من گھڑت قصے کہانیاں لکھتے۔اس طرح حضرت عثمانؓ کے خلاف نفرت کی لہر دوڑ گئی۔یزید بن قیس نے اس نفرت کو عملی جامہ پہنایا اور کوفہ سے عملی خروج کر کے مدینہ کی راہ لی۔

(5) حضرت علیؓ کا مشورہ: (ADVICE OF HAZRAT ALI R.A.)

حضرت علیؓ کو بعض صحابہ نے حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا تو حضرت علیؓ نے آپ کو مشورہ دیا کہ عمال پر سخت کنٹرول کیجیے۔اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ایک اجتماع سے خطاب کیا

اور تمام حالات سے باخبر کیا اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب بھی دیا۔

(6) عمال کا اجلاس: (MEETING OF GOVERNORS)

جب حضرت عثمانؓ کو ملکی فساد کی خبریں ملی تو انہوں نے عمال کا اجلاس طلب کیا۔ تمام عمال (گورنر) اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے تمام حالات ان کے سامنے رکھتے ہوئے رائے طلب کی۔ سب نے اپنی اپنی رائے دی اور واپس لوٹ گئے۔

(7) تحقیقاتی وفود: (DELEGATIONS FOR RESEARCH)

حضرت طلحہ کے مشورے پر حضرت عثمانؓ نے ملک کے مختلف حصوں میں حالات کی تحقیق کے لئے مختلف وفود روانہ کئے مثلاً حضرت محمد بن مسلمہ کو کوفہ، حضرت اسامہ بن زید کو بصرہ، عمار بن یاسر کو مصر اور عبداللہ کو شام روانہ کیا۔ انہوں نے تمام حالات کا جائزہ لیا اور سوائے عمار بن یاسرؓ کے دوسرے تمام صحابہ نے یہ رپورٹ دی کہ عمال پر لگائے گئے الزامات غلط ہیں۔

(8) اہل مدینہ کی مدافعت کے لئے اجازت طلبی:

اہل مدینہ نے اس موقع پر آپؓ سے اجازت طلب کی باغیوں سے جنگ کرنے کی مگر آپ نے منع کر دیا خود آپ کے گھر کے اندر بھی کافی تعداد میں صحابہ موجود تھے۔ جن کے سردار عبداللہ بن زبیرؓ تھے۔ انہوں نے مدافعت کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا اگر ایک شخص کا بھی ایسا ارادہ ہو تو خدا کا واسطہ ہے کہ وہ میرے لئے اپنا خون نہ بہائے۔

حضرت مغیرہؓ نے تجویز پیش کی کہ یا تو آپ ہمیں لڑنے کی اجازت دیں یا مکہ چلے جائیں یا شام مگر آپ نے ان تینوں میں سے ایک بات بھی قبول نہ کی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ روانہ کر دیا۔

(9) عام اعلان: (GENERAL ANNOUCEMENT)

حضرت عثمانؓ نے تحقیقاتی وفود کی رپورٹ کے بعد یہ اعلان عام کر دیا کہ جس شخص کو بھی کسی عامل سے کوئی شکایت ہو تو وہ حج کے موقع پر آکر شکایت کرے فوراً اس کی تحقیقات کی جائیں گی لیکن حج کے موقع پر کوئی شخص بھی شکایت لے کر نہیں آیا جبکہ تمام عمال اس موقع پر حاضر ہو گئے۔ اس

موقع پر حضرت عثمانؓ نے تمام عمال سے مشورہ کیا ان سب نے باغیوں اور سازشیوں کو سختی سے کچل دینے کی رائے دی نیز حضرت امیر معاویہ نے آپ کو شام لے جانے کی درخواست کی مگر آپ نے قرب وجوار کو ترجیح دیتے ہوئے مدینہ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ نیز قتل وغارت سے بھی منع فرمایا۔

(10) باغیوں کا مدینہ پر حملہ: (ATTACK ON MADINA)

دربار خلافت میں فتنہ وفساد کے استیصال کی تجویز پیش ہو رہی تھی اور دوسری طرف باغی مدینہ پر حملہ کرنے کی سازش کر رہے تھے۔ چنانچہ اگلے سال ماہ شوال میں باغیوں شر پسندوں نے اپنے فتنہ کی تکمیل کے لئے حاجیوں کی صورت میں اپنے اپنے شہر سے مدینہ کا رخ کیا تا کہ حضرت عثمانؓ سے اپنے مطالبات منوائیں۔ انہوں نے مدینہ کے قریب شہر سے دو تین میل دور قیام کیا۔ یہ تمام فتنہ پرداز حضرت عثمانؓ کی معزولی اور قتل پر تو متفق تھے مگر جانشین کے متعلق ان میں اختلاف تھا۔ اہل مصر حضرت علیؓ کے حق میں تھے بصرہ والے حضرت طلحہؓ اور اہل کوفہ حضرت زبیرؓ کو خلیفہ بنانے کے حق میں تھے۔ انہوں نے ان تینوں افراد سے الگ الگ ملاقات کی اور خلافت کی پیش کش کی مگر تینوں نے انہیں تنبیہ کی اور غلط کہا اور آخر کار حضرت علیؓ کی وساطت سے فتنہ پرداز واپس ہو لئے۔

(11) دوبارہ مدینہ پر چڑھائی: (SECOND ATTACK ON MADINA)

دوسرے روز یہ سب لوگ دوبارہ مدینہ آ گئے اور ایک مرتبہ پھر مدینہ کی گلیوں میں شور برپا ہو گیا۔ کبائر مدینہ یعنی صحابہ بھی گھبرا کر باہر نکل آئے۔ فتنہ پردازوں کی جماعت دوبارہ واپس آ چکی تھی۔ حضرت علیؓ نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے راستے میں دربار خلافت کے ایک قاصد کو پکڑا جس کے پاس عامل مصر کے نام خلیفہ کا یہ خط تھا کہ ہم لوگوں کے مصر پہنچتے ہی ہماری گردن اڑا دی جائے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ انہوں نے ایسا کوئی خط نہیں لکھا مگر ان باغیوں نے اس جعلی من گھڑت خط کا بہانہ کر کے دوبارہ مدینہ پر چڑھائی کر دی۔

(12) خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ:

(DEMAND OF RESIGN FROM CALIPHATE)

جب حضرت عثمانؓ نے اس خط سے لاعلمی کا اظہار کیا تو باغیوں نے کہا کہ جو خلیفہ اس

قدر لاعلم ہو کہ اس طرح کے اہم امور ہو جائیں اور اس کی خبر تک نہ ہو تو ایسا شخص خلافت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے سختی سے مطالبہ کیا کہ حضرت عثمانؓ خلافت چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس خلعت کو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے اپنے ہاتھوں سے نہیں اتاروں گا اور حضورؐ کی وصیت کے مطابق آخری لمحے تک صبر کروں گا۔" (ابن سعد)

(13) محاصرہ:

جب حضرت عثمانؓ نے خلافت سے دستبرداری سے انکار کر دیا تو باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور کھانے پینے کی چیز کا اندر جانا جرم قرار دے دیا حتیٰ کہ امہات المؤمنین ام حبیبہ نے کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ اندر جانا چاہا تو باغیوں نے ان کا بھی احترام نہ کیا اور مزاحمت کی اور واپس بھیج دیا۔

(14) محاصرہ میں حضرت عثمانؓ کی تقاریر:

محاصرہ کے دوران حضرت عثمانؓ نے باغیوں کو سمجھانے کے لئے کئی مؤثر تقریریں کیں مگر باغیوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر میں آپ نے چھت پر کھڑے ہو کر مجمع سے خطاب کیا اپنی اسلامی خدمات بیان کیں اپنا آنحضور ﷺ کے ساتھ کو بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال بیان کئے تمام لوگوں نے حضرت عثمان کی باتوں کا اثبات میں جواب دیا مگر باغی محاصرہ چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے۔

(15) شہادت: (MARTYRDOM)

حضرت عثمانؓ کو اپنی شہادت کا یقین تھا کیونکہ آنحضور ﷺ نے اس سانحہ کی پیشین گوئی کر دی تھی اور ساتھ ہی صبر اور استقامت کی تاکید بھی فرما دی تھی۔ شہادت والے روز جمعہ کا دن تھا اور آپؓ روزہ سے تھے۔ باغیوں نے آپ کے مکان پر حملہ کر دیا۔ حضرت حسنؓ مدافعت میں زخمی ہوئے۔ باغی دیوار پھلانگ کر چھت پر پہنچ گئے۔ آگے محمد بن ابوبکرؓ تھے۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ لی اس پر حضرت عثمان نے کہا بھتیجے اگر تمہارے والد زندہ ہوتے تو یہ پسند نہ کرتے اس پر محمد بن ابوبکر پیچھے ہٹ گئے۔ ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے لوہے کی لاٹھ سے ضرب لگائی۔ آپ پہلو کے بل گر پڑے۔ سودان بن مروی نے دوسری ضرب لگائی۔ عمرو

بن الحمق آپ کے سینے پر چڑھ گیا اور جسم کے مختلف حصوں پر لوہے سے زخم لگائے اور ایک شخص نے تلوار کا وار کیا۔ آپ کی وفادار بیوی حضرت نائلہ نے اس وار کو اپنے ہاتھ سے روکا اور آپ کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ اس نے ذوالنورین کی حیات کو ختم کر دیا اس طرح ۱۸ ذی الحج ۳۵ھ کو جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت کا یہ واقعہ پیش آیا۔ آپؓ اس وقت تلاوت کلام مجید فرقان حمید فرما رہے تھے اور آیت یہ تھی

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (بقرہ: 137)

''پس خدا تمہارے لئے کافی ہے وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

....

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالیئے

(SEERAH OF HAZRAT ALI R.A.)

ذی الحج 35 ہجری تا 21 رمضان۔ 40 ہجری (656 عیسوی تا 661 عیسوی تک)

نام و نسب:

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کو ابوالحسن ابوتراب کی کنیت سے مخاطب فرمایا۔ آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپؓ پہلی ہاشمیہ تھیں کہ خاندانِ ہاشمیہ میں منسوب ہوئیں، اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی تھے اور داماد بھی حضرت فاطمہؓ بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوہر تھے۔

(بحوالہ تاریخ اسلام، اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

(1) اسلام میں مسابقت: (FIRST TO ACCEPT ISLAM)

حضرت علیؓ بچپن سے آنحضور ﷺ کے زیر کفالت رہے۔ چنانچہ شروع ہی سے آپؓ کے اخلاق اور تربیت کے فیض یافتہ تھے۔ جب آنحضور ﷺ نبوت سے سرفراز ہوئے تو آپؓ نے اپنے خاندان سے تبلیغ کا آغاز کیا۔ آپ نے اپنے خاندان کو ایک دعوت پر مدعو کیا اور فرمایا۔

''میں تمہارے سامنے دنیا اور آخرت کی نعمت پیش کرتا ہوں کون ہے جو میرا ساتھ دے۔''

حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا

''اگرچہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں۔ میری ٹانگیں بھی کمزور ہیں تاہم میں آپ کا ساتھ دونگا۔''

چنانچہ اسی دن حضرت علیؓ بچوں اور بنی ہاشم میں سب سے پہلے اسلام لائے۔

(2) اصابت رائے: (FIRM OPINION)

حضرت علیؓ براہ راست فیض نبوت سے مستفیض تھے۔ قدرت نے آپ کو بہت زیادہ ذہانت اور فہم وفراست سے نوازا تھا۔ سلیم الطبع اور صحیح الفطرت انسان تھے۔ مزاج میں اس قدر استقلال اور حد درجہ خود اعتمادی تھی۔ کسی مسئلہ میں جب ایک رائے قائم کر لیتے تھے تو اس پر قوت ارادی کے بل بوتے پر قائم رہتے۔ مشکل ترین صورتحال کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے۔ خلافت سنبھالتے ہی آپ کو مشکل ترین حالات کا مقابلہ کرنا پڑا لیکن آپ عمر بھر اصلاح احوال کے لئے کوشش کرتے رہے۔ سخت حالات میں گھر کر بھی آپؓ نے حوصلہ کبھی نہ چھوڑا۔

(3) فصاحت و بلاغت: (ELOQUENCE IN SPEECH)

حضرت علیؓ فصاحت و بلاغت میں بہت زیادہ مشہور تھے۔ فن خطابت اور تقریر کے بادشاہ تھے۔ آپ اپنے پرزور خطبات اور جادو اثر تقریر سے لوگوں کے ذہن اور خیالات کو بہت جلد تبدیل کر دیتے تھے۔ جب کسی مسئلہ پر گفتگو فرماتے دلائل کی کثرت اور زور بیان اس قدر قوی ہوتا کہ لوگوں کو ان کے تبدیل کرنے پر نہ صرف مجبور کر دیتے بلکہ لوگ آپ کی رائے اور مشورہ سے اتفاق کر لیتے۔ ''نہج البلاغہ'' آپ کی فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ شاہکار ہے۔

(4) علم وفضل: (KNOWLEDGE & WISDOM)

آپ نے کم وبیش تیس سال صحبت نبوی میں گزارے۔ اس لئے آپ قرآن کے حافظ تھے۔ ہر آیت کے شان نزول اور قرآن کے معانی سے کماحقہ آگاہ تھے گویا کہ آپؓ مفسر قرآن تھے۔ اجتہاد مسائل میں آپ کو کافی دسترس حاصل تھی۔ تفقہ فی الدین کی وجہ سے خلفاء ثلاثہ کے عہد خلافت میں آپ مقدمات کے فیصلہ کے لئے مامور کئے جاتے تھے۔ اکثر مسائل دین سمجھنے کے لئے صحابہ کرام آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ آپ علم فرائض اور قانون وراثت میں بھی ید طولی رکھتے تھے۔

(5) امانت و دیانتداری: (TRUST WORTHINESS)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر تربیت رہنے کی وجہ سے جس طرح آپ علم و فضل میں کمال رکھتے تھے۔ اسی طرح آپ امانت و دیانتداری کا پیکر تھے۔ ہجرت کی رات آنحضور ﷺ نے آپ کو ہی اپنی امانتوں کا امین بنایا۔ انتہائی تنگی کی حالت میں بھی آپ اپنے حق اور ضرورت سے زیادہ کبھی نہ لیتے تھے۔

ایک مرتبہ سردی کی رات میں ایک عام چادر پہننے کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی امیر المؤمنین بیت المال میں آپ کا اور آپ کے اہل و عیال کا بھی حق ہے۔ آپ اتنی مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا اس لئے کہ میں تمہارے حصہ کو کم نہیں کرنا چاہتا۔

(6) جواں مردی اور بہادری: (BRAVERY)

جسارت و ہمت، جوان مردی اور شجاعت آپ کا نمایاں وصف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ اسد اللہ الغالب (فتح پانے والا، اللہ کا شیر) کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ جوان مردی اور بہادری آپؓ کا نمایاں امتیاز ہے۔ جس میں کوئی بھی آپ کا حریف نہ تھا۔ غزوہ بدر سے لے کر آپ کی شہادت تک اسلامی غزوات کی تاریخ شاہد ہے کہ آپ واقعی اسد اللہ الغالب تھے۔ غزوہ بدر میں آپ نے اپنے مد مقابل ولید کو ایک وار میں بچھاڑ دیا۔ غزوہ احد میں کفار کے علمبردار کو ہلاک کیا۔ غزوہ خندق میں عرب کے مشہور بہادر جوان عبدود کو جہنم واصل کیا درخیبر اکھاڑ کر اسلام کا پرچم لہرانے والے آپؓ تھے مرحب جیسے پہلوان عرب کا آپ نے چیلنج قبول کیا۔ غرض اسلام کے مشاہیر جرنیلوں میں شمار ہوتے تھے۔ یقیناً شجاعت و بسالت کی تاریخ میں آپ کا نام درخشاں رہے گا۔

(7) طرز زندگی: (LIFE STYLE)

خلیفۃ المسلمین ہونے کے باوجود آپ کا طرز زندگی مثالی نمونہ پیش کرتا ہے۔ آپ آنحضرت ﷺ اور اپنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کا رہن سہن، غذا اور لباس انتہائی سادہ اور معمولی قسم کا ہوتا تھا۔ گھر میں کوئی کنیز اور ملازم نہ تھا۔ حضرت فاطمہؓ خود

اپنے ہاتھوں سے چکی پیسا کرتی تھیں۔ کئی کئی دن تک گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ روکھی سوکھی کھا کر تمام گھر والے خدا کا شکر بجالاتے تھے۔ اکثر آپ کہا کرتے تھے۔ الدنیا جیفه و طالبها کلاب O (ترجمہ) دنیا مردار چیز ہے اور اس کے تلاش کرنے والے کتوں جیسے ہیں۔"

(8) فیاضی اور دریا دلی: (GENEROSITY)

حضرت علیؓ کو آقا دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیاضی اور سخاوت کی دولت میسر آئی تھی۔ نہ صرف آپ بلکہ تمام اہل خانہ اس صفت سے متصف تھے۔ جو کچھ بھی آتا اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے انتہائی خوشی محسوس فرماتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ کھانا کھانے بیٹھے، ادھر سوالی نے سوال کیا۔ کھانا سائل کو دے کر خود رات بھر فاقہ سے رہے۔ آپ کے گھر سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ واپس نہ لوٹا آیت کریمہ ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۝ (سورہ دھر: ۸)

"وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"

آپ کے اسی قسم کے واقعہ پر نازل ہوئی۔

(9) دشمنوں سے حسنِ سلوک: (TREATMENT WITH ENEMIES)

اپنے پرائے، دوست دشمن سے درگزر معافی اور حسن سلوک سے پیش آنا آپ کی ایک بہت نمایاں خوبی اور اعلیٰ وصف ہے۔ ذیل کی مثالوں سے بخوبی واضح ہے:

(۱) ایک موقع پر آپ نے اپنے مدمقابل حریف پر قابو پالیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے کافر نے جان بچانے کے لئے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ اس کے سینہ سے اتر آئے نیز اسے معاف بھی کر دیا اس عظیم کردار کو دیکھ کر کافر مسلمان ہو گیا۔

(۲) ایک دوسرے مقام پر آپ کا مدمقابل حریف آپ کے سامنے بالکل برہنہ ہو گیا آپ اسے چھوڑ کر بالکل الگ ہو گئے تا کہ دشمن حریف کو ندامت نہ ہو۔

(۳) جنگ جمل میں اعلان کروا دیا کہ زخمیوں پر گھوڑے نہ دوڑائے جائیں نیز جو میدان جنگ سے بھاگ جائے اس کا تعاقب نہ کیا جائے۔

(10) کاتب وحی: (WRITING REVELATION)

حضرت علیؓ آغاز اسلام سے لکھنا پڑھنا بخوبی جانتے تھے۔ بعض دیگر معتمد اور اصحاب علم وفضل کی طرح خصوصی کاتب تھے آپ کتابت وحی کا مقدس اور بابرکت کام بھی انجام دیتے تھے اس کے علاوہ مختلف ممالک کے بادشاہوں اور امراء کے نام خطوط اور فرامین نبوی لکھ کر معزز اور سعادت مندانہ کام بھی آپ انجام دیا کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے معاہدہ صلح حدیبیہ کی تحریر آپ کے دست مبارک سے لکھی گئی۔

(11) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

(MARTYRDOM OF HAZRAT ALI R.A.)

۴۰ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ عظمٰی پیش آیا، ابن ملجم اور شیب ابن بجرہ دونوں حضرت علیؓ کی گزرگاہ پر چھپ رہے، جیسے ہی فجر کی نماز کے لیے نکلے تو دونوں نے حملہ کر دیا، حضرت علیؓ کو کاری زخم آیا، خنجر زہر آلود تھا، اس لیے بہت جلد سمیت بدن میں پھیل گئی اور حالت خراب ہونے لگی، حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور محمد بن حنفیہؒ کو بلایا اور باہم اتحاد و اتفاق اور دین و دنیا میں خیر و برکت کی وصیتیں فرمائیں، زخمی ہونے کے تیسرے دن ۲۰ رمضان شب یک شنبہ ۴۰ھ کو انتقال فرمایا۔ (طبری ص ۳۴۶۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمات اور کارنامے بیان کریں۔

(DESCRIBED THE ACHIEVEMENTS & SERVICES OF H. ALI R.A.)

جب حضرت علیؓ نے مسند خلافت پر قدم رکھا تو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی وجہ سے دارالخلافہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو گئے۔ امت مسلمہ پر ہر طرف سے خطرناک حالات منڈلا رہے تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے صرف اپنے پیش رو خلفاء ثلاثہ کی پالیسی کو جاری رکھا بلکہ آپ نے اپنی حکمت عملی اور ساری اصلاحات قرآن وسنت کے مطابق وضع کیں۔ آپ اسلامی اور نبوی تعلیمات کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔

ذیل میں آپ کے کارناموں، خدمات اور اصلاحات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(1) انتظامی اقدامات/انتظامی سرگرمیاں: (ADMINISTRATION)

حضرت علیؓ نے خلیفہ منتخب ہوتے ہی نظام خلافت کو خلافتِ راشدہ کے صراط مستقیم پر لانے کیلئے اپنی بھرپور کوشش فرمائی۔ آپؓ نے شیخین ابوبکر و عمرؓ کے دور کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی۔ مخالف قوتوں نے قدم قدم پر رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کیں لیکن آپ ثابت قدم رہے۔

معاملات حکومت میں سب سے اہم کام عمال (گورنر حکام بالا، افسران) کا تقرر اور پھر ان کے کام کی نگرانی ہوتا ہے۔ آپ نے اس طرف خاص توجہ دی حکام اور عمال کے تقرر سے پہلے ان کے بارے میں پوری چھان بین کر کے حالات معلوم کرتے ان کی ذاتی اور معاشرتی زندگی کا موازنہ کیا کرتے تھے پھر کہیں جا کر ان کا تقرر فرماتے۔

ایک دفعہ آپؓ کے چچازاد بھائی والی بصرہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیت المال سے کچھ رقم نکلوائی تو آپؓ نے ان سے باز پرس فرمائی۔

(2) مالی اقدامات: (FINACIAL STEPS)

بیت المال کے سلسلہ میں آپؓ نے نہایت عمدہ انتظامات کیے عہد فاروقی میں جنگلات سے کسی قسم کا مالی فائدہ حاصل نہ کیا جاتا تھا۔ لیکن آپ کے عہد میں جنگلات کو محاصل ملکی کے ضمن میں شامل کیا گیا۔ جنگلات پر مال گزاری عائد کی گئی صحرائے برس کی سالانہ آمدن چار ہزار درہم تھی۔

حضرت علیؓ نے بیت المال کی نگرانی سخت کر دی خراج کی آمدن اور زکوٰۃ کی رقوم کے متعلق انتہائی سختی کے ساتھ احتساب کیا کرتے تھے تاخیر سے رقوم جمع کرانے پر مواخذہ کیا کرتے تھے۔

افسر خزانہ ابن ابی رافع نے ایک دفعہ (خلیفہ) حضرت علیؓ کی بیٹی کو عید کے موقع پر پہننے کے لئے عاریتاً موتیوں کا ایک ہار دے دیا حالانکہ عید کے بعد وہ بیت المال میں جمع کروا دیا جاتا۔ جب خلیفہ المسلمین حضرت علیؓ کو اس بات کا علم ہوا تو افسر خزانہ کو بہت ڈانٹا کہ تم نے خلیفہ اور مسلمانوں کی اجازت کے بغیر بیت المال میں کیوں تصرف کیا تم خیانت کے مرتکب ہوئے ہو آئندہ ایسا ہوا تو نہ صرف سزا دی جائے گی بلکہ ملازمت سے سبکدوش کر دیئے جاؤ گے مزید فرمایا خلیفہ (علیؓ) کا کوئی فرد بھی بیت المال سے ناجائز فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

(3) فوجی اقدامات اور فتوحات: (STEPS TAKEN BY ARMY)

آپؓ کے خلافت سنبھالنے کے فوراً بعد ملک میں بدامنی اور انتشار رونما تھا لیکن آپ نے کمال تدبیر، انتہائی فہم وفراست اور معاملہ فہمی سے حالات پر کنٹرول کرنے کی کوشش فرمائی۔

حضرت علیؓ بذات خود ایک بڑے تجربہ کار جنگ آزمودہ جرنیل اور پیشہ ور سپاہی تھے جنگی اور دفاعی معاملات میں آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ آپؓ غزوہ بدر سے لے کر غزوہ حنین تک تمام غزوات میں شامل رہے تھے چنانچہ آپ نے دفاعی حکمت عملی کے باعث اچھے فوجی اقدامات کیے۔

چنانچہ شام کی سرحد پر نہایت کثرت کے ساتھ محفوظ چوکیاں قائم کیں ۴۰ھ میں عراق میں جب حضرت امیر معاویہؓ نے پیش قدمی کی تو آپؓ کو ان سرحدی فوجوں نے انہیں آگے بڑھنے سے روکا اسی طرح ایران میں مسلسل بغاوتوں کے سبب عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے انتہائی محفوظ اور مضبوط قلعے اور چھاؤنیاں تعمیر کیں۔

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی فتوحات:

(ACHIEVEMENTS IN THE PERIOD OF H. ALI R.A.)

آپ کے عہد میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کے باعث جگہ جگہ شورشیں اور بغاوتیں پھیل گئیں کرمان اور فارس کے علاقے بغاوت پر آمادہ ہو گئے زیاد بن ربیعہ نے آپ کے حکم کے تحت انتہائی تدبر اور جنگی مہارت سے ان بغاوتوں کو ختم کیا۔ یہاں امن وامان بحال کر کے دوبارہ تسلط حاصل کیا۔ سیستان اور کابل کے علاقوں پر غلبہ حاصل کیا۔ ۳۸ھ میں مسلم بحری افواج نے کوکہنی کے علاقہ میں بھرپور کامیابی حاصل کی۔

(5) دینی اقدامات: (RELIGIOUS MEASURES)

خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد آپؓ نے دینی اقدامات اور مذہبی خدمات پر بھی پوری توجہ دی ایران اور آرمینیا کے علاقوں میں بعض نومسلم مرتد ہو گئے آپؓ نے نہایت سختی سے ان کے خلاف اقدام کیا آپؓ کی کوششوں سے اکثر مرتد لوگ پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت علیؓ مسلمانوں کے اخلاق و کردار اور عمل کی اصلاح پر بھی پوری توجہ فرماتے تھے مجرم لوگوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔

جرائم کی نوعیت کے اعتبار سے سزائیں تجویز فرمائیں سزا کے طور پر مجرموں کے مکانات مسمار کرا دیئے جاتے چوری کے علاوہ بعض دیگر جرائم میں ہاتھ کاٹنے کی سزا دی شراب نوشی کی سزا چونکہ متعین نہ تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنے عہد میں شراب نوشی کی سزا اسی ۸۰ کوڑے مقرر فرمائی تمام مقدمات کا فیصلہ قرآن وسنت کی روشنی میں کیا کرتے تھے۔

(6) عدل ومساوات: (JUSTICE & EQUALITY)

حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں بھی عدلیہ انتظامیہ سے بالکل علیحدہ تھی۔ عدلیہ ہر طرح سے آزاد تھی آپؓ کے عہد میں عدل وانصاف کے معاملہ میں کسی کے ساتھ نہ ظلم ہوتا تھا مسلمان، غیر مسلم، عیسائی، یہودی، شاہ وگدا، امیر وغریب سب برابر تھے کسی کے حقوق سلب نہ کیے جاتے تھے۔ ہر ایک کو اس کے گواہوں دلائل اور ثبوت مہیا کرنے پر اس کا حق مل جاتا تھا۔ عام آدمی سے لے کر خلیفہ تک ہر شخص کو قاضی کی عدالت میں طلب کیا جاسکتا تھا۔

(7) ذمیوں سے حسن سلوک:

(TREATMENT WITH NON-BELIVERS)

حضرت علیؓ ذمیوں کے حقوق کا بہت خیال فرماتے تھے۔ اپنے عمال اور حکام کو بطور خاص ذمیوں کے ساتھ مروت اور حسن سلوک سے پیش آنے کی نصیحت اور ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ گورنروں کو عمومی حکم کے طور پر آپؓ لکھا کرتے تھے۔

"تمہیں موقع کے مطابق سختی اور نرمی کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ سختی کو ظلم سمجھا جانے لگے اور نرمی کو کمزوری اور بزدلی نہ سمجھا جانے لگے۔"

(8) اشیائے لین دین کی نگرانی:

(SUPERVISION OF DAILY BUSINESS)

حضرت علیؓ کوڑا لے کر بازاروں اور منڈیوں میں چلے جاتے لوگوں کو لین دین کرتے دیکھتے ناپ تول کی نگرانی کرتے خرید وفروخت کرنے والوں کو صحیح ناپ تول اور درست وزن کرنے کی ہدایت دیتے آپ اس بات پر خاص دھیان دیتے کہ ناجائز طور پر ایک مناسب حد سے زیادہ منافع خوری کی پیش نظر اشیاء کی قیمتیں تو نہیں بڑھائی جارہی ہیں۔ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو سرزنش فرماتے اور ایسے مجرموں کو سزا دیتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مشکلات بیان کریں۔

(DISCRIBES DIFFICULTIES FACED BY H. ALI R.A.)

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد مدینہ کی سیاسی فضا مکدر تھی اور تین دن تک مسند خلافت خالی رہا۔اس موقع پر صحابہ کی ایک جماعت حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؓ سے درخواست کی کہ وہ خلافت کو سنبھال لیں کیونکہ ہم آپ سے زیادہ کسی کو اس امارت کا مستحق نہیں سمجھتے۔حضرت علیؓ نے انکار کیا لیکن صحابہ کے شدید اصرار پر آپؓ اس منصب کو سنبھالنے کے لئے تیار ہو گئے۔خلافت سنبھالتے ہی حضرت علیؓ کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) قاتلین عثمان کا طرز عمل: (SUPPORT OF KILLERS)

حضرت علیؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے اس وقت مدینہ قاتلین عثمان کے قبضہ میں تھا اور اسی وجہ سے مدینہ میں لاقانونیت پھیلی ہوئی تھی اور حضرت علی کے خلیفہ بننے پر قاتلین عثمان کی جماعت نے حضرت علی پر بیعت کر لی اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوئے۔

(2) صحابہ کرام کا قصاص عثمان کا مطالبہ: (DEMAND FOR QISAS)

حضرت علیؓ نے خلافت سنبھال لی تو ان کے لئے اصل مسئلہ یہی تھا کہ وہ حضرت عثمان کے قتل کا بدلہ لیں لیکن قاتلوں کی شناخت مشکل تھی کیونکہ حضرت عثمانؓ کے خلاف لوگوں کی جماعت تھی۔بہت سے صحابہ کرام خاص طور پر حضرت طلحہ اور زبیر نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کہ آپؓ حدود اسلامی کو قائم کریں گے لیکن اس کے مطابق حضرت عثمان کے قتل کا بدلہ لیں۔ حقیقت میں حضرت علی بھی قصاص عثمان چاہتے تھے لیکن وہ سمجھتے تھے کہ ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔لہذا مصلحتاً وہ اس سلسلے میں دیر کر رہے تھے تاکہ واضح طور پر قاتلین عثمان کو پہچان کر قصاص وصول کیا جائے نیز یہ کہ حضرت علی کو ابھی اس باغی گروہ پر قوت حاصل نہیں ہوئی تھی۔اس لئے آپ نے صحابہ کرام سے کہا کہ وہ اس سلسلے میں انہیں کچھ مہلت دیں۔وہ اس فرض سے غافل نہیں ہیں لیکن لوگوں کو اس جواب سے تسلی نہ ہوئی کیونکہ بعض صحابہ کرام قصاص عثمان کے سلسلے میں بہت

جذباتی ہو رہے تھے اور قصاص عثمان کا مطالبہ شدت اختیار کرتا چلا گیا۔

(3) عمالین عثمان کی برطرفی:

(DISQUALIFIECATION OF GOVERNORS)

حضرت علیؓ نے خلیفہ بنتے ہی حضرت عثمان کے عہد کے مختلف صوبوں کے گورنروں کو معزول کر دیا کیونکہ ان میں اکثر اموی تھے اگرچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ اور عبداللہ بن عباس نے مشورہ دیا تھا کہ گورنروں کی معزولی کے احکام آپ ان سے بیعت خلافت لینے کے بعد کریں لیکن بلوائیوں کے گروہ کا آپ پر اتنا دباؤ تھا کہ آپ نے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے معزولی کے احکامات صادر کر دیئے۔ آپ کا یہ فیصلہ آپ کے لئے مزید مشکلات کا باعث بنا کیونکہ بعض گورنروں نے معزولی کا حکم رد کر دیا اور بعض نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

(4) غلط فہمیاں: (MISUNDERSTANDINGS)

حضرت علیؓ کے دور خلافت میں جو کبائر صحابہ حیات تھے وہ خلافت علی کا دست بازو نہ بن سکے کیونکہ وہ بھی بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے تھے لہذا کچھ غیر جانبدار ہو گئے اور کچھ نے مخالفت شروع کر دی۔

(5) نومسلموں کی تربیت میں کمی:

(LACK OF TRAINING OF NEW MUSLIMS)

عہد فاروقی میں بہت سی اسلامی فتوحات ہوئیں اور اسلامی سلطنت کی حدود بہت وسیع ہو گئی۔ جس کے نتیجے میں بے شمار غیر عرب قومیں گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں اگرچہ انہیں صحیح طور پر مسلم بنانے کے لئے اسلامی نظام سے متعارف کروانے کی طرف توجہ دی گئی لیکن وہ حضرت محمد ﷺ کی تربیت وصحبت سے محروم رہے تھے ان کی تربیت ایسی مکمل نہ ہو سکی جس سے ان میں سوچ سمجھ اور حق و باطل کے درمیان درست اور واضح تمیز کرنے جیسی صلاحیتیں نہ تھیں۔ ان میں تربیت کی یہ کمی حضرت علی کی خلافت کے لئے مزید مشکلات پیدا کرنے کا سبب بنیں اور امت مسلمہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔

(6) جنگ جمل (جمادی الثانی 36ھ) (WAR OF JAMAL)

حضرت علیؓ کو جو مشکلات پیش آئیں ان میں ایک بڑی مشکل جنگ جمل کی صورت میں سامنے آئی۔ جب پہلی مرتبہ مسلمانوں کی تلواریں مسلمانوں ہی کے خلاف اٹھیں۔ یہ جنگ بھی صحابہ کرام کے درمیان غلط فہمی کی بناء پر ہوئی۔ جب شہادت عثمانؓ کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عائشہؓ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ میں تھیں آپؓ کو شہادت عثمانؓ اور پھر خلافت علی کا علم وہیں ہوا۔ جب آپؓ مدینہ جانے لگیں تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ مکہ آ گئے اور وہاں کے ابتر حالات بتائے۔ بہت سے صحابہ کرام حضرت عائشہؓ کے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے اصرار کیا کہ آپ مدینے میں امن و اصلاح اور قصاص عثمان لینے کے لئے کوشش کریں چنانچہ حضرت عائشہؓ مدینہ جانے کے لئے تیار ہو گئیں۔ جب آپ مدینے روانہ ہوئیں تو تین ہزار صحابہ کرامؓ کا لشکر آپ کے ساتھ تھا۔ آپ کے اس لشکر نے بصرہ کے مقام پر قیام کیا۔

حضرت علیؓ کو خبر ہوئی تو آپ بھی فوج لے کر بصرہ پہنچے۔ بصرہ پہنچ کر حضرت علیؓ نے قعقاع بن عمرو کو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا۔ قعقاع نے حضرت علیؓ کے جذبات ان تک پہنچائے۔ اوران کے سنے۔ انہوں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے بھی ملاقات کی تو انہوں نے مدینے میں امن و اصلاح اور قصاص عثمان لینا اپنا مقصد بنایا۔ حضرت قعقاعؓ نے سب کو سمجھایا کہ یہ اس صورت میں ممکن ہے جب سب لوگ خلیفہ کی اطاعت کرتے ہوئے ان کا ساتھ دیں تا کہ فضا پر امن ہو۔ اس بات پر سب لوگ متفق ہو گئے اور صلح کی بات چیت شروع ہو گئی۔ لیکن علوی فوج میں شامل باغی گروہ امن نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے رات کو اچانک حضرت عائشہؓ کی فوج (لشکر) پر حملہ کر دیا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے سمجھا کہ حضرت علیؓ کی فوج نے بدعہدی کی ہے۔ حضرت علیؓ کو یہ بتایا گیا کہ حضرت عائشہؓ کے لشکر نے پہل کی ہے یوں پہلی مرتبہ مسلمان باہم لڑے جو کہ تاریخ کا افسوس ناک واقعہ ہے۔ جنگ کے دوران حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو نبی کریم کا ارشاد سنایا تو وہ جنگ سے الگ ہو گئے انہیں دیکھ کر حضرت طلحہؓ نے بھی ہاتھ روک لیا مگر سبائیوں نے انہیں شہید کر دیا۔ اس موقع پر حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں حضرت علیؓ نے آپ کے اونٹ کے پیر کٹوا دیئے۔ یہ دیکھ کر لشکر عائشہؓ ہمت ہار گیا اور حضرت علیؓ نے لڑائی ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس لڑائی میں دونوں بزرگوں (حضرت عائشہؓ و حضرت علیؓ) کی نیتیں اخلاص پر مبنی تھیں لیکن وہ غلط فہمی کی بناء پر دست و گریباں ہو

گئے۔ دونوں کو اس بات کا احساس تھا لہٰذا وہ اپنی اپنی جگہ شرمندہ تھے۔ لڑائی کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کو عزت و احترام سے مدینہ روانہ کر دیا۔

(7) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی معزولی اور انکی حکم عدولی:

(DISQUALIFICATION OF H. AMEER MUAVIYA R.A.)

جب حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو شام کی گورنری سے معزول کر دیا تو انہوں نے نہ صرف یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا بلکہ آپ پر بیعت کرنے سے بھی انکار کیا۔ اور مدینہ سے حضرت عثمانؓ کے خون آلودہ کپڑے اور حضرت نائلہؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں منگوا کر دمشق کی جامع مسجد میں لٹکوا دیئے تاکہ لوگوں میں قصاص عثمان کا مطالبہ زور پکڑے ان کے جذبات میں شدت پیدا ہو۔

(8) جنگ صفین: (WAR OF SIFFEEN)

حضرت امیر معاویہؓ قصاص عثمان کا مطالبہ لے کر اٹھے اور مرکزی سیاست میں داخل ہو گئے۔ آہستہ آہستہ حالات اس نہج پر پہنچ گئے کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں جنگ ناگزیر ہو گئی۔ چنانچہ جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے صفین کے مقام پر حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر سے جنگ کی۔ یہ جنگ امیر معاویہؓ کی چالاکی سے فیصلہ کن ثابت نہ ہوئی اور اس میں ثالثیوں کا تقرر کیا گیا۔ علوی فوج سے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور امیر معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاصؓ ثالث مقرر ہوئے۔ ذوجہتہ الجندل میں جب ثالثوں نے فیصلہ سنایا تو عمرو بن العاصؓ جو بہت چالاک ہوشیار اور ذہین تھے۔ ابو موسیٰ سے چالاکی کر گئے اور کہا کہ پہلے آپ اپنا فیصلہ سنا دیں انہوں نے کہا کہ "ہم اس فیصلہ پر پہنچے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیا جائے اور مسلمانوں کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں۔ میں حضرت علی اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو معزول کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا آپ نے ابو موسیٰ اشعری کا فیصلہ سن لیا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو معزول کر دیا۔ میں ابھی انہیں معزول کرتا ہوں اور حضرت امیر معاویہؓ کو خلیفہ قائم رکھتا ہوں۔

(9) خارجیوں کی ابتداء: (ORIGIN OF KHAWARIJ)

جنگ صفین کے بعد مدینہ میں ایک اور گروہ پیدا ہو گیا جو خوارج کہلایا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے شہادت عثمانی میں حصہ لیا نیز جنگ جمل و جنگ صفین میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر دیا تھا۔ وہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو غلط سمجھتے تھے۔ انہوں نے حضرت علی کو بہت پریشان کیا۔ چنانچہ نہروان کے مقام پر حضرت علیؓ اور اس کے گروہ کے درمیان

جنگ ہوئی جس میں خوارج کو شکست ہوئی۔

یہ وہ تمام مشکلات تھیں جن کی وجہ سے خلافت علی مستحکم نہ ہو سکی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی کی خلافت کا تمام وقت سلطنت اسلامیہ سے شورش ختم کرنے میں گزرا اور کسی قسم کی فتوحات نہ ہوئیں۔

جنگ جمل کے اسباب بیان کریں۔

(DISCRIBES THE CAUSES OF WAR OF JAMAL)

یہ جنگ ''جنگ جمل'' اس لئے کہلاتی ہے کہ اس جنگ میں حضرت عائشہ ایک اونٹ پر سوار تھیں اور اونٹ کو عربی میں جمل کہتے ہیں۔ اسی نسبت سے یہ جنگ ''جنگ جمل'' کہلائی جو تاریخ اسلام کا انتہائی افسوسناک واقعہ ہے۔

جنگ جمل کے اسباب: (CAUSES OF WAR OF JAMAL)

جنگ جمل کے اہم اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ:(DEMAND OF QISAS)

جنگ جمل کے اسباب میں سب سے اہم قصاص عثمانؓ کا مطالبہ ہے کیونکہ اس مسئلے پر صحابہ کرام میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ لیکن قاتلین عثمانؓ کو پہچاننا مشکل ہو رہا تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ قصاص عثمانؓ میں جلد بازی نہیں کرنا چاہتے تھے مگر وقت کے ساتھ ساتھ یہ مطالبہ زور پکڑتا گیا اور یہی جنگ جمل کا اہم سبب بنا۔

(2) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبائلی تعصب کو بھڑکانا:

(TRIBAL PREJUDICE SUPPORTED BY MUAVIYA R.A.)

قصاص عثمانؓ کے مطالبے کو بڑھا چڑھا کر حضرت امیر معاویہؓ نے پیش کیا۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ لباس اور حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں مدینے سے منگوا کر جامع مسجد دمشق میں لٹکا دیں اور اس مسئلے کو قبائلی تعصب میں بدل دیا۔

(3) مطالبہ قصاص پر صحابہ کا اختلاف:

(DIVIDED CPINION ABOUT QISAS)

قصاص عثمانؓ کے سلسلے میں جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ صحابہ کرام میں اختلافات پیدا ہوتے گئے اور بعض صحابہ کرام اسی مسئلے کی وجہ سے خلافت علیؓ سے غیر جانبدار ہو گئے اور بعض

صحابہ نے حضرت علیؓ کی مخالفت شروع کردی۔ یہی اختلاف جنگ جمل کا باعث بنا۔

(4) قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی سازش:

(CONSPIRACY OF KILLERS OF H. USMAN R.A.)

خلافت عثمانؓ کے خلاف باغی گروہ جس میں قاتلین عثمانؓ کی جماعت بھی شامل تھی۔ انہوں نے یہ سازش کی کہ مسلمان گروہی مسئلے کا شکار ہوکر ایک دوسرے سے الجھتے رہیں تاکہ وہ کسی قسم کی سزا سے محفوظ رہیں۔ لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کے دونوں گروہوں کے درمیان ہر صلح کو ناکام بنایا۔

(5) سبائیوں کی سازش: (CONSPIRACY OF SABAAI)

سبائی یعنی عبداللہ بن سباء کی جماعت نے بھی ہر ممکن یہ کوشش کی کہ مسلمان متحد نہ ہونے پائیں۔

(6) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمدردی:

(SYMPATHIES OF H. AYESHA R.A.)

قصاص عثمانؓ پر جب صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا تو بعض بڑے بڑے صحابہ حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے اور قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کیا نیز مدینے کے ابتر سیاسی حالات بتائے اور حضرت عائشہؓ کو مدینے میں امن کے قیام اور قصاص عثمانؓ لینے پر راضی کیا۔ صحابہ کرام کے اصرار پر حضرت عائشہؓ تین ہزار صحابہ کرام کا لشکر لے کر مکہ سے بصرہ کے لئے روانہ ہوئیں۔

جنگ جمل کے واقعات بیان کریں۔

(INCIDENT OF WAR OF JAMAL)

(1) افواج علی رضی اللہ عنہ کی بصرہ کی طرف پیش قدمی:

(MARCH TOWARDS BASRA)

جب حضرت علیؓ نے یہ خبر سنی کہ حضرت عائشہؓ صحابہ کا ایک لشکر لے کر بصرہ کی طرف آرہی ہیں تو آپؓ بھی ایک لشکر تیار کر کے بصرہ کی طرف بڑھے۔

(2) حضرت علیؓ کی تقریر: (SPEECH OF HAZRAT ALI R.A.)

بصرہ کی روانگی سے قبل حضرت علیؓ نے لشکر سے خطاب کیا جس میں بصرہ روانگی کا مقصد یہ بتایا۔ ہم ہر ممکن یہ کوشش کریں گے کہ مسلمانوں کے درمیان صلح ہوجائے۔

(3) بصرہ آمد پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام:

(MESSAGE TO HAZRAT AYESHA R.A.)

حضرت علیؓ نے بصرہ پہنچنے کے بعد اپنے لشکر کو حضرت عائشہؓ کے لشکر کے سامنے ٹھہرایا اور حضرت قعقاع بن عمرو کے ذریعے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔

''ہم یہاں لڑنے نہیں آئے بلکہ چاہتے ہیں کہ قصاص عثمانؓ کے سلسلے میں آپ ہماری مدد کریں۔ خلافت کے اطاعت گزار ہوں۔ لہٰذا ہمارے درمیان جو بھی غلط فہمیاں ہیں ان کو دور کر کے صلح کر لینی چاہیئے۔''

اس طرح حضرت قعقاع بن عمروؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے بھی الگ الگ ملاقات کی اور دونوں طرف (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ) سے نہ لڑنے کا فیصلہ ہوا۔ دراصل ام المؤمنین کا مقصد صرف اصلاح تھا اور حضرت قعقاعؓ بھی نیک مقصد لے کر ان کی خدمت میں گئے تھے۔ چنانچہ ام المؤمنین سمیت حضرت طلحہؓ وزبیرؓ نے بھی صلح کی خواہش کی۔ حضرت علیؓ کو جب یہ معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور دونوں طرف سے اصلاح کی بات چیت شروع ہوگئی۔

(4) سبائیوں کا شب خون: **(ATTACK OF SBBAI)**

جب سبائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ لڑائی کے بغیر ہی دونوں طرف صلح کی بات ہو رہی ہے تو وہ مایوس ہو گئے وہ کسی قیمت پر صلح نہیں چاہتے تھے چنانچہ منصوبے کے تحت سبائیوں نے سازش کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ کے لشکر پر رات کو اچانک حملہ کر دیا شور ہوا تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ حضرت علیؓ کی فوج نے حملہ کر دیا ہے اس سے انہیں بہت رنج ہوا۔ ادھر حضرت علیؓ نے وجہ دریافت کی تو سبائیوں نے بتایا کہ حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے حملہ کر دیا۔

(5) باہمی لڑائی: **(MUTUAL FIGHT)**

اس طرح سبائیوں کی سازش کا شکار ہوتے ہوئے مسلمان باہم لڑ پڑے اور ان کی وہ تلواریں جو آج تک دشمنان اسلام کے لئے اٹھتی تھیں آج مسلمانوں ہی کے گلے کاٹ رہی تھیں

۔حضرت کعب بن ثورؓ کی درخواست پر حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آئیں کہ مسلمانوں کو اس خانہ جنگی سے روکیں لیکن اہل کوفہ نے سمجھا کہ وہ بھی لڑائی میں شریک ہونے آئیں ہیں یوں لڑائی میں اور شدت آ گئی۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت کعبؓ سے کہا کہ وہ اعلان کر دیں کہ مسلمان جنگ بند کر دیں۔ حضرت کعب آگے بڑھے لیکن ان کے اعلان کرنے سے پہلے ہی ایک سبائی نے انہیں ایسا تیر مارا کہ وہ وفات پا گئے۔لڑائی کے دوران حضرت علیؓ کا سامنا حضرت زبیرؓ سے ہوا تو فرمایا زبیر تمہیں یاد ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ ''تم ایک دن علی سے ناحق لڑو گے۔''

یہ سن کر حضرت زبیرؓ لڑائی سے الگ ہونے لگے لیکن ایک سبائی نے ان کو مار دیا۔حضرت زبیرؓ کو دیکھ کر حضرت طلحہؓ نے بھی لڑائی سے ہاتھ روک لیا لیکن مروان بن حکم نے آپؓ کو مار دیا۔

(6) لڑائی کا خاتمہ: (END OF WAR)

حضرت علیؓ نے سوچا کہ جب تک حضرت عائشہؓ کا اونٹ کھڑا ہے لوگ لڑتے رہیں گے۔ چنانچہ ان کے کہنے پر ایک شخص نے حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دیں اور وہ بیٹھ گیا۔ یہ دیکھا تو حضرت عائشہؓ کا لشکر ہمت ہار کر پیچھے ہٹنے لگا اور فوراً ہی حضرت علیؓ نے لڑائی ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

(7) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری:

(MEETING WITH HAZRAT AYESHA R.A.)

لڑائی کے بعد حضرت علیؓ ،حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خیریت دریافت کی اور پھر کہا اللہ ہم دونوں کو معاف فرمائے حضرت عائشہؓ نے فرمایا آمین اس کے بعد حضرت عائشہؓ کو حضرت علیؓ نے بہت عزت و احترام کے ساتھ مدینہ روانہ کیا اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا

''میرے بچو یہ جنگ کیونکہ غلط فہمی کے باعث ہوئی اس لئے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی نہیں کرنی چاہیئے۔ میرے اور علیؓ کے درمیان جو ساس اور داماد میں کبھی کبھار ہو جایا کرتی ہے اس کے علاوہ کوئی رنجش نہیں۔ میں ہر حال میں علیؓ کو بھلا آدمی سمجھتی ہوں۔''

جنگ جمل کے نتائج بیان کریں۔

(DESCRIBE OUTCOMES OF JANG-E-JAMAL)

(1) گروہی تقسیم: (DIVISION IN GROUP)

جنگ جمل تاریخ اسلام کا ایسا واقعہ ہے جو نا قابل تلافی نقصان تھا۔ اس جنگ کے بعد امت مسلمہ گروہی تقسیم کا شکار ہوگئی۔

(2) قوت مسلمہ کی کمزوری: (LACK OF UNITY)

اس جنگ کے نتیجہ میں مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہوگیا اور ان کی وہ قوت جس سے دشمن اسلام خوف کھاتے تھے باہمی لڑائی کے سبب کمزور ہوگئی اور اندرونی سازشوں کا آغاز ہوگیا۔

(3) عسکری نظام کا درہم برہم ہونا: (NO MILITARY SYSSTEM)

خلافت علی کا عسکری نظام اس جنگ کی وجہ سے درہم برہم ہوکر رہ گیا۔ کیونکہ اس جنگ کے بعد آپ کو مزید جنگیں لڑنا پڑیں۔ جو مسلم گروہ کے خلاف تھیں۔

(4) نیا دارالحکومت: (NEW CAPITAL)

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور سے لیکر اب تک مدینہ ہی اسلامی ریاست کا مرکزی دارالحکومت تھا لیکن اس جنگ کے بعد حضرت علیؓ نے مدینہ کی بجائے کوفہ کو اپنا دارالحکومت بنالیا کیونکہ ان کے حامی زیادہ کوفہ میں تھے۔

جنگ جمل میں حضرت علیؓ کی مصروفیت دیکھتے ہوئے امیر معاویہؓ نے اپنی طاقت بڑھالی۔ جنگ جمل میں کافی جانی نقصان ہوا تھا لیکن اس کے باوجود صفین کے مقام پر حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ کا مقابلہ کیا جس میں ثالثوں کا تقرر کرنا پڑا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے ثالث عمرو بن العاصؓ اور حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ تھے جو کہ سادہ طبع انسان ان کے مقابلے میں عمرو بن العاصؓ ذہین اور چالاک تھے ان کی چالاکی کی وجہ سے یہ جنگ بے مقصد رہی اور مستقل طور پر امت مسلمہ دو گروہ کا شکار ہوگئی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی خلافت کا اعلان کردیا۔

(5) حضرت عائشہؓ کا افسوس:

حضرت عائشہؓ جب تک زندہ رہیں اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ آپؒ اکثر کہا کرتی تھیں۔

"کاش میں آج سے بیس برس پہلے دنیا سے اٹھ گئی ہوتی۔"

المختصر یہ کہ جنگ (جنگ جمل) ہر لحاظ سے مسلمانوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان ثابت ہوئی۔

....

جنگ صفین (محرم 37ھ) (WAR OF SIFEEN)

جنگ صفین کے اسباب واقعات اور نتائج تحریر کریں۔

(WRITE THE CAUSE, INCIDENTS & OUTCOMES OF WAR OF SIFEEN)

جنگِ صفین ۳۷ ہجری میں حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان ہوئی یہ جنگ صفین کے مقام پر ہوئی اس لئے جنگِ صفین کہلائی۔

(1) پس منظر: (BACKGROUND)

حضرت امیر معاویہؓ قصاص عثمانؓ کا مطالبہ لے کر آگے بڑھے۔ نیز آپ کو حضرت علیؓ نے شام کی گورنری سے معزول کر دیا تھا۔ آپؓ نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ان وجوہات کے تحت امیر معاویہؓ صوبائی سیاست سے مرکزی سیاست میں داخل ہوئے اور صفین کے مقام پر حضرت علیؓ کے ساتھ مقابلہ کیا اس سیاست میں انہوں نے قصاص عثمانؓ کی آڑ لئے رکھی۔

(2) اتمام حجت: (LAST WARNING)

جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے اتمام حجت کے طور پر حضرت امیر معاویہؓ کے پاس حضرت جریر بن عبداللہؓ بجلی کو خط دیکر بھیجا جس میں لکھا۔

"جن لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی انہوں نے میری بیعت کر لی ہے۔ اس لئے آپ پر لازم ہے کہ آپ بھی میری بیعت کر لیں اسی میں سلامتی

ہے۔اگر بیعت نہیں کی تو جنگ لازمی ہے۔اور اگر آپ قصاص عثمانؓ لینا چاہتے ہیں تو پہلے میری بیعت کریں اور پھر میں قرآن وسنت کے مطابق اس کا فیصلہ کروں گا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے خط کا سخت جواب دیا اور بیعت کرنے سے انکار کردیا اور قصاص عثمان پر بضد رہے۔

واقعات جنگ (INCIDENTS OF WAR)

(1) حضرت امیر معاویہؓ کی جنگی تیاریاں:

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کو بیعت سے انکار کہلا بھیجا اور فوراً ان سے جنگ کی تیاریاں شروع کردیں۔مصر کے والی حضرت عمرو بن العاصؓ جو بہت ذہین اور چالاک تھے بلایا اور تمام حالات پر مشورہ کیا۔اس کے ساتھ ہی اہل شام کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش شروع کردی۔

(2) لشکر علیؓ کی شام روانگی:

(DEPARTURE TOWARDS SYRIA OF ALI'S ARMY)

جب حضرت علیؓ کو خط وکتابت اور حضرت امیر معاویہؓ کو دعوت بیعت کی کوششیں ناکام نظر آئیں نیز حضرت معاویہؓ کی جنگی تیاریوں کا علم ہوا تو حضرت علی 25 شوال کو اسی ہزار کا لشکر لیکر کوفہ سے شام کی طرف نکلے اور نخیلہ کے مقام پر قیام کیا۔

(3) لشکر معاویہ کا صفین میں قیام:

(STAY AT SIFEEN OF MUAVIYA'S ARMY)

حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت علیؓ کی آمد کا علم ہوا تو وہ حضرت علیؓ کے مقابلے کے لئے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر آئے اور صفین کے میدان میں خیمہ زن ہو گئے۔

(4) صلح کی کوششیں: (EFFORTS TOWARDS PEACE)

حضرت علیؓ اور معاویہؓ دونوں کی فوج میں امت کے خیر خواہ لوگوں کی کمی نہ تھی۔جو یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے درمیان خون ریزی نہ ہو چنانچہ ایسے صحابہ کرام نے دونوں طرف صلح کرانے کی ہر ممکن کوشش کی یہی وجہ ہے کہ تین ماہ تک یہ لڑائی رکی رہی لیکن یہ کوشش ناکام رہی اور صرف ایک بات پر اتفاق رائے ہوسکا کہ محرم تک جنگ ملتوی کردی جائے۔

(5) لڑائی کا آغاز: (START OF WAR)

یکم صفر 37 ہجری کو بالآخر جنگ شروع ہوگئی۔ ابتداء میں معمولی مقابلے ہوتے رہے لیکن شعبان میں یہ لڑائی شدت اختیار کرگئی جب فریقین پوری قوت سے صف آراء ہوئے اور وہ خون ریز جنگ کئی ماہ تک جاری رہی جس میں دونوں طرف سے ہزاروں آدمی لقمہ اجل بن گئے۔

(6) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی حکمت عملی:
(A WAR TRICK OF HAZRAT AMEER MUAVIA R.A.)

کئی ماہ جاری لڑائی میں جب وہ وقت آیا کہ حضرت علیؓ کی فوج کو فتح حاصل ہونے لگی تو یہ حالات دیکھتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ نے ایک نئی حکمت عملی اختیار کی۔ اگلے روز جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئی تو شامی فوجی اپنے نیزوں پر قرآن اٹھائے ہوئے تھی اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھی کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ کتاب فیصلہ کرے گی۔ جس کو دونوں فریق مل کر قبول کریں گے۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؓ کی فوج لڑائی سے رک گئی اگرچہ حضرت علیؓ نے بہت سمجھایا لیکن علوی فوج نہ مانی اور کہا کہ اگر آپؓ نے قرآن کے حکم کو تسلیم نہ کیا تو ہم آپ سے بھی جنگ کریں گے۔

(7) ثالث کی تقرری: (APPOINTMENT OF JURY)

مجبوراً حضرت علیؓ کو لڑائی بند کرنی پڑی اور دونوں افواج کے درمیان یہ فیصلہ ہوا کہ دونوں طرف سے نمائندے حکم مقرر کئے جائیں۔ یہ دونوں قرآن کریم کو حکم سمجھتے ہوئے اس کی روشنی میں جو فیصلہ کریں گے وہ سب کو منظور ہوگا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاصؓ اور علوی فوج کی طرف سے ابوموسیٰ اشعریؓ ثالث بنائے گئے۔ اگرچہ حضرت علیؓ ابوموسیٰ اشعریؓ کو ثالث بنانا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ وہ بہت سادہ طبع کے مالک تھے اور ان کے مقابلے میں عمرو بن العاصؓ بہت چالاک تھے لیکن فوج کے اصرار کے باعث حضرت علیؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو ہی اپنا ثالث مقرر کیا اور طے پایا کہ فیصلہ تک جنگ ملتوی رہے گی۔

(8) ثالثوں کا فیصلہ: (DECISION OF JURY)

ماہ رمضان 37 ہجری کو دونوں نمائندے جمع ہوئے اور باہمی گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ دونوں کو معزول کر دیا جائے اور مسلمانوں کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی مرضی سے نیا خلیفہ منتخب کریں۔

حضرت عمرو بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ سے کہا کہ پہلے وہ فیصلہ سنا دیں۔ ابوموسیٰ اشعری کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیا جائے لہٰذا میں ان دونوں کو معزول کرتا ہوں اور اب مسلمانوں کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہیں اپنا خلیفہ منتخب کرلیں۔ جب وہ کہہ چکے تو حضرت عمرو بن العاصؓ اٹھے اور کہا آپ نے ابوموسیٰ کا فیصلہ سن لیا۔ انہوں نے اپنے آدمی حضرت علیؓ کو معزول کر دیا۔ میں بھی ان کو معزول کرتا ہوں لیکن امیر معاویہؓ کو بحال رکھتا ہوں کہ یہ حضرت عثمانؓ کے قصاص کے علمبردار اور ان کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ یہ سن کر ابوموسیٰ ناراض ہو گئے نیز اپنی سادہ لوحی کے باعث دھوکہ کھانے پر شرمندگی کے باعث حضرت علیؓ سے ملے بغیر مکہ چلے گئے۔ اور یوں لڑائی کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ شامیوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو اپنا خلیفہ تسلیم کرلیا جبکہ دوسرا گروہ خلافت کا حقدار حضرت علیؓ کو سمجھتا تھا۔ یوں اس قدر انسانی جانوں کے ضائع ہونے کے بعد بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آیا بلکہ امت مسلمہ مزید گروہی تعصب کا شکار ہو گئی۔

....

جنگ صفین کے نتائج بیان کریں۔

(OUTCOMES OF WAR OF SAFEEN)

جنگ صفین کوئی فیصلہ کن لڑائی ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی چالاکی کے باعث اپنی شکست کے نقشہ کو بدل کر رکھ دیا۔ اس لڑائی کے بعد جو نتائج سامنے آئے وہ بھی اس واقعہ کی طرح افسوسناک تھے۔

دو خلیفہ: (TWO CALIPHS)

پہلی مرتبہ اسلامی ریاست دو حکمرانوں کے درمیان بٹ گئی اور یوں مسلمانوں کے اتحاد

واتفاق کو انتہائی دھچکہ لگا۔

خوارج کی ابتداء: (ORIGIN OF KHAWARIJ)

جنگ صفین کے بعد امت مزید گروہ بندی میں تقسیم ہو گئی اور ایک طبقہ خوارج ظہور پذیر ہوا۔ جنہوں نے آہستہ آہستہ اپنے عقائد بھی علیحدہ گھڑ لئے۔

امت مسلمہ اختلاف کا شکار: (DISPERSED MUSLIM UMMAH)

جنگ صفین کے بعد امت مسلمہ شدید اختلافات کا شکار ہو گئی کچھ لوگ حضرت علیؓ کو درست سمجھتے تھے۔ کچھ امیر معاویہؓ کو اور کچھ غیر جانبدار ہو گئے اور کچھ دونوں کو غلط سمجھتے تھے۔

خوارج کی ابتداء یا خوارج کا ظہور

(ORIGIN OF KHAWARIJ)

حضرت علیؓ کے لشکر میں خوارج کا ظہور ہوا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب صفین کے مقام پر حضرت علیؓ اور امیر معاویہ میں جنگ ہوئی۔ امیر معاویہ جنگ سے تنگ آئے تو تحکیم کے نظریے نے آپ کی گلوخلاصی کرائی جس میں انہوں نے قرآن نیزوں پر بلند کئے جو اس بات کی جانب اشارہ تھا کہ قرآن حکیم کو حکم مانا جائے۔ لوگوں کے اصرار پر جب آپؓ نے اسے مان لیا تو مصالحت سے یہ طے پایا کہ دو ثالث مقرر کئے جائیں تو امیر معاویہ نے عمرو بن العاص اور حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو ثالث مقرر کیا مگر حضرت علیؓ کی مخالفت کرنیوالوں نے آپ کی بات چلنے نہ دی اور ابوموسیٰ اشعری کو حکم ماننے کا مشورہ دیا۔ عمرو بن العاص ابوموسیٰ سے چالا کی کر گئے اس طرح معاویہ بحال رہے۔ جس میں ان کا مقصد بڑی حد تک پورا ہو گیا۔

عجیب بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے حضرت علیؓ کو تحکیم قبول کرنے پر مجبور کیا تھا جلد ہی اپنے خیالات سے منحرف ہو گئے اور تحکیم کو جرم قرار دینے لگے۔ حضرت علیؓ کے سامنے یہ مطالبہ پیش کیا جس طرح ہم نے تحکیم قبول کر کے کفر کا ارتکاب کیا اور اس سے تائب ہوئے آپؓ بھی اپنے کفر کا اعلان کر کے توبہ کریں عرب کے بدو بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے یہ لوگ خوارج تھے۔ لاحکم الا اللہ کے نعرے کو اپنا شعار بنایا اور حضرت علیؓ کے خلاف لڑائی کا آغاز کیا یوں یہ فرقہ پیدا ہوا۔

(1) خوارج کے نام: (TILE OF ORIGIN)

خارجیوں نے حضرت علیؓ سے علیحدگی کے بعد اپنا مسکن ''خرورا'' بستی کو بنایا اس لئے ان کا نام ''خروریہ'' پڑ گیا۔ ان لوگوں کا ایک اور نام ''محکمہ'' بھی تھا کیونکہ یہ لوگ ان لا حکم الا اللہ کے قائل تھے ان کو خارجی یوں کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ کے خلاف خروج کیا تھا ۔ان لوگوں کا ایک نام ''شرارتہ'' بھی تھا یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا۔

(2) خارجیوں کی قوت: (POWER OF KHAWARIJ)

رفتہ رفتہ خارجیوں کی طاقت اسقدر بڑھتی چلی گئی کہ وہ اُموی دور میں حکومتوں کو دھمکیاں دینے لگے اور حاکم وقت سے جنگ کرنے لگے۔ ایسے مواقع بھی آئے کہ خارجی امویوں کا تختہ الٹنے لگے۔ مہلب بن ابی صفرہ پوری جانبازی کے ساتھ کئی سالوں تک برسر پیکار رہا۔ دولت عباسیہ کے دور میں یہ لوگ اسی طرح لڑتے رہے لیکن اس زمانہ میں ان کی قوت میں کمی آ گئی تھی۔

(3) خوارج کے نظریات: (THOUGHTS OF KHAWARIJ)

ان کے چند مخصوص عقائد و نظریات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(1) خلیفہ کا تقرر جمہوری طرز کا ہو:

(DEMOCRATIC SELECTION OF CALIPH)

خلیفہ کا تقرر آزادانہ اور منصفانہ انتخاب سے ہونا چاہیئے۔ جس میں تمام مسلمان حصہ لیں۔

(2) خلافت مخصوص چیز نہیں: (CALIPHATE IS NOT SPECIFIC)

خلافت کسی مذہب عرب خاندان کیساتھ مخصوص نہیں ہے۔ نہ ہی قریش کیلئے اس میں کوئی تخصیص ہے۔

(3) ہر گناہگار کافر ہے: (EVERY SINNER IS NON-BELIVER)

خوارج ہر گناہگار کو کافر سمجھتے تھے خواہ یہ گناہ ارادۃً گناہ اور بری نیت سے ہو یا غلط فہمی اور خطائے اجتہادی سے ہو مگر حضرت علیؓ کی تکفیر پر اصرار اس امر کا غماز تھا کہ وہ خطائے اجتہادی کو دین سے خارج ہونے اور فساد عقیدہ کی علامت جانتے تھے اور یہی وطیرہ ان کا

حضرت عثمانؓ، زبیرؓ اور طلحہؓ وغیرہ کے بارے میں تھا۔ اسی لئے ان کو انتہا پسند کہا جاتا ہے۔

(4) خوارج کے فرقے: (SECTS OF KHAWARIJ)

خوارج کے فرقوں کی تعداد ۲۰ تک بتائی گئی ہے۔ لیکن ان کے مشہور فرقے مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) ازارقہ: (AZRAQA)

یہ نافع بن الازرق کے پیروکار تھے۔ یہ ان کا بہت بڑا عالم اور فقہیہ تھا اس نے اپنی جماعت کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو کافر کہا اس نے یہ بھی فتوی دیا تھا کہ اس کے مومن ساتھیوں کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی غیر خارجی کے ساتھ نماز پڑھیں نہ ذبیحہ کھائیں نہ شادی کریں۔ غیر خارجی لوگ کفار عرب اور بت پرستوں کی طرح ہیں۔

(2) فرقہ نجدات: (FIRQA NAJDAAT)

یہ ان کا دوسرا فرقہ تھا یہ لوگ نجدہ بن عامر کے پیروکار تھے ان کے تصورات یہ تھے کہ خطا کار آدمی کوشش کر لینے کے بعد معذور ہے ان کے نزدیک دو چیزوں کا نام ہے خدا اور رسول کی معرفت ان کے علاوہ دیگر امور میں لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے معذور ہیں تاکہ ان پر کوئی دلیل واضح نہ ہو جائے ان لوگوں نے جھوٹ بولنے کے جرم کو زنا اور شراب سے زیادہ بڑا جرم قرار دیا۔

(3) فرقہ اباضیہ: (ABAAZIYA)

ان کا تیسرا فرقہ اباضیہ تھا یہ عبداللہ بن اباض کی طرف منسوب تھا۔ یہی فرقہ خارجیوں میں معتدل تھا۔ مغرب میں یہ لوگ آج بھی پائے جاتے ہیں۔ میانہ روی اور اعتدال ان کا شعار تھا وہ کہتے تھے کہ غیر خارجی نہ مشرک ہیں نہ مومن غیر خارجیوں میں شادی بیاہ جائز ہے۔ خارجی مسلمان غیر خارجی مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے غیر خارجی کی شہادت قبول کی جا سکتی ہے۔ اس فرقے کا ظہور پہلی صدی ہجری کے نصف ثانی میں ہوا اس کے اکثر پیروکار بیشتر حالات میں خلفائے وقت کے ساتھ مصالحت کر لیتے تھے۔

(4) فرقہ صغریہ: (SAGHARIYAH)

اس فرقے کے لوگ زیاد بن اسود کے پیروکار تھے۔ یہ اپنے افکار اور نظریات میں

ازارقہ سے کم درجے پر تھے۔ لیکن دوسروں سے متشدد تھے یہ کبائر کا ارتکاب کرنیوالوں میں ازارقہ سے اختلافات رکھتے تھے۔ اوران کو مشرک نہیں سمجھتے تھے۔ بعض صغریہ کا یہ بھی خیال تھا کہ مرتکب گناہ پر جب تک حاکم حد نہ جاری کردے اس وقت تک اس کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔

خوارج کی خصوصیات:

(CHARACTERISTICS OF KHAWARIJ)

ان کی چیدہ چیدہ خصوصیات ذیل میں درج کی جارہی ہیں۔

(1) نماز وروزہ کے پابند:

(PERFORMING SALAT & FASTING PUNCTUALY)

علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہ لوگ نماز روزہ کے سختی سے پابند تھے۔ ایک خارجی کو زیاد نے قتل کردیا پھر اس کے غلام سے پوچھا کہ اس خارجی کے اوصاف بیان کرو غلام نے کہا وہ دن کو روزے رکھتا تھا اور تمام رات عبادت کرتا تھا۔

(2) غلو کا شکار تھے: (MISCONCEPTIONS)

یہ غلو کا شکار تھے حتیٰ کہ وہ کسی بڑے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو اور بعض اوقات چھوٹے گناہ کرنے والے کو کافر شمار کرنے لگتے یہ لوگ غیر خارجی مسلمانوں کے ساتھ کافروں سے بھی زیادہ برا سلوک کرتے تھے۔

مشہور واقعہ ہے کہ واصل بن عطا رئیس معتزلہ ایک مرتبہ ان کے ہاتھ چڑھ گئے تو انہیں یہ کہنا پڑا کہ وہ ایک پناہ گزین مشرک ہیں اگرچہ وہ یہ نہ کہتے تو قتل کردیئے جاتے۔

(3) تشدد پسند تھے: (VIOLENT)

ان کا تشدد ضرب المثل ہے حتیٰ کہ دودھ پیتے بچوں اور بوڑھوں پر بھی رحم نہ کرتے تھے۔

(4) بے باک نڈر اور فصیح وبلیغ تھے:

(FEARLESS, BRAVE & ELOQUENT)

فصاحت وبلاغت اور قوت لسانی اور شجاعت خوارج کا خصوصی وصف تھی وہ بے حد نڈر اور بے

باک واقع ہوئے تھے۔ کسی سے ڈرتے نہ تھے اور نہ اپنے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے مرعوب ہوتے تھے۔

(5) شعروادب سے لگاؤ: (LITERARY PEOPLE)

جدل ومناظرہ، شعروشاعری اور ادیبانہ اقوال خوارج کا محبوب مشغلہ تھا۔ میدان حرب و قتال میں بھی یہ لوگ شعروادب کے تذکروں میں مشغول رہتے تھے۔

(6) ظواہر القرآن سے استدلال کرتے:

(ARGUMENTATION FROM QURAN)

خوارج ظواہر القرآن سے استدلال کرتے وار اس کے معانی ومفہوم کی گہرائی میں اترنے کی کوشش نہ کرتے جو سرسری مفہوم ذہن میں بیٹھ جاتا بس اسی کو لیکر بیٹھ جاتے اور اس سے ایک بالشت بھی اِدھر اُدھر نہ سرکتے۔

(7) اپنے عقیدے میں بڑے مخلص تھے:

(SINCERITY IN FAITH)

یہ لوگ اپنے عقیدے میں بڑے مخلص تھے حتیٰ کہ عقائد کی مدافعت میں جان تک کی بازی لگا دیتے۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے کسی خارجی سے فرمایا تھا کہ

میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارا خروج اور بغاوت دنیا کیلئے نہیں بلکہ تم نے آخرت کے طلب کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی لئے تم نے خروج کیا ہے لیکن آخرت کا راستہ پانے میں تم سے غلطی ہوئی ہے۔

(8) خوارجی عورتوں کا کردار:

(ROLE OF WOMEN OF KHAWARIJ)

خوارج کی عورتیں بھی جنگوں میں مردوں کے ساتھ شریک ہوتیں۔ مؤرخین نے کئی عورتوں کے ناموں کا ذکر کیا ہے جو بڑی بہادری سے میدان جنگ میں لڑیں مثلاً ام حکیم وغیرہ۔

....

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حصہ معروضی

MCQ's (20 نمبر)

مختصر سوالات (50 نمبر)

کثیر الانتخابی سوالات حصہ معروضی میں پوچھے جائیں گے۔

نوٹ:۔ مختصر سوالات حصہ انشائیہ میں پوچھے جائیں گے۔

تہذیب۔تہذیب اسلامی کے عوامل۔عناصر۔تمدن

سوال نمبر 1:- ہر سوال کے چار ممکنہ جواب A,B,C اور D دیئے گئے ہیں جس جواب کو آپ درست سمجھیں، جوابی کاپی پر اس سوال نمبر کے سامنے دیئے گئے دائروں میں سے A,B,C یا D کے سامنے دیئے گئے دائروں میں سے اس دائرے کو مارکر یا پین کی سیاہی سے بھر دیں۔

Four possible answers A,B,C and D to each question are given. Which answer you consider correct, fill the circle in front of A,B,C or D with Marker or Pen ink to each question on the answer sheet provided.

☆ تہذیب کے لغوی معنی کیا ہیں؟ (ب)
(الف) معاشرتی کاموں میں حصہ لینا (ب) کانٹ چھانٹ کرنا
(ج) روزی کمانا (د) ثقافت کی منتقلی

☆ تمدن کا مفہوم کیا ہے؟ (الف)
(الف) کسی قوم کا طرز معاشرت (ب) بین الاقوامی تعلقات
(ج) ایک دوسرے کی مدد کرنا (د) خارجی امور کا مطالعہ کرنا

☆ کس کے مطابق انسان فطرتاً مدنی الطبع ہے۔ (ج)
(الف) حضرت شمس تبریزؒ (ب) حضرت عبدالقادر جیلانیؒ
(ج) علامہ ابن خلدونؒ (د) حضرت شاہ ولی اللہؒ

☆ تہذیب اسلامی درس دیتی ہے؟ (ب)
(الف) تکبر کا (ب) اخوت کا
(ج) غلامی کا (د) ذات پات کا

☆ فرشتوں کا وجود۔ (ب)
(الف) خاکی ہے (ب) نورانی ہے (ج) ناری ہے (د) تخیلاتی ہے

☆ ہر جاندار کی روح قبض کرتے ہیں۔ (د)
(الف) حضرت جبرائیل علیہ السلام (ب) حضرت میکائیل علیہ السلام
(ج) حضرت اسرافیل علیہ السلام (د) حضرت عزرائیل علیہ السلام

☆ کراماً کاتبین وہ فرشتے ہیں جو۔ (د)
(الف) جنت کے دربان ہیں (ب) قیامت کے دن صور پھونکیں گے
(ج) قبر میں سوال جواب کرتے ہیں (د) اچھے برے اعمال کا ریکارڈ رکھتے ہیں

☆ اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین۔ (الف)
(الف) اسلام ہے (ب) عیسائیت ہے
(ج) یہودیت ہے (د) ہندومت ہے

☆ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں؟ ج

(الف) ستر (۷۰) (ب) چالیس (۴۰)

(ج) دس (۱۰) (د) بیس (۲۰)

☆ اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ الف

(الف) سنت کہلاتا ہے (ب) عملی ذکر کہلاتا ہے

(ج) قلبی ذکر کہلاتا ہے (د) جہاد کہلاتا ہے

☆ غرور و تکبر پیدا ہوتا ہے۔ الف

(الف) دولت کی وجہ سے (ب) شہرت کی وجہ سے

(ج) علم کی وجہ سے (د) ذاتی کمال کی وجہ سے

☆ بارش برسانے کا کام کس فرشتے کے ذمہ ہے؟ ج

(الف) حضرت جبرائیل علیہ السلام (ب) حضرت اسرافیل علیہ السلام

(ج) حضرت میکائیل علیہ السلام (د) حضرت عزرائیل علیہ السلام

☆ رسول اکرمؐ نے کتنے سال کے بچے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے؟ الف

(الف) سات سال (ب) دس سال

(ج) نو سال (د) بارہ سال

☆ بچے کی پیدائش کی خوشی میں اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا کہلاتا ہے۔ د

(الف) قربانی (ب) صدقہ

(ج) خیرات (د) عقیقہ

☆ اسلام ایک مکمل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔ الف

(الف) ضابطہ حیات (ب) قلعہ

(ج) ستون (د) حج

☆ وحی پہنچانا کس فرشتے کے ذمہ تھا؟ الف

(الف) حضرت جبرائیلؑ (ب) حضرت اسرافیلؑ

(ج) حضرت میکائیلؑ (د) حضرت عزرائیلؑ

☆ تہذیب اسلامی کے عوامل سے کیا مراد ہے؟ ب

(الف) اسلامی دنیا (ب) اسلام کے بنیادی عقائد

(ج) قرآن کا مطالعہ (د) قرآن وسنت پر ایمان

☆ اسلام کے بنیادی عقائد یا اسلامی تہذیب کے عوامل ہیں۔ د

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

☆ توحید کے لغوی معنی بتائیں۔ الف
(الف) ایک اللہ پر یقین رکھنا (ب) حضور کی پیروی کرنا
(ج) کفر کی جڑ کاٹنا (د) اسلام قبول کرنا

☆ کس فعل کو بہت بڑا ظلم کہا گیا ہے؟ الف
(الف) جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرے۔
(ب) جو نیکیاں کم کرے
(ج) پکا نمازی نہ ہو (د) جو گناہ پر گناہ کرتا جائے

☆ سب سے پہلے نبی کا نام بتائیں۔ ب
(الف) حضرت شعیبؑ (ب) حضرت آدمؑ
(ج) حضرت عزیرؑ (د) حضرت موسیٰؑ

☆ رسول اکرمؐ کی مکی زندگی کا تیسرا تبلیغی نکتہ ہے۔ ج
(الف) اللہ پر ایمان (ب) حسن اخلاق
(ج) ایمان بالآخرت (د) سچ بولنا

☆ اللہ تعالیٰ کس دن تمام مخلوقات کو ختم کر دے گا؟ ب
(الف) 10 رمضان المبارک کے دن (ب) 10 ذی الحج کے دن
(ج) عید کے دن (د) 10 محرم کے دن

☆ زمانہ جاہلیت میں خدا کی بیٹیاں کہا جاتا تھا۔ د
(الف) انبیاء کو (ب) جنات کو
(ج) صالح لوگوں کو (د) فرشتوں کو

☆ کس آسمانی کتاب میں تمام کتب ساوی کی تعلیمات کا نچوڑ ہے؟ الف
(الف) قرآن مجید (ب) توریت
(ج) زبور (د) انجیل

☆ حدیث شریف کے مطابق تقدیر اور تدبیر کے درمیان ہے۔ الف
(الف) دعا (ب) کوشش
(ج) ایمان (د) اعمال صالح

☆ تقدیر کو بدل سکتی ہے۔ ب
(الف) شکوہ شکایت (ب) مومن کی دعا
(ج) نو مسلم کی دعا (د) سعی

☆ وہ کون سے احکامات ہیں جو فرائض کا درجہ رکھتے ہیں؟ الف
(الف) ارکان اسلام (ب) حسن معاشرت
(ج) نماز، حج (د) کلمہ طیبہ

☆ حج بیت اللہ صاحب استطاعت پر زندگی میں کتنی مرتبہ کرنا فرض ہے؟ الف
(الف) ایک بار (ب) دوبار (ج) تین بار (د) چار بار

☆ حج اصل میں کن کی سنت ہے؟ ب
(الف) حضرت اسماعیلؑ کی (ب) حضرت ابراہیمؑ کی
(ج) حضرت آدمؑ کی (د) حضرت ادریسؑ کی

☆ عالمی مسلم برادری میں اتحاد پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ج
(الف) نماز (ب) روزہ
(ج) حج (د) زکوٰۃ

☆ حدیث کے مطابق جس شخص نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کیلئے ثواب سمجھ کر رکھے۔ ج
(الف) اس کو مبارک ہو (ب) اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوگا
(ج) پہلے گناہ معاف کردیئے گئے (د) اس کی دنیا سنورے گی

☆ اسلامی تہذیب وتمدن کا سنگ بنیاد کس پر ہے؟ ب
(الف) عدل واحسان (ب) توحید الٰہی
(ج) تشکر (د) عفوودرگزر

☆ عقیدے کے لغوی معنی ہیں۔ ب
(الف) پیچیدگی (ب) باندھی ہوئی چیز
(ج) پختہ یقین (د) شک

☆ تہذیب کے اصطلاحی معنی ہیں۔ الف
(الف) کسی قوم کے خیالات ونظریات (ب) ایک فرد کے خیالات
(ج) چند افراد کے خیالات (د) دوافراد کے نظریات

☆ تمدن کس زبان کا لفظ ہے۔ الف
(الف) عربی (ب) فارسی
(ج) اردو (د) عبرانی

☆ انبیاء کے وارث ہیں۔ ج
(الف) سخی (ب) دولت مند
(ج) علماء (د) زکوٰۃ دینے والے

☆ اسلامی تہذیب کی نمایاں خصوصیت ہے۔ الف

(الف) توحید (ب) رسالت

(ج) ملائکہ (د) الہامی کتب

☆ مخلوقات میں سب سے افضل ہے۔ ب

(الف) حیوان (ب) انسان

(ج) چرند (د) پرند

☆ اسلام تلقین کرتا ہے۔ الف

(الف) رواداری کی (ب) جبروتشدد کی

(ج) منافقت کی (د) ظلم کی

☆ اسلام زندگی کے تمام شعبہ جات میں زور دیتا ہے۔ الف

(الف) سادگی و پاکیزگی (ب) عجز و انکسار

(ج) صبروتحمل (د) جلدی کی

☆ اسلامی تہذیب کے عناصر کی تعداد یا ارکان اسلام کی تعداد ہے۔ ج

(الف) چار (ب) تین (ج) پانچ (د) دو

☆ ہر نبی کی تبلیغ کا نقطہ آغاز تھا۔ الف

(الف) توحید (ب) رسالت

(ج) آخرت (د) الہامی کتب

☆ بہترین اور صالح معاشرے میں اسلامی تمدن کو حیثیت حاصل ہے۔ الف

(الف) عالمگیر حیثیت (ب) محدود حیثیت

(ج) لامتناہی حیثیت (د) عارضی حیثیت

☆ اسلامی تمدن میں نہیں ہے۔ ب

(الف) عالمگیریت (ب) طبقاتیت

(ج) معصومیت (د) حسن سلوک

☆ تمدن کا اصل مطلب ہے۔ ج

(الف) ثقافت (ب) اٹھنا

(ج) طور طریقے (د) کلچر

☆ انسان فطرتاً ہے۔ ج

(الف) سیاست پسند (ب) انتہا پسند



(ج) معاشرت پسند (د) خود پسند

☆ اسلامی تہذیب ضامن ہے۔ **الف**

(الف) اجتماعی فلاح و بہبود کی (ب) انفرادی فلاح و بہبود کی

(ج) باہمی بغض و عداوت کی (د) گروہی عصبیت کی

☆ کلمہ شہادت کے حصے ہیں۔ **الف**

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

☆ تدبر کے لغوی معنی ہیں۔ **الف**

(الف) غور و فکر کرنا (ب) قدر پہچاننا

(ج) یاد رکھنا (د) قول و بیاں

☆ منصب رسالت عطیہ ہے۔ **الف**

(الف) اللہ تعالیٰ کا (ب) انبیاء کا

(ج) فرشتوں کا (د) اولیائے کرام کا

☆ رسول کا لغوی معنی۔ **الف**

(الف) بھیجا ہوا (ب) آنے والا

(ج) پہنچا ہوا (د) آزاد

☆ فرشتوں کا وجود ہے۔ **ب**

(الف) ناری (ب) نورانی

(ج) فانی (د) سیرانی

☆ ظلم عظیم کس گناہ کو کہا گیا ہے۔ **الف**

(الف) شرک (ب) ترک نماز

(ج) گالی گلوچ (د) روزہ توڑنا

☆ نماز اور صبر کے ساتھ **الف**

(الف) مدد طلب کرو (ب) روپیہ طلب کرو

(ج) لڑائی طلب کرو (د) روٹی طلب کرو

☆ با جماعت نماز پڑھنے کا اجر کتنی نمازوں کے برابر ہے۔ **ب**

(الف) 13 (ب) 27

(ج) 16 (د) 20

مختصر سوالات (Short Answers)

نوٹ: سوال نمبر 2-3 میں سے کوئی سے (8,8) اجزاء اور سوال نمبر 4 سے کوئی سے (9) اجزاء کے مختصر جوابات لکھئے۔ جواب لکھتے وقت سوال کا نمبر اور اس کا جز ضرور لکھیئے۔ ہر جز کے 2 نمبر ہیں۔

Note:- Out of Q. No.2 & 3 write any (8,8) short answers. & Q.No.4 write any (9) parts while writing answer write Q.No. and its part carefully. Each part carries two marks:

☆ **اسلامی تہذیب کی تعریف بیان کریں۔**

وہ تہذیب جس کا آغاز حضرت آدمؑ نے کیا اور اس کی تکمیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی اور یہ کسی دوسری تہذیب سے ماخوذ نہیں۔

☆ **انسانی تہذیب و تمدن کا آغاز کب ہوا؟**

انسانی تہذیب و تمدن کا آغاز جد امجد حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کے دنیا میں آنے سے ہوا۔

☆ **تہذیب کے لغوی معنی بیان کریں۔**

تہذیب کے لغوی معنی ہیں، درخت کی کانٹ چھانٹ کرنا، پاک کرنا، کسی چیز کو خالص کرنا، عیوب دور کرنا، جلدی کرنا، اخلاق کی اصلاح کرنا، شور وغل کرنا، تعلیم و تربیت دینا اور کسی چیز کو سنوارنا۔

☆ **حضور اکرمؐ کی تشریف آوری کے وقت دنیا میں کون کون سی تہذیبیں موجود تھیں؟**

حضور اکرمؐ کی تشریف آوری کے وقت کئی تہذیبیں موجود تھیں مثلاً رومی تہذیب، ہندو تہذیب، یونانی تہذیب، مصری تہذیب، ایرانی تہذیب، عیسائی تہذیب اور یہودی تہذیب۔

☆ **مغربی مفکر نے تہذیب کی کیا تعریف کی ہے؟**

"تہذیب کسی گروہ کی پختہ عادات، روایات، سماجی رسومات، معاشرتی معاملات، روحانی و عملی رجحانات و حالات کے مجموعہ کا نام ہے جو بڑوں سے چھوٹوں میں منتقل ہوتی ہے۔"

☆ **اسلامی تہذیب کی اساس کس چیز پر ہے؟**

اسلامی تہذیب کی بنیاد وحی (قرآن مجید) اور اسوہ حسنہ (حدیث) پر ہے۔

☆ **توحید کا شرعی مفہوم بیان کریں۔**

توحید کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا دل سے اقرار کرنا، زبان سے تصدیق کرنا اور عمل سے ثابت کرنا، اللہ کو اپنے نفع و نقصان کا مالک سمجھنا۔

☆ **سورۃ الاخلاص کا ترجمہ لکھیں۔**

کہہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور اسکا کوئی ہمسر نہیں۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مساوات کے متعلق کیا فرمایا؟

آپؐ نے فرمایا! ''لوگو! ہاں بے شک تمہارا رب ایک ہے۔
بے شک تمہارا باپ ایک ہے کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں سرخ کو سیاہ اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔''

☆ عقیدہ کے لغوی معنی بیان کریں۔

یہ لفظ عقد سے نکلا ہے اس کے معنی ہیں۔ باندھی ہوئی چیز، گرہ لگانا، مقرر کرنا، عہد و پیاں اور کسی چیز کو مضبوط کرنا۔

☆ چار مصارف زکوٰۃ تحریر کریں۔

فقراء۔ مساکین۔ مسافر۔ مؤلفۃ القلوب

☆ اسلامی تہذیب کی جامعیت بتائیے۔

اسلامی تہذیب زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔

☆ آخرت کے لغوی معنی اور مفہوم بیان کریں۔

لفظ آخرت کے معنی سب سے پیچھے، آخر میں آنے والی، بعد میں آنے والی یا پچھلی زندگی کے ہیں۔ آخرت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان موت کے بعد ہمیشہ کیلئے ختم نہیں ہوجاتا بلکہ ایک دن اللہ تعالیٰ دوبارہ سب کو زندہ کرے گا اور نیک اور بد اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

☆ تہذیب وتمدن کا فرق بتائیں۔

تہذیب کسی بھی گروہ کی پختہ عادات، روایات، رسومات اور معاشرتی معاملات کو کہتے ہیں گویا تہذیب نظریات کا نام ہے۔

تمدن: ضروریات زندگی کی پیداوار ہے۔ یعنی زندگی کی مختلف ضرورتوں کے مطابق انسان جو اعمال کرتا ہے یا ایجادات کرتا ہے۔ وہ تمدن کا حصہ ہیں اس طرح تمدن تہذیب کی عملی شکل کا نام ہے۔

☆ اسلامی تمدن کی چار خصوصیات لکھیں۔

(۱) غیر طبقاتی تمدن (۲) سادہ رہن سہن
(۳) منصفانہ اور عادلانہ تمدن (۴) اتحاد و یکجہتی

☆ کلمہ شہادت کا ترجمہ لکھیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

☆ تمدن کے لغوی معنی بیان کریں۔

شہری سکونت اختیار کرنا، شہری لوازمات اختیار کرنا۔ اقامت کرنا، شہر بسانا، معاشرہ میں رہنا،

☆ اسلامی تمدن کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اسلامی تمدن کی بنیاد کس چیز پر ہے؟

ایسا معاشرہ جس میں انسان اپنی زندگی کو قرآن مجید اور سنت رسولؐ کے مطابق گزارے وہ اسلامی تمدن کہلاتا ہے۔ اسلامی تمدن کی بنیاد کتاب (قرآن کریم) اور سنت نبویؐ پر ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے بارے میں کوئی قرآنی آیت بیان کریں۔

ان الحکم الا للّٰہ ''حقیقی فرماں روائی صرف اللہ کو حاصل ہے۔''

☆ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کیا معنی ہیں؟

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معنی ہیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

☆ آیت قرآنی سے ثابت کریں کہ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔

ان الدین عنداللہ الاسلام

''بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین تو اسلام ہی ہے۔''

☆ اسلامی تہذیب کے عناصر بیان کریں۔

کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

☆ حج کے لغوی معنی اور اصطلاحی مفہوم بیان کریں۔

حج کے لغوی معنی ہیں کس کی زیارت کا ارادہ کرنا یا کہیں جانا۔ اصطلاح میں خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے جانا اور ذوالحجہ کی 8 تاریخ سے 12 تاریخ تک اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق مکہ مکرمہ کے آس پاس مخصوص عبادت کی ادائیگی کرنا حج کہلاتا ہے۔

☆ اسلامی تہذیب کے عوامل سے کیا مراد ہے؟

بنیادی عقائد، توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ اور کتب پر ایمان کو اسلامی تہذیب کے عوامل کہا جاتا ہے

☆ چار مشہور فرشتے کون کون سے ہیں؟

حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ، حضرت اسرافیلؑ، حضرت عزرائیلؑ۔

☆ چار مشہور کتابیں کون کون سی ہیں اور وہ کن انبیاء پر نازل ہوئیں؟

توریت: حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ زبور: حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی۔

انجیل: حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ قرآن مجید: حضور ﷺ پر نازل ہوئی۔

☆ روزے کے چار فوائد تحریر کریں۔

(۱) نیکی کی طرف رغبت (۲) بدی سے نفرت (۳) غریبوں کا احساس (۴) حصول جنت

اخلاق

☆ اخلاق جمع ہے۔ — الف
(الف) خلق کی (ب) خلیق کی
(ج) مخلوق کی (د) خالق کی

☆ خلق کے لغوی معنی۔ — الف
(الف) عادت فطرت (ب) روزمرہ کے کام
(ج) غیرارادی عمل (د) فطری عمل

☆ جھوٹ سے بچنا اور صداقت اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ — الف
(الف) حسن معاشرت (ب) صبر
(ج) سکونت (د) ہمت

☆ انسان کے نامہ اعمال میں سے سب سے بڑی نیکی۔ — الف
(الف) حسن خلق (ب) نماز
(ج) روزہ (د) زکوٰۃ

☆ حدیث کے مطابق آپ کی بعثت کا مقصد۔ — الف
(الف) اخلاق کی تکمیل (ب) معاملات کی تکمیل
(ج) مادی ترقی (د) معاشی ترقی

☆ قرآن کے مطابق اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ — الف
(الف) حضرت محمدؐ (ب) حضرت عیسیٰؑ
(ج) حضرت موسیٰؑ (د) حضرت ابراہیمؑ

☆ آپ ﷺ نے فرمایا خلق کا نام ہے۔ — ب
(الف) نیک حسن (ب) نیک سیرت
(ج) نیک صورت (د) نیک نیت

☆ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اچھے ہوں۔ — ج
(الف) سیرت (ب) کردار (ج) اخلاق (د) گفتار

☆ خلق کے معنی ہیں۔ — ب
(الف) ترش (ب) نرم (ج) گرم (د) تازہ

☆ اخلاق کی قسمیں ہیں۔ — الف
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

☆ کسی معاشرے کے عروج وزوال کا انحصار ہے۔ (ج)

(الف) بود و باش پر	(ب) عادات پر
(ج) اخلاقیات پر	(د) اختیارات پر

☆ اخلاق حسنہ سے مراد ہے۔ (الف)

(الف) عمدہ اخلاق	(ب) عمدہ معاملات
(ج) عمدہ اختیارات	(د) عمدہ انسان

☆ حسن خلق نام ہے۔ (الف)

(الف) نیکی کا	(ب) کفر کا
(ج) بدی کا	(د) عبادت کا

☆ دنیا اور آخرت کی کامیابی کا انحصار (ب)

(الف) عقلمندی پر	(ب) اخلاقی پاکیزگی پر
(ج) دنیاداری پر	(د) فہم وفراست پر

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ اخلاق کا مفہوم بیان کریں۔

اخلاق خلق کی جمع ہے جس کے معنی طبع، عادت، فطرت اخلاق ان اعمال اور اوصاف کو کہا جاتا ہے جو طبیعت کا جزو بن جائیں۔

☆ اخلاق کی کتنی قسمیں ہیں۔

دو قسمیں ہیں۔(1) اخلاق حسنہ (2) اخلاق سیئہ

☆ اچھے اخلاق کے دو فوائد تحریر کریں۔

(۱) رضائے الٰہی اور حکم الٰہی کی تعمیل (۲) میل جول میں اضافہ

☆ اخلاقِ حسنہ سے کیا مراد ہے؟

اخلاق حسنہ سے مراد وہ عمدہ اخلاق و عادات اور اطوار ہیں جو معاشرے میں بھلائی اور امن کے قیام کے ضامن ہوتے ہیں۔

☆ اخلاق سیئہ سے کیا مراد ہے؟

وہ برے اوصاف جو معاشرے میں بدامنی کا باعث ہیں۔

☆ اخلاق کی اہمیت پر حدیث کا ترجمہ لکھیے۔

''بے شک مجھے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔

☆ چند اہم اخلاقی اقدار بتائیے۔

عدل، احسان، عفوودرگزر، دیانت، سچائی، صبر، شکر اور عہد کو پورا کرنا۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے دو نمایاں پہلو بتائیں۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔

(۲) بے شک مجھے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔

تقویٰ

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ تقویٰ کا مقام ہے۔ (ج)

(الف) آنکھ (ب) دماغ

(ج) دل (د) کان

☆ تقویٰ کا مفہوم ہے۔ (ج)

(الف) اسلام میں داخل ہونا (ب) ضابطہ اخلاق کی پابندی کرنا

(ج) پرہیز گاری (د) مساوات کا قائم کرنا

☆ حضرت عمرؓ نے کس صحابی رسول ﷺ سے تقویٰ کا مفہوم پوچھا تھا؟ (ج)

(الف) حضرت علیؓ (ب) حضرت عثمان غنیؓ

(ج) حضرت کعب الاحبارؓ (د) حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆ حضرت امام بیضاوی کے مطابق تقویٰ کے کتنے درجے ہیں؟ (ب)

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

☆ انسان کا باطنی لباس کس چیز کو کہا گیا ہے؟ (د)

(الف) اعلیٰ اخلاق (ب) روزہ کی پابندی

(ج) عدل واحسان (د) تقویٰ

☆ تقویٰ کے لغوی معنی ہیں۔ (ج)

(الف) حفاظت کرنا (ب) طاقتور ہونا

(ج) بچنا (د) قوی ہونا

☆ قلب کے لغوی معنی ہیں۔ ج

(الف) سینہ (ب) بدلنا

(ج) دل (د) زبان

☆ تقویٰ کے نزدیک کونسی چیز ہے؟ الف

(الف) عدل (ب) حسن سلوک

(ج) مساوات (د) ہمدردی

☆ اسلام میں عزت کا کیا معیار ہے؟ الف

(الف) تقویٰ (ب) زکوٰۃ (ج) دولت (د) حسب ونسب

☆ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ الف

(الف) تقویٰ (ب) زیادہ عبادت

(ج) نماز (د) حسب ونسب

☆ تقویٰ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ الف

(الف) اسلامی تہذیب میں (ب) مغربی تہذیب میں

(ج) یونانی تہذیب میں (د) رومی تہذیب

☆ تمام عبادات واعمال کی روح ہے۔ ب

(الف) صبر (ب) تقویٰ

(ج) یکسوئی (د) ذکر

☆ متقی لوگ مصیبت میں اور آزمائش میں کرتے ہیں۔ ب

(الف) عدل (ب) صبر

(ج) تقویٰ (د) ذکر

☆ اصل بناؤ سنگھار ہے۔ الف

(الف) تقویٰ (ب) عزت

(ج) مال (د) خوبصورت

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ تقویٰ سے متعلق کوئی قرآنی آیت بیان کریں۔

ان اللہ یحب المتقین۝

"بے شک اللہ متقی لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔"

☆ تقویٰ کے درجات کون کون سے ہیں؟

(الف) ادنیٰ (ب) اوسط (ج) اعلیٰ

☆ متقین کی کوئی سی چار صفات بیان کریں۔

(الف) غیب پر ایمان رکھتے ہیں (ب) نماز قائم کرتے ہیں

(ج) اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں۔ (د) مصیبت اور آزمائش میں صبر کرتے ہیں۔

☆ تقویٰ کے کوئی سے چار فوائد بیان کریں۔

(i) اللہ کی خوشنودی اور رضا کا حصول (ii) اعمال کی قبولیت

(iii) رزق کی برکت (iv) جنت کا حصول

☆ قرآن پاک میں بہترین لباس کس کو کہا گیا ہے؟

بہترین لباس تقویٰ کو کہا گیا ہے۔

☆ قرآن پاک میں بہترین زادِ راہ کس کو کہا گیا ہے؟

بہترین زادِ راہ تقویٰ کو کہا گیا ہے۔

☆ تقویٰ کی عملی مثال کیا دی گئی ہے؟

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت کعبؓ سے تقویٰ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت کعبؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کیا کبھی آپؓ ایسے راستے سے گزرے ہیں جس کے دونوں طرف کانٹے دار جھاڑیاں ہوں اور وہاں سے گزرنا نہایت دشوار ہو تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہاں کئی مرتبہ تو حضرت کعبؓ نے پوچھا کہ تم نے اس وقت کیا کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اپنا دامن سمیٹ کر گزرا کہ کہیں کوئی کانٹا نہ چبھ جائے تو حضرت کعبؓ نے فرمایا کہ بس یہی تقویٰ ہے

کہ دنیا کے خاردار جنگل سے اپنے دامن کو سمیٹ کر گزر جائیں کہ کہیں اللہ کی نافرمانی کے کانٹے اس کے ساتھ نہ الجھ جائیں۔

☆ **تقویٰ کے بارے میں حضرت عمرؓ کے سوال پر حضرت کعبؓ نے کیا جواب دیا؟**

حضرت کعبؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی ایسے راستے پر چلنے کا اتفاق ہوا جس کے دونوں طرف کانٹے دار جھاڑیاں ہوں اور گزرنا دشوار ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں کئی مرتبہ گزرا ہوں تو حضرت کعب نے کہا کہ تم نے اس وقت کیا کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اپنا دامن سمیت کر گزرا کہیں کوئی کانٹا نہ چبھ جائے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی تقویٰ ہے۔

☆ **اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ کا ترجمہ لکھیں۔**

''عدل کرو یہ تقویٰ کے قریب ہے۔''

☆ **تقویٰ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بتائیں۔**

لغوی معنی ڈرنا، رک جانا، بچانا اور پرہیز کرنا ہے اور اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا۔

☆ **تقویٰ کی تعریف کریں؟**

شریعت میں جو کام کرنے کے قابل ہو ان پر عمل کرنا اور جو نا قابل قبول ہیں انہیں ترک کرنا تقویٰ ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنے کا نام تقویٰ ہے۔

☆ **ان اکرمکم عنداللہ اتقکم کا ترجمہ کریں؟**

بے شک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔

ذکر

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ ذکر کے لغوی معنی ہیں۔ ب

(الف) شور کرنا (ب) یاد کرنا

(ج) بحث ومباحثہ کرنا (د) فضول بولنا

☆ شرعی اصطلاح میں ذکر کے مقابلے میں ج

(الف) شکر کا لفظ استعمال ہوتا ہے (ب) نصیحت کا لفظ استعمال ہوتا ہے

(ج) غفلت کا لفظ استعمال ہوتا ہے (د) عدل کا لفظ استعمال ہوتا ہے

☆ عملاً سب سے بہترین ذکر ہے۔ الف

(الف) نماز (ب) روزہ

(ج) حج (د) زکوٰۃ

☆ افضل الذکر کس کلمے کو کہا گیا؟ د

(الف) کلمہ شہادت کو (ب) تیسرا کلمہ کو

(ج) تسبیح فاطمہ کو (د) لا الہ الا اللّٰہ

☆ ذکر الٰہی نہ کرنے والے شخص کی مثال۔ الف

(الف) مردہ کی طرح ہے (ب) سرسبز باغ کی طرح ہے

(ج) بارش کی طرح ہے (د) چلچلاتی دھوپ کی طرح ہے

☆ ذکر پر زور دیا گیا ہے۔ د

(الف) زبور میں (ب) انجیل میں

(ج) توریت میں (د) قرآن میں

☆ ذکر کے مراتب۔ د

(الف) دو (ب) چھ

(ج) آٹھ (د) چار

☆ اہل جنت کو ندامت ہوگی۔ الف

(الف) ذکر چھوٹنے سے (ب) روزہ چھوٹنے سے

(ج) نماز چھوٹنے سے (د) عدل نہ کرنے سے

☆ ذکر قلبی سے مراد۔ ب
(الف) زبان سے اللہ کو یاد کرنا (ب) ہر وقت دل میں اللہ کو یاد کرنا
(ج) عملی ذکر کرنا (د) نماز پڑھنا

☆ ذکر خفی سے مراد۔ الف
(الف) پوشیدہ ذکر کرنا (ب) علی الاعلان اللہ کو یاد کرنا
(ج) بلند آواز سے پڑھنا (د) الگ الگ ذکر کرنا

☆ ایک لمحے کا غور وفکر برابر ہے۔ ج
(الف) دس سال کی عبادت کے (ب) پانچ سال کی عبادت کے
(ج) ایک سال کی عبادت کے (د) تین سال کی عبادت کے

☆ ذکر الٰہی کا مقصد ہے۔ الف
(الف) اللہ سے تعلق جوڑنا (ب) کفر کرنا
(ج) شرک کرنا (د) باعث ثواب

☆ قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ ب
(الف) غرور (ب) اطمینان قلب
(ج) عزت (د) بلند مرتبہ

☆ ذکر کی قبولیت کیلئے پہلی شرط ہے۔ الف
(الف) اخلاص (ب) شہرت
(ج) عزت (د) بلند مرتبہ

☆ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ ج
(الف) شکر (ب) صبر
(ج) کثرت ذکر (د) حج

☆ صدقات کا بدل ہے۔ الف
(الف) ذکر میں مشغول رہنا (ب) نماز پڑھنا
(ج) زکوٰۃ دینا (د) عاجزی کرنا

☆ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ کس کے لئے ہے۔ الف
(الف) ذاکرین کیلئے (ب) مجاہد کیلئے
(ج) مؤذن کیلئے (د) صابر کیلئے

☆ ذکر کے مقابلے میں کونسا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ **الف**

(الف) غفلت (ب) صبر

(ج) شکر (د) اطاعت

☆ درج ذیل میں سے ذکر کی کونسی شرط ہے؟ **الف**

(الف) خلوص (ب) بلند آواز

(ج) جلدی کرنا (د) آہستگی سے

☆ امام غزالی نے ذکر کے درجات بیان کیے۔ **الف**

(الف) تین (ب) چار

(ج) پانچ (د) چھ

☆ ذکر کی افضل ترین صورت ہے۔ **ب**

(الف) روزہ (ب) نماز

(ج) زکوٰۃ (د) حج

☆ ذکر اکبر کہا ہے۔ **الف**

(الف) ذکر خدا کو (ب) ذکر رسول کو

(ج) ذکر مخلوق کو (د) ذکر آخرت کو

☆ ذکر کا متضاد ہے۔ **الف**

(الف) نسیان (ب) دھیان

(ج) شرور (د) اذکار

☆ میرے ذکر کے لیے قائم کرو۔ **ب**

(الف) حج (ب) نماز

(ج) روزہ (د) مسجد

☆ تسبیح سے مراد ہے۔ **د**

(الف) گننا (ب) پڑھنا

(ج) تیرنا (د) سبحان اللہ کہنا

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ **اللہ کے ذکر کے بارے میں قرآنی آیت بیان کریں۔**

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوبo

''آ گاہ رہو! کہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

☆ **ذکر کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔**

ذکر کے لغوی معنی ہیں یاد کرنا، بار بار ذہن میں لانا اور قول و بیان کے ہیں۔

شرعی اصطلاح میں ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔

☆ **ذکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ارشاد قلمبند کریں۔**

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اس کی مثال زندہ جیسی ہے اور جو شخص اللہ کو یاد نہیں کرتا اس کی مثال مردہ جیسی ہے۔''

☆ **اذکار مسنونہ کی کوئی سی چار اقسام بیان کریں۔**

(i) نماز (ii) تلاوت کلام پاک (iii) تدبر و تفکر (iv) درود شریف

☆ **معراج کے موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور ﷺ سے کیا فرمایا؟**

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپؐ سے فرمایا، ''میری طرف سے امت کو سلام کہیں اور یہ پیغام دیں کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور پانی شیریں ہے یہ زمین بے پناہ سبز ہے اس میں سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے والوں کیلئے سبزہ اگتا ہے۔''

☆ **ذکر کے کوئی سے دو فوائد تحریر کریں۔**

(الف) قرب الٰہی کا حصول (ب) عذاب الٰہی اور شیطانی حملوں سے بچاؤ۔

☆ **حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کن تین اشخاص کے بارے میں فرمایا جن کی دعا رد نہیں ہوتی؟**

(1) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالا (2) مظلوم (3) عادل حکمران

☆ **حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افضل الذکر کس کلمے کو فرمایا؟**

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ''افضل الذکر لا الہ الا اللّٰہ'' کہنا ہے۔

☆ **عملی ذکر کی افضل ترین شکل کیا ہے؟**

عملی ذکر کی افضل ترین شکل نماز ہے۔

☆ **ذکر اجتماعی سے کیا مراد ہے۔**

بہت سے لوگوں کا مل جل کر ذکر کرنا۔

☆ کلماتِ ذکر بیان کیجئے۔

تسبیح۔ تہلیل۔ تکبیر۔ تحمید۔ استغفار

☆ ذکر کی تین اقسام کون سی ہیں۔

(i) لسانی ذکر (ii) قلبی ذکر (iii) عملی ذکر

☆ تسبیحات فاطمہ تحریر کریں۔

33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد اللہ 34 مرتبہ اللہ اکبر کہنا

شکر

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ شکر کے لغوی معانی ہے۔ (ج)

(الف) احسان کرنا (ب) شکوہ کرنا

(ج) احسان مندی کا اظہار کرنا (د) تربیت کرنا

☆ شکر کے خلاف لفظ استعمال ہوا ہے۔ (ب)

(الف) شرک کا (ب) کفر کا

(ج) عجز کا (د) تکبر کا

☆ حضورؐ نے انسانی جسم میں گوشت کے ایک لوتھڑے کی اصلاح کو جسم کی اصلاح اور بگاڑ کو جسم کا بگاڑ فرمایا ہے وہ لوتھڑا کیا ہے؟ (د)

(الف) دماغ (ب) آنکھ

(ج) کان (د) دل

☆ شیطان کو ملعون قرار دیا گیا ہے۔ (ج)

(الف) شرک کے باعث (ب) کفرانِ نعمت کے باعث

(ج) تکبر کے باعث (د) غفلت کے باعث

☆ شکر نصف ایمان ہے کس صحابی کا قول ہے۔ (د)

(الف) حضرت عمرؓ (ب) حضرت مصعبؓ

(ج) حضرت انسؓ (د) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

☆ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تقاضا کیا ہے؟ الف
(الف) اللہ کے احکامات پر عمل کرنا (ب) لوگوں پر احسان کرنا
(ج) دوسروں کی مدد کرنا (د) پرسکون زندگی گزارنا

☆ شکر کی قسمیں ہیں۔ الف
(الف) دو (ب) تین
(ج) چار (د) پانچ

☆ شکر کا متضاد ہے۔ ج
(الف) احسان (ب) بدلہ
(ج) کفر (د) ذکر

☆ قلبی شکر سے مراد۔ الف
(الف) دل سے اللہ کا شکر کرنا (ب) نیک اعمال
(ج) خدمت خلق (د) چھپ کر ذکر کرنا

☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر نہ کرنا کہلاتا ہے۔ الف
(الف) کفر (ب) شرک
(ج) بغض (د) ذکر

☆ غرور و تکبر کا علاج ہے۔ الف
(الف) شکر کرنا (ب) ذکر کرنا
(ج) صبر کرنا (د) عفو و درگزر کرنا

☆ شکر بنیاد ہے۔ الف
(الف) ایمان کی (ب) اتحاد کی
(ج) اخلاص کی (د) اسلام کی

☆ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ شکر نہیں کرتا۔ د
(الف) دنیا کا (ب) استاد کا
(ج) والدین کا (د) اللہ کا

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ شکر کی اقسام بیان کریں۔

(الف) اللہ کا شکر (ب) بندوں کا شکر

☆ شکر کے طریقے کون کون سے ہیں؟

قلبی شکر، قولی شکر، عملی شکر

☆ شکر کے متعلق قرآنی آیت تحریر کریں۔

كذلك سخر نهالكم لعلكم تشكرونo

''اسی طرح جانوروں کو ہم نے تمہارے بس میں کر دیا تا کہ تم شکر کرو۔''

☆ حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب دریافت کیا کہ ہم کون سامال جمع کریں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ''ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل۔''

☆ شکر کرنے کے کوئی سے دو فوائد تحریر کریں۔

(الف) رضائے الٰہی کا حصول (ب) غرور و تکبر کا علاج

☆ عملی شکر سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ یعنی اطاعت الٰہی کا اظہار عمل سے ہو۔

☆ شکر کے اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

کسی کے احسان پر ممنونیت کا اظہار کرنا اصطلاح میں شکر کہلاتا ہے۔

☆ قومی شکر سے کیا مراد ہے؟

بحیثیت قوم اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اعتراف کرنا اور قوم اپنے اجتماعی کردار سے اللہ کی نعمتوں کی قدر کرے اور نعمتیں چھن جانے والے اعمال سے بچے۔ اسے قومی شکر کہتے ہیں۔

☆ ونجزی الشاکرین کا ترجمہ لکھیں۔

اور ہم عنقریب شکر کرنے والوں کو جزا دیں گے۔

☆ واشکروالی ولا تکفرون کا ترجمہ لکھیں۔

اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

☆ صبر اور شکر کا تعلق واضح کیجئے۔

شکر اور صبر کا انسانی زندگی کے ساتھ گہرا تعلق اور ربط ہے۔ شکر کے تقاضوں کے پیش نظر انسان کو نعمتیں عطا کرنے والی ذات کا ہر حال میں ہر طرح سے شکر ادا کرنا چاہئے اور ان نعمتوں کو منعم

حقیقی کے احکامات کے مطابق استعمال کرنا چاہئے۔ اسی طرح انسانی زندگی میں صبر کی بھی بہت اہمیت ہے۔ نیکیوں پر استقامت، برائیوں سے کنارہ کشی اور مصائب و تکالیف میں ہمت اور حوصلہ نہ ہارنا ان سب کے لئے صبر جیسی اعلیٰ اخلاقی قدر کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ صبر جہاں عجلت پسندی کا خاتمہ کرتا ہے وہاں تدریجاً ناکامی کو کامیابی کے راستے کی طرف لے جاتا ہے۔

صبر

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ **صبر کے لغوی معنی کیا ہیں؟** الف

(الف) برداشت کرنا یا رکنا (ب) کسی کام میں تاخیر کرنا

(ج) رکوع و سجود میں زیادہ وقت لگانا (د) برائی کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا

☆ **اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کیلئے اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے؟** د

(الف) جہاد کرنیوالوں کیلئے (ب) غریبوں کی مدد کرنیوالوں کیلئے

(ج) صدقہ خیرات کرنیوالوں کیلئے (د) صبر کرنیوالوں کیلئے

☆ **کس پیغمبر کی زندگی صبر کی اعلیٰ مثالوں سے بھری پڑی ہے؟** د

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام (ب) حضرت اسماعیل علیہ السلام

(ج) حضرت ایوب علیہ السلام (د) حضرت محمد ﷺ

☆ **صبر و استقلال کی بہت اہمیت ہے۔** الف

(الف) شخصیت کی تعمیر میں (ب) سیاسی ترقی میں

(ج) معاملہ فہمی میں (د) معاشی ترقی میں

☆ **مومن کو جب کوئی تکلیف آئے تو اس سے** ب

(الف) اس کی معاشی ترقی ہوتی ہے (ب) خطائیں معاف ہوتی ہیں

(ج) تکبر پیدا ہوتا ہے (د) عزت میں اضافہ ہوتا ہے

☆ **پوری زندگی صبر و استقلال کا پیکر تھی۔** ج

(الف) حضرت موسیٰؑ (ب) حضرت عیسیٰؑ

(ج) آنحضور ﷺ کی (د) حضرت یونسؑ کی

☆ **"صبر میری چادر ہے" کس کا قول ہے۔** الف

(الف) آنحضور ﷺ کا (ب) حضرت عمرؓ کا

(ج) صدیق اکبرؓ کا (د) حضرت علیؓ کا

☆ شعب ابی طالب میں محصوری اعلیٰ مثال ہے۔ ج

(الف) شکر کی (ب) ذکر کی (ج) صبر کی (د) رحم کی

☆ مصائب و تکالیف صحابہ کو نہ موڑ سکے۔ ب

(الف) دنیا سے (ب) دین سے

(ج) ترقی سے (د) کام سے

☆ تھوڑا ملنے پر خوش رہنے والا کہلاتا ہے۔ ب

(الف) ذاکر (ب) قانع (ج) غالب (د) مغلوب

☆ حضور ﷺ نے فرمایا "صبر خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔" ج

(الف) دنیا کے (ب) دین کے

(ج) جنت کے (د) آخرت کے

☆ فتح و نصرت مشروط ہے۔ ب

(الف) شکر سے (ب) صبر سے (ج) ذکر سے (د) کوشش سے

☆ حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو۔ ب

(الف) گرا دے (ب) جو غصے کے وقت غصے کو پی جائے

(ج) بڑا ہو (د) مال دے

☆ صبر کا لفظ قرآن میں آیا ہے۔ د

(الف) 60 بار (ب) 65 بار (ج) 75 بار (د) 80 بار

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ **صبر کا معنی اور مفہوم بیان کریں۔**

صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا، سہنا یا برداشت کرنا۔

صبر کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ حوصلہ، ہمت اور عزم و استقامت سے مشکلات و مصائب کو اللہ کے بھروسے پر خاطر میں نہ لانا۔

☆ **صبر کے متعلق کوئی قرآنی آیت تحریر کریں۔**

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ "اور نماز اور صبر کے ساتھ مدد طلب کرو۔"

☆ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر جمیل کی کیا تعریف فرمائی ہے؟**

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! "یہ ایسا صبر ہے جس میں شکایت نہ ہو۔"

☆ **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کس قسم کے مظالم کئے جاتے تھے؟**

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مارا پیٹا جاتا، سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا جاتا، چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیا جاتا، آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا۔

☆ ہجرت مدینہ کے وقت کن دو اشخاص نے حضورؐ کا پیچھا کیا اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے؟

سراقہؓ بن جعشم اور بریدہ اسلمیؓ

☆ صبر کے کوئی سے دو فوائد تحریر کریں۔

(الف) خشیت الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ (ب) ایمان کا سرچشمہ ہے۔

☆ واللہ یحب الصابرین کا ترجمہ کریں۔ اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

☆ ان اللہ مع الصابرین کا ترجمہ کریں۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

☆ تحمل سے کیا مراد ہے؟

تحمل کا لفظی معنی بوجھ اٹھانا ہے۔ اصطلاح میں غصہ کو پینا اور خلاف مزاج بات کو برداشت کرنا ہے۔

عفو و درگزر

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں؟

☆ عفو و درگزر سے مراد ہے۔ (د)

(الف) دل میں انتقام کا جذبہ رکھنا (ب) اگر انتقام لینے کی طاقت نہ ہو تو معاف کر دینا

(ج) کبھی معاف نہ کرنا (د) قدرت رکھتے ہوئے بھی انتقام نہ لینا اور معاف کر دینا۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس پہاڑ پر چڑھ کر دعوت حق کا اعلان فرمایا؟ (ب)

(الف) کوہ طور پر (ب) کوہ صفا پر

(ج) مروہ کی پہاڑی پر (د) احد کے پہاڑ پر

☆ ''دین کی خاطر جتنا مجھے ستایا گیا ہے اتنا کسی اور کو نہیں'' یہ کس نبی کا قول ہے؟ (د)

(الف) حضرت نوحؑ (ب) حضرت ابراہیمؑ

(ج) حضرت اسماعیلؑ (د) حضرت محمد ﷺ

☆ سفر طائف میں آپؐ کے ہمراہ تھے۔ (ج)

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت علیؓ

(ج) حضرت زید بن حارثہؓ (د) حضرت بلالؓ

☆ آپ ﷺ نے اہل طائف سے کیا سلوک کیا؟ د
(الف) اللہ سے شکایت کی (ب) ان کے حق میں بددعا فرمائی
(ج) غلبہ اسلام کے بعد ان سے انتقام لیا (د) ان کے حق میں دعا فرمائی

☆ اور اگر تم معاف کر دو تو یہ زیادہ قریب ہے۔ د
(الف) صلح کے (ب) ترقی کے
(ج) صبر کے (د) تقویٰ کے

☆ ایک دوسرے کو معاف کرنے سے۔ الف
(الف) کینہ دور ہوتا ہے (ب) شیطان خوش ہوتا ہے
(ج) حوصلہ بڑھتا ہے (د) مال میں اضافہ ہوتا ہے

☆ پہلوان وہ ہے جو ج
(الف) پچھاڑ دے (ب) آپے سے باہر ہو جائے
(ج) غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے (د) طاقت ور ہو

☆ خادم کا قصور دن میں کتنی مرتبہ معاف کرنا چاہیے۔ الف
(الف) ستر بار (ب) پچاس بار (ج) تیس بار (د) چالیس بار

☆ مغفرت کے لغوی معانی ہیں۔ ج
(الف) ڈھانپنا (ب) نہ مارنا (ج) بخش دینا (د) بدلہ لینا

☆ تمام مذاہب کا مدعا و مقصود ہے۔ ب
(الف) آرائش وزیبائش (ب) قرب الٰہی
(ج) حفاظت دین (د) معاشی ترقی

☆ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف کر دیا۔ الف
(الف) اہل مکہ کو (ب) اہل مدینہ کو
(ج) دشمنوں کو (د) صحابہ کرام کو

☆ معاف کرنا افضل ہے۔ ب
(الف) ذکر سے (ب) انتقام سے
(ج) عبادت سے (د) تکبر سے

☆ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا۔ ب
(الف) ابرہہ نے (ب) ہندہ نے
(ج) ابوجہل نے (د) ابوسفیان نے

☆ معاشرے میں الفت ومحبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ (ج)

(الف) مال کی وجہ سے (ب) فخر کی وجہ سے

(ج) عفو کی وجہ سے (د) عبادت کی وجہ سے

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ شہید ہوئے۔ (ج)

(الف) غزوہ خیبر میں (ب) غزوہ خندق میں

(ج) غزوہ احد میں (د) غزوہ بدر میں

☆ دشمن کو دوست بناتی ہے۔ (الف)

(الف) معافی (ب) دعوت

(ج) پیروی (د) انتقام

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ عفو ودرگزر کے معنی ومفہوم بیان کریں۔

عفو کے لغوی معنی ہیں مٹانا، محو کرنا، سزا نہ دینا، معاف کرنا اور نظر انداز کرنا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اختیار رکھنے کے باوجود انتقام نہ لینا اور درگزر کرتے ہوئے معاف کردینا۔

☆ عفو ودرگزر کے بارے میں کوئی قرآنی آیت تحریر کریں۔

فاعفوا واصفحواo ''پس تم معاف کردیا کرو اور درگزر کرتے رہا کرو۔''

☆ عفو ودرگزر کے کوئی سے دو ثمرات بتائیں۔

(الف) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول (ب) غصہ کا علاج۔

☆ عفو ودرگزر کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے چند مثالیں دیں۔

(الف) فتح مکہ کے روز عام معافی کا اعلان (ب) طائف کے سرداروں نے آپ پر پتھر برسوائے آپؐ نے ان کیلئے بد دعا نہ کی۔ (ج) حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ کو بھی معاف کردیا۔

☆ عفو پر ایک حدیث تحریر کیجئے۔

پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ وہ جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

☆ عفو ودرگزر خاص کس کی صفت ہے؟

عفو ودرگزر خاص اللہ کی صفت ہے۔

☆ کیا حدود اللہ اور اجتماعی اُمور میں عفو جائز ہے؟

جب کسی حد کا معاملہ قاضی تک پہنچ جائے تو پھر معافی جائز نہیں۔ معاملہ قاضی تک پہنچنے سے پہلے فریقین ایک دوسرے کو معاف کر سکتے ہیں لیکن قتل کی سزا عدالت میں جانے کے بعد بھی اگر مقتول کے وارث چاہیں تو معاف ہو سکتی ہے جبکہ اجتماعی امور میں معافی جائز نہیں۔

☆ خادم کا قصور دن میں کتنی مرتبہ معاف کرنا چاہیے۔

خادم کا قصور دن میں 70 مرتبہ معاف کرنا چاہیے۔

☆ عفو کے دو درجات بیان کیجئے۔

(۱) معاف کر دینا (۲) معافی کے ساتھ ساتھ احسان بھی کرنا۔

عدل

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ عدل کے لغوی معنی ہیں۔ — الف

(الف) کسی چیز کو اسکے اصل مقام پر رکھنا (ب) عہد پورا کرنا

(ج) دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا (د) شکر کرنا

☆ عدل ضد ہے۔ — الف

(الف) ظلم کی (ب) جھوٹ کی

(ج) زنا کی (د) افراط زر کی

☆ بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ — ب

(الف) شکر کا (ب) عدل کا

(ج) معاف کرنے کا (د) خیرات کرنے کا

☆ حضرت شعیبؑ کی قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ — ب

(الف) جھوٹ کی وجہ سے

(ب) لین دین اور تجارتی امور میں بددیانتی کی وجہ سے

(ج) لواطت کی وجہ سے (د) سود خوری کی وجہ سے

☆ کس قبیلے کی عورت چوری کے الزام میں پکڑی گئی؟ — الف

(الف) قبیلہ بنی مخزوم (ب) بنو امیہ

(ج) اوس (د) خزرج

☆ عرش الٰہی کے سایہ تلے ہوگا۔ — الف

(الف) عادل بادشاہ (ب) طاقتور بادشاہ

(ج) مجاہد (د) معلم

☆ عدل قریب ہے۔ **الف**
(الف) تقویٰ کے (ب) مال کے
(ج) عزت کے (د) بڑائی کے

☆ سب سے افضل جہاد ہے۔ **ب**
(الف) دشمن سے مقابلہ (ب) ظالم کے سامنے کلمہ حق کہنا
(ج) مال خرچ کرنا (د) حلال رزق کا حصول

☆ کائنات کا انحصار ہے۔ **ب**
(الف) اخوت پر (ب) عدل پر
(ج) رحم پر (د) ضرورت پر

(9) احسان کا درجہ ہے۔ **ج**
(الف) عدل کے برابر (ب) عدل سے کم
(ج) عدل سے بڑھ کر (د) تھوڑا

☆ کائنات کی روح ہے۔ **ب**
(الف) انسان (ب) عدل
(ج) آخرت (د) نیکی

☆ عادل حکمران کی رد نہیں ہوتی۔ **د**
(الف) نیکی (ب) خوشی
(ج) دلجوئی (د) دعا

☆ کسی قوم کی دشمنی آمادہ نہ کرے۔ **ب**
(الف) عاجزی پر (ب) ناانصافی پر
(ج) قتل وغارت پر (د) ظلم وتشدد پر

☆ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ **ج**
(الف) جلدی سے (ب) صبر کے ساتھ
(ج) عدل کے ساتھ (د) عاجزی سے

☆ جب معاشرے میں عدل وانصاف نہ ہوگا تو معاشرہ شکار ہو جائیگا۔ **ب**
(الف) تکبر کا (ب) ظلم وستم کا
(ج) افراط وتفریط کا (د) ذلت ورسوائی کا

☆ سب سے زیادہ اہم عدل ہے۔ **الف**
(الف) عدالتی عدل (ب) ثقافتی عدل
(ج) سیاسی عدل (د) روحانی عدل

الف

☆ دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دینا ہے۔

(الف) احسان (ب) خیرات

(ج) بڑائی (د) صدقہ

ب

☆ عدل کیلئے قرآن مجید میں دوسرا لفظ استعمال ہوا ہے۔

(الف) انصاف (ب) قسط

(ج) احسان (د) ادراک

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ عدل کی تعریف کریں۔

"عدل ظلم کی ضد ہے۔ کسی چیز کو اس کے اصل اور مناسب مقام پر رکھنا عدل کہلاتا ہے۔

☆ عدل کے بارے میں کوئی قرآنی آیت تحریر کریں۔

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسانo

"بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

☆ حضور اکرمؐ نے عادل حکمرانوں کو کون سی دو خوشخبریاں سنائی ہیں؟

(الف) حضورؐ نے فرمایا! "عادل حکمران قیامت کے روز اللہ کے دائیں جانب نور کے میناروں پر ہوں گے۔"

(ب) عادل حکمرانوں پر قیامت کے دن عرش الٰہی کا سایہ ہوگا۔

☆ عدل کی کوئی سی دو اقسام بیان کریں۔

(الف) عدالتی عدل (ب) تجارت میں عدل

☆ عدل کے فوائد بیان کریں۔

(الف) معاشرے میں امن (ب) فتنہ کا خاتمہ (ج) معاشی ترقی کا ذریعہ (د) اخروی کامیابی

☆ افضل جہاد سے کس کو کہا گیا ہے؟

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق وعدل کی بات کہنے کو افضل ترین جہاد کہا ہے۔

☆ معاشرتی اعتدال پسندی کی اہمیت بتائیں۔

معاشرہ میں سب کے ساتھ مساوی سلوک ہو۔ ہر فرد کو اس کے جرم یا نیک کام کے بدلہ میں

مناسب جزاوسزا ہونی چاہیے۔

☆ **عدل کے حوالہ سے اُسوہ حسنہ کی دو مثالیں دیں۔**

(۱) ایک مرتبہ بنو مخزوم کی عورت نے چوری کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا حضرت اسامہ بن زیدؓ نے اس کی سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میری بیٹی بھی ایسا کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک یہودی اور مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔

☆ **گواہی کے بارے میں قرآن کی تعلیمات بتائیں۔**

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ

اور تم گواہی کو مت چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا۔

☆ **عدل پر قرآنی آیت تحریر کریں۔**

اعدلوا هو اقرب للتقوىٰ

عدل کرو یہ تقویٰ کے قریب ہے۔

☆ **عدل اور احسان میں فرق بتائیں۔**

عدل کا مطلب کسی چیز کو اس کے درست مقام پر رکھنا یا کسی کو اس کا حق پورا پورا ادا کرنے کے ہیں یعنی عدل سے معاشرہ ظلم سے پاک ہوتا ہے اور احسان کے معنی خوبصورت بنانا اور بھلائی کرنا ہے یعنی مستحق کو اس کے حق سے زیادہ دینا گویا احسان عدل سے بڑھ کر ہے۔

☆ **حدیث جبرائیل میں احسان اور ایمان کا مفہوم لکھیں۔**

ایمان کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اللہ پر اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اچھی اور بری تقدیر پر۔

احسان کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اللہ کو نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

☆ **معاشی عدل کی اہمیت بیان کریں۔**

اسلام نے اپنے اجتماعی اور معاشی نظام میں عدل کی روح کو پوری طرح برقرار رکھا۔ اس سلسلہ میں ناپ تول میں عدل کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ تجارتی لوٹ کھسوٹ اور بدعنوانی قوم پر اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتی ہے۔ اسلام حصول دولت کے تمام ناجائز ذرائع حرام قرار دیتا ہے اور ارتکاز دولت کے خلاف ہے۔ عدل ہی وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے معاشرہ کا ہر فرد

لباس، خوراک، تعلیم، علاج اور ذہنی سکون جیسی بنیادی ضروریات سے مستفید ہوسکتا ہے۔

☆ **عدل کیوں ضروری ہے؟**

عدل انسانی معاشرہ کی جان ہے۔ جہاں عدل نہ ہوگا لازمی بات ہے کہ وہاں ظلم ہوگا اور ظلم فرد و معاشرہ دونوں کیلئے بربادی کا باعث ہے۔ انسان کو دنیا و آخرت کی ناکامیوں سے محفوظ رکھنے کیلئے اہتمام عدل ضروری ہے۔ عدل وانصاف کا قیام صرف حکومتی فریضہ ہی نہیں بلکہ اُمت کا ہر فرد اس کا ذمہ دار ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد عظیم بھی قیام عدل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”اے نبی ہم نے یہ کتاب حسن کے ساتھ آپ ﷺ پر نازل کی تا کہ جو راہ راست اللہ نے تمہیں دکھایا ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔“

☆ **معاشی عدل کا تقاضا کیا ہے؟**

معاشی عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فرد کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق معقول معاوضہ اور قومی دولت وسائل سے استفادہ کرنے کا حق حاصل ہو۔

احسان

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ **احسان کا لغوی معنی ہے۔** (الف)

(الف) خوبصورت بنانا (ب) حاجتمندوں کی حاجت روائی کرنا

(ج) نیک کام کرنا (د) اچھا اخلاق

☆ **دوسروں سے حسن سلوک سے پیش آنا بھی** (د)

(الف) صدقہ ہے (ب) خیرات کرنے کے برابر ہے

(ج) حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے (د) احسان ہے

☆ **حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔** (الف)

(الف) والدین (ب) اساتذہ

(ج) رشتہ دار (د) اولاد

☆ **احسان جتلانے سے** (ج)

(الف) عزت بڑھتی ہے (ب) اجر میں اضافہ ہوتا ہے

(ج) اجر ختم ہو جاتا ہے (د) باہمی محبت پیدا ہوتی ہے

☆ احسان کا مادہ ہے۔ الف
(الف) حسن (ب) احسن (ج) حسین (د) محسن

☆ احسان کی ایک صورت۔ د
(الف) تعلیم حاصل کرنا (ب) مشورہ کرنا
(ج) کسی سے مدد لینا (د) ضرورت مندوں کی مدد

☆ ایثار کا لغوی معنی ہے۔ ج
(الف) عادی ہونا (ب) لالچ کرنا
(ج) قربانی دینا (د) اپنے آپ کو مقدم سمجھنا

☆ کسی تنگ دست مقروض کو مہلت دینا اونچا درجہ ہے۔ الف
(الف) احسان کا (ب) انتقام کا
(ج) ظلم کا (د) رحم کا

☆ اسلام نے غیر مذہب کے لوگوں سے بھی کرنے کی تاکید کی ہے۔ الف
(الف) حسن سلوک (ب) رشتہ داری
(ج) لاتعلقی (د) فخر

☆ احسان کرنیوالوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ج
(الف) دنیا کا (ب) کبریائی کا
(ج) محبت کا (د) مال کا

☆ جو رحم نہیں کرتا اس پر نہیں کیا جاتا۔ ب
(الف) ظلم (ب) رحم (ج) سفارش (د) سوال

☆ احسان جتلانے سے ضائع ہو جاتا ہے۔ الف
(الف) ثواب (ب) عمل
(ج) احسان (د) وقار و مرتبہ

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی زینت میں اضافہ کرتی ہے۔ د
(الف) نیکی (ب) میانہ روی (ج) نماز (د) نرمی

☆ احسان کے تقاضے ہیں کہ دوسروں کے معاملات میں الف
(الف) بھلائی کے جذبات ہوں (ب) عدل وانصاف ہو
(ج) امن و امان ہو (د) عفو و درگزر ہو

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ **احسان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی سے دو فرمان تحریر کریں۔**

حضور ﷺ نے فرمایا! ''جس شخص کو پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف سے نجات دے تو وہ تنگ دست کو مہلت دیا کرے اور مقروض کو معاف کر دیا کرے ایک اور جگہ فرمایا، ''دوسروں سے حسن سلوک سے پیش آنا بھی احسان ہے۔''

☆ **احسان کے لغوی معنی اور اصطلاحی مفہوم بیان کریں۔**

احسان کا لفظ ''حسن'' سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں اچھا کرنا، خوبصورت بنانا، اصطلاح میں احسان اس عمل کو کہتے ہیں جو بہترین اور خوب ترین طریقے پر انجام دیا گیا ہو۔

☆ **احسان کے متعلق کوئی قرآنی آیت لکھیں۔**

واللہ لایضیع اجر المحسنینo

''اور اللہ تعالیٰ محسنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

☆ **احسان کے کون سے دو مقامات بیان کئے گئے ہیں۔**

(الف) حقوق اللہ میں احسان (ب) حقوق العباد میں احسان

☆ **احسان کے کوئی سے چار فوائد بیان کریں۔**

(الف) اسلامی معاشرہ کی روح (ب) نعمتوں کی فراوانی

(ج) انسانی عزت میں اضافہ (د) خوشگوار تعلقات

☆ **احسان کی چند صورتیں بتائیے۔**

محتاجوں کی مدد کرنا، قصوروار کو معاف کرنا، مقروض کو مہلت دینا، انفاق فی سبیل اللہ

☆ **احسان کی اسوہ حسنہ سے مثال دیں۔**

(1) فتح مکہ کے موقع پر دشمنان اسلام کو معاف کر دیا۔ (2) طائف کے موقع پر اہل طائف کو بددعا نہ دے کر معاف کیا اور ان کے لیے ہدایت کی دعا کی۔

☆ **حقوق العباد میں احسان کی وضاحت کیجئے۔**

حقوق العباد میں احسان کا مطلب ہے کہ والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ مقروض کو مہلت دینا، ضرورت مندوں کی امداد، دشمنوں اور غیر مسلموں سے اچھا برتاؤ کرنا اور ظالم و مظلوم کی مدد کرنا ہے۔

☆ حقوق اللہ میں احسان کی تعریف کیجئے

حقوق اللہ میں احسان سے مراد حقوق کی خشوع وخضوع سے ادائیگی ہے جیسے نماز کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "دوران نماز یہ تصور کرو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو ورنہ یہ تو یقینی بات ہے کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

خدمت خلق

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ خدمت خلق کا کیا مطلب ہے؟ **ج**

(الف) سیاسی نقطہ نگاہ سے عوام کی خدمت (ب) رشتہ داروں کی خدمت

(ج) مخلوق خدا کی بے لوث خدمت (د) مجاہدین اسلام کی خدمت

☆ بغیر لالچ کے دوسروں کے کام آنا۔ **الف**

(الف) خدمت خلق کہلاتا ہے (ب) میل جول کہلاتا ہے

(ج) حقوق العباد کہلاتا ہے (د) تقویٰ کہلاتا ہے

☆ جس نے کسی کو ناحق قتل کیا۔ **ب**

(الف) اس کی سزا موت ہے۔ (ب) اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا

(ج) عذاب الٰہی کا مستحق ہوا (د) صرف ایک قتل کا مرتکب ہوا

☆ اسلامی نقطہ نظر سے خدمت خلق کی بنیاد۔ **الف**

(الف) انسانیت پر ہے (ب) مذہب پر ہے

(ج) رنگ ونسل پر ہے (د) ذات پات پر ہے

☆ خدمت سے ملتا ہے۔ **الف**

(الف) خدا (ب) مال

(ج) شہرت (د) اقتدار

☆ لوگوں کی خدمت کیلئے کس خلیفہ راشد نے میٹھے پانی کا کنواں خریدا۔ **ب**

(الف) حضرت ابوبکرؓ (ب) حضرت عثمانؓ

(ج) حضرت عمرؓ (د) حضرت علیؓ

☆ دو گروہوں میں صلح کرا دینا۔ **الف**

(الف) خدمت خلق ہے (ب) مظلوم کی مدد ہے

(ج) تکبر کی علامت ہے (د) مالی ترقی ہے

☆ خدمت خلق کا سب سے بڑا اور ضروری شعبہ ہے۔ الف

(الف) ایثار و قربانی (ب) حسن خلق

(ج) اجر و ثواب (د) دین و دنیا

☆ بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کیلئے ہو۔ ب

(الف) عالم (ب) مفید

(ج) مظلوم (د) گرم

☆ اپنے بھائی کے استقبال میں مسکرا دینا بھی کہلاتا ہے۔ الف

(الف) صدقہ (ب) حسن اخلاق

(ج) حسن سلوک (د) کچھ نہیں

☆ خدمت خلق کا دائرہ ہے۔ ج

(الف) محدود (ب) وسیع (ج) بہت وسیع (د) کوئی بھی نہیں

☆ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا بھی کہلاتا ہے۔ ب

(الف) اچھی عادات (ب) صدقہ

(ج) عاجزی (د) رحمت

☆ اسلامی نقطہ نظر سے دین، ایمان اور عبادت کا تقاضا الف

(الف) خدمت خلق ہے (ب) نماز ہے

(ج) روزہ ہے (د) حصول مال ہے

مختصر سوالات

سوال نمبر 2: ۔مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ خدمت خلق کے متعلق کوئی قرآنی آیت تحریر کریں۔

انما نطعمکم لوجه الله لانرید منکم جزاء ولا شکورًا

''ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں نہ کہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ''

☆ خدمت خلق کی کوئی سی دو اقسام تحریر کریں۔

(الف) ایثار و قربانی (ب) مادی اور روحانی خدمت

☆ خدمت خلق کے کوئی سے چار فوائد تحریر کریں۔

(۱) رضائے الٰہی کا حصول (۲) اسوہ حسنہ پر عمل

(۳) گناہوں کا کفارہ (۴) محبوب خلق

☆ اسلام میں خدمت خلق کا کیا تصور ہے؟

اسلام میں خدمت خلق کا تصور صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہے نہ کہ دنیاوی شان و شوکت۔

☆ خدمت خلق کی صورتیں کونسی ہیں؟

لوگوں سے حسن سلوک، غریبوں کی امداد، رفاہ عامہ کے کام تکلیف دہ چیز کو دور کرنا

☆ خدمت خلق پر ایک حدیث تحریر کیجئے۔

اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندوں کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

☆ خدمت خلق کا مفہوم بتائیں۔

کسی غرض، صلہ یا خوف و لالچ کے بغیر انسانیت کی بنیاد پر دوسروں کے کام آنا خدمت خلق کہلاتا ہے۔

☆ اُسوہ حسنہ سے خدمت خلق کی مثالیں دیں۔

(۱) حلف الفضول میں شمولیت اختیار کرنا۔ (۲) واقعہ حجر اسود کا نصب کرنا۔

(۳) ہمسائیوں کی بکریوں کا دودھ دوہنا۔ (۴) ایک مرتبہ ایک پاگل لونڈی آپ ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے کہا کہ میرا یہ کام کرو تو آپ ﷺ اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیے۔

عائلی زندگی

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

ب

☆ عائلی زندگی کا مطلب ہے۔

(الف) معاشرتی زندگی (ب) گھریلو زندگی

(ج) خوشگوار زندگی (د) کٹھن زندگی

الف

☆ تربیت کا بنیادی یونٹ شمار ہوتا ہے۔

(الف) گھر (ب) مدرسہ (ج) دفتر (د) محلّہ

الف

☆ باپ کا بچے کو کوئی ادب سکھانا بہتر ہے۔

(الف) ایک صاع (تقریباً پورے چار سیر) غلہ خیرات کرنے سے

(ب) دو صاع غلہ خیرات کرنے سے

(ج) تین صاع غلہ خیرات کرنے سے (د) چار صاع غلہ خیرات کرنے سے

☆ قرآن کریم میں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔ د

(الف) والدین اور اولاد کو (ب) استاد شاگرد کو

(ج) دوستوں کو (د) میاں بیوں کو

☆ عائلی زندگی کے استحکام کیلئے سختی سے ناپسند کیا گیا ہے۔ ج

(الف) لڑائی جھگڑے کو (ب) بچوں پر سختی کرنے کو

(ج) طلاق کو (د) ایک دوسرے پر شک کرنے کو

☆ حدیث کے مطابق تم میں بہتر وہ ہے۔ د

(الف) جو رشتہ داروں کیلئے بہتر ہو (ب) جو دوستوں کیلئے بہتر ہو

(ج) جو استاد کیلئے بہتر ہو (د) جو اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہو

☆ خاندان میں شامل ہیں۔ الف

(الف) میاں، بیوی اور بچے (ب) محلے دار

(ج) دوست (د) ہم پیشہ

☆ سب سے بہتر مال وہ ہے جو خرچ ہو ج

(الف) دوستوں پر (ب) محلہ داروں پر

(ج) بیوی بچوں پر (د) اساتذہ پر

☆ نکاح کے متعلق آپؐ نے فرمایا۔ الف

(الف) سنت ہے (ب) فرض ہے

(ج) کچھ بھی نہیں (د) واجب ہے

☆ بندوں کے بندوں پر حقوق کو کہا جاتا ہے۔ الف

(الف) حقوق العباد (ب) حقوق اللہ

(ج) حقوق المال (د) حقوق النفس

☆ ”عائلی“ کس زبان کا لفظ ہے۔ د

(الف) فارسی (ب) اردو

(ج) لاطینی (د) عربی

☆ میاں بیوی کے حقوق کو کہا جاتا ہے۔ الف

(الف) زوجین کے حقوق (ب) میاں کے حقوق

(ج) بیوی کے حقوق (د) مشترکہ حقوق

☆ اپنی اولاد کو قتل مت کرو خوف سے ب

(الف) بدکاری کے (ب) غربت کے

(ج) ذلت کے (د) تربیت کے

☆ تمہارے مال اور اولاد ہیں تمہارے لئے الف

(الف) آزمائش (ب) آسائش

(ج) بہترین مال (د) کچھ نہیں

☆ قرآن پاک میں نکاح کو تعبیر کیا گیا ہے لفظ ج

(الف) احسان سے (ب) عائلہ سے

(ج) احصان سے (د) روح سے

☆ بیوہ کی عدت کتنے دن ہے۔ ج

(الف) تین ماہ چار دن (ب) پانچ ماہ دس دن

(ج) چار ماہ دس دن (د) چار ماہ بیس دن

☆ عائلی زندگی کا ایک مقصد تربیت ہے۔ الف

(الف) اولاد کی (ب) دوستوں کی

(ج) عوام کی (د) ملک کی

☆ عائلی زندگی کی بنیاد ہے۔ الف

(الف) نکاح (ب) گھر

(ج) بھائی چارہ (د) معاشرہ

☆ عائلی زندگی سے کیا مراد ہے؟ ب

(الف) سیاسی زندگی (ب) سماجی زندگی

(ج) مذہبی زندگی (د) حیوانی زندگی

☆ عائلی زندگی انسان کی ضرورت ہے۔ الف

(الف) فطری (ب) معاشی

(ج) معاشرتی (د) سیاسی

☆ قتل اولاد کو قرآن نے کیسا جرم قرار دیا ہے۔ الف

(الف) گناہ کبیرہ (ب) گناہ صغیرہ
(ج) باعث شرم (د) باعث ذلت

☆ جس نے نکاح کرلیا اس نے حاصل کرلیا۔ ب
(الف) مال (ب) آدھا ایمان
(ج) مکان (د) مکمل ایمان

☆ زوج کی جمع ہے۔ الف
(الف) ازواج (ب) زواج
(ج) زوجین (د) ازوج

☆ زوج کے لفظی معنی ہیں۔ د
(الف) جوڑ (ب) توڑ
(ج) مضبوط (د) جوڑا

☆ مردوں کو ایک درجہ فضیلت ہے۔ ب
(الف) مردوں پر (ب) عورتوں پر
(ج) اہل علاقہ پر (د) بیٹوں پر

☆ ایلا کی مدت ہے۔ ب
(الف) 2 ماہ (ب) 4 ماہ
(ج) 4 ماہ دس دن (د) 5 ماہ

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ عائلی زندگی کے معنی اور مفہوم بیان کریں۔

عائلی عربی زبان کا لفظ ہے جو خاندان کے معنی میں آتا ہے عائلی زندگی سے مراد گھر۔ کے ان تمام افراد کی زندگی ہے جو والد، والدہ اور بچوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

☆ عائلی زندگی سے متعلق حضور ﷺ کے کوئی سے دو فرمان قلمبند کریں۔

(الف) بندے نے جب شادی کرلی تو اس نے نصف دین پورا کیا۔

(ب) انسان کے میزان عمل میں جو چیز سب سے زیادہ وزن دار ہو گی وہ اس کے

خاندان پر کیا ہوا خرچ ہوگا۔"

☆ قرآن پاک میں نکاح کو کس سے تعبیر کیا گیا ہے؟

قرآن پاک میں نکاح کو "احصان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حصن قلعہ کو کہتے ہیں اور احصان کے معنی قلعہ بندی کے ہیں۔ جو مرد نکاح کرتا ہے وہ محصن ہے یعنی وہ اپنے نکاح میں آنے والی عورت کے لئے قلعہ تعمیر کرتا ہے۔

☆ عائلی زندگی کے کوئی سے چار فوائد تحریر کریں۔

(۱) ترغیب محنت (۲) بقائے نسل انسانی

(۳) احساس ذمہ داری (۴) جنسی خواہش کی تکمیل کا جائز طریقہ

☆ خاندان میں کون لوگ شامل ہیں۔

والدین، میاں بیوی، بچے اور بہن بھائی۔

☆ عائلی زندگی کا اہم مقصد کیا ہے؟

بقائے نسل انسانی اور عصمت کی حفاظت عائلی زندگی کے اہم مقاصد ہیں۔

☆ نیک اولاد والدین کے لئے کیا ہے؟

نیک اولاد والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

☆ تربیت کا بنیادی یونٹ کس جگہ کو قرار دیا گیا ہے؟

گھر کو تربیت کا بنیادی یونٹ قرار دیا گیا ہے۔

☆ خلع اور طلاق میں فرق بتائیں۔

خلع عورت کا خاوند سے علیحدگی کا حق ہے۔ اور طلاق مرد کا عورت سے علیحدگی کا اختیار ہے

☆ عائلی زندگی کی اہمیت مختصر بتائیں۔

عائلی عربی لفظ ہے جو خاندان کے معنی میں آتا ہے خاندان میں میاں بیوی اور بچے شامل ہوتے ہیں گھر تربیت کا بنیادی یونٹ شمار ہوتا ہے۔ یہ معاشرے کا سب سے اہم اور ضروری ادارہ ہے والدین بچوں کی تربیت کرتے ہیں اور انہیں آداب سکھاتے ہیں۔ اس لیے اسلام نے گھر کو بسانے کے لیے میاں بیوی کے حقوق پر زور دیا ہے تاکہ خاندان کی زندگی میں حسن ونکھار پیدا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں وہ بہتر ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے۔

☆ حدیث کے مطابق جنتی عورت کونسی ہے؟

جو اس حال میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو۔

☆ قرآن کے مطابق مثالی بیوی کی صفات لکھئے۔

(۱) قناعت پسند ہوتی ہے اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہے۔

☆ بیوہ اور مطلقہ کی عدت میں فرق بیان کیجئے۔

بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور مطلقہ (طلاق یافتہ عورت) جس کو رخصتی سے قبل طلاق ہوئی ہو اس کی کوئی عدت نہیں اگر رخصتی کے بعد طلاق ہوئی ہو تو عدت تین حیض ہے۔ اگر عورت آئسہ ہو (یعنی حیض نہ آتا ہو) تو عدت تین ماہ ہے۔ مطلقہ حاملہ ہونے کی صورت میں عدت وضع حمل تک ہے اور اگر بیوہ حاملہ ہے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن اور وضعِ حمل میں وہ ہوگی جو طویل یعنی تاخیر سے ختم ہو۔

☆ طلاق رجعی اور طلاق بائن میں فرق واضح کیجئے

طلاق رجعی ایسی طلاق ہے جس میں رجوع ممکن ہو جبکہ طلاق بائن صغریٰ میں بغیر نکاح کے رجوع ممکن نہیں اور طلاق بائن (کبریٰ) کے بعد سابقہ شوہر اور سابقہ بیوی صرف اسی صورت میں نکاح کر سکتے ہیں۔ جب سابقہ بیوی کو نکاح ثانی کے بعد رضامندی سے نئے شوہر کی طرف سے طلاق دے دی جائے۔

والدین کے حقوق

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ (د)

(الف) سود خوری (ب) ریا کاری

(ج) زنا (د) والدین کی نافرمانی

☆ دنیا میں سب سے مقدس اور قریب ترین رشتہ ہے۔ (ج)

(الف) میاں بیوی کا (ب) استاد شاگرد کا

(ج) والدین اور اولاد کا (د) بھائی اور بہن کا

☆ قرآن کریم میں توحید و رسالت کے بعد کن کے حقوق کا سب سے زیادہ ذکر کیا گیا ہے؟ (ب)

(الف) اولاد کے حقوق کا (ب) والدین کے حقوق کا

(ج) اساتذہ کے حقوق کا (د) یتیموں کے حقوق کا

☆ خدمت والدین افضل ہے۔ (ب)

(الف) نماز سے (ب) جہاد سے

(ج) روزے سے (د) زکوٰۃ سے

☆ شکر گزار ہو اللہ کے بعد ب

(الف) اساتذہ کے (ب) والدین کے

(ج) رشتہ داروں کے (د) اولاد کے

☆ بچے کی پرورش اور تربیت میں خصوصی کردار ہوتا ہے۔ ب

(الف) باپ کا (ب) ماں کا

(ج) پڑوسیوں کا (د) دوسرے بچوں کا

☆ والدین کی وصیت پر عمل کرنا فرائض میں شامل ہے۔ ج

(الف) رشتہ داروں کے (ب) پڑوسیوں کے

(ج) اولاد کے (د) قریبی رشتہ داروں کے

☆ والدین کی اطاعت کی بہترین مثال کس نبی نے پیش کی۔ ج

(الف) حضرت محمد ﷺ نے (ب) حضرت ایوبؑ نے

(ج) حضرت اسماعیلؑ نے (د) حضرت ابراہیمؑ نے

☆ خدمت والدین کو کس مذہب میں لازمی قرار دیا ہے۔ ج

(الف) عیسائیت میں (ب) یہودیت میں

(ج) اسلام میں (د) بدھ مت میں

☆ والدین کی مالی مدد کرنا کس کا فریضہ ہے۔ الف

(الف) اولاد کا (ب) رشتہ داروں کا

(ج) بیٹیوں کا (د) صاحب حیثیت کا

☆ اسلام سے قبل عرب قتل کر دیتے تھے۔ ج

(الف) بچوں کو (ب) لڑکوں کو

(ج) لڑکیوں کو (د) لوگوں کو

☆ والدین کا نافرمان محروم رہے گا جنت کی: ج

(الف) ہوا سے (ب) فضا سے

(ج) خوشبو سے (د) سرحد سے

☆ حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔ الف

(الف) رشتہ دار (ب) دشمن

(ج) دوست (د) ساتھی

☆ قرآن مجید میں مال اور اولاد کو قرار دیا گیا۔ **ب**

(الف) معاشرتی وقار (ب) فتنہ
(ج) زندگی کا آسرا (د) کامیابی

☆ والدین سے بات کرو۔ **ب**

(الف) اونچی آواز سے (ب) ادب سے
(ج) غمی سے (د) تیزی سے

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ والدین سے حسن سلوک سے متعلق کوئی قرآنی آیت بیان کریں۔

فلا تقل لهما اف و لا تنهر هماo

''والدین کو اف تک نہ کہو اور نہ ان دونوں کو جھڑکو۔''

☆ ماؤں کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی سے دو ارشادات بیان کریں۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

الجنة تحت اقدام الامهات

''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا!

ان الله حرم عليكم عقوق الامهاتo

''یقیناً تم پر اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی حرام ٹھہرائی ہے۔''

☆ والدین کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

(۱) خدمت والدین (۲) عزت واحترام

☆ والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ دار کیسے سلوک کے مستحق ہیں؟

والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ دار حسن سلوک کے مستحق ہیں۔

☆ والد کے مقام کے بارے میں حدیث لکھیں۔

والد کی رضا میں اللہ کی رضا اور والد کی ناراضی میں اللہ کی ناراضی ہے۔

☆ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کیا فرق ہے؟

وہ حقوق اور ذمہ داریاں جو اللہ کی طرف سے بندے پر عائد ہیں وہ حقوق اللہ کہلاتے ہیں۔ جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ۔ وہ حقوق جو بندوں کے درمیان معاشرتی بہتری کے لیے ایک دوسرے پر فرض ہیں۔ وہ حقوق العباد ہیں جیسے حقوق والدین، حقوق اولاد وغیرہ۔

اولاد کے حقوق وفرائض

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ مقدس اور قریب ترین رشتہ — الف

(الف) والدین اور اولاد کا (ب) بچوں اور دوستوں کا

(ج) اولاد اور استاد کا (د) استاد اور شاگرد کا

☆ قرآن میں اللہ نے اپنی عبادت کے بعد کس کا ذکر کیا ہے۔ — ج

(الف) استادوں کے حقوق (ب) بزرگوں کے حقوق

(ج) والدین کے حقوق (د) میاں بیوں کے حقوق

☆ رسول اکرم ؐ نے کس کے بارے میں کہا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ — ج

(الف) چوروں کیلئے (ب) بدکرداروں کیلئے

(ج) والدین کا نافرمان (د) استاد کا نافرمان

☆ بچے کی پیدائش پر جانور ذبح کرنا کہلاتا ہے۔ — د

(الف) صدقہ (ب) خیرات

(ج) قربانی (د) عقیقہ

☆ رسول اکرم ؐ نے کتنے سال کے بچے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے؟ — الف

(الف) سات سال (ب) دس سال

(ج) نو سال (د) بارہ سال

☆ جانداروں میں سب سے نازک پرورش — ب

(الف) گائے کے بچے کی ہے (ب) انسان کے بچے کی ہے

(ج) بکری کے بچے کی ہے (د) بلی کے بچے کی ہے

☆ اولاد کا بنیادی حق ہے یا والدین کا پہلا فرض ہے۔ — الف

(الف) زندگی کا تحفظ (ب) تعلیم

(ج) مناسک عبادات (د) پرورش

☆ پرورش کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔ **ج**

(الف) اچھا پہناوا (ب) اچھی خوراک
(ج) تعلیم وتربیت (د) عدل

☆ مائیں بچوں کو کتنی مدت تک دودھ پلائیں؟ **ب**

(الف) ایک سال (ب) دوسال
(ج) ڈیڑھ سال (د) تین سال

☆ والدین کا محبت وشفقت سے پیش آنا کس کیلئے ضروری ہے۔ **الف**

(الف) بچوں کے لئے (ب) جانوروں کے لئے
(ج) انسانوں کے لئے (د) عورتوں کے لئے

☆ رضاعت کے معنی ہیں۔ **ب**

(الف) کام کرنے والی (ب) دودھ پلانا
(ج) کنیز (د) عبادت

☆ عقیقہ کرتے وقت لڑکے کی طرف سے کتنے بکرے ذبح کیے جاتے ہیں؟ **ب**

(الف) ایک (ب) دو
(ج) تین (د) چار

☆ اقرع بن حابسؓ کے کتنے بچے تھے؟ جن سے وہ کبھی پیار نہ کرتا تھا۔ **د**

(الف) تین (ب) چار
(ج) پانچ (د) دس

☆ حدیث کے مطابق جس کا کوئی سرپرست نہیں ان کا سرپرست ہے۔ **ب**

(الف) مقامی فلاحی ادارہ (ب) حکومت
(ج) دوست احباب (د) علاقہ کے سربراہ

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ اولاد کے کوئی سے چار حقوق بیان کریں۔

(۱) قتل اولاد کی ممانعت (۲) پرورش اولاد
(۳) تعلیم وتربیت (۴) مساوات

☆ کوئی سے اولاد کے دو فرائض تحریر کریں۔

(۱) اطاعت و فرمانبرداری (۲) حسن سلوک

☆ اولاد کے متعلق کوئی قرآنی آیت تحریر کریں۔

انما اموالکم و اولاد کم فتنۃo

''تمہارے مال اور اولاد تمہاری آزمائش ہے۔''

☆ رضاعت کا مطلب اور مدت بتائیں۔

رضاعت کا مطلب ماؤں کا بچوں کو دودھ پلانا اور اس کی مدت دو سال ہے۔

حقوق زوجین

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ زوجین کس زبان کا لفظ ہے؟ الف

(الف) عربی (ب) فارسی

(ج) اردو (د) یونانی

☆ اسلام نے نان ونفقہ اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کی تمام ذمہ داری ڈالی ہے۔ د

(الف) باپ پر (ب) اولاد پر

(ج) بیوی پر (د) خاوند پر

☆ اسلام میں زیادہ سے زیادہ کتنی شادیوں کی اجازت ہے۔ ج

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

☆ بیوی کو شوہر کی موت کا سوگ کتنے دن منانا چاہئے؟ ب

(الف) چار ماہ پانچ دن (ب) چار ماہ دس دن

(ج) تین ماہ دس دن (د) تین ماہ اکیس دن

☆ زوجین کونسا عربی کا صیغہ ہے۔ ج

(الف) واحد (ب) جمع

(ج) تثنیہ (د) متکلم

☆ اسلام نے مرد کو حکم دیا کہ جس عورت سے نکاح کرے اسے لازماً ادا کرے۔ الف

(الف) مہر (ب) مال و دولت

(ج) زیورات (د) لباس و خوراک

☆ مہر صرف کس کا حق ہے۔ ب

(الف) مرد کا (ب) عورت کا

(ج) والدین کا (د) بچوں کا

☆ اگر عورت خاوند کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے حق حاصل ہے۔ ج

(الف) طلاق کا (ب) طلاق بائن کا

(ج) خلع کا (د) طلاق رجعی کا

☆ خاوندوں کو سختی اور زیادتی کی ممانعت کی گئی ہے۔ الف

(الف) عورتوں پر (ب) کھانے پینے پر

(ج) مال پر (د) جانوروں پر

☆ اسلام نے شوہر کی اطاعت لازمی قرار دی ہے۔ ج

(الف) مطلقہ کیلئے (ب) عورتوں کیلئے

(ج) شادی شدہ عورتوں کیلئے (د) بیواؤں کے لئے

☆ مرد پر فرض ہے کہ وہ عورت کی پوری کرے۔ ب

(الف) بے جا خواہشات (ب) فطری ضروریات

(ج) صرف گھریلو ضروریات (د) بچوں کی ضروریات

☆ عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ ان پر حق ہے۔ ج

(الف) ماں کا (ب) باپ کا

(ج) خاوندوں کا (د) بھائی کا

☆ بالغ لڑکا اور لڑکی کے نکاح کے لیے اس کی رضامندی ہے۔ الف

(الف) شرط لازم (ب) ضروری نہیں

(ج) کسی حد تک (د) تینوں نہیں

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ حقوق زوجین کا مفہوم بتائیے۔

زوجین عربی میں تثنیہ کا صیغہ ہے۔اس کے معنی میاں بیوی اور ساتھی کے ہیں حقوق زوجین سے مراد وہ حقوق اور فرائض ہیں جو میاں بیوی یعنی عورت کے ازدواجی رشتے میں

آنے کے بعد اسلام نے ایک دوسرے پر عائد کئے ہیں۔

☆ بیوی کے حقوق کے متعلق کوئی ایک قرآنی آیت بیان کریں۔

عاشروھن بالمعروف ''بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔''

☆ بیوی کے حقوق کے متعلق نبی اکرم ﷺ کے کوئی سے دو ارشادات قلمبند کریں۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

(۱) خیر کم خیر کم لاھلہ ''تم میں اچھا وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہے۔''

(۲) رفقا بالقواریر ''آبگینوں سے نرمی کا سلوک کر مبادا یہ ٹوٹ نہ جائیں۔''

☆ خاوند کی اطاعت سے متعلق رسول اکرم ﷺ کا کوئی فرمان بیان کریں۔

''ہر وہ عورت جو اس حال میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی نہ ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگی۔''

☆ عورت کی عدت اور خاوند کی موت پر سوگ کے متعلق ارشاد ربانی تحریر کریں۔

والذین یتوفون منکم ویذرون ازوجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا

''اور جو لوگ تم میں مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو ان کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔''

☆ شوہر کے فرائض بیان کیجئے۔

(۱) مہر کی ادائیگی (۲) نان ونفقہ (۳) ظلم سے پرہیز (۴) حسن سلوک

☆ بیوی کے فرائض تحریر کیجئے۔

(۱) اطاعت وفرمانبرداری (۲) مال وعزت کی حفاظت

(۳) شوہر کے لئے بناؤ سنگھار (۴) بچوں کی دیکھ بھال

☆ مہر کی تعریف کریں۔

حق مہر وہ مال جو عقد نکاح کی وجہ سے عورت کے لیے مرد پر واجب ہوتا ہے۔

☆ خلع کی تعریف کریں۔

خاص وجوہات کی بنیاد پر عورت کا اپنے خاوند سے علیحدگی کے حق کو خلع کہا جاتا ہے۔

☆ خیار بلوغ سے کیا مراد ہے؟

بچپن میں ہونے والے نکاح کو بلوغت کے بعد ختم کرنے کا حق خیار بلوغ کہلاتا ہے۔

تعلیم

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ الف

(الف) رضائے الٰہی کا حصول (ب) دولت کا حصول

(ج) دنیا سے دوری (د) حصول روزگار

☆ حضرت آدمؑ کو فرشتوں پر فضیلت حاصل تھی۔ الف

(الف) علم کی بناء پر (ب) دولت کی بناء پر

(ج) طاقت کی بناء پر (د) عبادت کی بناء پر

☆ مکتب کے لفظی معنی ہیں۔ ب

(الف) پڑھنے کی جگہ (ب) لکھنے کی جگہ

(ج) معلومات حاصل کرنیکی جگہ (د) عبادت کرنیکی جگہ

☆ اسلامی تعلیم میں پائی جاتی ہے۔ ب

(الف) افراط وتفریط (ب) مقصدیت

(ج) لامقصدیت (د) مخصوصیت

☆ مکہ میں مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا پہلا مرکز تھا۔ ب

(الف) دار ایوب (ب) دار ارقم

(ج) صفہ (د) بیت اللہ

☆ پہلی وحی کس سے متعلق تھی۔ ب

(الف) کفار سے متعلق (ب) علم سے متعلق

(ج) آخرت سے متعلق (د) نماز سے متعلق

☆ علماء وارث ہیں۔ ج

(الف) اولیاء کے (ب) صلحاء کے

(ج) انبیاء کے (د) علماء کے

☆ اسلامی تہذیب میں پہلا مکتب قائم فرمایا۔ الف

(الف) حضور ﷺ نے (ب) حضرت ابوبکرؓ نے

(ج) حضرت عمرؓ نے (د) حضرت علیؓ نے

☆ اللہ نے علم سکھایا۔ **الف**

(الف) نبی ﷺ کے ذریعے (ب) بندوں کے ذریعے

(ج) فرشتوں کے ذریعے (د) قلم کے ذریعے

☆ حدیث کی رو سے مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ **ب**

(الف) مال (ب) حکمت

(ج) عزت (د) صبر

☆ علم یا تعلیم کے لغوی معنی ہیں۔ **الف**

(الف) سیکھنا (ب) علم دینا

(ج) حاصل کرنا (د) اٹھانا

☆ عظمت انسان کی بنیادی وجہ ہے **ب**

(الف) مال (ب) علم

(ج) عقل (د) عہدہ

☆ کس پیغمبر نے کہا کہ "مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔ **ج**

(الف) حضرت آدمؑ (ب) حضرت نوحؑ

(ج) حضرت محمد ﷺ (د) حضرت موسیٰ

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ اسلامی نقطہ نظر سے کوئی سے دو مقاصد تعلیم بتائیں؟

(الف) خداشناسی (ب) سیرت و کردار کی تعمیر

☆ حکمت سے متعلق رسول اکرم ﷺ نے کیا فرمایا؟

آپ ﷺ نے فرمایا!

راس الحکمۃ مخافۃ اللہO "حکمت کی بنیاد اللہ کا خوف ہے۔"

☆ علم کی اہمیت اور علماء کے متعلق کوئی قرآنی آیت درج کریں۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماءO

''بے شک اللہ کے وہی بندے اس سے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''

☆ علم کے متعلق دو احادیث بیان کریں۔

(الف) اطلبوا العلم من المھد الی اللحد ''گہوارے سے لحد تک علم حاصل کرو۔''

(ب) العلماء ورثۃ الانبیاء ''علماء انبیاء کے وارث ہیں۔''

☆ مکتب کا مفہوم بیان کریں اور اسلام کے دو ابتدائی مدارس کے نام لکھئے۔

مکتب اسم ظرف ہے کتابت کے معنی لکھنے کے ہیں ''مکتب اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔'' عام استعمال میں درسگاہ، مدرسہ اور سکول کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ دارارقم اور صفہ دو ابتدائی مدارس ہیں۔

☆ اسلامی مکتب کی تاریخ کیا ہے؟

اسلامی مکتب کی تاریخ مسجد سے شروع ہوتی ہے۔ مدینہ آ کر حضورؐ نے مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد رکھی۔ یہ عبادت گاہ تعلیم کا مرکز بھی تھی اور یہاں درس و تدریس کی محفلیں بھی لگتی تھیں۔

☆ علم حاصل کرنے کیلئے کس ملک کی طرف سفر کا ذکر ہے۔

علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

☆ اسلام کی پہلی یونیورسٹی کا نام کیا ہے؟

اسلام کی پہلی یونیورسٹی کا نام ''صفہ'' ہے جو مسجد نبوی ﷺ کے اندر تھی۔

☆ اسلامی تعلیم کی خصوصیات لکھیں۔

نظریہ حیات کی اشاعت۔ جسمانی و روحانی تربیت۔ اسلام اور سائنسی تعلیم۔ علم و عمل

☆ قل رب زدنی علماً کا ترجمہ لکھیں۔

کہہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما دے۔

☆ اطلبو العلم کا ترجمہ لکھیں۔

علم حاصل کرو۔

☆ انما بعث معلماً کا ترجمہ لکھیں۔

بے شک میں معلم کے طور پر بھیجا گیا ہوں۔

☆ تدبر کے بارے میں ایک آیت معہ ترجمہ لکھیں۔

افلا یتفکرون کیا تم سوچ بچار نہیں کرتے۔

☆ اسلام میں تعلیم نسواں کی اہمیت بیان کیجئے

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور لفظ ''مسلمان'' میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ اسلام نے خواتین کے کردار کو زندگی کے تمام شعبہ جات' چاہے ان کا تعلق عدالت سے ہو یا سیاست سے' معیشت سے ہو یا معاشرے سے' علم دین سے ہو یا علم ابدان سے اہم قرار دیا ہے۔ یہ تمام امور اور معاملات حصول علم کے بغیر ناممکن ہیں۔ یہ حقیقت ہی ہے کہ ایک تعلیم یافتہ خاتون ایک تہذیب یافتہ قوم کو جنم دیتی ہے۔

☆ مکتب کی تعریف کیجئے۔

ایسی جگہ جہاں تحصیل علم ہو۔ مکتب کہلاتی ہے۔

استاد اور شاگرد کے حقوق و فرائض

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ انبیاء کا وارث کن کو کہا گیا ہے؟ (ب)

(الف) مجاہدین اسلام کو (ب) علماء کو

(ج) صدقہ خیرات کرنیوالوں کو (د) خلیفہ وقت کو

☆ ''جس سے میں نے ایک حرف بھی سیکھا میں اس کا غلام ہوں'' یہ کس کا قول ہے؟ (د)

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

☆ ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا'' کس پیغمبر کا قول ہے؟ (د)

(الف) حضرت نوح علیہ السلام (ب) حضرت زکریا علیہ السلام

(ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام (د) حضرت محمد ﷺ

☆ طالب علم کو چاہئے جو ہدایات درس و تدریس کے دوران سنے اس پر کرے (د)

(الف) تحقیق (ب) تجربات

(ج) بحث و مباحثہ (د) عمل

☆ استاد کا مطالعہ ہونا چاہئے۔ (د)

(الف) محدود (ب) غیر ضروری

(ج) عارضی (د) وسیع

☆ استاد کو چاہیے کہ وہ طلباء سے پیش آئے۔ ب

(الف) سختی سے (ب) شفقت و محبت سے

(ج) روزانہ (د) تکبر سے

☆ استاد کی آواز سے طالب علم کی آواز ہونی چاہیے۔ ب

(الف) لمبی (ب) پست

(ج) تیز (د) برابر

☆ حصول علم میں محنت اور دلجمعی کا مظاہرہ کرے۔ ب

(الف) استاد (ب) طالب علم

(ج) والدین (د) ذہین طالب علم

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ استاد کے کوئی سے دو حقوق بتائیں۔

(۱) احترام و عزت (۲) اطاعت و فرمانبرداری

☆ شاگرد کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

(۱) طلبہ پر شفقت (۲) علم پوشیدہ نہ رکھنا

☆ امام غزالیؒ کی بیان کردہ استاد کی خصوصیات میں سے کسی دو کا تذکرہ کریں۔

(الف) اچھے استاد کو چاہیے کہ طلبہ کے ساتھ شفقت سے پیش آئے ان کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا کہ اپنی اولاد سے کرتا ہے۔

(ب) استاد کو چاہیے کہ وہ تمام طلبہ کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے امیر اور غریب طلبہ کے درمیان کوئی تفریق نہ کرے۔

اسلامی معاشرے میں مسجد کی اہمیت

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ مسجد کا مطلب ہے۔ ب

(الف) عبادت کرنے کی جگہ (ب) سجدہ کرنے کی جگہ

(ج) رکوع کرنے کی جگہ (د) قیام کرنے کی جگہ

☆ مسجد صنعاء کہاں واقع ہے؟ **ب**

(الف) مصر میں (ب) یمن میں

(ج) شام میں (د) ترکی میں

☆ جامع مسجد فسطاط کہاں ہے؟ **ب**

(الف) حمص میں (ب) مصر میں

(ج) دمشق میں (د) بصرہ میں

☆ مدینہ کی مشہور مسجد کا نام **الف**

(الف) مسجد نبوی (ب) مسجد عائشہ

(ج) مسجد قبا (د) مسجد ضرار

☆ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا مرکز قرار دیا۔ **ج**

(الف) بیت المقدس کو (ب) مسجد نبوی کو

(ج) بیت اللہ کو (د) تمام مساجد کو

☆ آپ ؐ نے دنیا کی بہترین جگہ کس کو قرار دیا۔ **الف**

(الف) مسجد (ب) سکول

(ج) گرجے (د) بازار

☆ مسجد مظہر ہے۔ **الف**

(الف) مساوات کا (ب) اخوت کا

(ج) صبر کا (د) شکر کا

☆ مسجد مسلمانوں کے اندر جذبہ ابھارتی ہے۔ **ب**

(الف) تعصب کا (ب) اخوت کا

(ج) ذکر کا (د) بڑائی کا

☆ روئے زمین پر پہلی مسجد بنائی گئی۔ **ب**

(الف) مسجد نبوی (ب) مسجد حرام

(ج) مسجد اقصیٰ (د) مسجد قباء

☆ کس عمل کو اللہ نے جنت میں گھر قرار دیا ہے۔ **ب**

(الف) غربا کی مدد (ب) مسجد کی تعمیر

(ج) خدمت خلق (د) رفاہ عامہ

☆ اللہ کے محبوب مقامات ہیں۔ ج

(الف) آسمان (ب) زمین

(ج) مسجدیں (د) بازار

☆ شعائر اسلام میں شامل ہیں۔ الف

(الف) مسجدیں (ب) خانقاہیں

(ج) بازار (د) گھر

☆ مسجدیں کعبۃ اللہ کی ہیں۔ ب

(الف) بنیادیں (ب) مانند

(ج) دیواریں (د) بڑی

☆ مسجد نبوی ہے۔ الف

(الف) مدینہ میں (ب) مکہ میں

(ج) طائف میں (د) جدہ میں

☆ جامع الازھر واقع ہے۔ الف

(الف) مصر (ب) شام

(ج) مکہ (د) مدینہ

☆ مسجد گھر ہے۔ ب

(الف) لوگوں کا (ب) اللہ کا

(ج) تمہارا (د) ہمارا

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ مساجد کے متعلق کوئی سے دو ارشادات ربانی تحریر کریں۔

(الف) ''بے شک جو لوگ کافر ہوئے وہ (مسلمانوں کو) اللہ کے رستے سے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے تمام آدمیوں کے واسطے مقرر کیا ہے۔''

(ب) ''اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر کیے جانے سے منع کرے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔''

☆ مساجد کے متعلق کوئی سے دو ارشادات نبوی قلمبند کریں۔

(الف) آپؐ نے فرمایا! ''اللہ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین مقامات مساجد ہیں اور بدترین بازار ہیں۔

(ب) ''جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائیگا۔

☆ اسلامی معاشرے میں مسجد کن حیثیتوں سے اہم ہے؟ کوئی دو بیان کریں۔

(الف) مذہبی مرکز (ب) تعلیمی مرکز

☆ کوئی سے چار آداب مسجد تحریر کریں۔

(الف) مسجد میں تھوکنا یا ناک صاف کرنا گناہ ہے۔

(ب) مسجد میں خرید و فروخت کرنا اور گم شدہ چیز کو تلاش کرنا ممنوع ہے۔

(ج) مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نفل ادا کرنے چاہئیں۔

(د) بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے۔

☆ مساجد کے کوئی سے چار فوائد تحریر کریں۔

(۱) عبادت گاہ (۲) عظیم تربیت گاہ

(۳) اتحاد اسلامی کا مظہر (۴) اطمینان و سکون قلب

☆ مسجد میں داخل ہونے کی دعا لکھیں۔

اللھم افتح لی ابواب رحمتک O

☆ تین مشہور مساجد کے نام بتائیں۔

(۱) مسجد حرام (مکہ)۔(۲) مسجد نبوی (مدینہ)۔(۳) مسجد اقصیٰ (فلسطین کے شہر بیت المقدس)۔(۴) مسجد قباء۔

☆ مسجد سے باہر آنے کی دعا لکھیں۔

اللھم انی اسئلک من فضلک ورحمتک

اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں۔

☆ مسجد کے لفظی اور اصطلاحی معنی بتائیں۔

لفظی معنی سجدہ کرنے کی جگہ اور اصطلاح میں مسلمانوں کی مخصوص عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں

☆ حرمین شریفین سے کیا مراد ہے؟

خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کو کہا جاتا ہے۔

☆ مسجد ضرار کے بارے میں لکھیں۔

منافقین نے غزوہ تبوک کے بعد 9ھ میں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے مسجد نما ایک مرکز تعمیر کیا جسے قرآن نے مسجد ضرار یعنی باعث تکلیف مسجد قرار دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد کو گرانے کا حکم دیا۔

☆ مدینہ منورہ کی چار مساجد کے نام لکھیں۔

مسجد نبوی، مسجد بنو اسلم، مسجد بنو غفار، مسجد قباء۔

☆ چند اسلامی شعائر بیان کریں۔

(i) مسجد (ii) اذان (iii) نماز (iv) خانہ کعبہ (v) داڑھی

(vi) اسلام علیکم (vii) پردہ (viii) قربانی (ix) صفاومروہ

اسلامی معاشرہ

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ معاشرے کے لغوی معنی ہیں۔ **د**

(الف) دس تک گننا (ب) شور مچانا

(ج) الگ الگ رہنا (د) مل جل کر رہنا

☆ اسلامی معاشرے کی بنیاد کس چیز پر ہے؟ **الف**

(الف) کلمہ توحید پر (ب) رنگ ونسل پر

(ج) نسلی امتیاز پر (د) حسب نسب پر

☆ معاشرہ کی بنیاد ہے۔ **الف**

(الف) لوگوں میں باہمی تعاون (ب) صرف دو افراد کا تعاون

(ج) لوگوں کی منافرت (د) میاں بیوی

☆ سٹیٹ کس زبان کا لفظ ہے؟ **الف**

(الف) انگریزی (ب) عربی

(ج) فارسی (د) فرانسیسی

☆ اسلامی معاشرے میں خالص جھلک نظر آتی ہے۔ الف

(الف) توحید کی (ب) انتشار کی

(ج) نفاق کی (د) معاشی ترقی

☆ اسلامی معاشرہ علمبردار ہے۔ ب

(الف) کمائی کا (ب) سادگی کا

(ج) انتہاپسندی کا (د) آرائش وزیبائش کا

☆ اسلامی معاشرے میں رنگ پایا جاتا ہے۔ الف

(الف) عوامیت کا (ب) رنگ ونسل کا

(ج) تعصب کا (د) منافقت کا

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ اسلامی معاشرے سے کیا مراد ہے؟

اسلامی معاشرے سے مراد افراد کا وہ گروہ یا اجتماع ہے جو اسلام کے مخصوص نظریات اور تہذیب وتمدن کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

☆ اسلامی معاشرے کی چند خصوصیات بیان کریں۔

توحید کی جھلک، عالمگیر معاشرہ، رواداری، اخوت مساوات

☆ اسلامی معاشرہ کس بات کا مظہر ہے۔

اسلامی معاشرہ اخوت ومساوات کا مظہر ہے۔

☆ معاشرے کا معنی اور بنیادی اکائی بتائیں۔

معاشرہ کا معنی مل جل کر رہنا اور اس کی بنیادی اکائی خاندان ہے۔

☆ ریاست کے عناصر ترکیبی بیان کریں۔

(۱) زمین (۲) آبادی (۳) اقتدار اعلیٰ (۴) حکومت (۵) دستور

☆ اسلامی معاشرے میں عورت کا کیا مقام ہے؟

اسلام سے قبل دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ تھا جہاں عورت کو ظلم وستم کی چکی میں نہ پیسا جاتا ہو۔

جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی آپ ﷺ نے عورت کو ذلت کی پستیوں سے اٹھا کر اسے انسانیت میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمایا۔ عورت کو حریص اور درندہ صفت نگاہوں سے بچا کر پیدائش سے لیکر موت تک اس کی حفاظت اور سہاروں کیلئے اسلامی تمدن کے مضبوط حصار کی بنیاد رکھی۔ اسلام نے عورت کو خاوند کے گھر کی ملکہ بنایا اور بحیثیت ماں، بیوی اور بیٹی اس کے تقدس و احترام پر زور دیا اور عورت کو معاشی، معاشرتی اور تمدنی ہر طرح کے حقوق عطا کیئے۔

رشتہ داروں کے حقوق

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ رشتہ داروں کیلئے عربی میں کونسا لفظ استعمال ہوا ہے۔ **ب**

(الف) عزیز (ب) اقارب
(ج) دوست (د) مقیم

☆ میراث میں حقدار ہیں۔ **د**

(الف) ہمسائے (ب) دوست
(ج) ہمسفر (د) رشتے دار

☆ رشتے دار ہمسائے کے کتنے حق ہیں؟ **الف**

(الف) تین (ب) پانچ
(ج) چار (د) چھ

☆ صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔ **ب**

(الف) والدین کا خیال رکھنا (ب) رشتہ داری اور قرابت کا خیال رکھنا
(ج) بیوی بچوں کا خیال رکھنا (د) دوستوں کا خیال رکھنا

☆ قطع رحمی سے مراد ہے۔ **ج**

(الف) نئے دوست بنانا (ب) رشتہ داروں سے تعلقات بنانا
(ج) رشتہ داروں سے تعلقات توڑنا (د) کسی پر رحم نہ کرنا

☆ حدیث کے مطابق قطع تعلق کرنے والا داخل نہیں ہوگا۔ **ج**

(الف) اللہ کے سائے میں (ب) دوزخ میں
(ج) جنت میں (د) امت محمدیؐ میں

☆ اقارب کے لغوی معنی ہیں۔ **ب**

(الف) دوست (ب) رشتہ دار
(ج) ہم جماعت (د) قربت والے

☆ حقوق اقارب سے کیا مراد ہے۔ ب
(الف) دوستوں کے حقوق (ب) رشتہ داروں کے حقوق
(ج) محلہ داروں کے حقوق (د) اولاد کے حقوق

☆ اقربا سے مراد ہے۔ ج
(الف) ہمسائے (ب) غریب
(ج) رشتہ دار (د) قریب والے

☆ صلہ رحمی کا فائدہ ہے۔ الف
(الف) مال میں اضافہ (ب) محبت میں اضافہ
(ج) عزت میں اضافہ (د) عقل میں اضافہ

☆ جار کے معنی ہیں۔ الف
(الف) پڑوسی (ب) رشتہ دار
(ج) جرأت مند (د) بڑا

☆ حق شفعہ حق ہے۔ ب
(الف) دوست کا (ب) ہمسایہ کا
(ج) رشتہ دار کا (د) محلّہ دار کا

☆ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی عمر اور رزق میں برکت ہو اسے چاہئے کہ وہ ب
(الف) قطع تعلقی کرے (ب) صلہ رحمی کرے
(ج) صبر کرے (د) محنت کرے

☆ اسلام میں سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ ب
(الف) رشتہ جوڑنے کی (ب) رشتہ توڑنے کی
(ج) تعلقات استوار کرنے کی (د) ملنے جلنے کی

☆ اسلام میں جائیداد کا وارث کس کس کو قرار دیا ہے۔ ج
(الف) محلے داروں کو (ب) دوستوں کو
(ج) قریبی رشتہ داروں کو (د) ہمسائے کو

☆ ہمسائے کے حقوق پورا کرنا الف
(الف) معاشرتی ضرورت (ب) معاشی ضرورت
(ج) سیاسی ضرورت (د) تینوں نہیں

☆ رشتہ داروں کو دوان کا الف
(الف) حق (ب) حصہ
(ج) مال (د) گھر

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ **صلہ رحمی/قطع رحمی اور رشتہ داروں کے حقوق کے متعلق کوئی سے دو فرمان نبوی تحریر کریں۔**

(الف) حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے۔

(ب) ایک اور جگہ فرمایا! ''کسی شخص کی یہ خوبی نہیں کہ وہ اچھے سلوک کا جواب اچھے سلوک سے دے بلکہ خوبی یہ ہے کہ اس کے رشتہ دار اس سے برا سلوک کریں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے۔''

☆ **رشتہ داروں کے کوئی سے چار حقوق بیان کریں۔**

(الف) قطع رحمی کی ممانعت (ب) حسن سلوک (ج) مالی امداد (د) جائیداد میں حصہ

☆ **قطع رحمی کی تعریف کریں۔**

رشتے ناطوں کو توڑنا یا آپس میں تعلقات کو ختم کرنا قطع رحمی کہلاتا ہے۔

☆ **ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حقوق لکھئے۔**

(۱) جب ملے تو سلام کرے۔ (۲) دعوت پر بلائے تو دعوت کو قبول کرے

(۳) جب چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہے۔ (۴) فوت ہو جائے تو نماز جنازہ میں شریک ہو۔

☆ **قرآن حکیم میں رشتہ داروں کیلئے کون سے دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں؟**

(۱) ذوی القربیٰ (۲) اولوالارحام

☆ **تحائف کے تبادلے کی اہمیت بیان کیجئے۔**

اسلام افراد کے درمیان محبت و پیار کا فروغ چاہتا ہے۔ اس لئے وہ تمام ذرائع جو فروغ محبت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اسلام میں ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ البتہ تحائف کے تبادلے طمع وحرص، خود پسندی اور دیگر ذاتی اعتراضات سے ماورا ہونے چاہئیں۔

ہمسایہ کے حقوق

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ **ہمسایہ یا پڑوسی کہتے ہیں۔**

(الف) قریبی رشتہ داروں کو (ب) دور کے رشتہ داروں کو
(ج) دوست احباب کو (د) قریب رہنے والوں کو
الف

☆ جار کے معنی ہیں۔
(الف) پڑوسی (ب) دوست
(ج) بھائی (د) رشتہ دار
ب

☆ ہمسائیگی کی حد کتنے گھروں تک ہے۔
(الف) بیس گھر تک (ب) چالیس گھر تک
(ج) 50 گھر تک (د) 60 گھر تک
الف

☆ حق شفعہ کس کا حق ہے۔
(الف) ہمسائے کا (ب) رشتہ دار کا
(ج) والدین کا (د) اولاد کا
ب

☆ پڑوسیوں کو دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔
(الف) عزت (ب) اذیت
(ج) شرافت (د) دولت
ج

☆ ہمسایہ کس زبان کا لفظ ہے۔
(الف) یونانی (ب) لاطینی
(ج) فارسی (د) عربی
الف

(7) پڑوسی کی حق تلفی کرنا ہے۔
(الف) باعث گناہ (ب) باعث اجر وثواب
(ج) باعث تکبر (د) باعث عزت

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ مفسرین نے جار ذی القربیٰ اور جاری الجنب کے کیا معنی بتائے ہیں؟

مفسرین کے مطابق "جار ذی القربی" وہ پڑوسی ہے جو اسلامی برادری میں داخل ہو اور مسلمان ہو۔ اور "جار الجنب" سے مراد غیر مسلم پڑوسی ہے۔

☆ **ہمسایوں کے کوئی سے چار حقوق بیان کریں۔**

(الف) اذیت کی ممانعت (ب) حسن سلوک

(ج) تیمارداری کرنا (د) تحائف کا دینا

☆ **قرآن مجید میں ہمسایہ کی کتنی اقسام ہیں۔**

ہمسایہ کی تین اقسام ہیں۔(ا) ہمسایہ رشتہ دار (۲) ہمسایہ جو رشتہ دار نہیں ہے (۳) ہم پہلو ساتھی

☆ **وات ذالقربی حقه کا ترجمہ لکھیں۔**

اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو۔

☆ **بدخواہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک کی اسوہ حسنہ سے مثال دیں۔**

ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن سلوک یہ رشتہ دار بھی تھے اور ہمسائے بھی کھانا پکانے کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کوڑا پھینک دیتے تو آپ ﷺ صرف اتنا فرماتے کہ یہ اچھا ہمسائیگی کا یہی حق ہے۔

☆ **الخلق عیال الله کا ترجمہ لکھیں۔**

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔

☆ **ہمسایوں کی اہمیت پر حدیث لکھیں۔**

وہ شخص مومن نہیں جس کے شر سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں۔

شہریوں کے حقوق

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ **ذمیوں کو کس خدمت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے؟** (ج)

(الف) سرکاری ملازمتوں سے (ب) تجارتی امداد سے

(ج) فوج سے (د) صنعت سے

☆ رائے کا استعمال شہریوں کا — الف

(الف) حق ہے (ب) فرض ہے

(ج) مجبوری ہے (د) طریقہ ہے

☆ شہری سے مراد ہے۔ — ج

(الف) شہر میں رہنے والا (ب) قصبہ میں رہنے والا

(ج) کسی ملک کا باشندہ (د) دارالخلافت میں رہنے والا

☆ اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری کو کہا جاتا ہے۔ — ب

(الف) مزدور (ب) ذمی

(ج) غیر اہم (د) شہری

☆ ہر شہری کو مکمل تحفظ حاصل ہونا چاہئے۔ — الف

(الف) نجی زندگی میں (ب) معاشرتی زندگی میں

(ج) سیاسی زندگی میں (د) ریاستی زندگی میں

☆ شہریوں کو روزگار فراہم کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟ — الف

(الف) حکومت کی (ب) مقننہ کی

(ج) علمائے کرام کی (د) سربراہ ادارہ کی

☆ حکومت کے محاسبہ کا حق ہے۔ — ب

(الف) حکومت کے لوگوں کو (ب) ہر شہری کو

(ج) عدلیہ کو (د) ذمیوں کو

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ شہریوں کے کوئی سے چار حقوق بیان کریں۔

(الف) حق زندگی (ب) آزادی کا حق

(ج) اظہار رائے کی آزادی (د) انصاف کا حق

☆ غیر مسلم شہری (ذمی) کے متعلق حضرت علیؓ نے کیا فرمایا؟

حضرت علیؓ نے فرمایا، "جو کوئی بھی ذمی ہے اس کا خون ہمارے خون کی طرح اس کی دیت ہماری دیت کی طرح اور ان کے مال ہمارے مال کی طرح ہوں گے۔"

☆ آزادی مذہب کے متعلق کوئی قرآنی آیت درج کریں۔

لا اکراہ فی الدین۝ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔

☆ ذمیوں کے کوئی سے چار حقوق بیان کریں۔

(الف) حفاظت جان (ب) تحفظ عزت

(ج) مذہبی رسوم (د) عبادت گاہوں کا تحفظ

☆ شہری کے چار فرائض تحریر کریں۔

(۱) ریاست کی خیر خواہی کرنا (۲) حکومت کی اطاعت کرنا۔ (۳) ٹیکس دیانتداری سے ادا کرنا۔ (۴) ریاست کے رازوں کی حفاظت کرنا

☆ شہریوں کے دو سیاسی اور دو معاشی حقوق تحریر کریں۔

سیاسی حقوق: (۱) آزادی اظہار رائے کا حق (۲) ظلم کے خلاف احتجاج کا حق

معاشی حقوق: (۳) جائز کاروبار کا حق (۴) حفاظت مال

☆ شہری کے حق ملکیت سے کیا مراد ہے؟

قانون کے مطابق حاصل کی گئی دولت کے استعمال میں آزادانہ استعمال کا حق

☆ شہری کی تعریف کریں۔

کسی ریاست میں رہنے والا ایسا فرد جو اس ریاست کے ساتھ معاہدہ عمرانی میں منسلک ہو

اسلامی ریاست

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں

☆ علماء سیاسیات نے ریاست کے کتنے عناصر بتائے ہیں؟ د

(الف) ایک (ب) دو

(ج) تین (د) چار

☆ اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ الف

(الف) اللہ تعالیٰ کو (ب) عوام کو
(ج) حکومت کو (د) کسی ایک فرد کو

☆ ریاست کس زبان کا لفظ ہے۔ الف
(الف) عربی (ب) فارسی
(ج) یونانی (د) انگریزی

☆ اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد/فرض الف
(الف) اقامتِ دین (ب) روزگار کی فراہمی
(ج) معاشرتی ترقی (د) خارجی تعلقات

☆ اسلامی ریاست ہوتی ہے۔ ب
(الف) فعالی (ب) نظریاتی
(ج) غیر نظریاتی (د) طاقتور

☆ قوم کا سردار اس کا ہوتا ہے۔ ب
(الف) بڑا (ب) خادم
(ج) امیر (د) نگران

☆ جزیہ لیا جاتا ہے۔ حفاظت کے لیے د
(الف) مردوں سے (ب) عورتوں سے
(ج) مسلمانوں سے (د) غیر مسلموں سے

☆ مزاج کے لحاظ سے انفرادیت کی مالک ہے۔ الف
(الف) اسلامی ریاست (ب) مغربی ریاست
(ج) یونانی ریاست (د) رومی ریاست

☆ اسلام میں تصور موجود نہیں ہے۔ ج
(الف) وحدانیت کا (ب) رسالت کا
(ج) رہبانیت کا (د) اجتماعیت کا

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ ریاست کا مفہوم بیان کریں۔

''لوگوں کی وہ تنظیم جو ایک مخصوص علاقے پر قائم ہو اور جو اندرونی اور بیرونی طور پر آزاد ہو ریاست کہلاتی ہے۔''

☆ اسلامی ریاست کی چار خصوصیات بتائیں۔

(الف) شورائی اور جمہوری ریاست (ب) معلم اور داعی ریاست

(ج) عدل وانصاف کا قیام (د) اخوت ومساوات

☆ اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد شریعت کا نفاذ ہے۔

☆ اسلامی ریاست کے چار فرائض بیان کیجئے؟

(الف) غیر مسلموں کی حفاظت (ب) امن وامان کا قیام (ج) ریاست کا فروغ (د) اسلامی شریعت کا نفاذ

☆ عشر اور عشور کا فرق بتائیں۔

عشر سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو فصلوں پر دسواں حصہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور عشور محصول چونگی ٹیکس کو کہتے ہیں۔

☆ خلافت راشدہ کتنے عرصے تک قائم رہی۔

11 ہجری تا 40 ہجری (تقریباً تیس سال)

☆ اسلامی ریاست میں شوریٰ کا کیا مقام ہے؟

قانونی اور انتظامی اداروں میں عوام کی صحیح نمائندگی کرنا جن معاملات میں قرآن وحدیث خاموش ہوں ان میں قانون سازی کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی معاملہ قرآن وسنت میں نہ ملے تو میری امت کے عبادت گزار لوگوں کو جمع کر کے مشورہ سے معاملہ طے کرنا۔

☆ اسلامی ریاست سے کیا مراد ہے؟

وہ ریاست جس میں قانونی، انتظامی، سماجی اور مالی معاملات کتاب وسنت اور خلافت راشدہ کے نہج پر سرانجام دیئے جائیں۔

☆ خراج کا مفہوم لکھیں۔

وہ رقم جو سرکاری زمین سے زرعی پیداوار حاصل کرنے کے معاوضہ میں اسلامی حکومت کو ادا کرتے ہیں

امت، اخوت

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ امت کا مطلب ہے۔ **ب**

(الف) معاشرہ (ب) قوم، جماعت

(ج) مجلس مشاورت (د) اہل دانش کی جماعت

☆ اخوت کا مطلب ہے۔ **الف**

(الف) بھائی چارہ (ب) بھائی

(ج) پیار و محبت (د) یگانگت

☆ امت مسلمہ کی بنیاد ہے۔ **د**

(الف) رنگ و نسل پر (ب) ملک و قوم پر

(ج) جمہوری نظام پر (د) کلمہ توحید پر

☆ اسلامی اخوت کی بنیاد کس چیز پر ہے؟ **الف**

(الف) کلمہ توحید (ب) ایثار و قربانی

(ج) باہمی خلوص (د) اتحاد و یک جہتی

☆ خاتم الامم کے لغوی معنی ہیں۔ **د**

(الف) درمیانی امت (ب) سب سے پہلی امت

(ج) افضل امت (د) آخری امت

☆ قرآن میں امت مسلمہ کو کس لقب سے پکارا گیا۔ **الف**

(الف) بہترین امت (ب) طاقت ور امت

(ج) نیک لوگ (د) کمزور لوگ

☆ اخوت کا لفظ نکلا ہے۔ **الف**

(الف) اخ سے (ب) اخوۃ سے

(ج) خو سے (د) اخوان سے

☆ قوم اور قومیت اصطلاح ہے۔ **ج**

(الف) مشرقی (ب) لاطینی

(ج) مغربی (د) عربی

☆ امت مسلمہ میں جذبہ ہونا چاہئے۔ **الف**

(الف) اتحاد و اتفاق کا (ب) نفاق کا

(ج) ظلم و تشدد کا (د) بغض و کینہ کا

☆ اخوت و بھائی چارے کی بہترین مثال دیکھنے میں آئی۔ **ج**

(الف) غزوہ احد کے موقع پر (ب) ہجرت حبشہ کے موقع پر

(ج) ہجرت مدینہ کے موقع پر (د) صلح حدیبیہ کے موقع پر

☆ امت کے لفظی معنی ہیں۔ (ب)

(الف) عوام (ب) گروہ/جماعت

(ج) قبیلہ (د) امارت

☆ اُمتِ مسلمہ کی بنیادی خصوصیت ہے۔ (ج)

(الف) رنگ (ب) توحید

(ج) امن (د) ترقی

☆ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کتنے حقوق ہیں۔ (الف)

(الف) چھ (ب) چار

(ج) پانچ (د) دو

☆ نوع انسانی کی ابتداء ہوتی ہے۔ (ج)

(الف) معاشرے سے (ب) ریاست سے

(ج) افراد سے (د) مملکت سے

☆ مومن آپس میں ہیں۔ (د)

(الف) قوم (ب) معاشرہ

(ج) طاقت ورامت (د) بھائی بھائی

☆ دو بھائیوں کے درمیان کروادو۔ (ب)

(الف) لڑائی (ب) صلح

(ج) منافقت (د) تبلیغ

☆ تم سب مل کر رسی کو مضبوطی سے پکڑلو۔ (ج)

(الف) معاشرہ کی (ب) ملک وقوم کی

(ج) اللہ کی (د) ریاست کی

☆ اللہ کے دین کی خدمت اور کام کیلئے ضرورت ہے۔ (د)

(الف) توانائی کی (ب) عقل ودانش کی

(ج) مال کی (د) باہمی خلوص کی

☆ امت انسانوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔ (الف)

(الف) نظریاتی (ب) معاشرتی

(ج) سیاسی (د) اخلاقی

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ **امت کے لغوی معنی اور اصطلاحی مفہوم بیان کریں۔**

(الف) امت کے لغوی معنی ہیں قبیلہ، قوم، جماعت، فرقہ، خاندان اور ایک نبی کے ماننے والے۔

(ب) اصطلاح میں کسی نبی کے پیروکاروں کو امت کہتے ہیں۔

☆ **امت مسلمہ کے دو امتیازی اوصاف بتائیں۔**

(الف) امام امت (ب) آخری امت

☆ **امت مسلمہ کے متعلق کوئی قرآنی آیت لکھیں۔**

کنتم خیر امة اخرجت للناسo

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو۔''

☆ **امت مسلمہ کے آخری امت ہونے کے بارے میں رسول اللہ کا کوئی فرمان تحریر کریں۔**

آپؐ نے فرمایا! انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم

''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔''

☆ **امت مسلمہ کی دو ذمہ داریاں بتائیں۔**

(الف) دین کی اشاعت (ب) جہاد

☆ **اخوت کے معنی اور مفہوم بیان کریں۔**

اخوت کا لفظ ''اخ'' سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں بھائی۔ اخوت سے مراد ہے بھائی چارہ

☆ **اخوت کے متعلق کوئی ایک قرآنی آیت اور اس کا ترجمہ لکھیں۔**

انما المؤمنون اخوةo ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

☆ **اخوت کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا کوئی فرمان بیان کریں۔**

کونوا عباد الله اخواناًo

''اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔''

☆ **اخوت کی کوئی سی دو شرائط یا تقاضے بیان کریں۔**

(الف) دل آزاری کی ممانعت (ب) طعن و تشنیع کی ممانعت

☆ **قوم اور امت میں کیا فرق ہے؟**

امت عقیدہ کے اشتراک کی وجہ سے وجود میں آتی ہے۔ جبکہ قوم کی بنیاد وطن،

نسل اور زبان ہے۔

☆ **اسلامی اخوت کا مظاہرہ کب دیکھنے میں آیا۔**

اسلامی اخوت کا مظاہرہ ہجرت مدینہ کے موقع پر دیکھنے میں آیا جب آپؐ نے ایک مہاجر اور انصار کو بھائی کے رشتے میں پرو دیا۔ اسی کو مواخات مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

☆ **صلہ رحمی سے کیا مراد ہے۔**

صلہ رحمی کا مطلب ہے رشتے داروں سے تعلقات کو جوڑنا۔

☆ **غیبت کے دو نقصانات لکھیں۔**

(۱) تعلقات کی خرابی (۲) گناہ کبیرہ کا ارتکاب

☆ **قرآن کے مطابق غیبت کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟**

اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔

☆ **امت کے لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں۔**

لغوی معنی انسانی گروہ، قوم، قبیلہ یا جماعت کے ہیں۔ اور اصطلاحی معنی ایسا گروہ جو الہامی نظام حیات کی بنیاد پر متحد اور متفق ہو جس کی بنیاد عقیدے اور ایمان پر ہے۔

☆ **اسلام میں قومیت کا کیا تصور ہے؟**

کلمہ توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے والے ایک قوم تصور ہوتے ہیں۔

☆ **امت وسط سے کیا مراد ہے؟**

اس سے مراد ایک اعلیٰ و اشرف گروہ ہے جو عدل و انصاف اور توسط کی روش پر قائم ہو۔ جو دنیا کی قوموں کے درمیان صدر کی حیثیت رکھتا ہو۔ جس کا تعلق سب سے یکساں حق اور راستی ہو۔ اس سے مراد امت محمدیہ بھی ہے۔

☆ **خیر امت کی تعریف کریں۔**

وہ امت جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور اللہ پر ایمان رکھے۔

☆ **اخوت اور مواخات میں کیا فرق ہے؟ واضح کیجئے۔**

اخوت اسم ہے۔ اس کے معنی بھائی بھائی کے ہیں۔ مواخات فعل ہے۔ یعنی بھائی بھائی بنانا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد ایک مہاجر اور ایک انصار کو بھائی بھائی بنا دیا۔

تبلیغ، جہاد

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ تبلیغ کا مطلب ہے۔ (د)

(الف) مبلغ (ب) داعی

(ج) راعی (د) پیغام پہنچانا

☆ قرآن حکیم نے تبلیغ کے کتنے طریقے بتائے ہیں؟ (ج)

(الف) ایک (ب) دو

(ج) تین (د) چار

☆ جہاد کے لغوی معنی ہیں۔ (ب)

(الف) جنگ کرنا (ب) کوشش کرنا

(ج) قتال کرنا (د) فساد برپا کرنا

☆ جہاد کی ایک قسم ہے۔ (ج)

(الف) مارنا (ب) حملہ کرنا

(ج) ضبط نفس (د) جنگ

☆ جہاد سے مراد ہے لڑنا۔ (ب)

(الف) سب سے (ب) اللہ کی راہ میں

(ج) اپنے لیے (د) شیطان سے

☆ دشمن کے حملے کے خلاف کی جانے والی لڑائی کو کہتے ہیں۔ (ج)

(الف) قتال (ب) جہاد

(ج) مدافعانہ جہاد (د) دائمی جہاد

☆ تالیف قلوب کے لغوی معنی ہیں۔ (د)

(الف) تعاون کرنا (ب) بگاڑنا

(ج) دشمنی کرنا (د) مائل کرنا

☆ مجاہد کے لغوی معنی ہیں۔ (د)

(الف) دہشت گرد (ب) انتہا پسند

(ج) خود پسند (د) انتہائی کوشش کرنے والا

☆ تدریج کے لغوی معنی ہیں۔ ج
(الف) جلدی کرنا (ب) درجہ بندی کرنا
(ج) رفتہ رفتہ کرنا (د) دیکھنا

☆ جیش کے معنی ہیں۔ الف
(الف) لشکر (ب) جشن منانا
(ج) اکٹھے ہونا (د) جماعت

☆ واعظ سے مراد ج
(الف) سننے والا (ب) دیکھنے والا
(ج) نصیحت کرنے والا (د) حکم چلانے والا

☆ تبلیغ لفظ ہے۔ الف
(الف) عربی (ب) فارسی
(ج) اردو (د) انگریزی

☆ جہاد جاری رہے گا۔ ب
(الف) فتح تک (ب) قیامت تک
(ج) میدان جنگ تک (د) کچھ عرصہ

☆ جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔ ج
(الف) بالعلم (ب) بالقلم
(ج) بالسیف (د) بالمال

☆ جہاد فرض ہوا بعد از الف
(الف) ہجرت (ب) حج
(ج) صلح حدیبیہ (د) فتح مکہ

☆ اللہ کی راہ میں مرنے والے مردہ نہیں بلکہ ہیں۔ الف
(الف) زندہ (ب) جوان
(ج) خوف زدہ (د) پہلوان

☆ جہاد اسلام کی ہے۔ الف
(الف) کوہان (ب) چوٹی
(ج) منزل (د) ستون

☆ مسلمانوں کو جہاد کا حکم ہوا۔ ب
(الف) 1ہجری (ب) 2ہجری
(ج) 3ہجری (د) 4ہجری

☆ جہادِ اکبر کہتے ہیں۔ **الف**

(الف) نفس کے خلاف جہاد (ب) تلوار کے ذریعے جہاد

(ج) علم کے ذریعے جہاد (د) قلم کے ذریعے جہاد

☆ آیت مکمل کریں۔ کتب علیکم------- **ج**

(الف) الحج (ب) الصلوٰۃ

(ج) القتال (د) الکرم

☆ تبلیغ کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ **ب**

(الف) استاد (ب) مبلغ

(ج) مؤرخ (د) مصنف

☆ قرآن میں تبلیغ کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ **ب**

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

☆ تبلیغ کا لغوی معنی ہے۔ **ب**

(الف) جانا (ب) پہنچانا

(ج) جاننا (د) پہنچنا

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ تبلیغ کے معنی اور مفہوم بیان کریں۔

تبلیغ کے لغوی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں۔

اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جس چیز کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اس کی اچھائی اور خوبی کو دوسرے لوگوں، دوسری قوموں اور ملکوں تک پہنچائیں اور ان کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔یعنی اللہ کے احکام دوسروں تک پہنچانا۔

☆ ایک قرآنی آیت سے تبلیغ کی اہمیت واضح کریں۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیرو یامرون بالمعروف وینھون عن المنکو

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو نیکی کی دعوت دے، بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔''

☆ تبلیغ کی اہمیت سے متعلق کوئی فرمان رسول لکھیں۔

بلغوا عنی ولو ایۃO ''میری طرف سے لوگوں کو پہنچادو چاہے وہ ایک آیت ہی ہو۔''

☆ تبلیغ میں حکمت کی وضاحت کیجئے۔

درست الفاظ کا انتخاب کرنا۔ خیر خواہی کے جذبہ کے تحت تبلیغ کرنا۔ مناسب وقت اور مناسب مقام کا خیال رکھنا۔

☆ تبلیغ کی کوئی چار شرائط بیان کریں۔

(الف) ایمان کی پختگی (ب) قولی شہادت

(ج) عملی شہادت (د) قومی وگروہی عصبیت سے پاک

☆ جہاد کے معنی اور مفہوم بیان کریں۔

جہاد کا لفظ جہد سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کوشش کرنا۔ اصطلاح میں جہاد ہر ایسی کوشش کا نام ہے جو اسلام کی سربلندی کیلئے کی جائے۔

☆ جہاد کی اقسام بتائیں۔

(۱) جہاد بالنفس (۲) جہاد بالسیف (۳) جہاد باللسان (۴) جہاد بالقلم

☆ جہاد کے متعلق کوئی قرآنی آیت تحریر کریں۔

وجاهدوا فی اللہ حق جهادهO

''اور اللہ کی راہ میں اس طرح جہاد کرو جیسا کہ حق ہے۔''

☆ حدیث کی روشنی میں جہاد کی فضیلت بیان کریں۔

ان ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوفO ''بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔''

☆ جنگ اور جہاد میں کیا فرق ہے؟

(الف) جنگ دینوی مقاصد کیلئے لڑی جاتی ہے اس میں انسانیت کے اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے خوف خدا کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا۔

(ب) دین کی لڑائی جنگ کی طرح انسانیت کے حقوق پامال نہیں کرتی، اس میں کوئی ذاتی منفعت شامل نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ کی رضا کے حصول کیلئے لڑی جاتی ہے

☆ آداب جہاد مختصراً بیان کریں۔

(i) عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔ (ii) پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا اور جلانا۔

(iii) صلح کی روش اختیار کرنا۔ (iv) لاشوں کی بے حرمتی نہ کرنا۔

(v) حالت نیند میں حملہ نہ کرنا۔

☆ دو مقاصد جہاد بیان کریں۔

(الف) فتنہ کا خاتمہ (ب) دین حق کی سر بلندی

☆ تبلیغ کے طریقے اور اصول بیان کریں۔

حکمت، عمدہ نصیحت، نرمی رفتہ رفتہ دین کا آسان تصور بحث و مباحث، دل آزاری نہ کرنا۔

☆ مبلغ کے اوصاف بتائیں۔

(i) کامل ایمان (ii) خلوص نیت (iii) باعمل (iv) صبر و استقامت

(v) قول و فعل میں مطابقت

☆ قتال فی سبیل اللہ کی تعریف کریں۔

اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سر بلندی کے لیے کفار سے مسلح جنگ کرنا۔قتال فی سبیل اللہ کہلاتا ہے۔

☆ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے معنی کیا ہیں؟

امر بالمعروف کا مطلب نیکی کا حکم کرنا اور نہی عن المنکر کا مطلب برائی سے روکنا ہے۔

☆ تبلیغ کے چار فوائد لکھیں۔

(۱) اسلام کی اشاعت (۲) اصلاح معاشرہ (۳) حکم الٰہی کی تکمیل (۳) برائیوں کا خاتمہ

☆ تبلیغ کا طریقہ کیا ہے؟

قرآن مجید نے تبلیغ کے تین طریقے بتائے ہیں، یہ طریقے بہت عمدہ اور مؤثر ہیں۔

(۱) حکمت و دانائی یعنی حالات اور مخاطب کی ذہنی استعداد کے مطابق گفتگو کرنا۔

(۲) موعظہ حسنہ یعنی عمدہ انداز میں نصیحت کرنا جس سے مخاطب متاثر ہو۔

(۳) اچھے اخلاق پر مشتمل اور شیریں انداز میں مباحثہ کرنا۔

☆ تبلیغ نہ کرنے کے دو خراب نتائج لکھیے۔

(۱) آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق (۲) دنیا میں ذلیل و رسوائی

☆ جہاد میں کامیابی کی دو شرائط لکھیے۔

(۱) اطاعت امیر (۲) ثابت قدمی اور اتفاق

☆ جہاد اکبر سے کیا مراد ہے؟

جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم خود اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔اسی کا نام جہاد اکبر ہے۔

☆ جہاد بالسیف کا مفہوم تحریر کیجیے

اُمت مسلمہ کو اپنی نظریاتی اور جغرافیائی حدود کی حفاظت کیلئے بشرطِ ضرورت قوت اور طاقت کا استعمال جہاد بالسیف کہلاتا ہے۔

☆ ''عالم برزخ'' سے کیا مراد ہے؟

عالم دنیا سے منتقل ہونے کے بعد اور عالم آخر کے برپا ہونے سے پہلے کے درمیانی عرصے کو عالم برزخ کہا جاتا ہے۔

حصہ دوئم

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ عرب کے لفظی معنی (ج)

(الف) تر (ب) سمندر

(ج) صحرا (د) پہاڑ

☆ عرب کا کل رقبہ کتنا ہے۔ (ج)

(الف) 10 لاکھ مربع میل (ب) 11 لاکھ مربع میل

(ج) 12 لاکھ مربع میل (د) 13 لاکھ مربع میل

☆ عربوں کا ایک بڑا وصف تھا۔ (الف)

(الف) اچھا حافظہ (ب) دھوکہ

(ج) قتل کرنا (د) بخل

☆ بیت اللہ میں کفار مکہ نے بت رکھے تھے۔ (الف)

(الف) 360 (ب) 365

(ج) 70 (د) 80

☆ مشرکین مکہ کا سب سے بڑا بت تھا: (ج)

(الف) لات (ب) منات

(ج) ہبل (د) عزیٰ

☆ بعثت نبوی سے پہلے عرب کا نظام تھا۔ (الف)

(الف) قبائلی (ب) جمہوری

(ج) شہری (د) معلوم نہیں

☆ عرب کس نبی کے بیٹے کی اولاد ہیں؟ ب

(الف) حضرت نوح علیہ السلام (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام

(ج) حضرت اسماعیل علیہ السلام (د) حضرت ادریس علیہ السلام

☆ عرب مستعربہ کس نبی کی اولاد تھے۔ ج

(الف) حضرت شعیب علیہ السلام (ب) حضرت نوح علیہ السلام

(ج) حضرت اسماعیل علیہ السلام (د) حضرت ادریس علیہ السلام

☆ عرب کس براعظم میں واقع ہے؟ الف

(الف) ایشیاء (ب) یورپ

(ج) افریقہ (د) جنوبی امریکہ

☆ ابرہہ حاکم تھا۔ د

(الف) شام کا (ب) روم کا

(ج) یونان کا (د) یمن کا

☆ خانہ کعبہ پر حملہ کیا۔ ب

(الف) فرعون نے (ب) ابرہہ نے

(ج) نمرود نے (د) شداد نے

☆ آتش پرستی سرکاری مذہب تھا۔ الف

(الف) ایرانیوں کا (ب) یونانیوں کا

(ج) رومیوں کا (د) مصریوں کا

☆ عرب کی معیشت کا انحصار کس چیز پر تھا۔ الف

(الف) تجارت (ب) کھیتی باڑی

(ج) صنعت (د) معدنیات

☆ اسلام سے پہلے عربوں میں کونسا نظام تھا۔ الف

(الف) قبائلی (ب) شورائی

(ج) بادشاہی (د) حکومتی

☆ ابرہہ کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ ب

(الف) فوج نے (ب) پرندوں نے

(ج) جانوروں نے (د) آپؐ کے اباءواجداد نے

☆ ابرہہ نے کس سن میں خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے مکہ پر حملہ کیا۔ د

(الف) 540 عیسوی (ب) 549 عیسوی

(ج) 570 عیسوی (د) 571 عیسوی

☆ حجاز کس سمندر کے کنارے واقع ہے۔ الف

(الف) بحر احمر (ب) بحر قلزم

(ج) بحر ہندہ (د) بحر عرب

☆ حجاز کا سب سے بڑا ساحلی شہر کونسا ہے۔ الف

(الف) جدہ (ب) ریاض

(ج) مدینہ (د) عمان

☆ اسلام سے قبل عرب قائم تھے۔ الف

(الف) بت پرستی پر (ب) دین ابراہیم پر

(ج) دین نوح پر (د) عیسائیت

☆ مشرکین مکہ کا سب سے بڑا بت ج

(الف) لات (ب) منات

(ج) ہبل (د) عزی

☆ ظہور اسلام سے قبل دور کو کہا جاتا ہے۔ ج

(الف) پسماندگی کا دور (ب) عروج کا دور

(ج) جاہلیت کا دور (د) ترقی کا دور

☆ قریش متولی تھے۔ د

(الف) مکہ کے (ب) مدینہ کے

(ج) طائف کے (د) خانہ کعبہ کے

☆ نسلی تفاخر اور نسلی تعصب کا شکار ہوئے۔ ج

(الف) عیسائی (ب) یہود

(ج) اہل قریش (د) انصار

☆ قریش کی قبائلی کونسل کے اجلاس کی عمارت تھی۔ د

(الف) مکہ میں (ب) مدینہ میں

(ج) قیس میں (د) دارالندوہ میں

☆ عرب کا سیاسی، مذہبی اور ثقافتی مرکز تھا۔ الف

(الف) مکہ (ب) مدینہ
(ج) روم (د) طائف

☆ دورِ جاہلیت میں عربوں میں عورت کو وہ مقام حاصل تھا جو ہندو معاشرہ میں حاصل تھا۔ د

(الف) برہمن کو (ب) ویش کو
(ج) کھشتری کو (د) شودر کو

☆ مکہ اور طائف میں رہنے والے لوگ کہلاتے تھے۔ د

(الف) مجوسی (ب) موحدین
(ج) صابئین (د) حضرمی

☆ جو لوگ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں کہتے تھے۔ الف

(الف) بدو (ب) خانہ بدوش
(ج) اٹھائی گیر (د) مہاجرین

☆ عرب کا مشہور پھل ہے۔ الف

(الف) کھجور (ب) آم
(ج) انار (د) انگور

☆ قبل از اسلام عربوں میں کوئی نہ تھا۔ الف

(الف) با قاعدہ نظام (ب) با قاعدہ رسوم و رواج
(ج) با قاعدہ کھیل (د) با قاعدہ رہن سہن

☆ پورا عرب شکار تھا۔ ج

(الف) نفاق کا (ب) امن و امان کا
(ج) قبائلی عصبیت (د) یک جہتی کا

☆ عربوں میں عام تھی۔ د

(الف) کھیتی باڑی (ب) تجارت
(ج) صنعت (د) خانہ جنگی

☆ عربوں کے ہاں روز کا معمول تھا۔ د

(الف) اتحاد و یک جہتی (ب) باہمی یگانگت
(ج) بت پرستی (د) عصمت فروشی

☆ مکہ کی مذہبی قیادت ظہور اسلام سے قبل ذمے تھی۔ ج
(الف) بنو امیہ کے (ب) بنو نضیر کے
(ج) بنو ہاشم کے (د) بنو قریظہ کے

☆ مکہ میں اسلام سے قبل فوج کی سپہ سالاری تھی۔ ج
(الف) بنو صدیق کی (ب) بنو قینقاع کی
(ج) بنو امیہ کی (د) بنو ہاشم کی

☆ عرب کے تمام قبائل میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ ج
(الف) اوس کو (ب) خزرج کو
(ج) قریش کو (د) قینقاع کو

☆ ظہور اسلام سے قبل صنعاء کے علاقے میں حکومت تھی۔ د
(الف) قریش خاندان کی (ب) بنو ہاشم کی
(ج) اہل عرب کی (د) سبائی خاندان کی

☆ ایرانیوں کے مطابق نیکی کا خدا تھا۔ الف
(الف) یزداں (ب) اہرمن
(ج) نیک ہستیاں (د) فرشتے

☆ عرب کے صحراؤں اور ریگستانوں میں رہنے والے کہلاتے تھے۔ د
(الف) دہریے (ب) مجوسی
(ج) یہودی (د) بدو

☆ ایرانیوں کے مطابق برائی کا خدا تھا۔ د
(الف) یزداں (ب) شیطان
(ج) دیوتا (د) اہرمن

☆ مجوسیت سرکاری مذہب تھا۔ ب
(الف) رومیوں کا (ب) ایرانیوں کا
(ج) طائف کا (د) مصر کا

☆ آگ کے پجاری تھے۔ ج
(الف) عیسائی (ب) یہودی
(ج) مجوسی (د) موحدین

☆ خدا رسول اور آخرت کے بالکل نہ ماننے والے تھے۔ ج

(الف) یہودی (ب) ایرانی

(ج) دہریے (د) موحدین

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار تھے۔ ب

(الف) عیسائی (ب) یہودی

(ج) نصاریٰ (د) صائبین

☆ سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کرنے والے تھے۔ د

(الف) عیسائی (ب) یہودی

(ج) مجوسی (د) صائبین

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو قبول کرنے والے تھے۔ د

(الف) نصاریٰ (ب) صائبین

(ج) یہودی (د) موحدین

☆ صفی اللہ کس پیغمبر کا لقب ہے۔ ج

(الف) حضرت ابراہیمؑ (ب) حضرت اسماعیلؑ

(ج) حضرت آدمؑ (د) حضرت نوحؑ

☆ عرب کتنی اقوام میں تقسیم ہیں۔ الف

(الف) تین (ب) چار

(ج) پانچ (د) چھ

☆ عرب میں بت پرستی کا بانی تھا۔ ج

(الف) ابوجہل (ب) ابوسفیان

(ج) عمرو بن لحی (د) ابولہب

☆ عرب کا متضاد ہے۔ ب

(الف) عجب (ب) عجم

(ج) طائف (د) غرب

☆ عرب کی وجہ تسمیہ ہے۔ ب

(الف) شہری زندگی (ب) بدوی زندگی

(ج) صوفیانہ زندگی (د) درویشانہ زندگی

☆ ابرہہ حاکم تھا۔ **الف**

(الف) یمن کا (ب) شام کا

(ج) اردن کا (د) فلسطین کا

☆ کس مذہب میں ہر ایک کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں۔ **ج**

(الف) اسلام (ب) یہود

(ج) ہندو (د) سکھ

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ **عرب بائدہ کی تعریف کیجئے۔**

بائدہ کے معنی تباہ شدہ کے ہیں۔ عربوں کی یہ قسم سب سے زیادہ قدیم ہے۔ یہ لوگ تاریخی انقلاب کے ہاتھوں برباد ہو گئے۔ ان کی کوئی نسل اور نشانات باقی نہیں رہے۔ جیسے عاد اور ثمود۔

☆ **عرب مستعربہ کی تعریف کیجئے۔**

مستعربہ کے معنی وہ لوگ ہیں جو عرب علاقے میں چل کر آئے اور اسے اپنا وطن بنایا۔ یہ لوگ ملک عرب کے اصلی بانی تھے۔

☆ **ابرہہ کون تھا اس نے مکہ پر کیوں حملہ کیا؟**

ابرہہ یمن کا حاکم تھا۔ اِس خانہ کعبہ کے مقابلہ میں شاندار گرجا تعمیر کروایا تھا۔ کسی نے اس کے اس گرجے میں پاخانہ کر دیا۔ اس بات پر وہ بہت غضب ناک ہوا اور ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملہ کر دیا۔

☆ **اسلام سے قبل قریش مکہ کی کیا حیثیت تھی؟**

عرب کے تمام قبائل میں قریش کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش خانہ کعبہ کے متولی تھے۔ مکہ کا نظم ونسق چلانے کے لئے قریش قبائل کے سرکردہ لوگوں پر مشتمل ایک کونسل قائم تھی۔

☆ **ظہور اسلام سے قبل عربوں میں کون سی معاشرتی برائیاں موجود تھیں؟ کوئی سی چار بیان کریں۔**

(۱) اولاد کشی (۲) عصمت فروشی

(۳) سودی کاروبار (۴) عورت کا مقام

☆ اسلام سے قبل عربوں کی معاشرتی خوبیاں بیان کریں۔

(الف) مہمان نوازی (ب) زبان دانی کے ماہر

(ج) شجاعت و بہادری (د) قوت حافظہ

☆ عربوں میں بت پرستی کا رواج کس نے اور کیسے ڈالا؟

بت پرستی کی ابتداء ایک شخص عمرو بن لحی نے کی تھی۔ ایک دفعہ وہ ملک شام گیا اور وہاں سے ایک ہبل نامی بت لایا جسے اس نے خانہ کعبہ کے پاس لٹکا دیا اس طرح بت پرستی کا رواج عام ہو گیا۔

☆ عربوں کے مشہور بت کون سے تھے؟

عربوں کے مشہور بت لات، منات، عزیٰ، شمس اور ہبل تھے۔

☆ مجوسیت سے کیا مراد ہے؟ اور اسلام سے قبل یہ کس کا سرکاری مذہب تھا؟

مجوسیت آتش پرستی کو کہتے ہیں اور یہ ایرانیوں کا سرکاری مذہب تھا۔

☆ دہریت کسے کہتے ہیں؟

عرب کے کچھ لوگ خدائی ذات کے سرے سے قائل نہ تھے، وہ عربوں کے مشرکانہ عقیدے کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔ یہ لوگ خدا، آخرت اور مذہب کے بالکل قائل نہ تھے۔ ان کو دہریہ کہا جاتا ہے۔

☆ یہود کے مشہور قبائل کون سے ہیں؟ جو مدینہ میں آباد تھے۔

(۱) بنو نضیر (۲) بنو قریظہ (۳) بنو قینقاع

☆ قبل از اسلام عربوں کے مذاہب کا نام بتائیں۔

صابی، مجوسی، مشرک، یہودی، عیسائی

☆ صابی کون تھے؟

عرب میں بت پرستی کے علاوہ صابی بھی موجود تھے۔ جو کہ چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ ان کا قبلہ قطب شمالی تھا یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نبی تسلیم کرتے تھے۔ اسی لئے انکے مذہبی عقائد بنی اسرائیل کے متصادم تھے انکو اہل عرب حقیر سمجھتے تھے۔ ایک خیال یہ ہے کہ یہ مجوسیوں کی بگڑی ہوئی شکل تھی۔

☆ عربوں کے قبل از اسلام ذرائع آمدن لکھیے۔

(۱) تجارت (۲) گلہ بانی

☆ قبل از اسلام علاقہ عرب سے باہر کونسی دو معروف حکومتیں موجود تھیں۔
ایران اور روم کی حکومتیں موجود تھیں۔

☆ عرب کی وجہ تسمیہ لکھیں/ یا عرب کا معنی و مفہوم لکھئے۔
عرب کے معنی صحرا اور بیابان کے ہیں کیونکہ عرب کا بہت بڑا حصہ صحرا پر مشتمل ہے۔
عرب کے ایک معنی عمدہ گفتگو یا فصاحت و بلاغت کے بھی ہیں کیونکہ عرب زبان دانی میں بہت مشہور تھے یا ایک معنی دیہاتی زندگی کے بھی ہیں کیونکہ زیادہ تر لوگ دیہاتی یا بدوی زندگی بسر کرتے تھے اس وجہ سے اس علاقہ کو عرب کہا جاتا ہے۔

☆ عرب کے کون لوگ مویشی پالتے تھے۔
عرب کے بدو یعنی دیہاتی لوگ مویشی پالتے تھے۔

☆ عرب باشندوں کی دو بڑی اقسام بتائیں۔
عرب عاربہ اور عرب مستعربہ

☆ اسلام سے قبل عرب کی مہمان نوازی بیان کریں۔
عربوں میں جہاں بے شمار برائیاں تھیں وہاں ان کی خوبی یہ تھی کہ وہ بہت مہمان نواز بھی تھے عربوں میں اگر دشمن بھی مہمان بن جاتا تو وہ اسے بھی پناہ دیتے تھے۔

☆ عرب کس براعظم میں واقع ہے؟
عرب براعظم ایشیاء میں واقع ہے۔

☆ عرب کے حضری اور بدوی باشندوں کا فرق تحریر کریں؟
حضری شہر سے تعلق رکھنے والے اور بدوی دیہات سے تعلق رکھنے والے کو کہتے ہیں۔

☆ زمانہ جاہلیت میں خانہ کعبہ کی چھت پر کون سا بت نصب تھا؟
ہبل نامی بت نصب تھا۔

☆ دین حنیف کی وضاحت کیجئے
دین حنیف سے مراد اللہ تعالیٰ کی بندگی کیلئے یکسوئی اختیار کرنا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ''حنیفاً مسلماً'' کہا گیا ہے۔ ایسا دین جس میں بندگی خدا کے ساتھ کسی دوسرے باطل دین کی آمیزش نہ ہو۔ دین حنیف کہلاتا ہے۔

☆ بنو ہاشم کی مذہبی ذمہ داریاں تحریر کیجئے
(i) مالیات کعبہ کی نگرانی۔

(ii) سقایا (حاجیوں کو پانی پلانا)

(iii) رفادہ (کھانا کھلانا)

(iv) حجابا (بیت اللہ میں داخلے کی اجازت)

☆ عربوں کے قبل از اسلام دو ذرائع آمدن لکھیے۔

زراعت۔تجارت۔گلہ بانی۔صنعت وحرفت

☆ اسلام سے پہلے عرب میں کون کون سے مذاہب رائج تھے؟ تحریر کریں۔

(i) بت پرستی (ii) یہودیت (iii) نصرانیت (iv) صائبین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی قبل از نبوت و بعد از نبوت

ہجرت حبشہ، سفر طائف، بیعت عقبیٰ اولیٰ و ثانیہ، ہجرت مدینہ

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ ہاشم کی بیوی کا نام کیا تھا۔ **الف**

(الف) سلمٰی (ب) فاطمہ

(ج) سلیمہ (د) زینب

☆ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ **ج**

(الف) 10 (ب) 11

(ج) 12 (د) 13

☆ حضور ﷺ کی زندگی کو دو ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔ **ب**

(الف) ولادت و بعثت (ب) مکی و مدنی

(ج) غزوات و سریہ (د) معلم و سپہ سالار

☆ مکی دور کتنے برس پر مشتمل ہے؟ **ب**

(الف) 51 سال (ب) 53 سال

(ج) 52 سال (د) 55 سال

☆ آپ ﷺ کی تاریخ ولادت **الف**

(الف) 22 اپریل 571ء (ب) 22 اپریل 572ء

(ج) 22 اپریل 573ء (د) 30 اپریل 571ء

☆ عبدالمطلب حضور ﷺ کے تھے۔ ج

(الف) بھائی (ب) سسر

(ج) دادا (د) چچا

☆ رسول پاک ﷺ کے نانا کا نام ہے۔ ب

(الف) عدنان (ب) وہب بن عبد مناف

(ج) فہر (د) قصیٰ

☆ حضرت حلیمہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا۔ ب

(الف) ایک سال (ب) دو سال

(ج) تین سال (د) پانچ سال

☆ حضرت محمد ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہؓ سے قبل دودھ کس نے پلایا؟ ب

(الف) حضرت صفیہؓ نے (ب) حضرت ثویبہؓ نے

(ج) حضرت حفصہؓ نے (د) حضرت زینبؓ نے

☆ حضور ﷺ کی دایہ کا نام تھا: ب

(الف) فاطمہ (ب) حلیمہ

(ج) سلمہ (د) لبینہ

☆ آپؐ کی ولادت کی خبر سن کر ابولہب نے کس لونڈی کو آزاد کیا۔ الف

(الف) ثوبیہ (ب) ام ایمن

(ج) ام سلمٰی (د) ام حبیبہ

☆ حضورؐ کی والدہ ماجدہ کا انتقال کس مقام پر ہوا۔ د

(الف) وادی طائف میں (ب) حدیبیہ کے مقام پر

(ج) مکہ میں (د) ابواء کے مقام پر

☆ جب آپؐ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو آپؐ کی عمر کتنی تھی؟ ج

(الف) ۸ سال (ب) ۵ سال

(ج) ۶ سال (د) ۴ سال

☆ حضورؐ نے کتنے عرصے تک حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں پرورش پائی؟ د

(الف) ۱۶ سال (ب) ۸ سال تک

(ج) ۱۲ سال تک (د) ۴ سال تک

☆ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی؟ **ب**

(الف) ۳۵ سال (ب) ۲۵ سال

(ج) ۴۰ سال (د) ۲۰ سال

☆ ابولہب کا حضور ﷺ سے رشتہ تھا۔ **الف**

(الف) چچا کا (ب) بھائی کا

(ج) سرپرست کا (د) قریبی عزیز کا

☆ تعمیر کعبہ کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک **ج**

(الف) ۳۰ سال (ب) ۳۲ سال

(ج) ۳۵ سال (د) ۴۰ سال

☆ پہلی وحی کی آیات کونسی سورت کی ہیں؟ **الف**

(الف) علق (ب) فلق

(ج) بلد (د) فجر

☆ پہلی وحی کے وقت عمر مبارک **الف**

(الف) ۴۰ سال (ب) ۴۵ سال

(ج) ۴۲ سال (د) ۴۸ سال

☆ غار حرا مکہ سے کتنے فاصلے پر ہے؟ **ب**

(الف) ۱ میل (ب) ۳ میل

(ج) ڈیڑھ میل (د) ۲ میل

☆ وحی پہنچانا کس فرشتے کے ذمہ تھا؟ **الف**

(الف) حضرت جبرائیل علیہ السلام (ب) حضرت عزرائیل علیہ السلام

(ج) حضرت میکائیل علیہ السلام (د) حضرت اسرافیل علیہ السلام

☆ خفیہ تبلیغ کتنے عرصے تک جاری رہی؟ **ج**

(الف) ۱ سال (ب) ۲ سال

(ج) ۳ سال (د) ۴ سال

☆ کس شخص کے قبول اسلام پر مسلمان خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔ **ب**

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمان غنیؓ (د) حضرت علیؓ مرتضیٰ

☆ حضورؐ نے کس پہاڑی پر چڑھ کر علی الاعلان قریش کو بلایا؟ ج

(الف) کوہِ طور (ب) احد کا پہاڑ

(ج) کوہِ صفاء (د) کوہِ مروہ

☆ بنو ہاشم شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ ج

(الف) 18 ماہ (ب) 1 سال

(ج) 3 سال (د) 2 سال

☆ شعب ابی طالب کا واقعہ کب پیش آیا؟ ج

(الف) ۷ھ میں (ب) ۸ نبوی میں

(ج) ۷ نبوی میں (د) ۶ھ میں

☆ پہلی وحی کی آیات ہیں۔ د

(الف) چھ (ب) آٹھ

(ج) دس (د) پانچ

☆ فترۃ الوحی کی مدت ہے۔ الف

(الف) چھ ماہ (ب) دس ماہ

(ج) نو ماہ (د) تین ماہ

☆ نزول وحی کے رک جانے کے زمانے کو کہتے ہیں۔ ج

(الف) وحی متلو (ب) وحی غیر متلو

(ج) فترۃ الوحی (د) منقطع وحی

☆ غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ ج

(الف) حضرت بلالؓ (ب) حضرت انسؓ

(ج) حضرت زید بن حارثہؓ (د) حضرت صہیبؓ

☆ واقعہ معراج پیش آیا۔ د

(الف) گیارہ نبوی میں (ب) نو نبوی میں

(ج) پندرہ نبوی میں (د) دس نبوی میں

☆ عام الحزن کے معنی ہیں۔ الف

(الف) غم کا سال (ب) خوشی کا دن

(ج) عید کا دن (د) تہوار

☆ حضور ﷺ مکہ میں کتنے سال رہے؟ ج

(الف) 50سال (ب) 40سال

(ج) 53سال (د) 9سال

☆ دادا حضرت عبدالمطلب کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تھی۔ ب

(الف) 6سال (ب) 8سال

(ج) 10سال (د) 9سال

☆ حرب الفجار میں آپ ﷺ کی عمر مبارک تھی۔ د

(الف) 11سال (ب) 12سال

(ج) 13سال (د) 15سال

☆ اسلام میں کتنے مہینے محترم ہیں۔ ج

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

☆ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کس ملک میں تجارت کی غرض سے آپؐ کو ساتھ لے گئے۔ د

(الف) ایران (ب) عراق

(ج) مصر (د) شام

☆ سفر شام میں آپ ﷺ کی عمر مبارک تھی۔ د

(الف) 15سال (ب) 18سال

(ج) 14سال (د) 12سال

☆ شام کے راستے میں آپ ﷺ کی ملاقات کس عیسائی راہب سے ہوئی۔ الف

(الف) بحیرا (ب) میسرہ

(ج) نوفل (د) امرؤالقیس

☆ مکہ کی یاد میں کون سے صحابی رویا کرتے تھے۔ الف

(الف) حضرت بلال حبشیؓ (ب) حضرت صہیب رومیؓ

(ج) حضرت سلمان فارسیؓ (د) حضرت اویس قرنیؒ

☆ حلف الفضول سے کیا مراد ہے۔ الف

(الف) فضل نامی افراد کا معاہدہ (ب) فضول قسمیں کھانا

(ج) فضیلت (د) افضل عمل

☆ آپ ﷺ کو بارگاہ الٰہی سے کتنے عطیے مرحمت ہوئے۔ ج

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) چھ

☆ پہلی ہجرت حبشہ کب ہوئی؟ د

(الف) ۲ نبوی میں (ب) ۱۰ نبوی میں

(ج) ٦ نبوی میں (د) ۵ نبوی میں

☆ دوسری مرتبہ ہجرت حبشہ کب ہوئی؟ ب

(الف) ۵ نبوی میں (ب) ۷ نبوی میں

(ج) ٦ نبوی میں (د) ۹ نبوی میں

☆ پہلی ہجرت حبشہ میں افراد شامل تھے۔ د

(الف) 20 (ب) 25

(ج) 35 (د) 16

☆ دوسری ہجرت حبشہ میں افراد شامل تھے۔ د

(الف) 303 (ب) 202

(ج) 404 (د) 101

☆ نجاشی کے دربار میں تقریر کی تھی۔ ج

(الف) ورقہ بن نوفل ؓ نے (ب) سراقہ بن جعشم ؓ نے

(ج) حضرت جعفر طیار ؓ نے (د) حضرت ابوایوب انصاری ؓ

☆ نجاشی بادشاہ (حکمران) تھا۔ ب

(الف) طائف کا (ب) حبشہ کا

(ج) مکہ کا (د) روم کا

☆ مسلمانوں کو واپس بھیجنے سے انکار کر دیا تھا۔ ج

(الف) قیصر نے (ب) کسریٰ نے

(ج) نجاشی نے (د) ابوجہل نے

☆ حضور ﷺ طائف تشریف لے گئے یا طائف کے سفر کا سال۔ ب

(الف) ۸ نبوی میں (ب) ۱۰ نبوی میں

(ج) ۵ نبوی میں (د) ٦ نبوی میں

☆ سفر طائف میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ کون تھے؟ ج

(الف) حضرت ابو بکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت زید بن حارثہؓ (د) حضرت علیؓ

☆ طائف مکہ سے کس طرف ہے۔ الف

(الف) مشرق (ب) مغرب

(ج) جنوب (د) شمال

☆ ابتداء میں حضور اکرمؐ اپنا مرکز دعوت و تحریک مکہ کی بجائے منتقل کرنا چاہتے تھے۔ الف

(الف) طائف میں (ب) مدینہ میں

(ج) حبشہ میں (د) یثرب میں

☆ بیعت عقبیٰ اولیٰ ہوئی۔ د

(الف) بارہ نبوی میں (ب) سات نبوی میں

(ج) چھ نبوی میں (د) گیارہ نبوی میں

☆ بیعت عقبہ اولیٰ میں افراد شامل تھے۔ ج

(الف) پندرہ (ب) دس

(ج) بارہ (د) بیس

☆ بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی۔ ب

(الف) 11 نبوی میں (ب) 12 نبوی میں

(ج) 10 نبوی میں (د) 14 نبوی میں

☆ بیعت عقبہ ثانیہ میں کتنے افراد شامل تھے۔ ب

(الف) 174 (ب) 75

(ج) 78 (د) 90

☆ وہ مقام جہاں اہل مدینہ نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیت کی۔ الف

(الف) عقبہ (ب) شعب ابی طالب

(ج) معونہ (د) مدینہ کی کھائی

☆ آپؐ نے کسی صحابی کو بطور معلم مدینہ میں بھیجا۔ الف

(الف) حضرت مصعبؓ بن عمیر (ب) حضرت زید بن ثابتؓ

(ج) حضرت جعفرؓ طیار (د) حضرت عمر فاروقؓ

☆ کس صحابیؓ کو حضور ﷺ نے اپنے بستر پر لٹایا؟ ج

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت زید بن حارثؓ

(ج) حضرت علیؓ (د) حضرت عثمانؓ

☆ کس صحابیؓ کو کنگن پہنانے کی خوشخبری ملی تھی۔ د

(الف) حضرت انسؓ (ب) حضرت زید بن حارثؓ

(ج) حضرت معصبؓ (د) حضرت سراقہ بن جعشمؓ

☆ مؤذن مقرر کیا گیا۔ ج

(الف) حضرت علیؓ کو (ب) حضرت عمر فاروقؓ کو

(ج) حضرت بلالؓ کو (د) حضرت زیدؓ کو

☆ اذان کے متعلق کس صحابی نے خواب دیکھا۔ د

(الف) حضرت زید بن حارثؓ (ب) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

(ج) حضرت بلالؓ (د) حضرت عمرؓ

☆ آپ ﷺ نے اہل طائف کو دی۔ ب

(الف) بددعا (ب) دعا

(ج) سرداری (د) عزت

☆ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں۔ ب

(الف) حضرت علیؓ (ب) حضرت حمزہؓ

(ج) حضرت زیدؓ (د) حضرت مصعبؓ

☆ یثرب سے مراد ہے۔ ب

(الف) مکہ (ب) مدینہ

(ج) حجاز (د) طائف

☆ آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ الف

(الف) سوموار (ب) منگل

(ج) بدھ (د) جمعہ

☆ کس معاہدہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بدلے سرخ اونٹ نہ لوں۔ ج

(الف) میثاق مدینہ (ب) حدیبیہ

(ج) حلف الفضول (د) معاہدہ نجران

☆ حضور ﷺ مکہ کے علاوہ تبلیغ کرنے گئے۔ الف

(الف) طائف (ب) شام

(ج) کوفہ (د) خیبر

☆ حضور ﷺ کے بڑے بیٹے کا نام ج

(الف) عبداللہ (ب) ابراہیم

(ج) قاسم (د) طیب

☆ آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ ج

(الف) 9 ہجری (ب) 10 ہجری

(ج) 11 ہجری (د) 12 ہجری

☆ فترة الوحی (وحی رک جانے) کی مدت ہے۔ ج

(الف) چار ماہ (ب) پانچ ماہ

(ج) چھ ماہ (د) سات ماہ

☆ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ج

(الف) حضرت عائشہؓ (ب) حضرت آمنہؓ

(ج) حضرت خدیجہؓ (د) حضرت حفصہؓ

☆ بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ الف

(الف) حضرت علیؓ (ب) حضرت زیدؓ

(ج) حضرت معاذؓ (د) حضرت حسنؓ

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ نبی اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت لکھیں اور آپ ﷺ کے والد اور والدہ ماجدہ کے اسمائے گرامی بتائیں۔

آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ ؓ ہے۔
آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش ۹ ربیع الاول عام الفیل کا پہلا سال بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ عیسوی ہے ۔جبکہ المعروف ۱۲ ربیع الاول ۲۲ اپریل ۵۷۱ عیسوی پر سب مؤرخین کا اتفاق ہے۔

☆ حضور ﷺ کا شجرہ نسب چار پشتوں تک لکھیں۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف

☆ آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کا نام کیا رکھا؟

آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا نام محمد رکھا تھا۔

☆ آپ ﷺ کی والدہ نے آپ ﷺ کا نام کیا رکھا؟

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ ؓ نے آپ ﷺ کا نام احمد رکھا تھا۔

☆ عبدالمطلب کا اصل نام کیا تھا؟

حضرت عبدالمطلب کا اصل نام شیبہ تھا۔

☆ حضور ﷺ کے صاحبزادوں کے نام بتائیں۔

حضرت ابراہیم، حضرت عبداللہ، حضرت قاسم

☆ نبی کریم ﷺ کی دو رضاعی ماؤں کے نام لکھئے۔

(۱) حضرت ثوبیہ (۲) حضرت حلیمہ سعدیہ

☆ بیعت عقبہ ثانیہ کی شرائط تحریر کیجئے۔

(۱) دعوت دین میں حضور ﷺ کی تائید و نصرت کا وعدہ۔

(۲) حضور ﷺ کی جان کی حفاظت کا وعدہ۔

☆ ورقہ بن نوفل نے رسول ﷺ کی بات سن کر کیا کہا؟

ورقہ بن نوفل نے کہا یہ تو وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ؑ پر نازل کیا تھا۔ کاش میں آپ ﷺ کے زمانہ نبوت میں قوی ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ رہوں جب آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو نکالے گی۔

☆ حضرت خدیجہ ؓ سے حضور ؐ کا نکاح کس نے پڑھایا؟ اور کتنا مہر مقرر ہوا؟

حضرت ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھایا اور پانچ سو طلائی درہم مہر مقرر ہوا۔

☆ جس وحی میں اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا وہ تحریر کریں۔

فاصدع بما تو مروا عرض عن المشرکین○

''جس امر کا آپ ؐ کو حکم دیا جاتا ہے اسے کھل کر کہہ دیجئے اور مشرکین سے اعراض کیجئے۔''

☆ چار بڑے کافر مکی سرداروں کے نام تحریر کیجئے۔

ابو جہل، ولید بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، ابی بن خلف

☆ تیسری وحی نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ نے کیا کیا؟

تیسری وحی میں صاف طور پر تبلیغ دین کا حکم دیا گیا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے مسجد حرام میں لوگوں کو جمع کر کے فرمایا، ''میں تم سب کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اللہ کا رسول بن کر آیا

ہوں۔ بتوں کو چھوڑ دو اور وحدہ لاشریک کی عبادت کرو۔"

☆ **بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ سے کیا مراد ہے؟**

11 نبوی میں مدینہ سے بارہ باشندے مکہ آئے جنہوں نے عقبہ کے مقام پر حضورؐ سے بیعت کی اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔

12 نبوی میں 73 مرد اور 2 عورتیں حج کے موقع پر مکہ آئے عقبہ کے مقام پر بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔

☆ **دوسری مرتبہ ہجرت حبشہ میں کتنے افراد تھے؟ اور ان کی قیادت کون کر رہا تھا؟**

دوسری ہجرت حبشہ میں 83 مرد اور 18 عورتیں شامل تھیں اور حضرت جعفر طیارؓ ان کی قیادت کر رہے تھے۔

☆ **پہلی وحی کے بعد آپ ﷺ کا ردعمل کیا تھا؟ یا پہلی وحی کا واقعہ تحریر کیجئے۔**

آپ ﷺ گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں گھر تشریف لے گئے اور حضرت خدیجہؓ کو پورا واقعہ سنایا۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور آپ ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جنہوں نے آپ ﷺ کو نبوت کی بشارت دی۔

☆ **آپ ﷺ نے غار ثور میں کتنے دن قیام فرمایا۔**

آپ ﷺ تین دن تک غار ثور میں رہے۔

☆ **خانہ کعبہ میں کتنے بت نصب تھے۔**

360 بت نصب تھے۔

☆ **آپ ﷺ کے دو سسر کے نام لکھیں۔**

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ

☆ **حضرت بلالؓ کے آقا اور انہیں آزاد کرنے والے کا نام لکھئے۔**

حضرت بلالؓ کے آقا کا نام اُمیہ بن خلف تھا۔ آپؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آزاد کروایا

☆ **غار ثور میں آپ ﷺ کے ساتھ کون سے صحابیؓ تھے۔ اور کس طرح آپؐ نے انہیں تسلی دی؟**

آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ دشمن کو آتے دیکھ کر گھبرائے تو اس پر آپ ﷺ نے تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، آپ غم نہ کریں۔

☆ **مدینہ کے دو انصار قبائل کے نام بتائیے۔**

(1) اوس (2) خزرج

☆ **ابولہب کون تھا؟**

ابولہب اگرچہ بنی ہاشم کا ایک فرد تھا اور حضور ﷺ کا چچا تھا لیکن مخالفت حق کی وجہ سے اپنا رشتہ

بنو ہاشم سے توڑ کر عام قریش مکہ سے استوار کر لیا اور یہ ہمیشہ بنو ہاشم کے مقاطعہ کی حمایت کرتا تھا۔

☆ **رسول اکرم ﷺ جب طائف تشریف لے گئے تو اس وقت طائف کے کون کونسے تین سردار تھے؟ نام بتائیں۔**

(۱) مسعود ثقفی (۲) حبیب (۳) عبد یا میل ان تینوں کا تعلق بنو ثقیف سے تھا۔

☆ **اہل طائف نے نبی اکرم ﷺ سے کیا سلوک کیا؟**

اہل طائف نے ایک روز میں مظالم کے وہ پہاڑ توڑے جو اہل مکہ نے دس سال میں نہ کیے۔ طائف کے سرداروں نے بازاری غنڈے آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیئے وہ آپؐ کے ٹخنوں کا نشانہ تاک کر آپؐ پر پتھر برساتے اور آوازیں کستے۔ آپؐ کے جوتے مبارک خون سے بھر گئے۔

☆ **عام الحزن سے کیا مراد ہے؟**

عربی میں عام ''سال'' کو اور حزن ''غم'' کو کہا جاتا ہے۔ ۱۰ نبوی کو رسولؐ کو دو عظیم ترین دنیاوی سہاروں سے محروم ہونا پڑا۔ یعنی آپ ﷺ کے شفیق اور سرپرست چچا ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور کچھ دن بعد آپ ﷺ کی عظیم رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس لئے اس سال کو آپ ﷺ نے ''عام الحزن'' کا نام دیا۔

☆ **پہلی ہجرت حبشہ میں مسلمانوں کا سردار کون تھا۔ کب ہوئی اور کتنے افراد شامل تھے؟**

سردار حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔ پانچ نبوی میں ہوئی۔ بارہ مرد اور چار عورتیں شامل تھیں

☆ **دوسری ہجرت حبشہ میں مسلمانوں کے سردار کون تھے۔**

حضرت جعفر بن طیارؓ۔

☆ **نجاشی کی رحم دلی کا واقعہ بیان کیجئے۔**

نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا اور وہ رحم دل انسان تھا۔ اس کی رحم دلی کے چرچے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ کفار مکہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے، جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ کفار مکہ مسلمانوں کا پیچھا کرتے ہوئے نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ اے بادشاہ سلامت ہمارے چند بے وقوف نوجوانوں نے اپنا وطن اور مذہب چھوڑ کر آپ کے ملک میں پناہ لے لی ہے۔ انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ نجاشی بہت عدل پسند بادشاہ تھا۔ اس نے یہ بات ہرگز گوارہ نہ کی کہ ان بے کس مہاجرین کو ان کے سپرد کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے فوراً مسلمانوں کو دربار میں بلا کر ان سے پوچھا کہ وہ کون سا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے۔ اس پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے دربار میں تقریر کی۔ اس

تقریر سے نجاشی بہت متاثر ہوا اور اس نے مسلمانوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے دی اور کفار مکہ کے وفد کو واپس ناکام لوٹنا پڑا۔

☆ **حرب الفجار کن قبائل کے درمیان ہوئی۔**

بنو ہوازن اور قریش مکہ کے درمیان ہوئی۔

☆ **حرب الفجار سے کیا مراد ہے۔**

جب آپ ﷺ 15 سال کے ہوئے تو قریش کنانہ اور قیس کے قبائل میں جنگ چھڑ گئی یہ جنگ کیونکہ محترم مہینوں میں لڑی گئی اس لئے اسے حرب الفجار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

☆ **ہجرت مدینہ کے کیا نتائج مرتب ہوئے؟ کوئی سے چار بیان کریں۔**

(الف) حضور ﷺ کو سربراہ تسلیم کرنا (ب) اسلامی ریاست کی داغ بیل

(ج) مواخات مدینہ (د) غلبہ اسلام

☆ **مکہ سے ہجرت کے وقت آپ ﷺ کے تاثرات کیا تھے؟**

آپ ﷺ مکہ چھوڑنے پر بہت افسردہ تھے۔ جب ہجرت کی رات آپ ﷺ مکہ سے باہر آئے تو آپ ﷺ نے شہر کی طرف منہ کر کے فرمایا اے مکہ تجھے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا لیکن میری قوم نے تجھے خیر باد کہنے پر مجبور کر دیا اگر اللہ نے چاہا تو تیرے پاس ضرور واپس آؤں گا۔

☆ **نجاشی کا اصل نام کیا تھا؟ اور وہ کہاں کا بادشاہ تھا؟**

نجاشی کا اصل نام اصحمہ تھا۔ وہ بہت ہی نیک دل انسان اور حبشہ کا بادشاہ تھا۔ جب مسلمان ہجرت کر کے حبشہ آئے تو اس نے انہیں کفار مکہ سے پناہ دی۔

☆ **حضور ﷺ کے دو معجزات لکھیں۔**

(۱) معجزہ شق قمر (۲) معزہ شق صدر

☆ **ابوجہل کا اصل نام کیا تھا؟**

ابوجہل یعنی جاہلوں کا باپ اس کا اصل نام عمرو بن ہشام تھا۔

☆ **حضور ﷺ کے سفر شام کے بارے میں تحریر کیجئے۔**

آپ ﷺ کے چچا تجارت کیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی عمر بارہ سال ہوئی تو ایک تجارتی سفر کی غرض سے اپنے چچا حضرت ابو طالب ؓ کے ہمراہ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں بصرہ کے مقام پر ایک بحیرہ نامی راہب نے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی پیشین گوئی کی اور یہ بھی کہا کہ آگے نہ جانا کہیں یہودی انہیں پہچان کر کوئی تکلیف نہ دیں۔

☆ **بنو ہاشم سے مقاطعہ یا شعب ابی طالب کی وجہ لکھیں۔**

جب قریش مکہ کی اذیتوں اور تکلیفوں کا آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر کوئی اثر نہ ہوا تو قریش

مکہ نے یہ فیصلہ کیا کہ حضور ﷺ کا قبیلہ بنو ہاشم اگر چہ مسلمان نہیں پھر بھی حضور ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑتا ان سے رشتہ ناطہ کرنا چھوڑ دو۔ اور ان سے ہر قسم کے معاشرتی تعلقات منقطع کر لیے جائیں اور ایک معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ پر لٹکا دیا۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان والے تین سال تک ایک گھاٹی (شعب) میں رہنے پر مجبور ہو گئے۔ اس کو شعب ابی طالب کہتے ہیں

☆ **ورقہ بن نوفل کا تعارف کروائیں۔**

ورقہ بن نوفل بہت بڑے انجیل کے عالم تھے اور حضرت خدیجہؓ کے چچازاد تھے۔ جب آپ ﷺ پہلی وحی کے بعد پریشانی کے عالم میں گھر آئے اور سارا واقعہ حضرت خدیجہؓ کو سنایا تو حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں انہوں نے آپ ﷺ کو نبوت کی بشارت دی۔

☆ **غار حرا اور غار ثور کی اہمیت بتائیں۔**

نبوت سے قبل غار حرا میں آپ ﷺ عبادت اور اہل مکہ کے مسائل کے بارے میں سوچ و بچار کے لیے جایا کرتے تھے اور پہلی وحی اسی غار میں نازل ہوئی۔ ہجرت مدینہ کے دوران آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غار ثور میں تین دن تک قیام کیا تھا۔ اس غار کے باہر آپ کے حفاظتی نقطہ نظر سے اللہ کے حکم سے مکڑی نے جالا بن دیا۔

☆ **دار ارقم کا تعارف کرائیں۔**

مکہ میں حضرت ارقمؓ کا گھر تھا۔ جو کہ صحابہ کی تعلیم و تربیت کے لیے وقف تھا اور خفیہ تبلیغ کا مرکز تھا۔

☆ **ہجرت مدینہ کے دو اسباب تحریر کریں۔**

(۱) قریش مکہ کی شدید مخالفت (۲) اہل مدینہ کی طرف سے دعوت اور ہجرت حبشہ کی مثال

☆ **آپ ﷺ نے پہلا جمعہ کب اور کہاں پڑھایا؟**

آپ ﷺ نے پہلا جمعہ بنو سالم کی بستی میں ہجرت مدینہ کے وقت قباء سے روانگی کے بعد ربیع الاول 13 نبوی میں ادا کیا۔

☆ **شق صدر سے کیا مراد ہے؟**

حضور ﷺ کی زندگی میں یہ واقعہ چار مرتبہ پیش آیا۔ پہلی بار چار یا پانچ سال کی عمر میں واقعہ شق صدر (سینہ مبارک کا چاک کیا جانا) پیش آیا دوسری بار دس برس کی عمر میں۔ تیسری بار غار حرا میں اور چوتھی بار معراج کے موقع پر مکہ معظمہ میں پیش آیا۔

☆ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دینی بھائی بنایا۔**

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دینی بھائی حضرت علیؓ کو بنایا۔

☆ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کا نام اور مقام وفات تحریر کریں۔**

آپ ﷺ کی والدہ کا نام حضرت آمنہؓ اور آپؓ ابواء کے مقام پر فوت ہوئیں۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے نام بتائیں۔

(۱) حضرت زینبؓ (۲) حضرت رقیہؓ (۳) حضرت اُم کلثومؓ (۴) حضرت فاطمۃ الزہراؓ

☆ حجر اسود کو نصب کرنے کا واقعہ لکھیں۔

آپ ﷺ کی عمر جب 35 برس تھی تو خانہ کعبہ کی دیواریں دوبارہ تعمیر کی گئیں۔ جب حجر اسود کو نصب کرنے کا موقع آیا تو ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو۔ آپ ﷺ نے اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ جو صبح سویرے خانہ کعبہ میں داخل ہوگا وہ اسے نصب کرے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ سب سے پہلے داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے چادر منگوائی اس چادر پر حجر اسود کو رکھ دیا۔ ہر قبیلہ کے سردار کو کہا کہ یہ وہ چادر کو کونے سے پکڑ کر نصب والی جگہ لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اٹھا کر اسے وہاں رکھ دیا۔ اس فیصلہ پر سب خوش ہو گئے۔

☆ رسول پاک ﷺ کی سچائی پر ابو جہل اور ابو سفیان کے اقوال لکھئے۔

ابو جہل نے ان الفاظ میں حضور ﷺ کے سچا ہونے کی تصدیق کی ''اے محمد ﷺ میں آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں کہتا لیکن جو تعلیمات آپ ﷺ لائے ہیں ان پر میرا دل نہیں ٹھہرتا۔ جب روم کے بادشاہ ہرقل نے ابوسفیان کے ایمان لانے سے قبل محمد ﷺ کی سچائی کے بارے میں پوچھا تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ ہم نے کبھی ان سے جھوٹ نہیں سنا۔

☆ بنو بکر اور بنو خزاعہ میں کون مسلمانوں اور کون کفار کا حلیف تھا؟

بنو بکر قریش کے حلیف تھے اور بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔

☆ بنو خزاعہ کی مدد کی درخواست پر آپ ﷺ نے اہل مکہ کو کیا شرائط پیش کیں۔

(۱) بنو بکر کا ساتھ چھوڑ دو۔ (۲) بنو بکر سے قصاص لے کر دو۔

(۳) یا معاہدہ صلح حدیبیہ ختم کر دو۔

☆ عام الحزن اور فیل میں کیا فرق ہے؟

عام الحزن سے مراد غم کا سال یعنی جس سال آپ ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ اور شفیق چچا حضرت ابو طالب دس نبوی میں اس دنیا سے رخصت ہوئے اور عام الفیل سے مراد ہاتھیوں کا سال آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل جب ابرہہ نے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملہ کیا۔

☆ تحویل قبلہ پر مختصر نوٹ لکھیں۔

حضور ﷺ ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ میں تقریباً سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ رجب یا شعبان دو ہجری میں ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو دوران نماز وحی کے ذریعے آیات نازل ہوئیں کہ اپنے چہرے مسجد حرام یعنی بیت اللہ کی طرف پھیر لو اسی وقت آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اقتداء میں جتنے بھی افراد تھے سب نے بیت

المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف رخ کرلیا۔اور پھر قیامت تک کیلئے خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر کردیا گیا۔

☆ **حلف الفضول کی وجہ تسمیہ لکھیں۔**

حرب الفجار کے خاتمہ پر ایک معاہدہ طے پایا جس میں بنی ہاشم۔بنی تمیم اور بنی اسد نے حصہ لیا۔اس معاہدہ میں شامل تین سرداروں کے ناموں میں فضل کا لفظ مشترک تھا۔ فضل کی جمع فضول ہے۔اس لیے اس معاہدہ کا نام حلف الفضول رکھ دیا گیا۔

☆ **آپ ﷺ کی سیرت کے چار نمایاں پہلو لکھیں۔**

(ا) صادق اور امین (۲) بے مثال حکمت و دانائی (۳) اعلیٰ وارفع مدبر و منظم
(۴) رحمتہ اللعالمین (۵) ایفائے عہد اور عدل و مساوات

☆ **حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہؓ سے اولاد کے نام تحریر کریں۔**

حضرت فاطمہؓ۔حضرت زینبؓ۔حضرت ام کلثومؓ۔حضرت رقیہؓ اور بیٹے حضرت قاسمؓ اور عبداللہؓ۔

☆ **کن دو راہبوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل تصدیق کی۔**

(ا) سفر شام میں نسطور یا بحیرہ نامی راہب نے آپ ﷺ کی تصدیق کی (۲) پہلی وحی کے بعد ورقہ بن نوفل جو حضرت خدیجہؓ کے چچازاد تھے انہوں نے آپ ﷺ کی شناخت کی۔

☆ **حضرت حمزہؓ کے آپ ﷺ سے دو رشتے لکھیں۔**

ایک چچا کا رشتہ اور دوسرا رشتہ رضاعی بھائی کا

☆ **حضور ﷺ کی خدمت کی سب سے بڑی شہادت کس نے دی؟**

جب حضور ﷺ وحی نازل ہونے کے بعد گھبرائے ہوئے اپنے گھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور تمام واقعہ حضرت خدیجہؓ کو سنایا تو اسوقت حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ آپ ﷺ بہت مہمان نواز اور یتیموں، بیواؤں اور غریبوں کی حد سے زیادہ خدمت کرتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کسی امتحان میں مبتلا نہیں کریں گے۔

☆ **ماانا بقاری کا ترجمہ لکھیں۔**

میں پڑھنا نہیں جانتا۔

☆ **عبدالمطلب کے چار بیٹوں کے نام لکھیں۔**

عبداللہ۔ابولہب۔حضرت عباسؓ۔حضرت حمزہؓ۔

☆ **بیعت عقبہ اولیٰ کی تین شرائط لکھیں۔**

(ا) دعوت دین میں حضور ﷺ کی مدد کا وعدہ
(۲) حضور ﷺ کی جان کی حفاظت کا وعدہ
(۳) حضور ﷺ کی آمد کے لیے مدینہ میں راستہ ہموار کرنے کا وعدہ

☆ السابقون الاولون سے کیا مراد ہے؟

اس سے مراد وہ چالیس افراد ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے۔

☆ سب سے پہلے اسلام لانے والے دو افراد کے نام بتائیں۔

حضرت خدیجہؓ اور آزاد مردوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ

☆ خفیہ تبلیغ سے اسلام قبول کرنے والے چار افراد کے نام لکھیں۔

(۱) حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت خدیجہؓ۔ حضرت علیؓ

(۲) حضرت زید بن حارث اور سعد بن ابی وقاص

☆ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے چار صحابہ کے نام بتائیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت زید بن حارثؓ

☆ عام الوفود سے کیا مراد ہے؟

9 ہجری کو عام الوفود کہتے ہیں۔ اس سے مراد فود کا سال ہے۔ وفد کی جمع وفود اور عام سال کو کہتے ہیں۔ یہ وہ سال ہے جب بہت سے وفود مدینہ آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ ﷺ نے ان کی بڑی خاطر تواضع کی۔

☆ آپ ﷺ نے غیر مسلم حکمرانوں کو خطوط لکھے ان میں سے دو کے نام لکھیں۔

(۱) قیصر روم ہرقل کی طرف۔ حضرت دحیہ کلبیؓ

(۲) ایران کے فرماں رواں پرویز کی طرف حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو بھیجا

☆ آپ ﷺ کی مکی زندگی کا کوئی اہم واقعہ تحریر کریں۔

حجر اسود کا واقعہ۔ خانہ کعبہ کی دیواریں دوبارہ تعمیر کی گئیں۔ جب حجر اسود کو نصب کرنے کا موقع آیا تو ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو۔ آپ ﷺ نے اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ جو صبح سویرے خانہ کعبہ میں داخل ہوگا وہ اسے نصب کرے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ سب سے پہلے داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے چادر منگوائی اس چادر پر حجر اسود کو رکھ دیا۔ ہر قبیلہ کے سردار کو کہا کہ یہ وہ چادر کو کونے سے پکڑ کر نصب والی جگہ لے جائیں۔ جب وہاں پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اٹھا کر اسے وہاں رکھ دیا۔ اس فیصلہ پر سب خوش ہو گئے۔

☆ عہد رسالت کی دو خصوصیات لکھیں۔

(۱) عدل و انصاف اور امن و امان کا قیام

(۲) معاشی تحفظ اور اخلاقی اقدار کا فروغ

☆ آپ ﷺ کی ولادت پر چار سطور لکھیں۔

آپ ﷺ بارہ ربیع الاول عام الفیل کا پہلا سال 22 اپریل 571ء بروز سوموار مکہ میں

پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ اور والدہ کا نام حضرت آمنہؓ ہے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت بہت سے معجزات کا مشاہدہ کیا گیا۔ مثلاً نوشیرواں کے محل کے چودہ کنگرے گر کے ٹکڑے ہو گئے اور فارس کا آتش کدہ ٹھنڈہ ہو گیا۔

☆ **بادشاہ نجاشی نے مسلمان وفد کے ساتھ کیا سلوک کیا؟**

نجاشی نے مسلمانوں کو کفار مکہ کے حوالے نہ کیا۔ بلکہ حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر سن کر وہ بہت متاثر ہوا اور کہا کہ یہ مذہب اور حضرت عیسیٰؑ کا مذہب دونوں ایک ہی باغ کے پھول ہیں۔ اس نے انصاف کرتے ہوئے کفار مکہ کے وفد کو واپس بھیج دیا اور مسلمان وہاں آرام و سکون سے زندگی بسر کرنے لگے۔

☆ **ہجرت حبشہ کا مختصر حال لکھیں۔**

جب کفار مکہ کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کی ہدایت کردی کہ وہ ان سختیوں سے بچنے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ تاکہ مسلمان سکون سے اپنے دین کے مطابق زندگی بسر کر سکیں کیونکہ حبشہ کا بادشاہ نجاشی بہت رحمدل انسان تھا۔ چنانچہ پانچ نبوی میں مختصر سا قافلہ بارہ مرد اور چار عورتوں پر مشتمل تھا۔ جس کے سردار حضرت عثمانؓ تھے۔ حبشہ کی طرف روانہ ہو گیا یہ پہلی ہجرت حبشہ تھی۔

☆ **ہجرت حبشہ کی دو وجوہات لکھیں۔**

(۱) کفار کا ظلم و ستم (۲) نجاشی کی رحمدلی۔

☆ **اسلام کی دوسری ہجرت کا نام بتائیں یہ کب ہوئی؟**

ہجرت مدینہ اسلام کی دوسری ہجرت ہے۔ جو کہ نبوت کے تیرھویں سال ہوئی۔

☆ **حضرت انسؓ نے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کیا کہا تھا؟**

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت میں رہا۔ انہوں نے کبھی مجھے میری کسی بات پر ڈانٹا تک نہیں۔

☆ **دارالندوہ سے کیا مراد ہے؟**

اس سے مراد قریش مکہ کا مرکز مشاورت یا پارلیمنٹ ہے۔ خانہ کعبہ کے قریب ایک عمارت تھی جس میں سرداران قریش اہم معاملات نمٹانے اور مسلمانوں کے خلاف نت نئے منصوبے تیار کرنے کیلئے اجلاس بلایا کرتے تھے۔

☆ **حرب فجار کی وجہ بیان کیجئے۔**

نعمان بن منذر جو کہ والی غسان تھے۔ ان کی طرف سے ہر سال ایک تجارتی قافلہ مشک لے کر عکاظ کے بازار میں آتا تھا۔ براض بن قیس نے والی غسان سے اس قافلہ کی نگرانی کی درخواست کی۔ والی غسان نے نعمان کی درخواست مسترد کر کے نگرانی عروہ بن عتبہ کو سونپ دی۔ اس فیصلہ پر براض بن قیس اور اسکے ساتھیوں نے نہ صرف عروہ کو قتل کر دیا بلکہ قافلہ کا تمام مال و اسباب بھی

لوٹ لیا۔ یہی نزاع حرب فجار کی وجہ بنی۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خفیہ تبلیغ کے نتائج تحریر کیجئے۔

(i) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفیہ تبلیغی حکمت عملی کے تحت روسائے مکہ اور دیگر اہم افراد تک دعوت پہنچانے میں کامیاب رہے۔

(ii) اس حکمت عملی کے تحت وہ تمام افراد جو اعلانیہ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر سکتے تھے اور نہ ہی اسلام قبول کرنے کا اعلان ان کیلئے ممکن تھا' وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے اور کفار مکہ کے ظلم وستم سے محفوظ رہے۔

(iii) اس حکمت عملی کے تحت مکہ سے باہر کے افراد مثلاً حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

☆ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تعارف تحریر کیجئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ زمانہ اسلام سے قبل ہی ایک کافر سردار امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ اسلام قبول کرنے پر جسمانی اذیتوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو غلامی سے آزاد کروایا۔ اسلام کے تبلیغی اور جہادی دونوں محاذوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ ''موذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کا لقب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں سے ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شام کے سفر کے بارے میں چار سطریں تحریر کیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تجارت کیا کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر مبارک ۱۲ سال کو پہنچی تو ایک تجارتی سفر کی غرض سے شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ بصرہ کے مقام پر ایک بحیرہ نامی راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی پیش گوئی کی اور یہ بھی کہا کہ آگے نہ لے جاؤ کہیں یہودی انہیں پہچان کر کوئی ایذا نہ پہنچائیں۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجارت کی غرض سے بھی کئی مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر شام کی طرف گئے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کون سی دو بیٹیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں؟

(i) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (ii) حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل بیت اللہ کی تعمیر نو کے متعلق لکھئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل بیت اللہ کی تعمیر نو کا خیال قریش مکہ کے دلوں میں اس لئے پیدا ہوا کہ خانہ کعبہ کی عمارت دن بدن کھوکھلی ہوتی جا رہی تھی اور خانہ کعبہ کی عمارت میں موجود قیمتی

تحائف کی چوری کا اندیشہ بھی بڑھنے لگا چنانچہ تعمیر نو میں پاک مال کا اہتمام کیا گیا۔ حجر اسود کی تنصیب کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور ثالث اپنی حکمت عملی سے قبائل کے درمیان متوقع جنگ وجدل کو ختم کر دیا۔

☆ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تین سطریں تحریر کریں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے انتقال اور واقعہ طائف کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر غمزدہ رہتے تھے۔ ہجرت مدینہ سے قبل اور غمزدہ واقعات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عظیم الشان سفر کی سعادت ملی۔ رات کے مختصر حصہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کروائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انبیاء کی مسجد اقصیٰ میں امامت کی۔ اُمت کیلئے عظیم الشان تحفہ "نماز" سفر معراج پر ہی عطا کیا گیا۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کن کن عورتوں کا دودھ پیا؟ کسی دو کا نام لکھیں۔

(i) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا (ii) حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا

(iii) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

☆ ورقہ بن نوفل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر کیا کہا؟

ورقہ بن نوفل نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قوم کے ہاتھوں تکالیف اور مصائب برداشت کرنا ہونگے۔

مدنی زندگی، غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق

سوال نمبر 1:- چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ ہجرت کے لغوی معنی ہیں۔ **د**

(الف) دور کرنا (ب) سونا

(ج) جاگنا (د) چھوڑنا یا ترک کرنا

☆ مدینہ کا اصل نام۔ **الف**

(الف) یثرب (ب) یمن

(ج) نجد (د) تہامہ

☆ ہجرت مدینہ کے دوران آپ ﷺ نے قبا میں قیام فرمایا۔ **ب**

(الف) 12 دن (ب) 14 دن

(ج) 7 دن (د) 8 دن

☆ سفر ہجرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ **ب**

(الف) حضرت عمرؓ (ب) حضرت ابوبکر صدیقؓ
(ج) حضرت علیؓ (د) حضرت بلالؓ

☆ مدینہ کا پرانا نام ہے: **ج**
(الف) عدن (ب) فاران
(ج) یثرب (د) طائف

☆ ہجرت مدینہ کی تاریخ تھی۔ **ج**
(الف) 28 صفر بارہ نبوی (ب) 28 صفر چھ نبوی
(ج) 27 صفر تیرہ نبوی (د) 28 صفر نو نبوی

☆ ہجرت مدینہ کے دوران آپؐ نے کہاں قیام فرمایا۔ **ب**
(الف) غار حرا (ب) غار ثور
(ج) مسجد قبا (د) مسجد عائشہ

☆ قباء میں آپؐ نے کتنے دن قیام فرمایا۔ **ج**
(الف) 6 دن (ب) دس دن
(ج) چودہ دن (د) پندرہ دن

☆ مدینہ پہنچ کر آپؐ نے سب سے پہلے کونسا کام کیا۔ **ج**
(الف) غزوات کا اہتمام (ب) مسجد نبوی کی تعمیر
(ج) میثاق مدینہ (د) تبلیغ

☆ مدینہ میں آپؐ نے کس صحابی کے گھر قیام فرمایا۔ **ج**
(الف) حضرت ابوایوب انصاریؓ (ب) حضرت سعدؓ
(ج) حضرت معاذؓ (د) حضرت مصعبؓ

☆ اسلام کی پہلی مسجد **ج**
(الف) مسجد اقصیٰ (ب) مسجد نبوی
(ج) مسجد قبا (د) مسجد نمرہ

☆ مدینہ میں رسول اکرم ﷺ کے میزبان تھے۔ **د**
(الف) حضرت عباسؓ (ب) حضرت زیدؓ
(ج) حضرت عبدالرحمٰن عوفؓ (د) حضرت ابوایوب انصاریؓ

☆ قباء میں رسول اکرم ﷺ کی آمد کی تاریخ تھی۔ **د**

(الف) 8 ربیع الاول دس نبوی (ب) 8 ربیع الاول گیارہ نبوی
(ج) 8 ربیع الاول بارہ نبوی (د) 8 ربیع الاول تیرہ نبوی

☆ مسجد نبوی کیلئے زمین خریدی تھی۔ د
(الف) حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے (ب) حضرت عمر ؓ نے
(ج) حضرت انس ؓ نے (د) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے

☆ میثاق کے لغوی معنی ہیں۔ د
(الف) وفادار (ب) وعدہ کرنا
(ج) توڑ دینا (د) معاہدہ

☆ میثاق مدینہ کب ہوا۔ الف
(الف) ایک ہجری میں (ب) دو ہجری میں
(ج) تین ہجری میں (د) چار ہجری میں

☆ تاریخ اسلام میں اہم موڑ رکھتی ہے۔ ب
(الف) میثاق مدینہ (ب) صلح حدیبیہ
(ج) بیت عقبہ اولیٰ (د) بیت عقبہ ثانیہ

☆ مواخات کے لغوی معنی ہیں۔ ب
(الف) ظلم کرنا (ب) بھائی چارہ
(ج) دشمنی (د) مل کر رہنا

☆ مواخات مدینہ کے وقت اجتماع میں مہاجرین کی تعداد تھی۔ د
(الف) 20 (ب) 35
(ج) 40 (د) 45

☆ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انصار و مہاجرین میں قائم کیا۔ ب
(الف) نظامِ عدل (ب) رشتہ مؤاخات
(ج) نظام صلوٰۃ (د) نظام زکوٰۃ

☆ کس صحابی نے دو بیویوں میں سے ایک کے ساتھ مہاجر بھائی کو نکاح کی پیش کش کی تھی د
(الف) حضرت مصعب بن عمیر ؓ (ب) حضرت زید بن حارث ؓ
(ج) حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ (د) حضرت سعد بن ربیع ؓ

☆ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کے قبائل کو اکٹھا کیا تھا۔ ب

(الف) صلح حدیبیہ میں (ب) میثاق مدینہ میں
(ج) حج کے موقع پر (د) غزوہ احد میں

☆ آپ ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ سے قبل دودھ پلایا۔ الف
(الف) ثوبیہ نے (ب) آسیہ نے
(ج) شیمہ نے (د) خولہ نے

☆ آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ د
(الف) 8 نبوی میں (ب) 9 نبوی میں
(ج) 10 نبوی میں (د) 13 نبوی میں

☆ آپ ﷺ نے کل حج کیے۔ الف
(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار

☆ صفہ کہتے ہیں۔ الف
(الف) چبوترہ (ب) چھت
(ج) مکان (د) صحن

☆ آپ ﷺ نے پہلا حج کیا۔ ب
(الف) 9 ہجری (ب) 10 ہجری
(ج) 11 ہجری (د) 12 ہجری

☆ مدنی دور مشتمل ہے۔ الف
(الف) ۱۰ برس پر (ب) ۱۲ برس پر (ج) ۱۳ برس پر (د) ۹ برس پر

☆ غزوہ بدر کے بعد کس قبیلے کو مدینہ سے نکلنا پڑا؟ ج
(الف) اوس (ب) خزرج
(ج) بنوقینقاع (د) بنوقریظہ

☆ غزوہ بدر میں کفار مکہ کا سپہ سالار کون تھا؟ د
(الف) ابولہب (ب) عبداللہ بن ابی
(ج) ابوسفیان (د) ابوجہل

☆ غزوہ بدر میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ ج
(الف) 12 مسلمان (ب) 10 مسلمان
(ج) 14 مسلمان (د) 16 مسلمان

☆ غزوہ بدر کا تفصیلی ذکر قرآن پاک کی سورت۔ الف
(الف) سورۃ انفال میں ہے (ب) سورۃ انعام میں ہے
(ج) سورۃ اعراف میں ہے (د) سورۃ توبہ میں ہے

☆ ابو جہل کو قتل کیا۔ د
(الف) حضرت علیؓ (ب) حضرت زیدؓ
(ج) امیر معاویہؓ (د) معوذؓ اور معاذؓ

☆ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تھی۔ ب
(الف) 300 (ب) 313
(ج) 414 (د) 370

☆ غزوہ بدر میں کفار مارے گئے تھے۔ ج
(الف) 90 (ب) 93
(ج) 70 (د) 65

☆ غزوہ بدر میں کفار کی تعداد تھی۔ ج
(الف) 710 (ب) 900
(ج) 1000 (د) 1100

☆ مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان پہلی جنگ تھی۔ ج
(الف) غزوہ احزاب (ب) غزوہ احد
(ج) غزوہ بدر (د) غزوہ تبوک

☆ غزوہ بدر پیش آیا۔ ج
(الف) 7 رمضان 3 ہجری میں (ب) 7 رمضان 4 ہجری میں
(ج) 17 رمضان 2 ہجری میں (د) 7 رمضان 5 ہجری میں

☆ ابو جہل مارا گیا تھا۔ ج
(الف) غزوہ احد میں (ب) غزوہ حنین میں
(ج) غزوہ بدر میں (د) غزوہ موتہ میں

☆ کس لڑائی کو یوم الفرقان کہا گیا ہے۔ د
(الف) غزوہ حنین کو (ب) غزوہ خیبر کو
(ج) غزوہ احزاب کو (د) غزوہ بدر کو

☆ غزوہ بدر کے کمسن شہید کا نام ہے۔ الف

(الف) حضرت معوذؓ (ب) حضرت معاذؓ

(ج) ابن مصعبؓ (د) ابن سعدؓ

☆ غزوہ احد کب ہوئی؟ ج

(الف) ۲ہجری میں (ب) ۴ہجری میں

(ج) ۳ہجری میں (د) ۷ہجری میں

☆ مشرکین مکہ کے ساتھ دوسری بڑی جنگ تھی۔ ج

(الف) غزوہ بدر (ب) غزوہ احزاب

(ج) غزوہ احد (د) غزوہ تبوک

☆ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا۔ ب

(الف) ابوجہل نے (ب) ہندہ نے

(ج) ابوسفیان نے (د) ام جمیل نے

☆ حضرت حمزہؓ کا حضور اکرم ﷺ سے رشتہ تھا۔ الف

(الف) چچا (ب) چچازاد (ج) ماموں (د) بھائی

☆ حضرت حمزہؓ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟ ب

(الف) غزوہ بدر (ب) غزوہ احد

(ج) غزوہ خندق (د) غزوہ حنین

☆ سیدالشہداء کس کو کہا جاتا ہے۔ الف

(الف) حضرت حمزہؓ کو (ب) حضرت علیؓ کو

(ج) حضرت مصعبؓ کو (د) حضرت عبداللہؓ کو

☆ آپ ﷺ نے غزوہ احد میں درے کی حفاظت کیلئے کتنے تیرانداز مقرر کیے۔ ج

(الف) 20 (ب) 40 (ج) 50 (د) 60

☆ غزوہ احد میں مسلمانوں کی تعداد تھی۔ د

(الف) 800 (ب) 1000

(ج) 900 (د) 700

☆ غزوہ احد میں کفار کی تعداد تھی۔ د

(الف) 2000 (ب) 4000

(ج) 10,000 (د) 3000

☆ غزوہ احد میں کتنے مسلمان شہید ہوئے۔ ب

(الف) 60 (ب) 70 (ج) 80 (د) 90

☆ حضور ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ ج

(الف) غزوہ خیبر میں (ب) غزوہ تبوک میں

(ج) غزوہ احد میں (د) غزوہ حنین میں

☆ ایک وحشی نے شہید کیا تھا۔ ج

(الف) حضرت علیؓ کو (ب) حضرت معاذؓ کو

(ج) حضرت حمزہؓ کو (د) حضرت حسینؓ کو

☆ آپ ﷺ کے ہم شکل تھے۔ د

(الف) حضرت بلالؓ (ب) حضرت علیؓ

(ج) حضرت انسؓ (د) حضرت مصعب بن عمیرؓ

☆ حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے۔ ج

(الف) غزوہ بدر میں (ب) غزوہ خندق میں

(ج) غزوہ احد میں (د) غزوہ تبوک میں

☆ کس صحابیؓ کے مشورہ پر غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودی گئی؟ د

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت صہیب رومیؓ (د) حضرت سلمان فارسیؓ

☆ جنگ خندق میں کفار نے کتنے دن تک محاصرہ کئے رکھا؟ ج

(الف) ۲۴ دن (ب) ۲۶ دن (ج) ۲۷ دن (د) ۲۸ دن

☆ غزوہ خندق کس سن میں ہوئی؟ الف

(الف) ۵ ہجری میں (ب) ۴ ہجری میں

(ج) ۶ ہجری میں (د) ۳ ہجری میں

☆ غزوہ خندق میں مشرکین کی تعداد کتنی تھی؟ ج

(الف) ۲۰ ہزار (ب) ۲۴ ہزار

(ج) ۱۰ ہزار (د) ۱۵ ہزار

☆ خندق کے لغوی معنی کیا ہیں؟ ج

(الف) صندوق (ب) باورچی خانہ

(ج) گہری کھائی (د) شہر

☆ غزوہ خندق میں اللہ کی مدد کس شکل میں آئی۔ **الف**

(الف) آندھی طوفان (ب) سیلاب

(ج) پتھروں کی بارش (د) زلزلوں کے ذریعے

☆ غزوہ خندق میں کس یہودی قبیلہ نے بدعہدی کی۔ **ج**

(الف) بنونضیر (ب) بنوقینقائع

(ج) بنوقریظہ (د) بنوسویق

☆ غزوہ خندق میں مسلمانوں کی تعداد **ب**

(الف) دوہزار (ب) تین ہزار

(ج) چارہزار (د) پانچ ہزار

☆ غزوہ خندق کا دوسرا نام ہے۔ **ب**

(الف) غزوہ بدر (ب) غزوہ احزاب

(ج) غزوہ حنین (د) غزوہ تبوک

☆ قریش مکہ کیلئے ایک حیرت انگیز چیز تھی۔ **ب**

(الف) غزوہ (ب) خندق (ج) معاہدہ (د) حج

☆ مشہور پہلوان عمرو بن عبدود مارا گیا تھا۔ **ب**

(الف) غزوہ تبوک میں (ب) غزوہ خندق میں

(ج) غزوہ بدر میں (د) غزوہ موتہ میں

☆ غزوہ خندق میں حضور ﷺ کے خیمے کا رنگ تھا۔ **د**

(الف) سفید (ب) نیلا (ج) سبز (د) سرخ

☆ اسلام سے قبل حضرت بلال غلام تھے۔ **ج**

(الف) ابوجہل کے (ب) ابوسفیان کے

(ج) امیہ کے (د) عبداللہ بن ابی کے

☆ اللہ کی عبادت کے لیے پہلا گھر۔ **ج**

(الف) مسجد نبوی (ب) مسجد اقصیٰ

(ج) بیت اللہ (د) مسجد ابراہیم

☆ صفہ واقع ہے۔ **ب**

(الف) مکہ میں (ب) مدینہ میں

(ج) طائف میں (د) جدہ میں

☆ پہلی اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ **د**

(الف) مکہ (ب) جدہ
(ج) فلسطین (د) مدینہ

☆ مسلمانوں کی ہدایت کا مرکز۔ **الف**

(الف) بیت اللہ (ب) مسجد نبوی
(ج) حجاز (د) بیت المقدس

☆ ابوسفیان کی بیوی کا نام۔ **ب**

(الف) ام جمیل (ب) ہندہ (ج) آسیہ (د) بریرہؓ

☆ ابولہب کی بیوی کا نام۔ **ب**

(الف) ہندہ (ب) اُم جمیل (ج) اُم سلمیٰ (د) آسیہ

☆ سریہ نخلہ کے قائد تھے۔ **ب**

(الف) عبداللہ بن عمرؓ (ب) عبداللہ بن جحشؓ
(ج) عبداللہ بن مسعودؓ (د) خالد بن ولیدؓ

☆ عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ **ب**

(الف) سریہ موتہ میں (ب) سریہ نخلہ میں
(ج) غزوہ تبوک میں (د) جنگ نہروان میں

☆ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ **ب**

(الف) سعد بن عبداللہؓ (ب) سعد بن معاذؓ
(ج) سعد بن عبادہؓ (د) حضرت زیدؓ

☆ بنوقریظہ قبیلہ تھا۔ **ب**

(الف) فرعون کا (ب) یہود کا
(ج) عیسائی کا (د) منافقین کا

☆ مدینہ میں یہود کے قبیلے آباد تھے۔ **ب**

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ اسلام کی پہلی ریاست کب اور کہاں قائم ہوئی؟

اسلام کی پہلی ریاست ہجرت مدینہ کے بعد ایک ہجری میں مدینہ منورہ میں قائم ہوئی۔

☆ مدینہ میں کون کون سے یہودی قبائل آباد تھے؟

(1) بنوقینقاع (2) بنونضیر (3) بنوقریظہ

☆ مسجد ضرار کیا ہے؟

یہ مسجد مدینہ میں منافقین نے مسجد نبوی کے مقابلہ میں تعمیر کی تھی تا کہ مسلمانوں میں تفریق کر دی جائے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو مسمار کرا دیا۔

☆ سن ہجری کا آغاز کب ہوا؟ اور کس نے کیا؟

ہجرت مدینہ کے بعد سن ہجری کا آغاز ہوا۔ اس واقعہ کی مناسبت سے مسلمانوں کے کیلنڈر کا آغاز ہوا۔ اور ہجرت کے بعد کے سارے واقعات اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ اس کا آغاز حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں کیا۔

☆ ہجرت مدینہ کی تاریخ بتائیں۔ اور اس سے کیا مراد ہے؟

27 صفر 13 نبوی بروز جمعرات جب کفار مکہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ پر ظلم وستم سے باز نہ آئے تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا اس ہجرت کو ہجرت مدینہ کہا جاتا ہے۔

☆ ہجرت مدینہ کے دوران سراقہ کا کردار تحریر کریں۔

قریش مکہ کی طرف سے حضور ﷺ کو گرفتار کرنے والے کو سو اونٹ دینے جانے کا اعلان سن کر سراقہ حضور ﷺ کا پیچھا کرتا ہوا آپ کے قریب پہنچ گیا اس وقت آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اے اللہ اس کے شر سے بچانا۔ جیسے ہی وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ اس نے حضور ﷺ سے پناہ مانگی۔ آپ ﷺ نے اسے معاف بھی کیا اور کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی خوشخبری بھی دی۔

☆ کن دو اشخاص نے انعام کے لالچ میں حضورؐ کو گرفتار کرنے کے لئے پیچھا کیا اور مشرف بہ اسلام ہوئے؟

(الف) سراقہ بن جعشم (ب) بریدہ اسلمی

☆ حضور ﷺ قباء میں کب پہنچے؟

آپ ﷺ ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی دوشنبہ کو قباء میں پہنچے۔

☆ مورخین حضور اکرم ﷺ کی زندگی کو کتنے ادوار میں تقسیم کرتے ہیں؟ اور وہ کون کون سے ہیں؟

مؤرخین نے حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کو دو ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) مکی دور ۵۳ سال (۲) مدنی دور تقریباً ۱۰ سال

☆ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو پہلا جمعہ کہاں اور کب پڑھایا؟ اور کتنے لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی؟

ہجرت مدینہ کے دوران جب آپ ﷺ قباء میں چند دن قیام کے بعد آگے بڑھے تو راستے میں بنی سالم کے محلے میں نماز جمعہ ادا کی اور تقریباً سو آدمیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھا۔

☆ وہ کون سے انصاری صحابی ؓ تھے جنہوں نے اپنے مہاجر بھائی کو نکاح کیلئے دو بیویوں میں سے ایک پیش کر دی؟

مواخات مدینہ کے موقع پر انصار نے جس ایثار و فیاضی کا ثبوت دیا اس کی حد یہ ہے کہ حضرت سعد بن ربیع ؓ جن کی دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو پیشکش کی کہ آپ جس کو نکاح کیلئے پسند کریں میں طلاق دے دیتا ہوں۔

☆ غزوہ بدر کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دعا فرمائی؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رات اللہ کے حضور یہ دعا کرتے رہے۔

"اے اللہ یہ قریش اپنے ساز و سامان اور فخر و غرور کے ساتھ آ گئے ہیں۔ یہ اس لئے آئے ہیں کہ تیرے ساتھ جنگ کریں اور تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں۔"

"اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے پورا کر"۔

"اے اللہ اگر آج تیرے یہ مٹھی بھر بندے مٹ گئے تو زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔"

☆ اسیران بدر کے حوالے سے کوئی سے دو امور بیان کیجیے۔

(i) اسیران بدر کے ساتھ حسن سلوک کیا گیا (ii) ان کی رہائش اور خوراک کا اہتمام کیا گیا۔

(iii) اسیران بدر کی تحریری صلاحیت سے فائدہ اٹھایا گیا۔

☆ غزوہ بدر میں کفار کے سامان جنگ کی کیا صورتحال تھی؟ اور مسلمانوں کی کیا صورتحال تھی؟

(الف) کفار کے پاس ایک ہزار جانباز، سات سو اونٹ، تین سو گھوڑے اور اسلحہ اور دیگر ساز و سامان کی فراوانی تھی۔

(ب) مسلمانوں کا لشکر تین سو تیرہ صحابہ، ستر اونٹ، دو گھوڑے، آٹھ تلواریں اور چھ زرہ بکتر پر مشتمل تھا۔

☆ غزوہ بدر سے پہلے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کس نے کیا؟

ربیع الاول دو ہجری میں قریش کے سردار کرز بن جابر نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر کے

مسلمانوں کے مویشی لوٹ لئے۔

☆ **حضرت ابوجندلؓ کے واپس بھیجنے کی وجوہات لکھئے۔**

صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں یہ طے پایا گیا کہ اگر مکہ سے کوئی مسلمان ہوکر مدینہ آئے تو اُسے واپس مکہ بھیج دیا جائے گا۔ اس معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے آپ ﷺ نے حضرت ابوجندلؓ جو کہ مسلمان ہو چکے تھے انہیں واپس کفار مکہ کے حوالے کردیا۔

☆ **مال غنیمت سے کیا مراد ہے؟**

مال غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو کہ مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں ہاتھ لگتا ہے اس کا پانچواں حصہ مرکزی حکومت کو بھیج دیا جاتا ہے۔

☆ **مال فے کسے کہتے ہیں؟**

فے اس مال کو کہتے ہیں جو دشمن سے جنگ میں بلا مقابلہ ہاتھ لگ جاتا ہے اس قسم کے مال کو مسلمانوں میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ یہ مال مرکزی حکومت کے زیر تصرف رہتا ہے۔

☆ **زکوٰۃ اور جزیہ میں کیا فرق ہے؟**

زکوٰۃ صرف ان مسلمانوں پر فرض ہے جو صاحب حیثیت ہوں۔ جزیہ صرف غیر مسلم یہود و نصاریٰ سے وصول کیا جاتا ہے جس کے عوض حکومت ان کے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرتی ہے۔

☆ **غزوہ احد میں عبداللہ بن ابی کا کردار لکھیں۔**

عبداللہ بن ابی بہت بڑا منافق تھا۔ بلکہ رئیس المنافقین تھا۔ غزوہ احد میں جب آپ ﷺ اپنے لشکر کے ہمراہ میدان احد میں پہنچے ہی تھے کہ عبداللہ بن ابی منافقت کرتے ہوئے تین سو افراد کو لے کر واپس مدینہ چلا گیا کہ جب آپ ﷺ نے ہماری بات ہی نہیں مانی تو ہم کیوں ان کے لیے اپنی جانیں دیں۔

☆ **چار محترم مہینوں کے نام لکھیں اور ان کو حرام کہنے کی وجہ لکھئے۔**

ان چار مہینوں کو حرام یعنی محترم ٹھہرانے کی وجہ یہ ہے کہ ذیعقد، ذی الحج، محرم یہ تین مہینے متواتر حج کی تیاری حج کرنے اور حج کی ادائیگی کے بعد واپسی کیلئے اور چوتھا رجب خاص طور پر عمرہ کیلئے ہے لہذا حج اور عمرہ کے سفر کو پرامن اور آرام دہ بنانے کیلئے ان مہینوں کو محترم قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے ان مہینوں میں ہر قسم کی لڑائی اور جھگڑوں کی ممانعت ہے۔

محرم۔ رجب۔ ذیقعد۔ ذی الحج

☆ **سقیفہ بنی ساعدہ سے کیا مراد ہے؟**

سقیفہ بنی ساعدہ ایک مقام کا نام ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ابھی آپ ﷺ کی تدفین بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ کی جانشینی کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ

میں جمع ہو کر جانشینی کا دعویٰ کر دیا کہ حضور ﷺ کا جانشین انصار میں سے ہو۔ یہ اطلاع حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچی۔ وہ حضرت عمر فاروقؓ اور ابوعبیدہ کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے جہاں انصار جمع تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں انتہائی نرمی سے سمجھایا۔ اس طرح اس وقت اتفاق رائے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔

☆ **جنگ ذات السلاسل کی وجہ بتائیں۔**

ذات السلاسل وادی القریٰ سے آگے ایک جگہ کا نام ہے۔ [illegible] شمہ کا نام ہے۔ اس مقام پر مسلمان اترے تھے۔ اسی بناء پر اس مہم کا نام جنگ ذات السلاسل پڑ گیا۔ جنگ موتہ کے بعد رومیوں کی قوت کو کمزور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو ایک لشکر دے کر روانہ کیا۔ کیونکہ یہ اطلاع بھی آپ ﷺ کو ملی تھی کہ بنو قضاعہ نے مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے ایک لشکر بھی تیار کیا ہوا ہے۔

☆ **غزوہ بدر میں مبارزت کے بارے میں لکھیں۔**

غزوہ بدر میں جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو قریش مکہ کے ایک ہی خاندان کے تین جنگجو عتبہ، شیبہ اور ولید ان تینوں نے مسلمانوں کو لڑنے کے لیے للکارا دعوت مبارزت دی کہ کون ہے ہمارے مدمقابل تو مسلمانوں کی طرف سے حضرت عبیدہؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ میدان میں اترے اور ان تینوں کو ڈھیر کر دیا گیا۔

☆ **مہاجرین وانصار کا مفہوم لکھیں۔**

مہاجرین وہ جو ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے اور انصار وہ جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کی مدد کی۔

☆ **حضرت ایوبؓ کی مہمان نوازی لکھیں۔**

ہجرت مدینہ کے بعد حضور ﷺ چھ ماہ تک حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر پر قیام پذیر رہے اس دوران حضرت ابوایوب انصاریؓ آپ ﷺ کیلئے ضرورت سے زیادہ کھانا بھیجتے رہے۔ تاکہ آپ ﷺ کا جھوٹا کھانا کھا کر برکت حاصل کریں۔

☆ **تین غیر عرب مسلمان غلاموں کے نام لکھیں۔**

(۱) حضرت بلالؓ (۲) حضرت سلمان فارسیؓ (۳) حضرت صہیب رومیؓ

☆ **رہبانیت سے کیا مراد ہے؟**

حصول رضائے الٰہی کی خاطر مادی ضروریات کو ترک کر کے جنگلوں اور بیابانوں میں رہنا رہبانیت کہلاتا ہے۔

☆ **اسلام کی پہلی یونیورسٹی پر نوٹ لکھیں۔**

مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آپ ﷺ نے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اسی مسجد میں ایک صفہ نامی چبوترہ تھا اسی چبوترہ پر آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو تعلیم دیا کرتے تھے اس لحاظ سے یہ اسلام کی

پہلی درسگاہ یا یونیورسٹی کہلاتی ہے۔

☆ عہد نبوی ﷺ کے نظام حکومت کے چار نکات تحریر کریں؟

(۱) حاکمیت الٰہی (۲) اقامت صلوٰۃ وزکوٰۃ (۳) بنیادی حقوق (۴) مضبوط دفاعی نظام

☆ آپ ﷺ کی سچائی پر نوٹ لکھیں۔

آپ ﷺ کی پوری زندگی سچائی سے بھری ہوئی ہے۔ حتی کہ کفار مکہ دشمنی کے باوجود بھی آپ ﷺ کو صادق اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔ کفار مکہ کے تمام بڑے سردار مثلاً ابوجہل۔ ابوسفیان اور ابولہب بھی آپ ﷺ کی سچائی کو تسلیم کرتے تھے اپنی سچائی کی تصدیق آپ ﷺ نے کوہ صفاء پر اعلان نبوت سے پہلے بھی قریش مکہ سے لی۔

☆ میثاق مدینہ میں شامل دو گروہوں کے نام لکھیں۔

بنونضیر، بنوقریظہ/مسلمان اور یہود۔

☆ مواخات مدینہ سے کیا مراد ہے؟

مواخات کا لفظ ''اخ'' سے نکلا ہے اس کا معنی ہے بھائی بھائی بنانا اور باہمی بھائی چارہ قائم کرنا۔ مواخات مدینہ سے مراد تاریخ اسلام کا وہ عظیم واقعہ ہے جس میں حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد انصار و مہاجرین کو بھائی بھائی بنایا۔

☆ میثاقِ مدینہ سے کیا مراد ہے؟

میثاق مدینہ سے مراد ہجرت کے بعد مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہونے والا وہ پہلا تحریری معاہدہ ہے جو کہ یہود سمیت مدینہ میں بسنے والے دوسرے لوگوں اور مسلمانوں کے درمیان ۱ھ میں ہوا۔

☆ میثاقِ مدینہ کے کوئی سے چار نکات بیان کریں۔

(الف)	وحدت ملی	(ب)	رسول ﷺ کی حیثیت
(ج)	حرمت مسلم	(د)	خون بہا کا پرانا طریقہ

☆ میثاق مدینہ کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ کوئی سے دو لکھیں۔

(الف) رسول کریم ﷺ بحیثیت سربراہ (ب) تخریبی عناصر کا قلع قمع

☆ اسلام کی پہلی اور دوسری ہجرت کا نام بتائیں۔

سب سے پہلی ہجرت حبشہ ہے اور اس کے بعد ہجرت مدینہ ہے۔

☆ ہجرت کے معنی و مفہوم تحریر کریں۔

ہجرت کے معنی چھوڑنا۔ ترک کرنا یا الگ ہونا ہے۔ اصطلاح میں اللہ کی رضا اور دین کی حفاظت کے لیے غیر محفوظ جگہ چھوڑ کر محفوظ جگہ جانا ہجرت کہلاتا ہے۔

☆ حجاز کے دو شہروں کے نام لکھیں۔

(۱) مکہ (۲) مدینہ۔ ان کو حرمین شریفین بھی کہا جاتا ہے۔

☆ ہجرت مدینہ کے دو نتائج لکھیں۔

(۱) حضور ﷺ کو سربراہ تسلیم کرنا۔ (۲) اسلامی ریاست کی داغ بیل

☆ غزوہ بدر میں مشرکین کا سردار تھا؟

غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کا سردار ابو جہل تھا۔

☆ غزوہ بدر میں قتل ہونے والے چار کفار کے نام بتائیں۔

(۱) ابو جہل (۲) عقبہ بن ابی معیط (۳) ولید بن مغیرہ (۴) شیبہ

☆ غزوہ احد میں درہ کی اہمیت بتائیں یا حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کا کردار لکھئے۔

میدان احد میں ایک درہ تھا۔ حضور ﷺ کو خطرہ تھا کہ کہیں دشمن اس طرف سے حملہ آور نہ ہو جائے آپ ﷺ نے جنگی بصیرت سے کام لیتے ہوئے عبداللہ بن جبیرؓ کو پچاس تیراندازوں کے ساتھ اس درہ پر متعین فرمایا تا کہ مسلمان سپاہی پیچھے سے اچانک حملہ سے محفوظ رہیں اور یہ حکم دیا کہ فتح ہو یا شکست تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔

☆ غزوہ احد میں مسلمانوں کو کیا سبق ملا؟

مسلمانوں کو یہ سبق ملا کہ فتح و کامرانی کا انحصار نظم و ضبط اور اطاعت امیر میں ہے اور یہ کہ جنگ مال کے جذبے سے بے بہرہ ہو کر لڑی جائے۔

☆ ابولہب نے اپنی لونڈی کو کیوں آزاد کیا؟

حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں۔

☆ غزوہ بدر کا فوری سبب کیا تھا؟

غزوہ بدر کا فوری سبب ابوسفیان کا تجارتی قافلہ تھا جو کہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے تجارتی مال لے کر واپس آ رہا تھا کسی نے افواہ اڑا دی کہ مسلمان اسی قافلے کو لوٹنے کی تیاری کر رہے ہیں اس لیے ابوسفیان نے قاصد کے ذریعے ابو جہل سے مدد مانگی چنانچہ ابو جہل لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے چل پڑا اگرچہ ابوسفیان خیریت سے مکہ پہنچ گیا۔

☆ غزوہ احد میں شکست کی دو وجوہات لکھیں۔

(۱) عبداللہ بن ابی کی غداری (۲) درے والوں کی غلطی

☆ غزوہ احد میں پہاڑی درہ پر کمانڈر کون تھے؟

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ تھے۔ جنہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ درہ کو نہ چھوڑیں گے۔

☆ غزوہ احد کے دو نتائج تحریر کریں۔

(۱) فتح و کامرانی کا انحصار اطاعت امیر پر ہے۔

(۲) مدینہ سے یہودیوں کے دوسرے قبیلے بنو نضیر کی جلاوطنی

☆ غزوہ احد کے اسباب کیا تھے؟ کوئی سے دو بیان کریں۔

(الف) قریش کی مستقل مخالفت (ب) انتقامی جذبہ

☆ غزوہ اُحد میں خواتین کا کردار تحریر کیجئے۔

غزوہ بدر کی شکست کے بعد قریش مکہ کی معزز خواتین مثلاً ہندہ اور اُم حکیم نے درد انگیز اشعار اور نوحہ خوانی سے قریش مکہ کو جنگ کیلئے نہ صرف آمادہ کیا بلکہ دوران جنگ قریش مکہ کی خواتین نے اپنے سپاہیوں کے لئے جوش دلانے والے گیت اور ترانے گانے شروع کر دیئے۔

☆ جنگ احد سے مسلمانوں کو کیا درس ملا؟

جنگ احد میں مسلمانوں کو یہ درس ملا کہ فتح و کامرانی کا انحصار نظم و ضبط اور اطاعت امیر میں ہے اور یہ کہ جنگ مال کے جذبہ سے بے بہرہ ہو کر لڑی جائے تو فتح یقینی ہے۔

☆ غزوہ احد میں مسلمانوں کے نقصان کی وجہ لکھیں۔

اصل وجہ درہ والوں کی غلطی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی نگرانی میں ایک تیر انداز دستہ درہ پر مامور فرمایا تھا۔ درہ والوں نے جب دیکھا کہ کفار مکہ میدان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں اور مسلمانوں کو فتح ہوگئی ہے تو وہ مال غنیمت کو حاصل کرنے کے لیے صبر نہ کر سکے اور روکنے کے باوجود درہ چھوڑ دیا۔ اس طرح بھاگتے ہوئے کفار مکہ نے دوبارہ حملہ کیا جس کی وجہ سے بہت بڑا جانی نقصان مسلمانوں کو ہوا۔

☆ غزوہ خندق کو غزوہ احزاب کیوں کہتے ہیں؟

احزاب کے معنی گروہ یا قبیلہ کے ہیں اور اس میں یہودیوں کی سازش سے عرب کے مختلف قبائل اور قریش نے مل کر حملہ کیا۔ اس لئے اسے غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔

☆ غزوہ خندق کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ چار بتائیں۔

(الف) بنو قریظہ کا خاتمہ (ب) اشاعت اسلام میں ترقی

(ج) مسلمانوں کا رعب و جلال (د) کفار کی عسکری قوت کا خاتمہ

☆ غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟

غزوہ وہ لڑائی جس میں آنحضرت ﷺ نے شرکت کی ہو اور سریہ وہ لڑائی ہے جس میں حضور ﷺ نے خود شرکت نہ کی ہو۔ بلکہ کسی صحابی کو سپہ سالار بنا کر بھیجا ہو۔

☆ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے بارے میں کیا فیصلہ کیا گیا؟

ان کے بارے میں یہ طے پایا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں، بچوں کو

غلام اور لونڈی بنا لیا جائے۔

☆ **خندق کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کتنی تھی؟**

خندق کی لمبائی ساڑھے تین میل چوڑائی پندرہ فٹ اور گہرائی بھی پندرہ فٹ تھی۔

☆ **غزوہ خیبر کے دو نتائج لکھیں۔**

(۱) فتح مکہ کا سبب (۲) یہود کا خاتمہ

☆ **غزوہ احزاب کی وجہ تسمیہ تحریر کریں۔**

(۱) یہود کا کفار سے گٹھ جوڑ (۲) کفار کا انتقامی جذبہ۔ اس غزوہ کو غزوہ احزاب اس لیے کہتے ہیں کہ احزاب کے معنی گروہ قبیلہ کے ہیں۔ اس میں یہودیوں کی سازش سے عرب کے مختلف قبائل اور قریش نے مل کر مسلمانوں کے خلاف قوت استعمال کی اس لیے اسے غزوہ احزاب کہتے ہیں۔

☆ **معاہدہ حدیبیہ کے چار نکات تحریر کریں۔**

(۱) اس سال مسلمان بیت اللہ کی زیارت کیے بغیر واپس چلے جائیں۔

(۲) اگلے سال آئیں اور صرف تین دن قیام کریں۔

(۳) مسلمان اگلے سال اسلحہ نہیں لائیں گے۔

(۴) مکہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔

☆ **حضرت ابوجندلؓ کون تھے؟**

ابوجندل سہیل بن عمرو کے بیٹے تھے جو مسلمان ہو گئے تھے اور مکہ میں مقیم تھے صلح حدیبیہ کے وقت یہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے معاہدہ کی رو سے انہیں واپس کفار کے سپرد کر دیا۔

☆ **بیعت رضوان سے کیا مراد ہے؟**

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت عثمانؓ کی واپسی میں تاخیر کی وجہ سے افواہ پھیل گئی کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے۔ اس خبر سے آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو بہت سخت صدمہ ہوا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے تمام صحابہ کرامؓ سے حضرت عثمانؓ کے خون کے قصاص لینے کی بیعت لی۔ تاریخ اسلام میں اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

☆ **عام الفیل سے کیا مراد ہے؟**

عام سال کو کہتے ہیں اور فیل ہاتھی کو کہتے ہیں حضور ﷺ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے یمن کے حاکم ابرہہ نے خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کے لیے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا اس لیے اس سال کو عام الفیل ہاتھیوں والا سال کہتے ہیں۔

☆ بنو قریظہ کو آپ ﷺ نے سخت سزا کیوں دی؟

غزوہ خندق میں عین خطرے کے وقت بنو قریظہ نے حضور ﷺ سے عہد شکنی کی اس لئے غزوہ خندق کے فوراً بعد آپ ﷺ نے بنو قریظہ کا محاصر کر کے ان کے تمام جنگجو مردوں کو قتل کر دیا گیا اور بچوں اور عورتوں کو غلام بنا لیا گیا اور یہ سزا ان کی کتاب کے مطابق تجویز کی گئی تھی۔

☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کون تھے؟

مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے انصاری صحابی تھے۔ آپؓ کو میزبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہا جاتا ہے۔ ہجرت مدینہ کے وقت سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؓ کے مقام پر قیام فرمایا تھا۔

☆ خیمہ ام معبد کے بارے میں چار سطریں تحریر کیجئے۔

ہجرت مدینہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس قافلہ نے قبیلہ بنوخزاعہ کی ایک عورت عاتکہ بنت خالد جو ام معبد کے نام سے مشہور تھی اور مسافروں کی میزبانی کیا کرتی تھی، اس کے خیمے میں تھوڑی دیر قیام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بکری کا دودھ نکالا۔ سب کو پلایا اور آخر میں خود پیا اور باقی دودھ اُم معبد کے شوہر کیلئے رکھ دیا۔ اُم معبد نے اس مختصر قیام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت دلکش تصویر کھینچی۔

☆ انصار کے ایثار کی وضاحت کیجئے۔

ہجرت مدینہ کے بعد انصار مدینہ نے مکہ مکرمہ کے مہاجر مسلمانوں کیلئے مالی اور جانی ایثار کے بے مثال مناظر پیش کئے۔ انصار نے مہاجرین کیلئے اپنے مکانات اور اپنی زمینوں میں ایثار کیا۔ اگر کوئی مہاجر صحابی بغیر نکاح کے تھے تو ان کیلئے انصاری بھائی نے اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کو طلاق دے کر مہاجر بھائی کے نکاح میں دے دیا۔

☆ سعد بن معاذ کا واقعہ تحریر کیجئے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے غزوہ احزاب کے بعد یہود کے قبیلہ بنوقریظہ کی عہد شکنی کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ یہود کے قبیلہ بنوقریظہ کے لڑنے والے مرد قتل کر دیئے جائیں۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کا تمام مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

☆ قبیلہ اوس اور خزرج کی وضاحت کیجئے۔

اوس اور خزرج مدینہ منورہ کے دو اہم عرب قبائل تھے۔ زمانہ اسلام سے قبل بت پرستی میں مبتلا تھے۔ دونوں قبائل کے چند سرکردہ افراد نے ہجرت مدینہ سے قبل ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ انصارِ مدینہ دراصل انہی قبائل کے مسلمان افراد کا لقب ہے۔

☆ مسجد ضرار کہاں واقع ہے؟ نیز اس کے بنانے والے کا نام بتائیں۔

مدینہ منورہ کی نواحی بستی میں ایک میل کی مسافت پر واقع تھی۔ منافقین نے ابو عامر (راہب) کے کہنے پر تعمیر کی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر اس مسجد کو منہدم کر دیا گیا۔

صلح حدیبیہ، (بیعت رضوان) سلاطین کے دعوت نامے

فتح مکہ ،خطبہ حجة الوداع

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ صلح حدیبیہ کب ہوئی؟ (د)

(الف) ۸ ہجری میں (ب) ۷ ہجری میں

(ج) ۵ ہجری میں (د) ۶ ہجری میں

☆ اللہ تعالیٰ نے فتح مبین قرار دیا ہے۔ (ب)

(الف) میثاق مدینہ کو (ب) صلح حدیبیہ کو

(ج) غزوہ حنین کو (د) غزوہ بدر کو

☆ حدیبیہ نام ہے۔ (ب)

(الف) آدمی کا (ب) کنویں کا نام

(ج) ملک کا (د) چیز کا

☆ صلح حدیبیہ کے بعد کونسی سورۃ نازل ہوئی۔ (ج)

(الف) العصر (ب) النصر

(ج) الفتح (د) النور

☆ صلح حدیبیہ کے مطابق کونسا قبیلہ مسلمانوں کا حلیف بن گیا تھا۔ (ج)

(الف) بنو ہاشم (ب) بنو نصیر

(ج) خزاعہ (د) بنو تغلب

☆ بیعت رضوان یا صلح حدیبیہ کے وقت آپ ﷺ کے ہمراہ کتنے صحابہؓ تھے؟ (د)

(الف) 11 سو (ب) 12 سو

(ج) 13سو (د) 14سو

☆ آپ ﷺ نے قصاص عثمانؓ کیلئے صحابہؓ سے بیعت لی تھی اس بیعت کو کہا جاتا ہے۔ **الف**

(الف) رضوان (ب) رحمان

(ج) افہام (د) قربان

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی طرف سے سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ **ج**

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ بن عفان (د) حضرت علیؓ

☆ صلح حدیبیہ کی تحریر کس نے لکھی؟ **د**

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ بن عفان (د) حضرت علیؓ

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کی طرف سے نمائندہ بن کر آئے۔ **د**

(الف) خالد بن ولید (ب) ابوسفیان

(ج) ابوطالب (د) سہیل بن عمرو

☆ چھ ہجری میں صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کیلئے گئے تو آپ ﷺ نے پڑاؤ کیا تھا۔ **د**

(الف) مصر میں (ب) روم میں

(ج) شام میں (د) حدیبیہ میں

☆ حدیبیہ کے موقع پر زنجیروں میں جکڑے ہوئے آئے۔ **ب**

(الف) ابوسفیان (ب) ابوجندل

(ج) ابوجہل (د) ابوطالب

☆ مکہ فتح ہوا۔ **د**

(الف) 5ہجری (ب) 6ہجری

(ج) 7ہجری (د) 8ہجری

☆ مکہ ہجرت سے کتنے عرصہ بعد فتح ہوا؟ **ب**

(الف) 7سال بعد (ب) 8سال بعد

(ج) 9سال بعد (د) 10سال بعد

☆ فتح مکہ کے موقع پر اسلامی لشکر کی تعداد کتنی تھی؟ **ج**

(الف) 14ہزار (ب) 13ہزار

(ج) 10 ہزار (د) 18 ہزار

☆ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے کفار مکہ کو
الف

(الف) معاف کیا (ب) جلاوطن کیا
(ج) قید کیا (د) قتل کیا

☆ عکرمہ بن ابوجہل نے کب اسلام قبول کیا۔
د

(الف) غزوہ بدر کے بعد (ب) غزوہ خندق کے بعد
(ج) غزوہ تبوک کے بعد (د) فتح مکہ کے بعد

☆ ہجرت سے آٹھ سال بعد فتح ہوا۔
ب

(الف) مدینہ (ب) مکہ مکرمہ
(ج) طائف (د) شام

☆ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے کس کے گھر کو دارالامان قرار دیا۔
د

(الف) حضرت ابوبکر صدیق ؓ (ب) حضرت عمر فاروق ؓ
(ج) ابوطالب ؓ (د) ابوسفیان ؓ

☆ ابوسفیان ؓ نے اسلام قبول کیا۔
د

(الف) خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر (ب) میثاق مدینہ کے موقع پر
(ج) صلح حدیبیہ کے موقع پر (د) فتح مکہ کے موقع پر

☆ قریش نے تجدید عہد کیلئے کس کو مکہ بھیجا؟
الف

(الف) ابوسفیان ؓ (ب) ابولہب
(ج) امیہ بن خلف (د) سہیل بن عمرو

☆ حضور ﷺ نے آخری خطبہ کہاں ارشاد فرمایا؟
ج

(الف) منیٰ (ب) صفا
(ج) عرفات (د) حرا

☆ حجۃ الوداع کس سن میں وقوع پذیر ہوا؟
د

(الف) ۸ ہجری میں (ب) ۷ ہجری میں
(ج) ۹ ہجری میں (د) ۱۰ ہجری میں

☆ آپ ﷺ نے کتنی مرتبہ حج ادا کیا۔
الف

(الف) ایک بار (ب) دو بار

(ج) تین بار (د) چار بار

☆ خطبہ حجۃ الوداع کو کیا نام دیا جاتا ہے۔ **الف**

(الف) بنیادی حقوق کا چارٹر (ب) معاشی خطبہ

(ج) مطالباتی خطبہ (د) عام تقریر

☆ حریت انسانی کا بین الاقوامی اور بین الانسانی منشور ہے۔ **ج**

(الف) میثاقِ مدینہ (ب) صلح حدیبیہ

(ج) خطبہ حجۃ الوداع (د) مواخات مدینہ

☆ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ **ج**

(الف) صلح حدیبیہ (ب) میثاق مدینہ

(ج) خطبہ حجۃ الوداع (د) مواخات مدینہ

☆ خطبہ حجۃ الوداع اسلام کے.................راسخ بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ **ب**

(الف) سیاسی نظام کی (ب) معاشرتی نظام کی

(ج) اقتصادی نظام کی (د) معاشی نظام کی

☆ آپ ﷺ کو صادق اور امین پکارتے تھے۔ **الف**

(الف) قریش مکہ (ب) طائف والے

(ج) عیسائی (د) یہودی

☆ حاکمیت اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ کو سمجھا جاتا ہے۔ **ج**

(الف) عیسائیت میں (ب) یہودیت میں

(ج) اسلام میں (د) بدھ مت میں

☆ مسلمانوں کی امن پسندی کا واضح ثبوت تھا۔ **ب**

(الف) میثاق مدینہ (ب) صلح حدیبیہ

(ج) ہجرت مدینہ (د) غزوہ بدر

☆ جس سال بہت وفود دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اسے کہتے ہیں۔ **د**

(الف) غم کا سال (ب) خوشی کا دن

(ج) عام الحزن (د) عام الوفود

☆ میدان عرفات میں دیا گیا۔ **الف**

(الف) خطبہ حجۃ الوداع (ب) میثاق مدینہ

(ج) صلح حدیبیہ　(د) زکوٰۃ کا نظام

ب

☆ قیصر روم کے پاس نامہ مبارک لے گئے تھے۔

(الف) حضرت خالد بن ولیدؓ　(ب) حضرت دحیہ کلبی

(ج) حضرت زید بن ثابتؓ　(د) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

ج

☆ خسرو پرویز کے پاس بھیجا گیا تھا۔

(الف) حضرت حارث بن عمرؓ کو　(ب) حضرت سعد بن ربیعؓ کو

(ج) حضرت عبداللہ بن حذیفہؓ کو　(د) حضرت عباسؓ کو

الف

☆ نجاشی کے دربار میں نامہ مبارک لے کر گئے۔

(الف) حضرت عمرو بن امیہؓ　(ب) حضرت عثمان بن عفانؓ

(ج) عبداللہ بن ربیعؓ　(د) حضرت حارث بن عمرؓ

ب

☆ مقوقس کے پاس بھیجا گیا تھا۔

(الف) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو　(ب) حضرت حاطبؓ کو

(ج) قاسم بن ربیعہ ثقفیؓ کو　(د) حضرت جعفر طیارؓ کو

ج

☆ منذر بن ثابت کے پاس گئے۔

(الف) حضرت عبداللہ بن حذیفہؓ　(ب) حضرت عثمانؓ

(ج) حضرت علا بن الحضرمیؓ　(د) عبداللہ بن قیسؓ

ج

☆ عمان کے حاکم کے پاس گئے۔

(الف) حضرت جعفر طیارؓ　(ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عمرو بن العاصؓ　(د) سہیل بن عمرو

د

☆ حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا۔

(الف) 12 ربیع الاول 13 ہجری میں　(ب) 12 ربیع الاول 15 ہجری میں

(ج) 12 ربیع الاول 12 ہجری میں　(د) 12 ربیع الاول 11 ہجری میں

ج

☆ ہرقل بادشاہ تھا۔

(الف) شام کا　(ب) مصر کا

(ج) روم کا　(د) بحرین کا

ب

☆ خسرو پرویز بادشاہ تھا۔

(الف) طائف کا　(ب) ایران کا

(ج) روم کا (د) عراق کا

☆ خسرو پرویز کو کس نے قتل کیا۔ **ب**

(الف) وحشی نے (ب) اس کے بیٹے نے

(ج) اس کے حریف نے (د) اس کے درباری نے

☆ حضور ﷺ کا نام مبارک کس بادشاہ نے چاک کیا۔ **د**

(الف) ہرقل نے (ب) مقوقس نے

(ج) منذر بن ثابت نے (د) خسرو پرویز نے

☆ نجاشی بادشاہ تھا۔ **د**

(الف) بصرہ کا (ب) کوفہ کا

(ج) ایران کا (د) حبشہ کا

☆ مقوقس حاکم تھا۔ **الف**

(الف) مصر کا (ب) بغداد کا

(ج) فلسطین کا (د) عراق کا

☆ بحرین کا حاکم تھا۔ **د**

(الف) ہرقل (ب) نجاشی

(ج) خسرو پرویز (د) منذر بن ثابت

☆ حاکم عمان قیصر اور عبد تھے۔ **ج**

(الف) باپ بیٹا (ب) چچازاد

(ج) بھائی (د) چچا بھتیجا

☆ مدینہ میں صدقات اور زکوٰۃ کا حساب رکھتے تھے۔ **ب**

(الف) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (ب) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (د) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

☆ معاہدے تحریر کرنے کا کام کرتے تھے۔ **الف**

(الف) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (ب) حضرت سعد رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت مصعب رضی اللہ عنہ (د) حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت

☆ غیر ملکی خط و کتابت کے انچارج تھے۔ **ج**

(الف) حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت عبداللہ بن ارقمؓ (د) حضرت علیؓ

☆ کتابت وحی کے نگران تھے۔ ب

(الف) خالد بن ولیدؓ (ب) حضرت زید بن ثابتؓ

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (د) حضرت ابوطالبؓ

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ حضور ﷺ نے کن فرمانرواؤں کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے؟

حبشہ کے بادشاہ نجاشی، حاکم عمان قیصر اور عبد، روم کے بادشاہ ہرقل، ایران کے بادشاہ خسرو پرویز، حاکم مصر مقوقس اور حاکم بحرین منذر بن ثابت کی طرف دعوتی خطوط روانہ کیے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صلح حدیبیہ کو کیا قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا۔ سورۃ کا نام سورۃ فتح ہے۔

☆ حضرت عثمان کے قتل کی افواہ پر آپ ﷺ نے کیا کیا؟

آپ ﷺ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر مسلمانوں کی بیعت لی کہ وہ حضرت عثمانؓ کا بدلہ لئے بغیر نہ جائیں گے۔

☆ بیعت رضوان کے متعلق کون سی قرآنی آیت نازل ہوئی؟

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ

"بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی تھا جب کہ وہ آپؐ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔"

☆ صلح حدیبیہ کے کوئی سے چار اثرات یا فوائد بیان کریں۔

(الف) فتح مبین کی بشارت (ب) ہمسایہ قبائل پر اثر ورسوخ

(ج) بیت اللہ کی زیارت کا حق (د) اسلامی ریاست کا استحکام

☆ بنو خزاعہ کی داستان پر درد سننے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کون سی تین شرائط قریش کے سامنے رکھیں؟

(الف) مقتولین بنو خزاعہ کا خون بہا ادا کیا جائے۔

(ب) قریش بنو بکر کی حمایت چھوڑ دیں۔

(ج) اعلان کیا جائے کہ معاہدہ صلح حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

☆ صلح حدیبیہ کب اور کس مقام پر ہوئی؟

صلح حدیبیہ 6 ہجری میں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان مقام حدیبیہ پر ہوئی۔

☆ صلح حدیبیہ کے دو مقاصد بیان کریں۔

(i) مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کا قبول کیا جانا۔

(ii) بیت اللہ کی زیارت کا حق۔

(iii) مسلمانوں کی امن پسندی کا ثبوت۔

(iv) جنگ و جدل کا خاتمہ۔

☆ صلح نامہ حدیبیہ پر مسلمانوں اور کفار کی طرف سے کس کس نے دستخط کیے؟

مسلمانوں کی طرف سے محمد بن عبداللہ حضور ﷺ نے دستخط کیے۔ اور کفار مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو نے دستخط کیے۔

☆ مکہ میں فاتحانہ داخلے کے وقت حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

حضور ﷺ نے فرمایا:

(الف) ایسے شخص پر ہتھیار نہ اٹھایا جائے جو حرم پاک میں داخل ہو جائے۔"

(ب) "جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔"

(ج) "جو شخص ابوسفیان اور حکیم بن حزام کے گھر داخل ہو جائے تو پناہ دی جائے

☆ فتح مکہ کے موقع پر کتنے کافر قتل ہوئے؟ اور کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

فتح مکہ کے موقع پر ۱۲ کافر ہلاک ہوئے اور ۳ مسلمان شہید ہوئے۔

☆ تطہیر کعبہ کے وقت (کعبہ کو بتوں سے پاک کرتے وقت) آپ ﷺ کی زبان مبارک پر کون سی قرآنی آیت جاری تھی؟

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاo

"حق آ گیا اور باطل مٹ گیا ہے بے شک باطل مٹنے کی چیز ہے۔"

☆ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اہل مکہ سے کیا سلوک کیا؟

آپ ﷺ نے کمال رحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا:

لا تثريب عليكم اليومo "(جاؤ تم آزاد ہو) آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔"

☆ فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن عبادہؓ سے اسلامی پرچم کیوں لیا گیا؟

اس لیے کہ انہوں نے یہ کہا کہ آج کا دن بدلہ کا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج کا دن رحمت کا دن ہے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے ان سے اسلامی پرچم واپس لے لیا۔

☆ فتح مکہ کی تین وجوہات لکھیں۔

(ا) مکہ کی مرکزی حیثیت (۲) صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی (۳) معاہدہ صلح حدیبیہ ختم کرنے کا اعلان

☆ فتح مکہ کے دو اسباب لکھیں۔

(ا) مکہ کی مرکزی حیثیت (۲) صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی اور بنوخزاعہ پر حملہ

☆ فتح مکہ کا فوری سبب کیا تھا؟

فتح مکہ کا فوری سبب صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قریش مکہ کا اپنے حلیف قبیلہ بنو بکر کے ساتھ مل کر بنوخزاعہ جو کہ مسلمانوں کا حلیف قبیلہ تھا پر حملہ کروا اور ان کا قتل عام کرنا جس کی وجہ سے معاہدہ صلح حدیبیہ ختم ہو گیا۔

☆ فتح مکہ کے کیا نتائج مرتب ہوئے؟ کوئی سے چار بتائیں۔

(الف) تطہیر بیت اللہ (ب) فتح اسلام

(ج) حق و صداقت کی فتح (د) بیرون عرب اسلام کا فروغ

☆ حجۃ الوداع کب اور کہاں ہوا؟

خطبہ حجۃ الوداع آپ ﷺ نے 10 ہجری میں میدان عرفات میں دیا۔

☆ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے آخر میں کن باتوں کی تاکید فرمائی؟

(ا) عمل میں خلوص (۲) مسلمان بھائی کی خیر خواہی

(۳) جماعت میں اتحاد یہ تینوں باتیں سینوں کو پاک رکھتی ہیں۔

☆ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے سود کے بارے میں کیا کہا؟

آپ ﷺ نے جاہلیت کے تمام قسم کے سود کو باطل قرار دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کے سود کو معاف کرتا ہوں۔

☆ حضور اکرم ﷺ خطبۃ الوداع ارشاد فرما چکے تو کون سی آیات نازل ہوئیں یا آخری وحی کی آیت مع ترجمہ لکھئے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً ○

''آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔''

☆ خطبۃ الوداع کے کوئی سے چار اہم نکات بیان کریں۔

(الف) توحید (ب) قرآن وسنت کی پیروی

(ج) معاشرتی نظام کی راسخ بنیادیں (د) مساوات

☆ **خطبہ کے شروع اور آخر میں رسول اللہ ﷺ نے کون سی دو اہم باتیں بتائیں؟**

خطبہ کے شروع میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے اللہ کی ذات ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

خطبہ کے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ''قرآن اور سنت'' جو ان دو چیزوں کی پیروی کرے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہوگا۔''

☆ **ختم نبوت پر ایک آیت لکھیں۔**

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین

☆ **حضور اکرم ﷺ کے رحمت عالم ہونے کی گواہی کون سی قرآنی آیت دیتی ہے؟**

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۝

''اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

☆ **بیعت رضوان کس کے نیچے لی گئی؟**

ببول کے ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

☆ **معاہدِ صلح حدیبیہ کیوں ٹوٹا؟**

بنو بکر نے قریش مکہ کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ پر حملہ کیا تھا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے بنو خزاعہ پر ہونے والے مظالم اور قریش مکہ کی بدعہدی کو دیکھتے ہوئے ایک قاصد مکہ روانہ کیا اور قریش مکہ کو تین شرائط پیش کیں کہ ان میں سے کوئی ایک قبول کر لی جائیں۔ (۱) مقتولین بنو خزاعہ کا خون بہا ادا کیا جائے۔ (۲) قریش بنو بکر کی حمایت چھوڑ دے۔ (۳) اعلان کیا جائے کہ معاہدہ صلح حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔ قریش نے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

☆ **بنو بکر اور بنو خزاعہ کی لڑائی کیسے ہوئی؟**

عرب کے دو مشہور قبائل بنو بکر اور بنو خزاعہ باہم دشمن چلے آ رہے تھے۔ صلح حدیبیہ کی رو سے بنو خزاعہ مسلمانوں کے اور بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے تھے۔ صلح کے باوجود دونوں قبائل میں باہم نفرت کے جذبات موجود تھے۔ لیکن معاہدہ صلح کے مطابق ان دونوں قبائل کو ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے کا حق حاصل نہ تھا۔ لیکن ایک رات بنو بکر نے قریش مکہ کی مدد سے

بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔

☆ اسلام کے پہلے شہید مرد اور عورت کا نام لکھیں۔

حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کتنے صحابہ نے حج ادا کیا۔

تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ نے

☆ حج اور عمرہ میں کیا فرق ہے؟

حج کے ایام مخصوص ہیں یعنی 9 ذی الحج سے 12 ذی الحج صرف انہی ایام میں ہوتا ہے اور عمرہ ان ایام کے علاوہ پورے سال کسی بھی وقت ہوسکتا ہے۔

یہودی قبائل کا مدینہ منورہ سے اخراج
غزوہ تبوک۔ غزوہ حنین۔ غزوہ موتہ۔ غزوہ خیبر۔

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ مدینہ سے بنوقینقاع کا اخراج کب ہوا؟ ب

(الف) 1ھ میں (ب) 2ھ میں

(ج) 3ھ میں (د) 4ھ میں

☆ قبیلہ بنونضیر کا مدینہ سے اخراج کس سن میں ہوا؟ د

(الف) ۱ھ میں (ب) ۲ھ میں

(ج) ۳ھ میں (د) ۴ھ میں

☆ بنوقریظہ کو کس سن میں مدینہ سے نکالا گیا؟ ج

(الف) ۳ھ میں (ب) ۴ھ میں

(ج) ۵ھ میں (د) ۶ھ میں

☆ بئیر معونہ کے مقام پر بنوسلیم نے کتنے مسلمان مبلغین کو شہید کیا؟ الف

(الف) 70 (ب) 60

(ج) 80 (د) 50

☆ خیبر کا لفظی معنی ہے۔ ب

(الف) مضبوط شہر (ب) مضبوط قلعہ

(ج) اونچا پہاڑ (د) گھاٹی

☆ غزوہ خیبر کب ہوا؟ ج

(الف) 5 ہجری میں (ب) 6 ہجری میں
(ج) 7 ہجری میں (د) 9 ہجری میں

☆ غزوہ خیبر میں مسلمانوں کا مقابلہ ہوا۔ الف

(الف) یہود سے (ب) عیسائیوں سے
(ج) مجوسیوں سے (د) منافقین سے

☆ غزوہ خیبر میں مسلمانوں کی تعداد تھی۔ ب

(الف) 1600 (ب) 1400
(ج) 1300 (د) 9000

☆ خیبر میں قلعوں کی تعداد تھی۔ د

(الف) دو (ب) چار
(ج) پانچ (د) چھ

☆ خیبر میں کونسا قبیلہ آباد تھا۔ ب

(الف) بنو ثقیف (ب) بنو نضیر
(ج) بنو سعد (د) بنو اوس

☆ غزوہ حنین کب ہوئی؟ ج

(الف) 7 ہجری میں (ب) 10 ہجری میں
(ج) 8 ہجری میں (د) 9 ہجری میں

☆ قرآن کریم کی کس سورۃ میں غزوہ حنین پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ د

(الف) سورۃ احزاب (ب) سورۃ النمل
(ج) سورۃ الکافرون (د) سورۃ التوبہ

☆ غزوہ حنین کن قبائل سے ہوا۔ ج

(الف) یہودیوں سے (ب) مصری قبائل سے
(ج) بنو ہوازن سے (د) بنو خزاعہ سے

☆ غزوہ حنین میں مسلمانوں کی تعداد تھی۔ د

(الف) 8 ہزار (ب) 4 ہزار

(ج) 3ہزار (د) 12ہزار

☆ مکہ اور طائف کے درمیان وادی کا نام ہے۔ **ب**

(الف) یمن (ب) حنین

(ج) یمامہ (د) عروض

☆ غزوہ تبوک کب ہوئی؟ **ب**

(الف) ۸ہجری میں (ب) ۹ہجری میں

(ج) ۷ہجری میں (د) ۱۰ہجری میں

☆ آخری غزوہ کس کو کہا جاتا ہے۔ **الف**

(الف) تبوک (ب) حنین

(ج) خندق (د) احزاب

☆ کس غزوہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا سارا سامان دیا؟ **الف**

(الف) تبوک (ب) حنین

(ج) احد (د) خیبر

☆ غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی تعداد تھی۔ **ب**

(الف) 40ہزار (ب) 30ہزار

(ج) 5ہزار (د) 13ہزار

☆ غزوہ موتہ میں مسلمانوں کے مدمقابل کون تھے؟ **الف**

(الف) عیسائی (ب) یہودی

(ج) مشرکین (د) مجوسی

☆ غزوہ موتہ میں کس صحابی کو سیف اللہ کا لقب ملا؟ **الف**

(الف) خالد بن ولیدؓ (ب) حضرت عمرؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

☆ سریہ موتہ ہوئی۔ **د**

(الف) ۴ہجری میں (ب) ۵ہجری میں

(ج) ۷ہجری میں (د) ۸ہجری میں

☆ حضور ﷺ کے سفیر کے قتل کے نتیجے میں ہوئی۔ **ج**

(الف) جنگ یمامہ (ب) جنگ جمل

(ج) جنگ موتہ (د) جنگ صفوان

☆ حضرت جعفر طیارؓ شہید ہوئے تھے۔ ب

(الف) غزوہ خندق میں (ب) سریہ موتہ میں

(ج) غزوہ خیبر میں (د) غزوہ حنین میں

☆ سریہ موتہ میں عیسائیوں کی تعداد تھی۔ الف

(الف) 1لاکھ (ب) 2لاکھ

(ج) 10ہزار (د) 5ہزار

☆ کس غزوہ میں مسلمانوں کے تین سپہ سالار شہید ہوئے؟ الف

(الف) موتہ (ب) خیبر

(ج) حنین (د) احد

☆ غزوہ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد تھی۔ ج

(الف) 5ہزار (ب) 4ہزار

(ج) 3ہزار (د) 6 ہزار

مختصر سوالات

سوال نمبر 2:۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

☆ غزوہ تبوک کے کوئی سے دو اسباب بیان کریں۔

(الف) حارث بن عمیرؓ کا قتل (ب) جنگ موتہ

☆ کون سے تین صحابہ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کر سکے؟

(۱) حضرت کعب بن مالکؓ (۲) ہلال بن امیہؓ (۳) مرارہ بن ربیعہؓ

☆ غزوہ تبوک کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ کوئی سے دو بیان کریں۔

(الف) منافقین کے کردار کی وضاحت (ب) بین الاقوامی جنگی تجربات

☆ غزوہ حنین کب اور کس کے ساتھ ہوئی؟

یہ جنگ یکم شوال سن آٹھ ہجری میں مشہور قبیلہ، ہوازن کے ساتھ ہوئی۔

☆ غزوہ حنین کے کوئی سے دو اثرات بیان کریں۔

(الف) اندرون عرب اسلام کے خلاف کوئی طاقت میدان میں نہ رہی۔

دارومدار جذبہ ایمان پر ہے نہ کہ ظاہری قوت پر۔

☆ غزوہ خیبر کے کوئی سے دو اسباب بیان کریں۔

(الف) خیبر میں آباد یہود تمام عرب کو اسلام دشمنی پر ابھار رہے تھے۔

(ب) خیبر اسلام دشمن قوتوں کا مرکز بن چکا تھا۔

☆ غزوہ خیبر کے واقعات لکھئے / قلعہ خیبر کی اہمیت بیان کیجئے۔

غزوہ خیبر 7 ہجری کے شروع میں یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان رونما ہوا۔ خیبر کے معنی مضبوط قلعہ کے ہیں۔ یہ یہودیوں کا مضبوط ترین مرکز تھا۔ خیبر میں چھ قلعے تھے۔ آپ ﷺ محرم 7 ہجری میں سولہ سو کے لشکر کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اس غزوہ میں آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ ایک بڑا اور مکمل پرچم تیار کروایا۔ سب سے پہلے قلع ناعم جو مرحب کا تھا فتح ہوا، چھ قلعوں میں سے قلع قموص پر مسلمانوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر کار حضرت علیؓ نے اس قلع کو فتح کیا اور بہت سی زمینیں مسلمانوں کے حصہ میں آئیں۔

☆ غزوہ موتہ میں مسلمانوں کے تین سپہ سالار کون تھے؟

(1) حضرت زیدؓ بن حارث (2) عبداللہ بن رواحہؓ (3) حضرت جعفر طیارؓ

☆ جنگ موتہ میں خالد بن ولید کی بہادری بیان کریں۔

جنگ موتہ میں آپ ﷺ تین سپہ سالار زید بن حارثؓ، جعفر طیارؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کو مقرر فرمایا اور تین ہزار کا اسلامی لشکر کا مقابلہ ایک لاکھ عیسائیوں کے ساتھ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ تینوں سپہ سالار شہید ہو گئے تو اس مشکل وقت میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلم فوج کی کمان سنبھالی اور ایک لاکھ دشمن فوج سے تین ہزار کے لشکر کو بچا لائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی اس مدبرانہ صلاحیت کو دیکھ کر آپ ﷺ نے سیف اللہ کا لقب عطا فرمایا

☆ جنگ موتہ کا کیا نتیجہ نکلا؟

(۱) عیسائیوں پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھنا (۲) غزوہ تبوک کا پیش خیمہ (۳) مسلمانوں کی عسکری قوت میں اضافہ

☆ حضرت زید بن حارث کا مختصر تعارف لکھیں۔

حضرت زید بن حارثؓ۔ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے۔ جب حضرت خدیجہؓ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا تو وہ اس وقت حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ آئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں غلامی سے آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور بعد میں حضرت زید کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کیا پھر اللہ کے حکم سے انہوں نے حضرت زینبؓ کو طلاق دی اور حضرت زینبؓ کا نکاح دوبارہ حضور ﷺ سے ہوا اس طرح عرب کی ایک بری رسم کا خاتمہ ہو گیا۔ جنگ موتہ میں آپؓ سپہ سالار تھے اور شہید ہو گئے۔

☆ جنگ موتہ کب اور کن کے خلاف ہوئی؟

جنگ موتہ آٹھ ہجری میں عیسائیوں کے خلاف ہوئی۔

☆ غزوہ تبوک کی مشکلات تحریر کریں۔

جنگ موتہ کے جواب میں غزوہ تبوک نو ہجری میں رونما ہوئی۔ یہ حضورﷺ کا آخری غزوہ تھا اس میں عملاً جنگ تو نہ ہوئی لیکن یہ مسلمانوں کے لیے سخت ترین سفر اور آزمائش کی گھڑی تھی نہ صرف منافقین خود اس غزوہ میں شریک ہوئے بلکہ انہوں نے عام مسلمانوں کے اندر بھی خوف پھیلایا اس آزمائش کی گھڑی کو قرآن حکیم سورۃ توبہ میں ساعۃ عسرہ یعنی مشکل ترین گھڑی کہا گیا ہے۔

☆ غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کے ایثار کی مثال دیں۔

اس غزوہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر کا سارا مال حضرت عمرؓ نے اپنا آدھا مال دیا۔

☆ غزوہ خندق کب اور کہاں ہوئی؟ غزوہ خندق پانچ نبوی میں مدینہ میں ہوئی۔

ازواج مطہرات

☆ حضرت خدیجہؓ رسولﷺ سے نکاح کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہیں؟ (ب)

(الف) ۲۰ سال (ب) ۲۵ سال

(ج) ۳۰ سال (د) ۳۵ سال

☆ رسول اکرمﷺ سے نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر کتنی تھی؟ (د)

(الف) ۲۵ سال (ب) ۳۰ سال

(ج) ۳۵ سال (د) ۴۰ سال

☆ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے وقت حضورﷺ کی عمر مبارک کتنی تھی؟ (ج)

(الف) ۲۰ سال (ب) ۳۰ سال

(ج) ۲۵ سال (د) ۴۰ سال

☆ حضرت خدیجہؓ کا مزار کہاں ہے؟ (الف)

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں

(ج) وادی طائف میں (د) حدیبیہ کے مقام پر

☆ آپﷺ کا نکاح ہجرت سے پہلے ہوا تھا۔ (الف)

(الف) حضرت عائشہؓ سے (ب) حضرت حفصہؓ سے

(ج) حضرت خدیجہؓ سے (د) حضرت زینبؓ سے

☆ حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے۔ (د)

(الف) حضرت ابوابواب انصاریؓ (ب) حضرت معاذؓ

(ج) حضرت ابوبکرؓ (د) ورقہ بن نوفل

☆ حضرت خدیجہؓ کی کتنی بیٹیاں تھیں۔ (ج)

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) چھ

☆ نبی اکرم ﷺ سے نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر کتنی تھی؟ ج
(الف) تقریباً 20 سال (ب) تقریباً 18 سال
(ج) تقریباً 9 سال (د) تقریباً 6 سال

☆ حضرت عائشہؓ کتنا عرصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہیں؟ ب
(الف) 15 سال (ب) 9 سال
(ج) 12 سال (د) 14 سال

☆ ام المساکین کس زوجہ رسول ﷺ کا لقب تھا؟ ج
(الف) حضرت حفصہؓ (ب) حضرت ام سلمہؓ
(ج) حضرت زینبؓ (د) حضرت ام حبیبہؓ

☆ حضور ﷺ کی کون سی زوجہ مصر سے تشریف لائی تھیں؟ الف
(الف) حضرت ماریہ قبطیہؓ (ب) حضرت میمونہؓ بنت الحارث
(ج) حضرت صفیہؓ (د) حضرت زینب بنت جحشؓ

☆ پہلی وحی کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو کس عزیز کے پاس لے گئیں۔ الف
(الف) ورقہ بن نوفل (ب) عبدالمطلب
(ج) زید بن عمرو (د) ابوجندلؓ

☆ دوران بیماری آپ ﷺ حجرے میں رہے۔ ب
(الف) حضرت خدیجہؓ کے (ب) حضرت عائشہؓ کے
(ج) حضرت ام سلمہؓ کے (د) حضرت میمونہؓ کے

☆ آپ ﷺ کو حجرے میں دفن کیا گیا۔ ج
(الف) حضرت جویریہؓ کے (ب) حضرت سودہؓ
(ج) حضرت عائشہؓ کے (د) حضرت صفیہؓ کے

☆ آپ ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ الف
(الف) انفرادی طور پر (ب) اجتماعی طور پر
(ج) گروہ کی شکل میں (د) الگ الگ ممالک میں

☆ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں۔ ب
(الف) حضرت زینب بنت خزیمہؓ (ب) حضرت خدیجہؓ
(ج) حضرت ام حبیبہؓ (د) حضرت حفصہؓ

☆ حضرت محمد ﷺ کے وصال کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر تھی۔ الف
(الف) 18 سال (ب) 20 سال
(ج) 22 سال (د) 24 سال

☆ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے وفات پائی۔ **ج**

(الف) نبوت کے تیرہویں سال (ب) نبوت کے بارہویں سال

(ج) نبوت کے دسویں سال (د) نبوت کے گیارہویں سال

☆ حضرت عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی۔ **الف**

(الف) 58ہجری میں (ب) 56ہجری میں

(ج) 54ہجری میں (د) 55ہجری میں

☆ حضرت حفصہ بنت عمرؓ کی وفات ہوئی۔ **ب**

(الف) 42ہجری میں (ب) 41ہجری میں

(ج) 43ہجری میں (د) 44ہجری میں

☆ حضرت ام حبیبہؓ نے وفات پائی۔ **الف**

(الف) 44ہجری میں (ب) 43ہجری میں

(ج) 42ہجری میں (د) 40ہجری میں

☆ حضرت زینبؓ بنت جحش نے وفات پائی۔ **ب**

(الف) 21ہجری میں (ب) 20ہجری میں

(ج) 19ہجری میں (د) 22ہجری میں

☆ حضرت جویریہؓ بنت الحارث کی وفات ہوئی۔ **ج**

(الف) 57ہجری میں (ب) 59ہجری میں

(ج) 56ہجری میں (د) 58ہجری میں

☆ حضرت میمونہؓ بنت الحارث کی وفات ہوئی۔ **ج**

(الف) 49ہجری میں (ب) 48ہجری میں

(ج) 51ہجری میں (د) 52ہجری میں

☆ مقوقس نے کس عورت کو تحفے کے طور پر بھیجا جو بعد میں ام المؤمنین کہلائیں۔ **ج**

(الف) حضرت سودہؓ (ب) حضرت زینبؓ

(ج) حضرت ماریہ قبطیہؓ (د) حضرت حفصہؓ

☆ ابوسفیان کی بیٹی کا نام جو ام المؤمنین کہلائیں۔ **الف**

(الف) حضرت ام حبیبہؓ (ب) حضرت ام سلمیٰؓ

(ج) حضرت ام کلثومؓ (د) حضرت ام ایمنؓ

مختصر سوالات

☆ حضرت عائشہؓ کن کی بیٹی تھیں؟

حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں۔

☆ **حضرت حفصہ ؓ کن کی بیٹی تھیں۔**

حضرت حفصہ ؓ حضرت عمر ؓ کی بیٹی تھیں۔

☆ **حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم ؓ کس کے بطن سے تھے؟**

حضرت ابراہیم ؓ حضرت ماریہ قبطیہ ؓ کے بطن سے تھے۔

☆ **حضرت زینب ؓ کا پہلا نکاح کس سے ہوا۔**

حضرت زینب ؓ کا پہلا نکاح آپ ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ ؓ سے ہوا۔

☆ **ذات النطاقین کس کا لقب ہے؟**

اس کا مطلب ہے دو پٹہ والی، حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق ؓ کا لقب ہے۔

خلافت راشدہ (خلیفہ اول) حضرت ابوبکر صدیق ؓ

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ **خلافت کا مطلب ہے۔** ج

(الف) مخالفت کرنا (ب) ایک دوسرے کیخلاف بیان بازی کرنا

(ج) جانشین ہونا یا بنانا (د) حکومت کرنا

☆ **خلافت کی کتنی اقسام ہیں؟** ب

(الف) ایک (ب) دو

(ج) تین (د) چار

☆ **خلافت راشدہ میں تمام فیصلے بالاتر ہو کر کیے جاتے تھے۔** ب

(الف) سنت سے (ب) گروہ بندی سے

(ج) قرآن سے (د) عالمگیریت سے

☆ **خلافت راشدہ سے مراد ہے۔** الف

(الف) رشد و ہدایت پر مبنی خلافت (ب) خلیفہ وقت کی اطاعت کرنا

(ج) حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور خلافت (د) ترک کی عثمانیہ خلافت کا دور

☆ **خلافت راشدہ کا دور رہا۔** ب

(الف) پچیس سال (ب) تیس سال

(ج) پینتیس سال (د) بیس سال

☆ **خلافت راشدہ نظام حکومت تھا۔** الف

(الف) شورائی (ب) جمہوری

(ج) موروثی (د) صدارتی

ج
☆ خلافت راشدہ کا آغاز ہوا۔
(الف) 9 ہجری (ب) 10 ہجری (ج) 11 ہجری (د) 12 ہجری

الف
☆ حضرت ابوبکر کا پیشہ تھا۔
(الف) تجارت (ب) ملازمت
(ج) شکاری (د) نیزہ باری

ب
☆ صدیق کا لقب ملا۔
(الف) معراج سے پہلے (ب) معراج کے بعد
(ج) خلافت کے بعد (د) رحلت کے بعد

د
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ابتدائی انتخاب کس جگہ عمل میں آیا؟
(الف) مسجد حرام (ب) مدینہ
(ج) عائشہ صدیقہ کے حجرے میں (د) ثقیفہ بنی ساعدہ

ب
☆ 9 ہجری میں امیر حج مقرر ہوئے۔
(الف) حضرت عمرؓ (ب) حضرت ابوبکر صدیقؓ
(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

الف
☆ ہجرت مدینہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔
(الف) حضرت ابوبکرؓ (ب) حضرت علیؓ
(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت زیدؓ

ب
☆ امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے کس خلیفہ کو ملا؟
(الف) عمر بن عبدالعزیز (ب) حضرت عمر فاروقؓ
(ج) حضرت ابوبکر صدیقؓ (د) حضرت علی المرتضیٰؓ

د
☆ علالت نبوی میں کس نے نمازوں کی امامت کروائی؟
(الف) حضرت زیدؓ (ب) حضرت علی المرتضیٰؓ
(ج) حضرت عمرؓ (د) حضرت ابوبکر صدیقؓ

الف
☆ مرتدین کی سرکوبی کس خلیفہ کے زمانے میں ہوئی۔
(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عثمانؓ
(ج) حضرت علیؓ (د) حضرت عمرؓ

ب
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سن پیدائش ہے۔
(الف) ۵۷۲ء (ب) ۵۷۳ء
(ج) ۵۷۱ء (د) ۵۷۰ء

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ خاندان قریش کی کس شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ ج

(الف) بنوامیہ (ب) بنوعدی

(ج) بنوتمیم (د) بنوہاشم

☆ کس غزوہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا سارا سامان دیا۔ الف

(الف) تبوک (ب) حنین (ج) احد (د) خیبر

☆ جمع وتدوین قرآن کس خلیفہ راشد کے دور میں ہوئی؟ الف

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمان غنیؓ (د) حضرت علیؓ

☆ مسیلمہ کذاب کون تھا؟ ج

(الف) مشرک تھا (ب) منافق تھا

(ج) جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا (د) روم کا بادشاہ تھا

☆ مسیلمہ کذاب کس خلیفہ راشد کے دور میں قتل ہوا؟ الف

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

☆ جنگ یمامہ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ ج

(الف) ۴۰۰ مسلمان (ب) ۱۶۰۰ مسلمان

(ج) ۱۴۰۰ مسلمان (د) ۱۸۰۰ مسلمان

☆ پہلے امیر حج تھے۔ الف

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

☆ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ الف

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کنیت الف

(الف) ابوبکر (ب) صدیق

(ج) ابوالقاسم (د) عبدالکعبہ

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے تھے۔ ب

(الف) بھتیجے (ب) سسر

(ج) داماد (د) چچا

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عرصہ خلافت رہا۔ **ب**

(الف) تین سال (ب) سوا دو سال
(ج) چار سال (د) پانچ سال

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی۔ **ب**

(الف) 12 ہجری میں (ب) 13 ہجری میں
(ج) 14 ہجری میں (د) 15 ہجری میں

☆ عبدالکعبہ اصل نام تھا۔ **د**

(الف) حضرت عثمانؓ کا (ب) حضرت بلالؓ کا
(ج) حضرت علیؓ کا (د) حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اسلامی نام ہے۔ **الف**

(الف) عبداللہ (ب) ابوالقاسم
(ج) ابوبکر (د) صدیق

☆ امن کی داعی تھی۔ **ب**

(الف) خلافت عباسیہ (ب) خلافت راشدہ
(ج) خلافت عثمانیہ (د) خلافت بنوامیہ

☆ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر کوئی زکوۃ دینے میں سے ایک رسی بھی روکے تو میں اس سے جنگ کروں گا۔ کس نے کہا تھا۔ **ج**

(الف) حضرت عمرؓ نے (ب) حضرت عثمانؓ نے
(ج) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (د) حضرت علیؓ نے

☆ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد منحرفین اسلام اور جھوٹے نبیوں کی پشت پناہی شروع کر دی تھی۔ **ب**

(الف) عراقی حکومت نے (ب) ایرانی حکومت نے
(ج) مصر کی حکومت نے (د) رومی حکومت نے

☆ قبیلہ بنوحنفیہ کا سردار تھا۔ **الف**

(الف) مسلیمہ کذاب (ب) ابوجہل
(ج) ابوجندل (د) عقبہ

☆ جنگ یمامہ میں کتنے کافر قتل ہوئے؟ **الف**

(الف) 22 ہزار (ب) 23 ہزار
(ج) 25 ہزار (د) 21 ہزار

☆ اسود عنسی کس کے ہاتھوں قتل ہوا۔ **الف**

(الف) ہندہ کے (ب) فیروز کے

(ج) ابوجہل کے (د) مسیلمہ کے

☆ قرآن کے مقابلے میں چند آیات گھڑلیں تھیں۔ **الف**

(الف) مسیلمہ نے (ب) یہود نے

(ج) مکہ نے (د) اہل قریش نے

☆ جو شخص مسلمان ہو کر دین سے پھر جائے اسے کہتے ہیں۔ **ب**

(الف) ملحد (ب) مرتد

(ج) مشرک (د) فاسق

☆ جنگ یمامہ کس کے خلاف لڑی گئی؟ **ج**

(الف) کفار (ب) یہود

(ج) منکرینِ ختم نبوت (د) منکرینِ زکوٰۃ

مختصر سوالات

☆ **خلافت کا مفہوم بتائیں۔**

لغت عرب میں خلافت کا معنی جانشین ہونا یا جانشین بنانا ہے خلیفہ کا لفظ خلافت سے بنا ہے جب کوئی کسی کا جانشین ہو یا بنایا جائے تو اسے خلیفہ کہا جاتا ہے۔

☆ **خلافت کی کتنی اقسام ہیں؟ اور کون کون سی ہیں؟**

دو اقسام ہیں۔ (الف) خلافت خاصہ (ب) خلافت عامہ

☆ **خلافت راشدہ کا مفہوم بیان کریں۔**

رشد و ہدایت پر مبنی خلافت کو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے تاریخ میں اس سے مراد وہ سنہری دور ہے جو آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شروع ہو کر حضرت حسنؓ کی جانشینی پر ختم ہوتا ہے۔

☆ **خلفاء راشدین کے نام لکھیں۔**

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

☆ **خلافت راشدہ کی چار خصوصیات تحریر کریں۔**

(الف) اقتدار اعلیٰ یا حاکمیت اعلیٰ (ب) شورائی نظام

(ج) اشاعت علوم اور ترویج دین (د) قیام امن وعدل

☆ **حضرت ابوبکر صدیقؓ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟**

حضرت ابوبکر صدیقؓ ۵۷۳ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

☆ **حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قبول اسلام کے متعلق حضور ﷺ کیا فرمایا کرتے تھے؟**

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام قبول کرنے میں لوگوں نے کچھ نہ کچھ تردد کیا لیکن ابو بکر بلا تردد سب سے پہلے کچھ لمحہ تاخیر کئے بغیر مجھ پر ایمان لائے۔

☆ **حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والدین کون تھے؟**

آپؓ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت اُم الخیر تھی۔ ان کا تعلق قریش کی شاخ بنو تمیم سے تھا اور دونوں ہی نے اسلام قبول کیا۔

☆ **حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت کے کوئی سے چار پہلو بیان کریں۔**

(الف) علم وفراست (ب) ایثار وقربانی

(ج) خوف خدا (د) خدمت خلق

☆ **حضرت ابوبکر صدیقؓ کو "صدیق" کیوں کہا جاتا ہے؟**

حضرت ابوبکرؓ نے واقعہ معراج کی حضور ﷺ سے ملے بغیر تصدیق کر دی اس لئے آپؓ کو ہمیشہ "صدیق" کے لقب سے پکارا جانے لگا۔

☆ **حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے احسانات کے متعلق کیا فرمایا؟**

آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ہر شخص کے احسانات کا بدلہ دنیا میں ادا کر دیا ہے لیکن ابوبکرؓ کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔"

☆ **اسود عنسی کون تھا؟**

اسود یمن کا باشندہ تھا۔ قحطانی قبیلہ کی شاخ عنس سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا اصل نام عیہلہ تھا لیکن سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اسود عنسی کہلاتا تھا۔ اس نے رسالت مآب ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

☆ **مسیلمہ کذاب کے بارے میں مختصراً بتائیں۔**

قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار تھا۔ بات بات پر جھوٹ بولتا تھا اور پھر اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر لیا اس وجہ سے اسے کذاب کہا جاتا تھا۔ ۱۰ھ میں اپنے قبیلہ کے ہمراہ اسلام کی غرض سے مدینہ آیا اور حضور ﷺ سے کہا کہ اگر آپ مجھے اپنا جانشین مقرر کر دیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔" آپ ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ نے فرمایا!

"اگر تو اس شرط پر یہ چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا۔"

آپ ﷺ کی بیماری کی خبر سن کر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

☆ **سجاح بنت حارث کون تھی؟**

یہ عورت وسط عرب میں آباد قبیلہ بنو تمیم کی شاخ بنی یربوع سے تعلق رکھتی تھی۔ مردوں کی دیکھا دیکھی اس عورت نے بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

☆ **طلیحہ بن خویلد کون تھا؟**

اس کا اصل نام طلحہ تھا لیکن مسلمان حقارت کی وجہ سے طلیحہ کہتے تھے علاقے کا مشہور جنگجو آدمی تھا۔ مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں آباد قبیلہ بنو اسد کا سردار تھا اس نے حضور ﷺ کے عہد میں اپنی نبوت کا ڈھونگ رچایا تھا۔ بعد میں سچی توبہ کرلی اور مسلمان ہوگیا۔

☆ **فتنہ ارتداد کا شکار ہونے والے کوئی سے چار قبائل کا نام لکھیں۔**

(۱) مرتدین بحرین (۲) مرتدین حضر وکندہ (۳) مرتدین عمان (۴) مرتدین یمن

☆ **کون سے قبائل ترک صلوٰۃ وزکوٰۃ کے مرتکب ہوئے؟**

عبس وذبیان، کنانہ، غطفان اور فرارہ قبائل کے کچھ لوگوں نے نماز چھوڑ دی اس طرح ان قبائل کے اکثر لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔

☆ **حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ابتدائی مشکلات کونسی تھی؟**

(1) جھوٹے نبیوں کا مسئلہ (2) منکرین زکوٰۃ (3) مرتدین اور تارکین صلوٰۃ

☆ **غزوہ تبوک میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کیا مثالی کردار ادا کیا؟ یا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایثار بتائیں؟**

جب آپ ﷺ نے غزوہ تبوک کی تیاری کیلئے صحابہ سے مالی معاونت کی اپیل کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر کا سارا سامان حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا کہ اے صدیق گھر پر کیا چھوڑا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کا نام گھر چھوڑا ہے۔

☆ **لشکر اسامہ کی روانگی کی اہمیت بتائیں۔**

حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کو ایک لشکر کے ہمراہ رومیوں کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا۔ لیکن حضور ﷺ کی بیماری کی وجہ سے یہ لشکر روانہ نہ ہوسکا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس لشکر کو روانہ کرنا چاہا تو تمام صحابہ نے مخالفت کی کہ ان حالات میں جبکہ ہر طرف سے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ اس لشکر کو روانہ نہ کیا جائے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں اس لشکر کو کیسے روک سکتا ہوں جس کو حضور ﷺ نے روانہ فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس لشکر کو خود روانہ کیا۔ بظاہر اس لشکر کی روانگی بے حد خطرناک معلوم ہوتی تھی۔ مگر اس کے نتائج بے حد مفید ثابت ہوئے۔ کیونکہ چالیس دن کے بعد یہ لشکر رومیوں کو شکست دے کر بہت سے مال غنیمت لے کر لوٹا جس سے دیگر مرتدین اور باغیوں کے حوصلے بھی پست ہوگئے۔

☆ **صدیق اکبر ہونے کی دو وجوہات تحریر کریں۔**

(۱) معراج کی تصدیق کرنے والے (۲) سب سے پہلے ایمان لانے والے

☆ **جنگ یمامہ کی وجہ لکھیں؟**

آپ ﷺ کی کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب نامی شخص نے نہ صرف جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ اپنی

طرف سے مصنوعی نماز کا طریقہ رائج کیا اور قرآن کے مقابلے میں چند آیات بھی بنالیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت کے بعد مسیلمہ کذاب کے خلاف لشکر کشی کی اور یمامہ کے مقام پر دونوں فوجیں گھتم گھتا ہوئیں جس میں بہت سے حفاظ کرام بھی شہید ہوئے لیکن مسیلمہ کذاب کا خاتمہ ہو گیا۔

☆ دورِ صدیقی کی دو فتوحات لکھیں۔

عمان کی فتح اور بحرین کی فتح۔

☆ عہدِ صدیقی کے چار جھوٹے نبیوں کے نام لکھیں؟

(۱) مسیلمہ کذاب (۲) اسود عنسی (۳) طلیحہ بن خویلد (۴) سجاح بنت حارث

☆ فتنہ ارتداد سے کیا مراد ہے؟

حضور ﷺ کی وصال کے بعد حضرت ابوبکر کی خلافت کے دور میں بعض لوگوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا یہ واقعہ فتنہ ارتداد کہلاتا ہے۔

☆ اقتدارِ اعلیٰ کی تعریف کریں۔

اصل حکومت کا اختیار اور اقتدار کا حاکم اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی حاکم اور مقتدرِ اعلیٰ ہے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دو کارنامے لکھیں۔

(۱) جھوٹے نبیوں کا خاتمہ (۲) جمع و تدوین قرآن۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق کے مالی نظام پر نوٹ لکھئے۔

اگرچہ آپ ﷺ کے دورِ خلافت میں باقاعدہ بیت المال قائم نہ ہوا تھا اس کے باوجود زکوٰۃ وعشر اور مالِ غنیمت کی مد میں بہت سا مال جمع تھا۔ ضروریاتِ دین میں مال خرچ کیا جاتا جو مال بچتا اس کو برابر تمام مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ آپؓ نے اپنے آخری دور میں ایک عمارت بھی بیت المال کیلئے بنوائی لیکن اس میں کوئی خاطر خواہ مالِ غنیمت جمع نہ ہو سکا۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چند سطور تحریر کیجئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کل سرمایہ تھی۔ مکی زندگی کے پرخطر حالات ہوں یا ہجرت مدینہ کا عظیم الشان سفر میدان جہاد ہو یا اسباب جہاد کا بندوبست ہر موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

(خلیفہ دوئم) حضرت عمر فاروقؓ

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

الف

☆ کس خلیفہ کے مسلمان ہونے پر مسلمانوں نے علی الاعلان نماز ادا کی۔

(الف) حضرت عمرؓ (ب) حضرت ابوبکرؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

☆ حضرت عمرؓ کا تعلق قریش کے کس قبیلہ سے تھا؟ ج
(الف) بنی ہاشم (ب) بنی مخزوم
(ج) بنوعدی (د) بنوتمیم

☆ حضرت عمر فاروقؓ کا وظیفہ کتنا تھا؟ د
(الف) دو ہزار درہم روزینہ (ب) دوسو درہم روزینہ
(ج) تین سو درہم روزینہ (د) دو درہم روزینہ

☆ عہد فاروقی میں بیت المال کا افسر کسے مقرر کیا گیا؟ الف
(الف) حضرت عبداللہ بن ارقمؓ (ب) حضرت اسامہ بن زیدؓ
(ج) حضرت ابن عباسؓ (د) حضرت زیدؓ بن حارث

☆ دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملانے والی نہر کی لمبائی کتنی تھی؟ ب
(الف) ۵۰ میل (ب) ۶۹ میل
(ج) ۷۰ میل (د) ۶۵ میل

☆ سن ہجری کا آغاز کس خلیفہ راشد کے دور میں ہوا؟ ب
(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ
(ج) حضرت عثمان غنیؓ (د) حضرت علی المرتضیٰؓ

☆ جنگ کسکر میں ایرانی سپہ سالار کون تھا؟ ج
(الف) رستم (ب) جابان
(ج) نرسی (د) مردان شاہ

☆ جنگ قادسیہ میں کتنے ایرانی مارے گئے؟ د
(الف) تقریباً ۳۵ ہزار (ب) تقریباً ۵۰ ہزار
(ج) تقریباً ۲۰ ہزار (د) تقریباً ۴۰ ہزار

☆ جنگ قادسیہ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ ب
(الف) 4 ہزار (ب) 6 ہزار
(ج) 3 ہزار (د) 8 ہزار

☆ معرکہ جلولہ کس سن میں پیش آیا؟ ج
(الف) 640ء میں (ب) 632ء میں
(ج) 637ء میں (د) 648ء میں

☆ جنگ نہاوند کس سن میں ہوئی؟ ب
(الف) 642ء میں (ب) 632ء میں

(ج) 640ء میں (د) 645ء میں

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کس سن میں وفات پائی؟ د

(الف) 10ھ (ب) 15ھ

(ج) 30ھ (د) 20ھ

☆ شاہ معین الدین احمد ندوی اور امام طبری نے اولیات عمر کی تعداد کتنی بتائی ہے؟ ب

(الف) 40 (ب) 45

(ج) 30 (د) 50

☆ خلیفہ ثانی یا دوم کہتے ہیں۔ ج

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ کو (ب) حضرت عثمانؓ کو

(ج) حضرت عمر فاروقؓ کو (د) حضرت علیؓ کو

☆ مسجد اقصیٰ واقع ہے۔ الف

(الف) بیت المقدس (ب) طائف

(ج) مکہ (د) مدینہ

☆ بیت المقدس فتح ہوا۔ ج

(الف) 5 ہجری (ب) 10 ہجری

(ج) 16 ہجری (د) 20 ہجری

☆ حضرت عمرؓ کی کنیت تھی۔ ب

(الف) ابوخطاب (ب) ابوحفص

(ج) ابوالکعبہ (د) ان میں کوئی نہیں

☆ فلاحی مملکت کا بانی کہا جاتا ہے۔ الف

(الف) حضرت عمرؓ کو (ب) حضرت عثمانؓ کو

(ج) حضرت علیؓ کو (د) حضرت ابوبکر صدیقؓ کو

☆ بیت المال کو منظم کرنا عظیم کارنامہ تھا۔ ب

(الف) عہد عثمانیہ کا (ب) عہد فاروقی کا

(ج) عہد عباسیہ کا (د) عہد بنوامیہ کا

☆ دار القضاء کا نام استعمال کیا جانے لگا۔ الف

(الف) عدلیہ کے لئے (ب) انتظامیہ کے لئے

(ج) مقننہ کے لئے (د) دار الحرب کیلئے

☆ مرکز اور صوبوں میں قاضی مقرر کیے۔ ب

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (ب) حضرت عمرؓ نے
(ج) حضرت عثمانؓ نے (د) حضرت علیؓ نے

☆ انتظامیہ کے کنٹرول سے آزاد رکھا۔ الف
(الف) قاضیوں کو (ب) پولیس کو
(ج) فوج کو (د) خلفاء کو

☆ عدالت کے زیرِ نگرانی محکمہ افتاء کا اجراء کیا گیا۔ ب
(الف) عہدِ عثمانیہ میں (ب) عہدِ فاروقی میں
(ج) عہدِ راشدہ میں (د) عہدِ عباسیہ میں

☆ حرم پاک کے گرد چار دیواری تعمیر کرائی۔ ج
(الف) حضرت علیؓ نے (ب) حضرت ابراہیمؑ نے
(ج) حضرت عمرؓ (د) حضرت اسماعیلؑ نے

☆ پولیس کا محکمہ فوج سے علیحدہ قائم کیا گیا۔ ج
(الف) عہدِ عباسیہ میں (ب) عہدِ عثمانیہ میں
(ج) عہدِ فاروقی میں (د) عہدِ راشدہ میں

☆ عہدِ فاروقی میں پولیس کے افسر اعلیٰ کا نام رکھا گیا۔ ب
(الف) صاحب اعلیٰ (ب) صاحب احداث
(ج) صاحب احتساب (د) صاحب عادل

☆ خالد بن ولید دفن ہوئے۔ الف
(الف) حمص میں (ب) یثرب میں
(ج) طائف میں (د) حبشہ میں

☆ ایران کے محاذ پر سب سے بڑی جنگ ہوئی۔ د
(الف) جنگ جمل (ب) جنگ صفین
(ج) جنگ یمامہ (د) جنگ قادسیہ

☆ حضرت عمرؓ خلیفہ بنے۔ الف
(الف) 13 ہجری میں (ب) 14 ہجری میں
(ج) 12 ہجری میں (د) 11 ہجری میں

☆ حضرت عمرؓ کے والد کا نام تھا۔ ب
(الف) عبدالعزیز (ب) خطاب
(ج) فاروق (د) غنی

☆ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ ج

(الف) ۷نبوی میں (ب) ۸نبوی میں

(ج) ۵نبوی میں (د) ۹نبوی میں

☆ فلسطین فتح ہوا۔ ب

(الف) 17ہجری میں (ب) 18ہجری میں

(ج) 20ہجری میں (د) 19ہجری میں

☆ حضرت عمر کا لقب تھا۔ الف

(الف) فاروق (ب) خطاب

(ج) عبدالعزیز (د) العاص

☆ حضرت عمرؓ کے زمانے میں علاقہ فتح ہوا۔ د

(الف) 19لاکھ مربع (ب) 20لاکھ مربع

(ج) 21لاکھ مربع (د) 22لاکھ مربع

☆ عہد فاروقی میں کوفہ کی طرف حدیث کی تعلیم کیلئے بھیجا گیا۔ الف

(الف) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو (ب) حضرت معقل ابن یسارؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ کو

(ج) صفوان بن امیہؓ کو (د) حضرت ابوایوب انصاریؓ کو

☆ مصر میں قرآن کی تعلیم کیلئے بھیجا گیا۔ الف

(الف) حضرت معاذ بن جبلؓ (ب) حضرت خالد بن ولیدؓ کو

(ج) حضرت عبادہ بن صامتؓ کو (د) حضرت عبداللہ بن قیسؓ

☆ مدینہ منورہ میں کس کا گھر خرید کر اسے جیل خانہ بنایا گیا۔ الف

(الف) حضرت ابوایوب انصاریؓ کا (ب) حضرت معاذؓ کا

(ج) حضرت صفوان بن امیہ کا (د) حضرت حذیفہؓ کا

☆ بصرہ کس سن میں بسایا گیا۔ الف

(الف) 14ہجری میں (ب) 13ہجری میں

(ج) 12ہجری میں (د) 11ہجری میں

☆ کوفہ بسایا گیا۔ ب

(الف) ۱۶ہجری میں (ب) ۱۷ہجری میں

(ج) ۱۸ہجری میں (د) ۱۹ہجری میں

☆ عراق وایران اور شام وفلسطین کو ملانے والا شہر ہے۔ ج

(الف) بصرہ (ب) بغداد (ج) موصل (د) کوفہ

☆ کس کے مشورہ پر فوج کا باقاعدہ اور منظم محکمہ قائم کیا گیا۔ ج

(الف) خالد بن ولیدؓ (ب) حضرت حذیفہؓ

(ج) ولید بن ہشامؓ (د) حضرت ابن عباسؓ

☆ عہد فاروقی میں صوبہ دمشق کے والی کون تھے۔ ج

(الف) حضرت عثمانؓ (ب) حضرت حسنؓ

(ج) حضرت امیر معاویہؓ (د) حضرت عبداللہ بن عمرؓ

☆ دمشق فتح ہوا۔ ب

(الف) 12ھ (ب) 14ھ

(ج) 20ھ (د) 16ھ

☆ معرکہ یرموک ہوا۔ الف

(الف) 636ء میں (ب) 635ء میں

(ج) 634ء میں (د) 633ء میں

☆ جزیرہ کی فتح ہوئی۔ د

(الف) 640ء میں (ب) 641ء میں

(ج) 642ء میں (د) 639ء میں

☆ مصر کب فتح ہوا۔ ج

(الف) 11ھ میں (ب) 13ھ میں (ج) 15ھ میں (د) 20ھ میں

☆ مصر کے گورنر تھے عہد فاروقی میں د

(الف) ولید بن ہشامؓ (ب) حضرت سلمان فارسیؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت عمرو بن العاصؓ

مختصر سوالات

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کیسے نامزد کیا گیا؟

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بستر مرگ پر تھے تو انہوں نے خود حضرت عمر فاروقؓ کو یہ کہہ کر نامزد کیا کہ ان سے میرا کوئی خونی رشتہ نہیں ہے۔

☆ اسلام سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شغل کیا تھا؟

حضرت عمرؓ پہلوانی کرتے، بکریاں چراتے تھے اور ان کا خاندان سفارتی کام بھی سرانجام دیتا تھا۔

☆ حضرت عمر فاروقؓ کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں۔

(الف) بارعب شخصیت وحق پرستی (ب) رعایا کی دیکھ بھال

☆ **حضرت عمر فاروقؓ بیت المال کی دولت کے متعلق کیا فرمایا کرتے تھے؟**

حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے، ''مسلمانوں کے مال میں میرا اتنا حق ہے جتنا ایک یتیم کے مال میں متولی کا ہوتا ہے۔''

☆ **حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت مدینہ کے موقع پر کیا طرز عمل اختیار کیا؟**

اکثر مسلمانوں نے حالات کے تحت چھپ چھپ کر ہجرت کی لیکن جب حضرت عمرؓ کو ہجرت کا حکم ملا تو آپؓ بیس مسلمانوں کے ہمراہ اس شان سے روانہ ہوئے کہ پہلے مسلح ہو کر خانہ کعبہ طواف کیا اور نماز ادا کی پھر مشرکین کے سامنے اعلان کیا۔ اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس سے محروم ہو جائے۔ اس کی بیوی بیوہ ہو جائے۔ اس کے بچے یتیم ہو جائیں تو وہ اس وادی کے پار میرے مقابلے کو آئے لیکن کسی کو جرات نہ ہوئی۔

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کس طرح اپنے نفس کا مواخذہ کیا کرتے تھے؟ کوئی ایک واقعہ بیان کریں؟**

ایک دن حضرت عمر فاروقؓ پیٹھ پر پانی کی مشک اٹھائے جا رہے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو جواب دیا۔ ''آج کسی اچھے کام کی وجہ سے میرے نفس میں خود پسندی کا سودا سما گیا تھا چنانچہ اپنے نفس کو ذلیل کرنے جا رہا ہوں۔''

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کی عظیم الشان خدمات یا خوبیوں میں سے کسی چار کا ذکر کیجئے۔**

(الف) شورائی نظام (ب) مرکزی اور جمہوری حکومت کا قیام
(ج) اسلامی سلطنت میں توسیع (د) حرم پاک اور مسجد نبوی میں توسیع

☆ **عہد فاروقی کے چار مشہور قاضیوں کے نام لکھیں۔**

(الف) حضرت عثمان غنیؓ (ب) حضرت علی مرتضٰیؓ
(ج) حضرت معاذ بن جبلؓ (د) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کا اللہ کی ذات پر کامل ایمان کا کوئی واقعہ قلمبند کریں،**

دریائے نیل ایک دوشیزہ کا نذرانہ قبول کر کے جاری ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کو رقعہ لکھا۔ ''اے نیل اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو اب بھی اس کے حکم سے جاری ہو جا اور اگر تو کسی بچی کا نذرانہ لے کر جاری رہنے کا عادی ہے تو ہم پیاسے رہ سکتے ہیں لیکن شرک نہیں کر سکتے۔'' یہ حکم ملتے ہی دریائے نیل رواں دواں ہو گیا کیونکہ وہ اللہ کے حکم سے چلا کرتا تھا۔''

☆ **حضرت عمر فاروقؓ نے کون سے نئے شہر بسائے؟ کوئی سے دو کے نام لکھیں۔**

(الف) بصرہ (ب) کوفہ

☆ **حضرت عمر فاروقؓ نے کون سی نہریں کھدوائیں؟ کسی دو کا نام لکھیں۔**

(الف) نہر ابو موسیٰؓ (ب) دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملانے کیلئے نکالی گئی۔

☆ **سن ہجری کا آغاز کس نے اور کیسے کیا؟**

حضرت عمرؓ کے عہد میں جب سلطنت میں وسعت پیدا ہوئی بیت المال کی آمدن و اخراجات، فوجیوں کی تنخواہوں اور وظائف کا انتظام، جنگی، معاشرتی، عدالتی اور دیگر معاملات میں تاریخ اور ماہ و سال کی ضرورت پڑی تو حضرت عمرؓ نے مجلس مشاورت میں یہ مسئلہ رکھا۔ کافی بحث و تحیص کے بعد ہجرت مدینہ کو مسلمانوں کا سال اول قرار دیا گیا اور اسلامی سال کو سن ہجری کا نام دے کر واقعہ ہجرت سے اس کا آغاز کیا گیا۔

☆ **جنگ نمارق میں مسلمانوں کے سپہ سالار کون تھے؟ اور ایرانی سپہ سالار کون تھا؟**

جنگ نمارق میں مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ تھے۔ ایرانی لشکر کا سپہ سالار جابان تھا۔

☆ **جنگ جسر میں مسلمان سپہ سالار کون تھا؟ اور ایرانیوں کا سپہ سالار کون تھا؟**

جنگ جسر میں مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت ابوعیدہ ثقفیؓ تھے اور ایرانیوں کا سپہ سالار بہمن جاذویہ تھا۔

☆ **جنگ جسر کا کیا نتیجہ نکلا؟**

اس جنگ میں ایرانیوں کا لشکر دریائے فرات کے دوسرے کنارے پر خیمہ زن ہوا اور مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ نے جوش شہادت میں دریا پار کر کے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ یہ جگہ تنگ، ناہموار اور جنگ کے لئے ناموزوں تھی اور ہاتھیوں کی وجہ سے عربی گھوڑے بدک بدک جاتے تھے۔ اسی کشمکش میں حضرت ابوعبیدہؓ ایک ہاتھی کے پاؤں کے نیچے آ کر کچلے گئے۔ ان کی شہادت کے بعد مسلمان پسپا ہو گئے۔

☆ **فتح قادسیہ کا کیا نتیجہ نکلا؟**

فتح قادسیہ نے سلطنت کسریٰ کی بنیادیں ہلا دیں اور اسے ہمیشہ کے لئے اتنا کمزور کر دیا کہ مسلمانوں کی طاقت و شوکت کے سامنے دوبارہ نہ اٹھ سکے۔ ایرانی نخوت خاک میں مل گئی۔

☆ **اولیات عمرؓ سے کیا مراد ہے؟**

حضرت عمر فاروقؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جہاں عظیم فتوحات کیں وہاں اسلامی حکومت کا نظام بہت بہتر بنایا انہوں نے بہت سے ایسے کام کئے جو اس سے پہلے اسلامی سلطنت میں نہیں تھے۔ چنانچہ وہ کارنامے یا نئی باتیں جو حضرت عمرؓ نے انجام دیں مؤرخین انہیں اولیات عمرؓ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

☆ **کوئی سے چار اولیات عمرؓ تحریر کریں۔**

(الف) سن ہجری کی ابتداء (ب) بیت المال کا قیام

(ج) فوج کی تنظیم اور دفتر قائم کرنا (د) عدالتوں کا قیام

☆ **حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کریں۔**

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ حضور ﷺ کے قتل (معاذ اللہ) کے ارادے سے نکلے راستے میں حضرت نعیم نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں۔

آپؓ گھر آئے تو بہن قرآن پاک کی تلاوت فرما رہی تھیں۔ آپؓ نے دونوں کو خوب مارا پیٹا تھوڑی دیر بعد کہا اچھا یہ بتاؤ تم کس چیز کی تلاوت کر رہی تھیں۔ قرآن سننے کے بعد آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

☆ **کوفہ کا شہر کس نے آباد کیا؟**

کوفہ کا شہر حضرت سلمانؓ اور حضرت حذیفہؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم پر آباد کیا۔

☆ **سیف اللہ کس کا لقب ہے؟**

حضرت خالد بن ولیدؓ کا لقب ہے۔

☆ **اسکندریہ کس کے دور میں فتح ہوا؟**

اسکندریہ حضرت عمرؓ کے دور میں حضرت عمر بن العاص اور فسطاط اور حیرہ کے شہر بھی آباد کئے۔

☆ **فلسطین، ایران اور مصر کس کے دور میں فتح ہوئے؟**

یہ تمام علاقے حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں فتح ہوئے۔

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کے تین عدالتی اصول تحریر کریں۔**

(ا) فریقین سے برابر سلوک کرنا۔ (۲) برابری کی بنیاد پر سماعت کرنا۔ (۳) گذشتہ فیصلوں کو مدنظر رکھنا۔

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کی مدت خلافت تحریر کریں انہیں کب اور کس نے شہید کیا؟**

13 ہجری تا 24 ہجری تقریباً ساڑھے دس سال۔ یکم محرم الحرام 24 ہجری کو ابولولؤ فیروز نے آپؓ کو شہید کیا۔ اس طرح اُمت مسلمہ ایک بہت بڑے مصلح سے محروم ہوگئی۔

☆ **فاتح مصر اور فاتح ایران کون ہیں اور یہ کس کے دور میں فتح ہوئے۔**

حضرت عمرو بن العاصؓ فاتح مصر اور سعد بن ابی وقاصؓ فاتح ایران ہیں یہ دور فاروقی میں فتح ہوئے

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کے دور کی مشہور جنگیں کون سی ہیں۔**

جنگ قادسیہ۔ جنگ جسر۔ جنگ نمارق۔ جنگ بویب 13 ہجری کو ہوئی۔

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کے لیے کی گئی دعا لکھیں۔**

اللھم اید بالاسلام بعمر ابن الخطاب او عمرو ابن الھشام

اے اللہ عمر بن خطاب یا عمرو بن ھشام کے ذریعے اسلام کی مدد فرما۔

☆ **جنگ جسر اور جنگ قادسیہ کب لڑی گئیں اور یہ کس خلیفہ کا دور تھا؟**

13 ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں حضرت سعد بن ابی وقاص سپہ سالار تھے۔

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں سرکاری ذرائع آمدن کیا تھی؟**

مال فے، مال غنیمت، خراج، جزیہ، عشر وغیرہ وغیرہ

☆ **حضرت عمرؓ ہر عامل سے کن باتوں کا عہد لیتے تھے؟**

(ا) نماز کی پابندی کریں گے۔ (۲) سکیورٹی گارڈ نہیں رکھیں گے۔

(۳) چھنا ہوا آٹا نہیں کھائیں گے۔ (۴) راتوں کو گشت کریں گے۔

☆ **حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نظام حکومت کی چار خصوصیات لکھیں۔**

(۱) رعایا کی خود دیکھ بھال کرنا (۲) محکمہ عدالت کی تنظیم (۳) مرکزی اور جمہوری حکومت کا قیام (۴) نئے شہروں کا بسانا۔

☆ **حضرت عمرؓ کے قائم کردہ چار محکموں کے نام لکھیں۔**

(۱) محکمہ پولیس۔ (۲) عدالتوں کا نظام (۳) بیت المال کا قیام (۴) فوج کی تنظیم اور دفتر قائم کرنا

☆ **حضرت عمر فاروقؓ کو فاروق اعظم کا لقب کب اور کس طرح ملا؟**

اعلانیہ ہجرت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم یعنی حق و باطل میں سب سے زیادہ فرق کرنے والا کا لقب دیا۔

☆ **عہد فاروقی کے دو اہم جرنیلوں کے نام لکھیں۔**

(۱) حضرت خالد بن ولیدؓ (۲) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

☆ **بیت المقدس کب اور کس نے فتح کیا؟**

حضرت سعد بن ابی وقاص نے 16 ہجری میں فتح کیا۔

☆ **حضرت عمرؓ کی دو فوجی خدمات تحریر کریں۔**

(۱) تنخواہ دار فوج کا مقرر کرنا۔ (۲) مصر اور ایران کا فتح کرنا۔

☆ **عہد فاروقی کی چار فتوحات لکھیں۔**

(۱) ایران (۲) شام (۳) عراق (۴) مصر اور فلسطین

☆ **حضرت عمرؓ کی سیرت سادگی اور شہادت کے واقعہ کے بارے میں لکھئے۔**

حضرت عمر فاروقؓ ایک مثالی شخصیت کے مالک صاحب الرائے اور سلیم الطبع انسان تھے۔ تمام عمر سادہ زندگی بسر کی۔ آپؓ ہمیشہ حق کی حمایت کیلئے سینہ سپر رہتے تھے۔ آپؓ حق کی اشاعت کیلئے ننگی تلوار تھے یہی وجہ ہے کہ مزاج اور طبیعت میں سختی اور تیزی تھی۔ بارعب شخصیت ہونے کی وجہ سے لوگوں پر آپؓ کی ہیبت چھائی رہتی تھی۔ بڑے بڑے بادشاہ اور حکمران آپؓ کے نام سے کانپتے تھے۔ آپؓ ہر اس شخص سے سختی سے پیش آتے جو اسلام کا مخالف ہوتا اور حضور ﷺ کی گستاخی کا مرتکب ہوتا۔ آپؓ کی شجاعت اور جرات ایمانی پر حضور ﷺ نے آپؓ کو فاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) کے خطاب سے نوازا۔ آپؓ نے اپنے دور خلافت میں بہت سے ایسے کام کئے جو آپؓ سے پہلے کسی نہ کئے تھے۔ تاریخ اسلام میں انہیں اولیات عمرؓ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سن 23 ہجری میں حضرت عمرؓ نماز فجر ادا کر رہے تھے اسی دوران ابولولو فیروز نامی شخص نے خنجر کے وار کر کے آپؓ کو شہید کر دیا۔ آپؓ کو حضور ﷺ کی قربت میں دفن کیا گیا۔

☆ **بیت المقدس کی فتح کیسے ہوئی؟**

اگرچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں ہی فلسطین کے اکثر علاقے فتح ہو چکے تھے۔ آپؓ نے حضرت عمرو بن عاص کو وہاں کا افسر مقرر کیا تھا۔ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت

عمرو بن العاص ؓ نے شہر کو گھیر لیا۔ عیسائی پادریوں نے کہا کہ حضرت عمر ؓ خود آ کر معاہدہ صلح تحریر کریں۔ حضرت عمر ؓ بذات خود فلسطین آئے اس طرح عیسائی سرداروں اور حضرت عمر ؓ کے درمیان معاہدہ صلح طے پا گیا۔ یہودیوں کو شہر سے نکال دیا گیا اور بغیر جنگ و جدل بیت المقدس فتح ہو گیا۔

☆ **حضرت عمر ؓ نے جاگیرداری نظام کا خاتمہ کس طرح کیا؟**

(1) مفتوحہ زمینیں فوجیوں میں تقسیم نہیں کیں (2) ملکیت زمین کی حد بندی کر دی گئی کہ ایک آدمی صرف اتنی زمین اپنے پاس رکھ سکتا ہے جس پر خود کاشت کاری کر سکے۔

(3) تین سال سے زیادہ قطعہ زمین بے کار نہیں رہے گی بصورت دیگر بحق سرکار ضبط ہو گی۔

☆ **حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ پر خصوصی نوٹ لکھیے۔**

اسلامی نظام سلطنت میں شوریٰ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی مختلف معاملات میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا کرتے تھے۔ انہی سنہری روایات پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی عمل پیرا رہے۔ اگرچہ مجلس شوریٰ جیسے اہم ادارہ کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود رکھی۔ لیکن! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ادارے کو مزید مضبوط بنایا۔ آپ ؓ نے اس ادارے کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک مجلس شوریٰ خاص جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص جیسے جید صحابہ شامل تھے۔ فوری اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ ایک مجلس شوریٰ عام تھی۔ اس میں مدینہ کے تمام افراد شامل تھے۔ عام مسائل میں ان سب کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا جاتا اور پھر کثرت رائے سے فیصلہ کیا جاتا تھا۔

☆ **حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المال کی دولت کے بارے میں کیا فرمایا کرتے تھے؟**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المال کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بیت المال سے اپنی ذات کیلئے اتنا وظیفہ لینے کا حق ہے جتنا کسی یتیم کے سرپرست کو یتیم کے مال سے بقدرِ ضرورت مال لینے کا حق ہے۔

(خلیفہ سوئم) حضرت عثمان بن عفان ؓ

☆ **ذوالنورین کس صحابی کو کہا جاتا ہے؟** ج

(الف) حضرت ابوبکر صدیق ؓ (ب) حضرت عمر فاروق ؓ

(ج) حضرت عثمان غنی ؓ (د) حضرت علی ؓ

☆ **جامع القرآن کہا جاتا ہے۔** ج

(الف) حضرت ابوبکر صدیق ؓ (ب) حضرت عمر فاروق ؓ

(ج) حضرت عثمان غنی ؓ (د) حضرت علی ؓ

☆ **حضرت عثمان ؓ شہید ہوئے۔** د

(الف) ۳۰ھ میں (ب) ۴۰ھ میں
(ج) ۳۸ھ میں (د) ۳۵ھ میں

☆ حضرت عثمانؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ **الف**
(الف) ایک قرات پر (ب) اصول حدیث پر
(ج) اصلاح امت پر (د) انصاف پر

☆ صلح حدیبیہ میں سفیر بنائے گئے۔ **الف**
(الف) حضرت عثمانؓ (ب) حضرت عمرؓ
(ج) حضرت علیؓ (د) حضرت زیدؓ

☆ حضرت عثمانؓ کے عقد میں رسول اکرم ﷺ کی کتنی بیٹیاں تھیں؟ **ب**
(الف) ایک (ب) دو
(ج) تین (د) چار

☆ حضرت عثمانؓ کے والد کا نام **ج**
(الف) خلف (ب) ابولہب
(ج) عفان (د) سفیان

☆ فیاضی وغناء امتیازی وصف تھا۔ **ب**
(الف) حضرت علیؓ کا (ب) حضرت عثمانؓ کا
(ج) حضرت عمرؓ کا (د) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا

☆ حضرت عثمانؓ کے قصاص میں کون سی جنگ ہوئی۔ **الف**
(الف) جنگ جمل (ب) جنگ بویب
(ج) جنگ قادسیہ (د) جنگ یمامہ

☆ مدینہ کی سیلاب سے حفاظت کے لئے ایک بند مہروز تعمیر کیا گیا۔ **ب**
(الف) عہد فاروقی میں (ب) عہد عثمانی میں
(ج) عہد راشدہ میں (د) عہد عباسیہ میں

☆ حضرت عثمانؓ نے غیر مستند نسخے جلوا دیئے۔ **د**
(الف) حدیث کے (ب) سیرت کے
(ج) فقہ کے (د) قرآن کے

☆ قبرص کس خلیفہ راشد کے عہد میں فتح ہوا۔ **ج**
(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمرؓ
(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

☆ طرابلس فتح ہوا۔ **ب**

(الف) 26ہجری میں (ب) 27ہجری میں

(ج) 28ہجری میں (د) 29ہجری میں

☆ حضرت عثمانؓ کا لقب ہے۔ **الف**

(الف) غنی (ب) اسداللہ

(ج) سیف اللہ (د) حبیب اللہ

☆ خراسان فتح ہوا۔ **الف**

(الف) 30ہجری میں (ب) 32ہجری میں

(ج) 31ہجری میں (د) 33ہجری میں

☆ عہد عثمانی میں شام کے گورنر تھے۔ **د**

(الف) حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؓ (ب) حضرت زید بن ثابتؓ

(ج) حضرت ابن عباسؓ (د) حضرت امیر معاویہؓ

☆ مصری فوج کے افسر اعلیٰ تھے۔ **ج**

(الف) عبداللہ بن قیسؓ (ب) عبداللہ بن مسعودؓ

(ج) عبداللہ بن ابی سرحؓ (د) حضرت ابوایوب انصاریؓ

☆ عہد عثمانی میں مکہ مکرمہ کے حاکم تھے۔ **ب**

(الف) یعلی بن منبہؓ (ب) عبداللہ بن حضرمیؓ

(ج) عبداللہ بن سعدؓ (د) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

☆ نئے بحری بیڑے کا آغاز ہوا۔ **ج**

(الف) عہد صدیقی (ب) عہد فاروقی

(ج) عہد عثمانی (د) عہد علی

☆ حضرت عثمانؓ کا تعلق تھا۔ **الف**

(الف) بنوامیہ (ب) بنوعدی

(ج) قریش (د) بنوتمیم

☆ 24 تا 35 ہجری عہد خلافت ہے۔ **ج**

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علی المرتضیٰؓ

☆ حضرت عثمان غنیؓ نے کتنی ہجرتیں کیں؟ **ب**

(الف) 1 (ب) 2

(ج) 3 (د) 4

مختصر سوالات

☆ حضرت عثمانؓ کے قبول اسلام کے بارے میں لکھئے۔

بچپن ہی سے حضرت عثمانؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گہرے دوست تھے۔ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اوران کے درمیان توحید کے موضوع پر بحث ہوئی۔آپؓ بہت متاثر ہوئے اور سیدنا صدیق اکبر کی تبلیغ سے ہی حضرت عثمان حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو آپؓ کا پورا خاندان آپؓ کا دشمن ہو گیا اور آپ ﷺ کو طرح طرح سے اذیتیں پہنچائیں لیکن آپؓ کی ثابت قدمی میں ذرہ بھر بھی کمی نہ آئی۔خاص طور پر آپؓ کے چچا آپؓ کو بہت اذیت دیا کرتے تھے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کی کون سی دو بیٹیاں حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں؟

(الف) حضرت رقیہؓ (ب) حضرت ام کلثومؓ

☆ حضرت عثمانؓ کی سخاوت کا کوئی ایک واقعہ قلمبند کریں۔

عہد فاروقی میں حضرت عثمان غنیؓ کا اونٹوں کا ایک تجارتی قافلہ غلہ خرید کر مدینہ منورہ آیا جب کہ مدینہ منورہ میں قحط سالی کا دور تھا۔حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کو اس کی دگنی قیمت دے کر خریدنا چاہا لیکن آپؓ نے کہا کہ میرا سودا ہو چکا ہے چنانچہ آپؓ نے بغیر قیمت لئے سارا غلہ مستحق غرباء میں تقسیم کر دیا۔

☆ حضرت عثمان غنیؓ کی کوئی سی چار خصوصیات تحریر کریں۔

(الف) فیاضی وغناء (ب) شرم وحیاء کا پیکر
(ج) صبر وتحمل (د) صلہ رحمی

☆ حضرت عثمان غنیؓ کے کوئی سے چار کارہائے نمایاں یا خدمات بیان کریں۔

(الف) حفاظت قرآن بذریعہ اشاعت قرآن (ب) مدینہ کا حفاظتی بند
(ج) بحری فوج کا قیام (د) سلطنت کو صوبوں میں تقسیم کرنا اور گورنر مقرر کرنا

☆ حضرت عثمانؓ نے حکام کے حالات سے باخبر رہنے کیلئے جو کمیٹیاں تشکیل دیں ان کے سربراہوں کے نام لکھیں۔

(الف) محمد بن مسلمہؓ (ب) عبداللہ بن عمرؓ (ج) اسامہ بن زیدؓ

☆ عہد عثمانی میں بصرہ اور کوفہ کے حاکم کون تھے؟

بصرہ کے حاکم حضرت عبداللہؓ اور کوفہ کے حاکم حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ تھے۔

☆ عہد عثمانی میں طائف کے حاکم کون تھے؟ حضرت قاسم بن ربیعہ ثقفیؓ

☆ حضرت عثمانؓ پر لگائے گئے کوئی سے دو الزامات تحریر کریں؟

(الف) اقرباء پروری (ب) بیت المال کا ناجائز استعمال

☆ عبداللہ بن سباء کون تھا؟

عبداللہ بن سباء یہودی النسل تھا، ابن سباء بڑا سازشی، ذہین، مکار اور چرب زبان تھا۔اس

نے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ کے خلاف ایک خوفناک سازش کا آغاز کیا اور اپنے ارادوں میں کامیابی کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا۔

☆ **شہادت کے وقت حضرت عثمانؓ کون سی آیت مبارکہ تلاوت فرما رہے تھے؟**

فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیمO

''پس اللہ ان کے لئے کافی ہے وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

☆ **حضرت عثمانؓ کی تجہیز و تکفین کس طرح عمل میں آئی؟**

حضرت عثمانؓ کی لاش دو دن تک بے گور و کفن پڑی رہی، باغیوں کے خوف سے آخر کار ہفتے کے دن کے بعد چند صحابہؓ نے آپؓ کی تجہیز و تکفین کی۔

☆ **حضرت عثمانؓ کس دن اور کس تاریخ کو شہید ہوئے؟ اور کس نے شہید کیا؟**

حضرت عثمانؓ ۱۸ ذی الحج ۳۵ھ کو جمعہ کے دن عصر کے وقت شہید ہوئے اور کنانہ بن بشیر نامی شخص نے آپؓ کو شہید کیا۔

☆ **ذوالنورین کس کو کہا جاتا ہے اور کیوں؟**

حضرت عثمانؓ غنی کا لقب ذوالنورین ہے۔ آپؓ کے نکاح میں حضورؐ کی دو صاحبزادیاں تھیں اس لئے آپ کو دو نوروں والا کہا جاتا ہے۔

☆ **حضرت عثمانؓ کی مدت خلافت بتائیں۔** ۲۴ ہجری تا ۳۵ ہجری تقریباً ۱۲ سال

☆ **حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے کتنے درہم خرچ کیے؟**

بعض کتب میں بیس ہزار درہم اور بعض میں پچیس ہزار درہم خرچ کرنے کی روایت ہے

☆ **حضرت عثمانؓ غزوہ بدر میں کیوں شریک نہ ہوئے؟**

آپؓ کی بیوی حضور ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ بیمار تھیں اس لیے آپ ﷺ نے انہیں ان کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ جس کی وجہ سے آپؓ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔

☆ **حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دو اثرات لکھیں۔**

(۱) مسلمانوں میں تفرقہ بازی کی ابتداء (۲) اسلام دشمن قوتوں کو حوصلہ ملنا

☆ **حضرت عثمانؓ کی شرم و حیا کے متعلق آپ کا کیا فرمان ہے؟**

حضور ﷺ فرماتے تھے کہ میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے آسمان پر فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

☆ **عہد عثمانی کی چار فتوحات لکھیں۔** طبرستان، خراساں، اسکندریہ، قبرص

☆ **حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چار اسباب تحریر کریں۔**

(۱) کبائر صحابہ کی کمی (۲) بنو ہاشم اور بنو امیہ کی دشمنی (۳) اہم عہدوں پر بنو امیہ کے لوگوں کا تقرر (۴) حضرت عثمانؓ کی نرم مزاجی

☆ حضرت عثمانؓ کا آخری خطبہ مختصراً لکھیں۔

میں نے ایسا کوئی گناہ نہیں کیا جس کی سزا قتل ہو۔ آج اگر تم مجھے ناحق قتل کرو گے تو قیامت تک نماز اور جہاد کی صف میں اکٹھے نہ ہو سکو گے۔

☆ مسلمانوں میں خانہ جنگی کب اور کیوں شروع ہوئی؟

35 ہجری میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد سے ہی مسلمانوں میں خانہ جنگی کا آغاز ہو گیا۔

(خلیفہ چہارم) حضرت علیؓ۔ جنگ جمل۔ جنگ صفین

سوال نمبر 1:۔ چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

☆ کس عمر میں حضرت علیؓ حضور ﷺ کے زیر کفالت آئے؟ **الف**

(الف) بچپن میں (ب) نوبلوغت میں

(ج) جوانی میں (د) ادھیڑ عمری میں

☆ مشہور پہلوان عمرو بن عبدود کس کے ہاتھوں قتل ہوا؟ **د**

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمانؓ بن عفان (د) حضرت علیؓ

☆ حضرت علیؓ کے والد کا نام **الف**

(الف) ابوطالب (ب) ابوالقاسم (ج) ابونعیم (د) ابولہب

☆ حضرت علیؓ کاتب تھے۔ **الف**

(الف) تحریر صلح حدیبیہ کے (ب) حدیث کے

(ج) تاریخ کے (د) کتاب کے

☆ ہجرت مدینہ کے وقت آپ ﷺ نے لوگوں کی امانتیں سپرد کیں۔ **الف**

(الف) حضرت علیؓ کے (ب) حضرت عباسؓ کے

(ج) حضرت عثمانؓ کے (د) حضرت زیدؓ

☆ بچوں میں سب سے پہلے کون ایمان لائے۔ **الف**

(الف) حضرت علیؓ (ب) حضرت قاسمؓ

(ج) حضرت حسنؓ (د) حضرت حارثؓ

☆ حضرت علیؓ موجد تھے۔ **ج**

(الف) علم صرف کے (ب) علم فقہ کے

(ج) علم نحو کے (د) علم حدیث کے

☆ ایک تجربہ کار اور جنگ آزمودہ جنرل تھے۔ (ب)

(الف) حضرت عثمانؓ (ب) حضرت علیؓ

(ج) حضرت بلالؓ (د) حضرت عمرؓ

☆ قلعہ قموص کس نے فتح کیا۔ (ب)

(الف) حضرت عثمانؓ (ب) حضرت علیؓ

(ج) حضرت بلالؓ (د) حضرت عمرؓ

☆ حضرت علیؓ کی بیوی کا نام ہے۔ (ج)

(الف) حضرت قدسیہؓ (ب) حضرت رقیہؓ

(ج) حضرت فاطمہؓ (د) حضرت ام کلثومؓ

☆ ابوتراب کنیت ہے۔ (ب)

(الف) حضرت عثمانؓ کی (ب) حضرت علیؓ کی

(ج) حضرت عمرؓ کی (د) حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆ خوارج فرقہ ظہور پذیر ہوا۔ (ب)

(الف) حضرت عثمانؓ کے دور میں (ب) حضرت علیؓ کے دور میں

(ج) حضرت عمرؓ کے دور میں (د) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں

☆ جنگ جمل لڑی گئی۔ (د)

(الف) 35 ہجری میں (ب) 34 ہجری میں

(ج) 33 ہجری میں (د) 36 ہجری میں

☆ جنگ صفین کب ہوئی۔ (ج)

(الف) 30 ہجری میں (ب) 32 ہجری میں

(ج) 37 ہجری میں (د) 40 ہجری میں

☆ جنگ نہاوند ہوئی۔ (ج)

(الف) 39 ہجری میں (ب) 45 ہجری میں

(ج) 32 ہجری میں (د) 30 ہجری میں

☆ حضرت علیؓ خلیفہ بنے۔ (د)

(الف) 37 ہجری میں (ب) 36 ہجری میں

(ج) 38 ہجری میں (د) 35 ہجری میں

☆ حضرت علیؓ شہید ہوئے۔ (ب)

(الف) 42 ہجری میں (ب) 40 ہجری میں

(ج) 42 ہجری میں (د) 43 ہجری میں

☆ حضرت علیؓ کی پرورش زیرِ سایہ ہوئی۔ **ب**

(الف) حضرت عمرؓ (ب) حضور ﷺ

(ج) حضرت ابو طالب (د) حضرت عبدالمطلب

☆ امت محمدیہ کے بڑے قاضی تھے۔ **ب**

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت علیؓ

(ج) حضرت عمرؓ (د) حضرت عثمانؓ

☆ خیبر شکن کہا جاتا ہے۔ **د**

(الف) خالد بن ولید کو (ب) طارق بن زیاد کو

(ج) حضرت حمزہؓ کو (د) حضرت علیؓ کو

☆ زید بن حارث شہید ہوئے۔ **ج**

(الف) غزوہ بدر (ب) غزوہ احد

(ج) غزوہ موتہ (د) غزوہ خندق

☆ حضرت علیؓ کی شہادت کی تاریخ ہے۔ **ج**

(الف) 10 شوال (ب) 9 رمضان

(ج) 21 رمضان (د) 17 رمضان

مختصر سوالات

☆ حضرت علیؓ کی کوئی سی چار خصوصیات تحریر کریں یا چار سیرت کے اہم پہلو بتائیں۔

(الف) اسلام میں مسابقت (ب) اصابت رائے

(ج) فصاحت و بلاغت (د) جواں مردی و بہادری

☆ حضرت علیؓ کی کوئی سی چار خدمات تحریر کریں۔

(الف) فوجی اقدامات (ب) دینی اقدامات

(ج) فتوحات (د) اشیائے لین دین کی نگرانی

☆ منصب خلافت سنبھالتے ہی حضرت علیؓ کو جن مشکلات کا سامنا ہوا ان میں سے کسی چار کا ذکر کریں۔

(الف) قاتلین عثمانؓ کا طرزِ عمل (ب) صحابہ کرامؓ کا قصاص عثمانؓ کا مطالبہ

(ج) عمالین عثمانؓ کی برطرفی (د) نومسلموں کی تربیت میں کمی

☆ حضرت علیؓ کے انتظام سلطنت پر مختصر نوٹ لکھئے۔

جب حضرت علیؓ نے خلافت پر قدم رکھا اس وقت امت مسلمہ پر خطروں کے بادل منڈلا رہے تھے۔ آپؓ نے بڑی دانائی اور حکمت سے ان حالات کا مقابلہ کیا۔ انتظام سلطنت میں سب سے اہم کام عمال

(گورنر، حکام بالا، افسران) کا تقرر اور پھر ان کے کام کی نگرانی ہوتا ہے۔ آپ ؓ نے اس طرف خاص توجہ دی حکام اور عمال کے تقرر سے پہلے ان کے بارے میں چھان بین کرتے اور پھر ان کا تقرر فرماتے چنانچہ آپ ؓ نے کمال تدبر اور معاملہ فہمی سے نظام سلطنت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کیلئے مالی فوجی اور دینی ایسے اقدامات کئے جو رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے۔

☆ **حضرت علی کی شہادت کا واقعہ تحریر کیجئے۔**

ایک روز حضرت علی ؓ صبح کی نماز کی ادائیگی کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو راستے میں ابن ملجم نامی یہودی نے آپ ؓ پر زہر آلود خنجر سے وار کر کے آپ ؓ کو شدید زخمی کر دیا۔ چنانچہ آپ ؓ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے 20 رمضان چالیس ہجری کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

☆ **خوارجیوں کی ابتداء کیسے ہوئی؟**

(الف) جنگ صفین کے بعد مدینہ میں ایک اور گروہ پیدا ہو گیا جو خوارج کہلایا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے شہادت عثمانی میں حصہ لیا نیز جنگ جمل و جنگ صفین میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر دیا۔

☆ **جنگ جمل کے کوئی سے دو اسباب تحریر کریں۔**

(الف) قصاص عثمان ؓ کا مطالبہ (ب) قاتلین عثمان ؓ کی سازش

(ج) عسکری نظام کا درہم برہم ہونا (د) نیا دارالحکومت

☆ **جنگ صفین کب اور کن کے درمیان لڑی گئی؟**

جنگ صفین ۳۷ھ میں حضرت علی ؓ اور حضرت امیر معاویہ ؓ کے درمیان ہوئی یہ جنگ صفین کے مقام پر ہوئی اس لئے جنگ صفین کہلاتی ہے۔ یا یہ کہ اس جنگ میں مسلمان دو صفوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔

☆ **جنگ صفین کا سبب تفصیلاً لکھئے۔**

یہ جنگ حضرت علی ؓ اور حضرت امیر معاویہ ؓ کے درمیان ہوئی جب حضرت علی ؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت امیر معاویہ ؓ کو شام کی گورنری سے معزول کر دیا تو نہ صرف انہوں نے حضرت علی ؓ کا یہ حکم ماننے سے انکار کیا بلکہ حضرت علی ؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے بھی انکار کر دیا اور قصاص عثمان ؓ کا مطالبہ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جس کی وجہ سے جنگ صفین کی نوبت آئی۔

☆ **جنگ جمل کن کے درمیان ہوئی اور اسے جنگ جمل کیوں کہا جاتا ہے؟**

جنگ جمل حضرت عائشہ ؓ اور حضرت علی ؓ کے درمیان ہوئی۔ یہ جنگ ''جنگ جمل'' اس لئے کہلاتی ہے کہ اس جنگ میں حضرت عائشہ ؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں اور عربی میں جمل اونٹ کو کہتے ہیں اسی نسبت سے یہ جنگ ''جنگ جمل'' کہلائی جو غلط فہمی کی بناء پر ہوئی اور تاریخ اسلامی کا انتہائی افسوسناک واقعہ ہے۔

☆ جنگ صفین کے کوئی سے دو نتائج لکھیں۔

(الف) خلافت تقسیم ہوگئی (ب) امت مسلمہ اختلافات کا شکار ہو گئے

☆ جنگ نہروان کس کے درمیان ہوئی؟ خوارج اور حضرت علی کے درمیان

☆ حضرت علیؓ کی خلافت سے قبل دو دینی خدمات بتائیں۔

(i) حدِ خمر آپؓ کے مشورے سے جاری ہوئی۔ (ii) تینوں خلفاء کے مشیر رہے۔

☆ قبول اسلام کے وقت حضرت علیؓ کی عمر کتنی تھی؟ آٹھ سال تھی

☆ حضرت علیؓ کب خلیفہ بنے اور کب تک رہے۔

حضرت علیؓ 35 ہجری میں خلیفہ منتخب ہوئے اور 40 ہجری تک رہے۔

☆ واقعہ کربلا کب پیش آیا۔ 61 ہجری میں پیش آیا۔

☆ حضرت علیؓ کی پیدائش کس جگہ ہوئی اور انہیں کس نے شہید کیا۔

حضرت علیؓ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اور عبدالرحمٰن ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو شہید کیا

☆ حضرت علیؓ کی ہجرت مدینہ کا واقعہ لکھیں یا آپ ﷺ نے آپؓ کو اپنے بستر پر کیوں لٹایا؟

ہجرت مدینہ کے وقت حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو پیچھے چھوڑ دیا تا کہ وہ آپ ﷺ کے گھر والوں کو لے کر آئیں۔ قریش مکہ کی امانتیں بھی حضرت علیؓ کے سپرد کر دیں تا کہ وہ انہیں ان کے مالکوں کو لوٹا دیں۔ اور کہا کہ میرے بستر پر لیٹے رہو تا کہ قریش مجھے تلاش نہ کریں اور مجھے مدینہ آ کر ملنا۔ چنانچہ تین دن بعد حضرت علیؓ آپ ﷺ کے گھر والوں کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس قباء پہنچ گئے۔

☆ بغداد کے دارالحکومت کی اہمیت لکھیں۔

بغداد جو اس وقت عراق کا دارالحکومت ہے۔ تاریخی لحاظ سے اس کی اہمیت یہ ہے کہ بغداد علم کا بہت بڑا مرکز تھا۔ بڑے بڑے آئمہ اور محدثین خاص طور پر امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف کا تعلق بھی اسی سرزمین سے تھا۔ علم حدیث کے حوالے سے بغداد کو سرزمین عرب میں منفرد مقام حاصل تھا۔ حصول علم کے لیے اکثر و بیشتر محدثین نے بغداد کی طرف سفر کیا۔

☆ حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالحکومت کیوں بنایا۔

اس کی دو اہم وجوہات تھیں۔ (۱) حضرت عثمانؓ کی شہادت میں حرم نبوی کی بہت توہین ہوئی۔ اس لیے آئندہ اس کو شر سے بچانے کے لیے آپؓ نے سیاسی مرکز یہاں سے ہٹانا مناسب سمجھا۔ (۲) دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت علیؓ کے حامیوں کی تعداد زیادہ تر عراق میں تھی۔ اس لیے سیاسی اعتبار سے کوفہ آپؓ کے لیے بہت اہم تھا۔

☆ حضرت علیؓ کے ایمان لانے کا واقعہ لکھیں۔

حضرت علیؓ بچپن سے حضور ﷺ کی زیر کفالت رہے۔ جب آپ ﷺ نبوت سے سرفراز ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے خاندان سے تبلیغ کا آغاز کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے خاندان کو دعوت پر مدعو کیا اور فرمایا

میں تمہارے سامنے دنیا اور آخرت کی نعمت پیش کرتا ہوں۔ کون ہے جو میرا ساتھ دے گا۔ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا اگرچہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں میری ٹانگیں بھی کمزور ہیں۔ تاہم میں آپ ﷺ کا ساتھ دونگا اور اسی وقت حضرت علیؓ بچوں اور بنو ہاشم میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

☆ **حضرت علیؓ کی دو مشکلات تحریر کریں۔**

(۱) قاتلین عثمانؓ کا طرز عمل اور صحابہؓ کا قصاص عثمانؓ کا مطالبہ (۲) جنگ جمل

☆ **جنگ صفین کی دو وجوہات لکھیں۔**

(۱) حضرت امیر معاویہؓ کا مطالبہ قصاص عثمانؓ (۲) حضرت امیر معاویہ کی شام کی گورنری سے معزولی

☆ **حضرت علیؓ کی سادگی پر دو سطور لکھیں۔**

حضرت علیؓ خلیفۃ المسلمین ہونے کے باوجود بہت سادہ تھے۔ آپؓ کا رہن سہن غذا اور لباس بہت سادہ اور معمولی قسم کا ہوتا تھا گھر میں کوئی کنیز اور ملازم نہ تھا کئی کئی دن گھر میں آگ نہ جلتی تھی اکثر ستو اور پانی کی غذا استعمال کرتے اور اپنے رب کا شکر بجالاتے۔

☆ **خوارج کے چار عقائد تحریر کریں۔**

(۱) خلیفہ کا تقرر جمہوری طرز کا ہو (۲) خلافت کسی خاص خاندان کے لیے مخصوص نہیں
(۳) ہر گنہگار کافر ہے۔ (۴) قرآن کے ظاہری معنوں پر عمل کرنا۔

☆ **خوارج کے چار فرقوں کے نام بتائیں۔**

(الف) ازارقہ (ب) فرقہ نجدات (ج) فرقہ اباضیہ (د) فرقہ صغریہ

☆ **خوارج کی کوئی سی چار خصوصیات بیان کریں۔**

(الف) نماز و روزہ کے پابند تھے (ب) تشدد پسند تھے
(ج) بے باک نڈر اور فصیح و بلیغ (د) شعر و ادب سے لگاؤ

☆ **حضرت علیؓ کا نام حیدر کس نے رکھا اور کیوں؟**

حضرت علیؓ کی والدہ نے ان کو بہادر اور شجاع بنانے کے لیے ان کا نام حیدر رکھا

☆ **حضرت علیؓ کی بہادری کا کوئی واقعہ لکھیں۔**

غزوۂ بدر میں مبارزت دینے والے اولین مجاہد تھے۔ آپؓ نے دشمن کو للکارا اور عتبہ، شیبہ اور ولید بن مغیرہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆ **حضرت علیؓ کے علم پر نوٹ لکھیں یا آپؓ کو باب العلم کیوں کہا جاتا ہے۔**

حضرت علیؓ تقریباً تیس سال حضور ﷺ کی صحبت میں رہے۔ آپؓ مفسر قرآن تھے۔ اجتہادی مسائل میں آپؓ کو بہت زیادہ دسترس حاصل تھی خلفاء ثلاثہ کے دور میں آپؓ کو مقدمات کے فیصلوں کے لیے مامور کیا جاتا تھا۔ اکثر دینی مسائل میں صحابہ کرامؓ آپ ﷺ سے رجوع کرتے تھے آپؓ کو امت کا قاضی کہا جاتا ہے آپ ﷺ نے آپؓ کو باب العلم کہا ہے۔

پرچہ جات پنجاب بورڈ ز 2018

1۔ ملتان بورڈ

2۔ فیصل آباد بورڈ

3۔ ساہیوال بورڈ

4۔ گوجرانوالہ بورڈ

5۔ آزاد کشمیر بورڈ

6۔ لاہور بورڈ

7۔ بہاولپور بورڈ

8۔ ڈیرہ غازیخان بورڈ

9۔ سرگودھا بورڈ

10۔ راولپنڈی بورڈ

آزاد کشمیر بورڈ 2018

Time: 30 M — OBJECTIVE معروضی — وقت = 30 منٹ

Maximum Marks: 20 — کل نمبر = 20

سوال نمبر 1:-

1۔ اسلام کے بنیادی عقائد ہیں۔

(A) چار (B) پانچ (C) چھ (D) تین

2۔ تہذیب اصل میں لفظ ہے۔

(A) ہندی (B) انگریزی (C) فارسی (D) عربی

3۔ تقوی کا مرکز ہے۔

(A) جسم (B) دل (C) دماغ (D) سینہ

4۔ عفو کے لغوی معنی ہیں۔

(A) ڈھیل دینا (B) کم کرنا (C) بڑھنا (D) مٹانا

5۔ اور میرے ذکر کیلئے قائم کرو۔

(A) ادارہ (B) کمیٹی (C) نماز (D) مجلس

6۔ اے ایمان والو تم انصاف پر۔۔۔۔۔ ہو جاؤ۔

(A) مجاہد (B) بزدل (C) دلیر (D) قائم رہنے والے

7۔ ہمارے حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

(A) پڑوسی (B) اولاد (C) والدین (D) دوست

8۔ نکاح کرنا رسول اللہ کی ہے۔

(A) سنت (B) عادت (C) سیرت (D) شہادت

9۔ جہاد کس زبان کا لفظ ہے؟

(A) فارسی (B) اُردو (C) عربی (D) انگریزی

10۔ اُمت انسانوں کا گروہ ہے۔

(A) ملکی (B) جغرافیائی (C) فنی (D) نظریاتی

11۔ مشرکین مکہ کا سب سے بڑا بت۔۔۔۔ تھا۔

(A) لات (B) منات (C) ہبل (D) عزیٰ

12۔ حضرت محمدؐ پیدا ہوئے۔

(A) سوموار کو (B) منگل کو (C) جمعہ کو (D) جمعرات کو

13۔ ابو جہل مارا گیا۔

(A) بدر میں (B) احد میں (C) موتہ میں (D) تبوک میں

14۔ مدینہ کی مشہور مسجد کا نام ہے۔

(A) قبا (B) اقصیٰ (C) نمرہ (D) مسجد نبوی

15۔ پہلی وحی نازل ہوئی۔

(A) غار ثور میں (B) غار حراء میں (C) طائف میں (D) قباء میں

16۔ غزوہ خیبر کب ہوا؟

(A) 6 ہجری (B) 7 ہجری (C) 8 ہجری (D) 9 ہجری

17۔ آپؐ نے آیت تلاوت فرمائی۔ لَاتَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمُ

(A) فتح مکہ (B) غزوہ تبوک (C) غزوہ بدر (D) غزوہ احد

18۔ آپؐ نے مدینہ میں سال گزارے۔

(A) 30 سال (B) 23 سال (C) 13 سال (D) 10 سال

19۔ خلیفہ ثانی کہا جاتا ہے۔

(A) حضرت عثمانؓ (B) حضرت عمرؓ (C) حضرت علیؓ (D) حضرت طلحہؓ

20۔ حضرت ابو بکرؓ شہید ہوئے۔

(A) 11 ہجری (B) 12 ہجری (C) 13 ہجری (D) 14 ہجری

آزاد کشمیر بورڈ 2018

Time: 2.30 H — SUBJECTIVE حصہ انشائیہ — وقت = 2.30

Maximum Marks: 80 — کل نمبر = 80

SECTION-I حصہ اول

سوال نمبر 2:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) اسلامی تہذیب کے دو عوامل لکھیے۔

(2) انسانی زندگی پر عقیدہ توحید کے دو اثرات بیان کیجیے

(3) دو مناسک حج لکھیے۔

(4) عدل کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیے۔

(5) تسبیح فاطمہؓ سے کیا مراد ہے؟

(6) حضورؐ کے عفو و درگزر کی ایک مثال دیجیے۔

(7) زوجین سے کیا مراد ہے؟

(8) مہر سے کیا مراد ہے؟

(9) عائلی زندگی کے دو مقاصد لکھیے۔

(10) مکتب سے کیا مراد ہے؟

(11) تعلیم کے کوئی سے دو فوائد تحریر کیجیے۔

(12) مسجد کے دو آداب لکھیے۔

سوال نمبر 3:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

(1) اسلامی ریاست کے دو فرائض لکھیے۔
(2) اسلامی ریاست کے شہری کے دو فرائض لکھیے۔
(3) شہری سے کیا مراد ہے؟۔
(4) قوم اور اُمت کا فرق بیان کیجئے۔
(5) اخوت کا مفہوم بیان کیجئے
(6) اخوت کے تین فوائد لکھیے۔
(7) جہاد بالسیف سے کیا مراد ہے؟
(8) قبل از اسلام اہل عرب کی تین خوبیاں لکھیے۔
(9) آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
(10) بیعت عقبٰی اولیٰ کی کیا اہمیت ہے؟
(11) حضورؐ کی صاحبزادیوں کے نام لکھیے۔
(12) عام الفیل اور عام الحزن کا فرق لکھیے۔

سوال نمبر 4:- کوئی سے نو اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 18 = 2 x 9

(1) ہجرت مدینہ کے دو اسباب تحریر کیجئے۔
(2) نبی کریمؐ کے چند معجزات تحریر کریں۔
(3) بیعت رضوان مختصراً تحریر کریں۔
(4) غزوہ بدر کے تین اسباب تحریر کریں۔
(5) غزوہ احد کے تین نتائج تحریر کریں۔
(6) غزوہ خیبر کے دو اثرات تحریر کریں۔
(7) خطبہ حجۃ الوداع کے دو اہم نکات تحریر کریں۔
(8) غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟
(9) فتح مکہ کے دو اثرات تحریر کریں۔
(10) غزوہ تبوک کب پیش آیا؟
(11) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خطبہ خلافت کے دو اہم نکات تحریر کریں۔
(12) فتنہ ارتداد سے کیا مراد ہے؟ مختصراً لکھیے۔
(13) حضرت عثمان غنیؓ کو جامع القرآن کیوں کہا جاتا ہے؟

SECTION-II حصہ دوم

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔ 30 = 10 x 3

5۔ اسلامی تہذیب کی خصوصیات تحریر کیجئے۔ 10

6۔ ذکر سے کیا مراد ہے؟ ذکر الٰہی کی اقسام اور فوائد لکھیں۔ 10

7۔ ختم نبوت کی بدولت تبلیغ امتِ مسلمہ کا فریضہ ہے قرآن وسنت سے ثابت کیجئے۔ 10

8۔ قبل از اسلام عربوں کے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی حالات تحریر کریں 10

9۔ حضرت عمر فاروقؓ کا انتظام سلطنت تحریر کیجیے 10

راولپنڈی بورڈ 2018

Time: 30 M OBJECTIVE معروضی وقت = 30 منٹ

Maximum Marks: 20 کل نمبر = 20

سوال نمبر 1:-

1۔ شادی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تھی۔

(A) 35 سال (B) 30 سال (C) 25 سال (D) 20 سال

2۔ بنو ہاشم، شعب ابی طالب میں رہے۔

(A) 4 سال (B) 3 سال (C) 2 سال (D) 1 سال

3۔ ہجرت حبشہ اولیٰ واقع ہوئی۔

(A) 7 نبوی میں (B) 6 نبوی میں (C) 5 نبوی میں (D) 4 نبوی میں

4۔ بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی۔

(A) 13 نبوی میں (B) 12 نبوی میں (C) 11 نبوی میں (D) 10 نبوی میں

5۔ مسلمانوں کا خیبر میں کس قوم سے مقابلہ ہوا؟

(A) ہندوؤں سے (B) یہودیوں سے (C) عیسائیوں سے (D) مشرکین سے

6۔ تبوک واقع ہے، سرحد پر۔

(A) ایران کی (B) یمن کی (C) عراق کی (D) شام کی

7۔ مکہ فتح ہوا۔

(A) 9 ہجری میں (B) 8 ہجری میں (C) 7 ہجری میں (D) 6 ہجری میں

8۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورہ خلافت تھا۔

(A) ساڑھے 3 سال (B) سوا سال (C) اڑھائی سال (D) سوا دو سال

9۔ حضرت عثمان غنیؓ کے والد کا نام تھا۔

(A) عدنان (B) عفان (C) عمران (D) خطاب

10۔ تمدن کے لغوی معنی ہیں۔

(A) مدینہ جانا (B) شہر بسانا (C) پہننا (D) کھانا پینا

11۔ قرآن پاک کے مطابق بہترین زادِ راہ ہے

(A) دولت (B) شہرت (C) عزت (D) تقویٰ

12۔ لفظ ''عدل'' کا متضاد ہے۔

(A) ظلم (B) بدعنوانی (C) صبر (D) رحم

13۔ صبر کیلئے مشہور ہیں۔ حضرت۔

(A) موسیٰؑ (B) ایوبؑ (C) نوحؑ (D) آدمؑ

14۔ طاقت کے باوجود انتقام نہ لینا کہلاتا ہے۔

(A) جمہوریت (B) بیوقوفی (C) عدل (D) عفو

15۔ لفظ "ایثار" کا معنی ہے۔

(A) آگے بڑھنا (B) قربانی دینا (C) سخاوت (D) لالچ

16۔ طلاق دینا حق ہے۔

(A) والدین کا (B) عدالت کا (C) بیوی کا (D) خاوند کا

17۔ بچے کی تربیت گاہ ہے۔

(A) کالج (B) گھر (C) سکول (D) معاشرہ

18۔ قرآن مجید میں اُمتِ مسلمہ کو کہا گیا ہے۔

(A) چھوٹی اُمت (B) درمیانی اُمت (C) بڑی اُمت (D) پہلی اُمت

19۔ لفظ "اخوت" کا معنی ہے۔

(A) برابری (B) دشمنی (C) دوستی (D) بھائی چارہ

20۔ حضرت حلیمہؓ کا قبیلہ تھا۔

(A) بنو تیم (B) بنو نجار (C) بنو سعد (D) بنو ہاشم

راولپنڈی بورڈ 2018

Time: 2.30 H SUBJECTIVE حصہ انشائیہ وقت = 2.30

Maximum Marks: 80 کل نمبر = 80

SECTION-I حصہ اول

سوال نمبر 2:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) اسلامی تہذیب کی تعریف کیجیے۔

(2) اسلامی تہذیب کے چار عناصر لکھیں۔

(3) شکر کے دو فوائد لکھیں۔

(4) عدل اور احسان میں فرق بیان کیجیے۔

(5) خدمتِ خلق کے دو فوائد لکھیے۔

(6) ذکر کی دو اقسام بیان کیجیے۔

(7) بیوی کے دو فرائض کی وضاحت کیجیے۔

(8) والدین کے دو حقوق لکھیے۔

(9) عائلی زندگی کا مقصد بیان کریں۔

(10) مسجد میں داخل ہونے کی دعا یا اس کا ترجمہ لکھیے

(11) شاگرد کے دو فرائض لکھیے۔

(12) علم کی اہمیت پر حدیث یا اس کا ترجمہ لکھیے

سوال نمبر3:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) صلہ رحمی کی اہمیت تحریر کیجیے۔
(2) پڑوسی سے ہمدردی اور محبت کی وضاحت کیجیے۔
(3) اسلامی ریاست میں حق شوریٰ کی وضاحت کیجیے۔
(4) اُمت مسلمہ کی چند خوبیوں کی وضاحت کیجیے۔
(5) اخوت کی اہمیت' حدیث مبارکہ کی روشنی میں تحریر کیجیے۔
(6) تبلیغ میں تدریج کی وضاحت کیجیے
(7) جہاد اور قتال میں فرق واضح کیجیے۔
(8) عربوں کے قبائلی نظام کی وضاحت کیجیے۔
(9) کوہ صفا پر کئے جانے والے اعلان کی وضاحت کیجیے۔
(10) نجاشی کی رقم دلی پر نوٹ لکھیں۔
(11) ہجرت حبشہ کے دو اسباب تحریر کیجیے۔
(12) سفر طائف پر صرف تین سطور تحریر کیجیے۔

سوال نمبر4:- کوئی سے نو اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 18 = 2 x 9

Attempt any Nine parts.

(1) ہجرت مدینہ کے دو اسباب تحریر کیجیے
(2) منافق سے کیا مراد ہے؟ سردار منافقین کا نام تحریر کیجیے
(3) مواخات مدینہ کی وضاحت کریں۔
(4) ترجمہ کیجیے۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا
(5) غزوہ حنین کی بنیادی وجہ اور مجاہدین کی تعداد لکھیں۔
(6) فتح مکہ کے اسباب تحریر کریں۔
(7) خطبہ حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی مساوات کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟
(8) غزوہ اُحد سے مسلمانوں کو کیا سبق حاصل ہوا؟
(9) غزوہ موتہ کے دو اسباب تحریر کریں۔
(10) غزوہ تبوک میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایثار تحریر کریں۔
(11) خلافت راشدہ کی دو خصوصیات تحریر کریں۔
(12) بئر رومہ کے بارے میں تین سطور تحریر کریں۔
(13) حضرت علیؓ کی والدہ محترمہ اور پہلی زوجہ کے نام لکھیں

SECTION-II حصہ دوم

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔ 30 = 10 x 3

5۔ اسلامی تہذیب کی خصوصیات تحریر کیجئے۔ 10
6۔ جہاد کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں تحریر کریں۔ 10
7۔ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور معلم اخلاق" وضاحت سے لکھیں۔ 10
8۔ غزوہ احد کے واقعات اور نتائج تحریر کریں۔ 10
9۔ حضرت عثمانؓ کے سیرت وکردار پر نوٹ لکھیں۔ 10

ملتان بورڈ 2018

Time: 30 M | OBJECTIVE معروضی | وقت = 30 منٹ

Maximum Marks: 20 | کل نمبر = 20

سوال نمبر 1:-

1۔ اسلامی مساوات کا بہترین مظاہرہ...............میں نظر آتا ہے۔
(A) مکتب (B) گھر (C) بازار (D) مسجد

2۔ ریاست کے عناصر ترکیبی ہیں۔
(A) 6 (B) 5 (C) 4 (D) 3

3۔ تبلیغ کے معنی ہیں۔
(A) پہنچانا (B) مدد کرنا (C) عطا کرنا (D) وصول کرنا

4۔ خانہ کعبہ کی چھت پر رکھے بت کا نام تھا:
(A) لات (B) منات (C) عزیٰ (D) ہبل

5۔ عرب کا مشہور ترین شہر...............ہے۔
(A) طائف (B) جدہ (C) ینبوع (D) مکہ مکرمہ

6۔ غزوہ بدر میں...............کفار قتل ہوئے۔
(A) 80 (B) 70 (C) 60 (D) 50

7۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کی تعداد...............تھی:
(A) 800 (B) 700 (C) 600 (D) 500

8۔ غزوہ خندق...............میں لڑی گئی۔
(A) 5ھ (B) 4ھ (C) 3ھ (D) 2ھ

9۔ غزوہ حنین...............میں لڑی گئی۔
(A) 9ھ (B) 8ھ (C) 7ھ (D) 6ھ

10۔ ہجرت کے...............سال بعد مکہ معظمہ فتح ہوا۔
(A) 8 (B) 7 (C) 5 (D) 4

11۔ سریہ موتہ...............میں پیش آیا۔
(A) 8ھ (B) 7ھ (C) 6ھ (D) 5ھ

12۔ ذوالنورین لقب تھا:
(A) حضرت عمرؓ کا (B) حضرت ابوبکرؓ کا (C) حضرت علیؓ (D) حضرت عثمانؓ

13۔ چوتھے خلیفہ راشد کا نام ہے۔

(A) حضرت عمرؓ (B) حضرت ابوبکرؓ (C) حضرت علیؓ (D) حضرت عثمانؓ

14۔ اسلامی تہذیب کا پہلا عنصر ہے:

(A) کتب (B) ملائکہ (C) رسالت (D) توحید

15۔ اسلامی تہذیب کے عوامل کی تعداد ہے:

(A) 5 (B) 4 (C) 3 (D) 2

16۔ خلق کے معنی ہیں۔

(A) سوچنا (B) عمل کرنا (C) زندہ رہنا (D) عادت

17۔ نبی کریمؐ کی بعثت کا بنیادی مقصد تھا۔

(A) روزہ (B) قربانی (C) عبادت (D) تکمیل اخلاق

18۔ شکر کی اقسام ہیں۔

(A) 5 (B) 4 (C) 3 (D) 2

19۔ حدیث کے مطابق اپنے غصے پر قابو پانے والا............ ہے۔

(A) عقلمند (B) کھلاڑی (C) ہوشیار (D) پہلوان

20۔ بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔

(A) گھر (B) معاشرہ (C) کالج (D) سکول

ملتان بورڈ 2016

Time: 2.30 H SUBJECTIVE حصہ انشائیہ وقت = 2.30

Maximum Marks: 80 کل نمبر = 80

SECTION-I حصہ اول

سوال نمبر 2:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) تہذیب و تمدن میں کیا فرق ہے؟ (2) اسلامی تہذیب کی چار خصوصیات تحریر کریں۔

(3) صبر سے متعلق دو احادیث کا ترجمہ لکھیں۔ (4) شکر کے چار فوائد تحریر کریں۔

(5) احسان کے بارے میں ایک آیت بمعہ ترجمہ لکھیں۔ (6) والدین سے حسنِ سلوک پر دو احادیث تحریر کریں

(7) استاد کے چار فرائض تحریر کریں۔ (8) اہل خانہ سے حسنِ سلوک کے بارے میں آپؐ نے کیا فرمایا؟

(9) پہلی وحی کی آیت تحریر کریں۔

(10) مسجد کے معنی لکھیں اور اسلام کی پہلی تعمیر کردہ مسجد کا نام لکھیں۔

(11) اسلام میں کتب کی اہمیت بیان کریں۔ (12) عدل کے لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں۔

سوال نمبر 3:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

(1) ترجمہ کریں۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام (2) شہری کے دو معاشی حقوق تحریر کریں۔

(3) ریاست کا مفہوم بیان کریں۔ (4) اُمت کی دو اقسام بیان کریں

(5) اخوت سے کیا مراد ہے؟ (6) تبلیغ کی اہمیت پر آیت قرآنی یا ترجمہ لکھیں۔

(7) عرب کا مجموعی رقبہ بیان کریں۔ (8) پہلی وحی کے بعد کتنا عرصہ وحی معطل رہی؟

(9) تعمیر کعبہ کے بعد حجر اسود کی تنصیب میں نبی کریمؐ کی فراست مختصراً بیان کریں۔

(10) نبی کریمؐ نے سید الشہداء کا لقب کس صحابی کو دیا؟ (11) بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کب ہوئی؟

(12) آنحضورؐ کا نام محمد اور احمد کس نے رکھا؟

سوال نمبر 4:- کوئی سے نو اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 18 = 2 x 9

(1) ہجرت مدینہ کے دو اسباب تحریر کریں (2) غزوہ احد میں مسلمانوں کی ابتدائی شکست کی وجہ بیان کریں۔

(3) مدینہ میں رہنے والے قبائل یہود میں سے دو کے نام تحریر کریں؟ (4) غزوہ اور سریہ میں فرق بیان کریں

(5) میثاق مدینہ کے دو فوائد بیان کریں۔

(6) غزوہ خیبر کی کوئی ایک اہم وجہ بیان کریں۔ (7) سریہ موتہ کس کے خلاف لڑی گئی؟

(8) خطبہ حجۃ الوداع کے دو نکات تحریر کیجیے؟ (9) حضرت محمدؐ کے کتنے بیٹے تھے؟ نام لکھیے۔

(10) غزوہ خیبر میں مسلمانوں کی تعداد لکھیے؟ (11) خلفائے راشدین کے نام تحریر کیجیے۔

(12) جمع و تدوین قرآن کس خلیفہ راشد کے دور میں ہوئی؟ (13) حضرت عمرؓ کی خوبیوں سے متعلق دو سطریں لکھیے۔

SECTION-II حصہ دوم

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔ 30 = 10 x 3

5۔ ذکر سے کیا مراد ہے؟ ذکر کے فوائد اور ثمرات تحریر کیجئے۔ 10

6۔ بیوی کے حقوق و فرائض تحریر کیجیے۔ 10

7۔ اسلامی ریاست کے حقوق و فرائض تحریر کیجیے۔ 10

8۔ غزوہ بدر کے اسباب و نتائج تحریر کیجیے۔ 10

9۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت و کردار تفصیل سے تحریر کریں۔ 10

ڈیرہ غازی خان بورڈ 2018

Time: 30 M — OBJECTIVE معروضی — وقت = 30 منٹ

Maximum Marks: 20 — کل نمبر = 20

سوال نمبر 1:-

1۔ ارکان اسلام کی تعداد کیا ہے؟

(A) 2 (B) 3 (C) 4 (D) 5

2۔ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

(A) اطاعت (B) نافرمانی (C) عبادت الٰہی (D) اطاعت حاکم

3۔ تقویٰ کا مطلب ہے۔

(A) صحت مند (B) پرہیز کرنا (C) کمزور کرنا (D) دھکا دینا

4۔ صدقات کا نعم البدل ہے۔

(A) ذکر (B) صبر (C) شکر (D) عدل

5۔ عفو کا مطلب ہے۔

(A) معاف کرنا (B) بدلہ لینا (C) ظلم (D) محبت

6۔ نسلی فسادات کا خاتمہ ہوتا ہے۔

(A) محبت سے (B) عدل سے (C) خدمت سے (D) صبر سے

7۔ عائلی زندگی سے مراد ہے۔

(A) معاشرتی زندگی (B) معاشی زندگی (C) خاندانی زندگی (D) سیاسی زندگی

8۔ حضرت آدمؑ کی فرشتوں پر برتری کی وجہ تھی۔

(A) عقل (B) بشریت (C) نبوت (D) علم

9۔ امت مسلمہ کی بنیاد ہے۔

(A) جمہوریت (B) آمریت (C) سیکولرازم (D) کلمہ طیبہ

10۔ تبلیغ کے اصول ہیں۔

(A) ایک (B) دو (C) تین (D) چار

11۔ حجاز کا سب سے بڑا شہر ہے۔

(A) مکہ (B) مدینہ (C) طائف (D) جدہ

12۔ حضور اکرمؐ کے والد کا نام تھا۔

(A) عبداللہ (B) حمزہ (C) ابوطالب (D) عباس

13۔ حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول کیا۔

(A) 4نبوی (B) 6نبوی (C) 8نبوی (D) 10نبوی

14۔ حضور اکرمؐ نے پہلی نماز جمعہ ادا کی۔

(A) مسجد قبا میں (B) مسجد نبوی میں (C) مکہ میں (D) طائف میں

15۔ غزوہ بدر میں مسلمان مجاہدین کی تعداد تھی۔

(A) 313 (B) 413 (C) 513 (D) 613

16۔ فتح مکہ کے بعد آپؐ نے مکہ میں کتنے دن گزارے؟

(A) 5دن (B) 8دن (C) 10دن (D) 15دن

17۔ غزوہ حنین میں مسلمانوں کو اونٹ ملے۔

(A) 15ہزار (B) بیس ہزار (C) پچیس ہزار (D) اٹھائیس ہزار

18۔ آپؐ کے وصال کا دن تھا۔

(A) سوموار (B) منگل (C) بدھ (D) جمعرات

19۔ قرآن کمیٹی کے سربراہ کون تھے؟

(A) حضرت زیدؓ (B) حضرت علیؓ (C) حضرت عثمانؓ (D) حضرت بلالؓ

20۔ جنگ قادسیہ کس خلیفہ کے عہد میں لڑی تھی؟

(A) حضرت ابوبکرؓ (B) حضرت عمرؓ (C) حضرت عثمانؓ (D) حضرت علیؓ

ڈیرہ غازی خان بورڈ 2018

Time: 2.30 H — SUBJECTIVE حصہ انشائیہ — وقت = 2.30

Maximum Marks: 80 — کل نمبر = 80

SECTION-I حصہ اول

سوال نمبر2:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) نماز اور روزہ کے عربی الفاظ لکھیے۔
(2) توحید کے انسانی زندگی پر دو اثرات لکھیے۔
(3) شکر کے بارے میں کسی قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیے۔
(4) صبر کے دو فائدے تحریر کیجیے۔
(5) عدل کی دو اقسام لکھیے
(6) خدمت خلق کی دو صورتیں تحریر کیجیے۔
(7) اولاد کے دو فرائض تحریر کیجیے۔
(8) خاوند کے دو فرائض تحریر کیجیے
(9) حقوق کی دو صورتیں بیان کیجیے۔
(10) ترجمہ کیجیے۔ انما بعثت معلما
(11) مسجد کی اہمیت پر چار سطریں تحریر کیجیے۔
(12) سعودی عرب کی چار مشہور مساجد کے نام لکھیے۔

سوال نمبر 3:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

(1) اسلام سے قبل اہل عرب کی چند خوبیاں تحریر کیجئے۔ (2) غار حرا کی اہمیت بیان کیجئے۔

(3) حضور اکرمؐ کی خفیہ تبلیغ کے نتائج تحریر کیجئے۔ (4) حضرت بلالؓ کا تعارف تحریر کیجئے

(5) نجاشی کی رحمدلی کا واقعہ بیان کیجئے۔ (6) دوسری ہجرت حبشہ کی وجہ بیان کیجئے۔

(7) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وضاحت کیجئے۔ (8) جہاد بالمال کا مفہوم بیان کیجئے۔

(9) حلف الفضول کی وضاحت کیجئے۔ (10) اسلام سے قبل عربوں کی معاشی حالت بیان کیجئے

(11) دین حنیف کی وضاحت کیجئے۔ (12) حضور اکرمؐ کے شام کے سفر کے بارے میں چار سطریں تحریر کیجئے

سوال نمبر 4:- کوئی سے نو اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 18 = 2 x 9

(1) غزوہ بدر کا اہم سبب بیان کیجئے۔ (2) غزوہ احزاب کی وجہ بیان کیجئے۔

(3) غزوہ خندق کے کوئی سے چار فوائد تحریر کیجئے۔ (4) غزوہ احد میں شہید ہونے والے دو صحابہؓ کے نام لکھیے

(5) صلح حدیبیہ کی دو شرائط تحریر کیجئے (6) خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت تحریر کیجئے؟

(7) قلعہ خیبر کی اہمیت بیان کیجئے۔ (8) ختم نبوت کے بارے میں ایک آیت یا اس کا ترجمہ لکھیے۔

(9) مال غنیمت اور مال میں فرق بیان کیجئے۔ (10) خلافت صدیقی کی چار خصوصیات تحریر کیجئے۔

(11) حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دو اسباب تحریر کیجئے۔ (12) چار اولیات حضرت عمرؓ تحریر کیجئے

(13) غزوہ موتہ کے اثرات بیان کیجئے؟

SECTION-II حصہ دوم

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔ 30 = 10 x 3

5۔ اسلامی تہذیب کی خصوصیات قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیجئے 10

6۔ اسلامی معاشرہ میں مسجد کی اہمیت تحریر کیجئے۔ 10

7۔ ہجرت مدینہ کے اسباب وواقعات بیان کیجئے۔ 10

8۔ غزوہ احد کے اسباب، واقعات اور نتائج پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔ 10

9۔ خلافت راشدہ کی خصوصیات تحریر کیجئے۔

سرگودھا بورڈ 2018

Time: 30 M OBJECTIVE معروضی وقت = 30 منٹ

Maximum Marks: 20 کل نمبر = 20

سوال نمبر 1:-

1۔ تمدن کا لغوی معنی ہے۔

(A) زندہ رہنا (B) شہر بسانا (C) کاٹنا (D) خوبصورت

2۔ اسلامی تہذیب کے عناصر کی تعداد۔

(A) دو (B) تین (C) پانچ (D) چار

3۔ اخلاق جمع ہے۔

(A) خلق کی (B) خالق کی (C) مخلوق کی (D) خلیق کی

4۔ صبر کا لغوی معنی ہے۔

(A) مقابلہ کرنا (B) دوڑنا (C) ڈرنا (D) برداشت کرنا

5۔ عفو سے مراد ہے۔

(A) ملانا (B) ضرب لگانا (C) چھپانا (D) درگزر کرنا

6۔ ذکر کی اقسام ہیں۔

(A) پانچ (B) چار (C) چھ (D) تین

7۔ سب سے پہلی تربیت گاہ ہے۔

(A) حفاظتی گھر (B) سکول (C) ماں کی گود (D) محلہ

8۔ مساجد کہلاتی ہیں۔

(A) شعائر اللہ (B) جنت (C) محل (D) باغات

9۔ اخوت اسلامی کی اساس ہے۔

(A) کلمہ طیبہ (B) زبان (C) قوم (D) علاقہ

10۔ اُمت کا لغوی معنی ہے۔

(A) گروہ۔جماعت (B) عام لوگ (C) حکمران (D) قبیلہ

11۔ حضورؐ کے دادا کا نام ہے۔

(A) عبدالمطلب (B) عبداللہ (C) ابوطالب (D) عبدمناف

12۔ ابرہہ کا تعلق ہے۔

(A) شام سے (B) نجد سے (C) یمن سے (D) عراق سے

13۔ مدینہ کا پرانا نام ہے۔

(A) یثرب (B) یمن (C) نجد (D) طائف

14۔ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔

(A) 7 نبوی (B) 6 نبوی (C) 8 نبوی (D) 10 نبوی

15۔ قبا میں آپؐ نے قیام فرمایا۔

(A) 6 دن (B) 7 دن (C) 8 دن (D) 14 دن

16۔ غزوہ تبوک لڑی ہے۔

(A) 7 ہجری (B) 8 ہجری (C) 9 ہجری (D) 10 ہجری

17۔ غزوہ حنین میں مسلم لشکر کی تعداد تھی۔

(A) 6000 (B) 7000 (C) 8000 (D) 10000

18۔ خطبہ حجۃ الوداع دیا گیا۔

(A) 8 ہجری (B) 9 ہجری (C) 10 ہجری (D) 11 ہجری

19۔ حضرت عمرؓ خلیفہ بنے۔

(A) 10 ہجری (B) 12 ہجری (C) 13 ہجری (D) 9 ہجری

20۔ حضرت علیؓ کی مشہور بیوی کا نام ہے۔

(A) حضرت سلمیٰؓ (B) حضرت فاطمہؓ (C) حضرت رقیہؓ (D) حضرت آمنہؓ

سرگودھا بورڈ 2018

وقت = 2.30 | حصہ انشائیہ SUBJECTIVE | Time: 2.30 H

کل نمبر = 80 | Maximum Marks: 80

حصہ اول SECTION-I

سوال نمبر 2:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) کلمہ طیبہ کے دو حصے لکھیں۔
(2) اخلاق کی دو قسمیں ہیں۔
(3) اسلامی تہذیب کی دو خصوصیات لکھیں۔
(4) تقوی کے دو لغوی معانی لکھیں۔
(5) ذکر کے دو فائدے لکھیں۔
(6) ترجمہ لکھیں۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ۔
(7) اولاد کے دو فرائض لکھیں۔
(8) عائلی زندگی کے دو مقاصد لکھیں۔

(9) خاوند کے دو حقوق لکھیں۔ (10) والدین کے دو فرائض لکھیں۔

(11) مسجد ضرار کہاں واقع ہے۔ نیز اس کے بنانے والے کا نام تحریر کیجئے۔

(12) ترجمہ کیجئے۔ انما المومنون اخوۃ

سوال نمبر 3:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

(1) اسلامی معاشرے کی نمایاں خصوصیات بیان کیجئے۔ (2) قطع رحمی کیا ہے؟ آپؐ نے اسکے بارے میں کیا فرمایا؟

(3) ایک اچھے شہری کے کیا فرائض ہیں؟ (4) اُمت اجابت اور اُمت دعوت میں کیا فرق ہے؟

(5) اخوت کا لفظی اور اصطلاحی مفہوم بیان کیجئے۔ (6) جہاد کی کوئی سی چار اقسام بیان کیجئے۔

(7) جہاد کے بارے میں ایک آیت بمعہ ترجمہ تحریر کیجئے۔ (8) اسلام سے قبل عربوں کی معاشرتی حالت کیسی تھی؟

(9) قریش مکہ کی مخالفت کے کیا اسباب تھے؟ (10) دوسری ہجرت حبشہ کب ہوئی اور کتنے افراد شامل تھے؟

(11) عام الحزن سے کیا مراد ہے؟ (12) واقعہ طائف پر مختصر نوٹ لکھئے۔

سوال نمبر 4:- کوئی سے نو اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 18 = 2 x 9

(1) ہجرت مدینہ کے دو نتائج تحریر کریں۔

(2) غزوہ اور سریہ کا فرق بیان کریں (3) غزوہ احد کے دو اسباب لکھئے۔

(4) غزوہ احد کی ناکامی کی دو بڑی وجوہات بیان کریں۔ (5) صلح حدیبیہ کی تین شرائط تحریر کریں۔

(6) فتح مکہ کے دو اسباب تحریر کریں۔ (7) غزوہ حنین کن قبائل کے خلاف لڑی گئی؟

(8) خطبہ حجۃ الوداع میں مساوات کے متعلق نبی کریمؐ کا ارشاد لکھیں۔

(9) نبی کریمؐ کے دور میں آمدن کے دو ذرائع لکھیں۔ (10) نبی کریمؐ کی بیٹیوں کے نام تحریر کریں۔

(11) چار اولیات عمرؓ لکھئے۔ (12) خلافت راشدہ کی چار خصوصیات لکھیں۔

(13) حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام پر چند سطور لکھیں۔

SECTION-II حصہ دوم

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔ 30 = 10 x 3

5۔ شکر کی لغوی و اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے اس کے فوائد بیان کیجئے۔ 10

6۔ علم کا مفہوم بیان کریں نیز اسکی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل بیان کریں۔ 10

7۔ اسلامی ریاست کی خصوصیات تحریر کیجئے۔ 10

8۔ غزوہ بدر کے اسباب اور واقعات تحریر کیجئے۔ 10

9۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بننے کے بعد کیا مشکلات پیش آئیں اور آپؓ نے ان پر کیسے قابو پایا 10

ساہیوال بورڈ 2018

Time: 30 M — OBJECTIVE معروضی — وقت = 30 منٹ

Maximum Marks: 20 — کل نمبر = 20

سوال نمبر 1:۔

1۔ حرف فجار کے وقت آنحضورؐ کی عمر مبارک تھی۔

(A) 25 سال (B) 40 سال (C) 50 سال (D) 15 سال

2۔ عرب کا لغوی معنی ہے۔

(A) ٹکڑا (B) صحرا (C) عربی جاننے والا (D) غیر مہذب

3۔ صلح حدیبیہ ہوئی۔

(A) 6 ہجری (B) 7 ہجری (C) 8 ہجری (D) 9 ہجری

4۔ پہلی ہجرت حبشہ ہوئی۔

(A) 4 نبوی (B) 5 نبوی (C) 6 نبوی (D) 7 نبوی

5۔ یوم الفرقان ہے۔

(A) غزوہ بدر (B) غزوہ احد (C) غزوہ خندق (D) غزوہ تبوک

6۔ غزوہ خیبر میں یہودیوں کے قتل کا فیصلہ کیا۔

(A) حضرت علیؓ (B) حضرت عمرؓ (C) حضرت خالد بن ولیدؓ (D) حضرت سعد بن معاذؓ

7۔ حقوق انسانی کا چارٹر ہے۔

(A) صلح حدیبیہ (B) فتح مکہ (C) خطبہ حجۃ الوداع (D) ہجرت مدینہ

8۔ نبی اکرمؐ کی بیٹیاں ہیں۔

(A) 1 (B) 2 (C) 3 (D) 4

9۔ خلافت راشدہ کا کل عرصہ ہے۔

(A) 20 سال (B) 23 سال (C) 40 سال (D) 50 سال

10۔ 9 ہجری میں امیر الحج تھے۔

(A) حضرت ابوبکرؓ (B) حضرت عمرؓ (C) حضرت عثمانؓ (D) حضرت علیؓ

11۔ اسلامی تہذیب کے عوامل ہیں۔

(A) ارکان اسلام (B) شعائر اسلام (C) عقائد اسلام (D) مظاہر اسلام

12۔ تہذیب کا لغوی معنی ہے۔

(A) مل جل کر رہنا (B) کانٹ چھانٹ کرنا (C) شہری زندگی اختیار کرنا (D) درگزر کرنا

13۔ اخلاق جمع ہے۔

(A) خلق کی (B) خالق کی (C) مخلوق کی (D) تخلیق کی

14۔ اسلام میں عزت کا معیار ہے۔

(A) ذات پات (B) رنگ و نسل (C) لب و لہجہ (D) تقویٰ

15۔ ذکر کی بہترین صورت ہے۔

(A) روزہ (B) نماز (C) حج (D) زکوٰۃ

16۔ خدمت خلق سے مراد ہے۔

(A) اخلاق بہتر بنانا (B) تخلیق کرنا (C) مخلوق خدا کی خدمت کرنا (D) خالق کی پہچان

17۔ اولاد کو قتل مت کرو۔

(A) بھوک کے خوف سے (B) تربیت کے خوف سے (C) ذلت کی وجہ سے (D) کثرت کی وجہ سے

18۔ شفقت حق ہے۔

(A) استاد کا (B) شاگرد کا (C) حاکم کا (D) قاضی کا

19۔ تبلیغ کا لغوی معنی ہے۔

(A) پہنچنا (B) پہچاننا (C) ٹھہرنا (D) پہنچانا

20۔ جہاد نام ہے۔

(A) زمین پر قبضہ کرنا (B) مال بنانا (C) قتل کرنا (D) دین کی سربلندی کی کوشش

ساہیوال بورڈ 2018

Time: 2.30 H　　SUBJECTIVE　حصہ انشائیہ　　وقت = 2.30

Maximum Marks: 80　　کل نمبر = 80

SECTION-I حصہ اول

سوال نمبر 2:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے　16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) اسلامی تہذیب کے چار اثرات بیان کیجئے۔

(2) ترجمہ لکھئے۔ ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر

(3) ذکر کی اقسام کی تعریف چار سطروں میں تحریر کیجئے۔

(4) صبر کے متعلق ایک حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔

(5) اخلاق کی تعریف تحریر کیجئے۔

(6) عدل کے کیا معنی ہیں؟ آنحضورؐ کی زندگی سے ایک مثال دیجئے

(7) عائلی زندگی کا مقصد تحریر کیجئے۔　(8) خاوند کے دو فرائض تحریر کیجئے

(9) والدین کے تین حقوق تحریر کیجئے۔　(10) ترجمہ لکھئے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء

(11) تعلیم کے دو فوائد تحریر کیجئے۔

(12) مسجد میں داخل ہونے کی دُعا تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 3:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

(1) اسلامی معاشرہ سے کیا مراد ہے؟

(2) شہریوں کے دو معاشی حقوق تحریر کیجیے

(3) ہمسایوں کے دو حقوق لکھئے۔

(4) اُمت مسلمہ کی دو ذمہ داریاں تحریر کیجئے۔

(5) اخوت کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ تحریر کیجئے۔

(6) مبلغ کے دو اوصاف تحریر کیجئے۔

(7) جہاد اکبر سے کیا مراد ہے؟ (8) اسلام سے قبل عربوں کی دو خوبیاں بیان کیجئے

(9) آنحضورؐ کے دو صاحبزادوں کے نام تحریر کیجئے۔ (10) بیعت عقبہ اولیٰ سے کیا مراد ہے؟

(11) غار حرا اور غار ثور کی اہمیت بیان کیجئے۔

(12) محمدؐ اور احمدؐ کے معانی تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 4:- کوئی سے نو اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 18 = 2 x 9

(1) ہجرت کا کیا معنی ہے؟ (2) میثاق مدینہ کی دو دفعات لکھئے۔

(3) سریہ اور غزوہ میں کیا فرق ہے؟ (4) غزوہ خندق کے دو اسباب لکھئے

(5) غزوہ خندق کے بعد بنو قریظہ کے بارے میں کیا فیصلہ کیا گیا؟

(6) سریہ موتہ کے دو اسباب لکھئے۔

(7) حضورؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عورتوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

(8) عام الوفود سے کیا مراد ہے؟ (9) ترجمہ کیجئے۔ لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

(10) فتح مکہ کے دو نتائج لکھئے۔ (11) حضرت عمرؓ کی دو فتوحات لکھئے۔

(12) حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دو نتائج لکھئے۔ (13) مسیلمہ کذاب کون تھا؟

SECTION-II حصہ دوم

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔ 30 = 10 x 3

5۔ اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی نمایاں خصوصیات تحریر کیجئے۔ 10

6۔ قرآن وسنت کی روشنی میں خدمت خلق پر جامع نوٹ لکھئے۔ 10

7۔ ہمسایہ کی اقسام بیان کرتے ہوئے ان کے حقوق کی وضاحت کیجئے۔ 10

8۔ ہجرت مدینہ کے اسباب اور واقعات تحریر کیجئے۔ 10

9۔ حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت و کردار پر جامع نوٹ تحریر کیجئے۔ 10

بہاولپور بورڈ 2018

Time: 30 M OBJECTIVE معروضی وقت = 30 منٹ

Maximum Marks: 20 کل نمبر = 20

سوال نمبر 1:-

1۔ اللہ کی پسندیدہ جگہ ہے۔

(A) مسجد (B) گلی (C) بازار (D) گھر

2۔ زوجین سے مراد ہے۔

(A) دو دوست (B) دو دشمن (C) دو آدمی (D) میاں بیوی

3۔ رشتہ داروں کیلئے عربی میں لفظ استعمال ہوا ہے۔

(A) عزیز (B) اقارب (C) دوست (D) مقیم

4۔ طلاق دینا حق ہے۔

(A) بیوی کا (B) سسر کا (C) خاوند کا (D) ساس کا

5۔ اخلاق کی اقسام ہیں۔

(A) 2 (B) 3 (C) 4 (D) 5

6۔ عدل قریب ہے۔

(A) اللہ تعالیٰ کے (B) تقویٰ کے (C) دنیا کے (D) جنت کے

7۔ ذکر جلی سے مراد ہے۔

(A) انفرادی ذکر (B) اجتماعی ذکر (C) آہستہ ذکر (D) بلند آواز میں

8۔ تقویٰ یہاں ہے۔

(A) گروہ (B) دل (C) آنکھ (D) دماغ

9۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں۔

(A) نماز (B) روزہ (C) ذکر (D) دعا

10۔ تمدن کے لغوی معنی ہیں۔

(A) تعمیر کرنا (B) شہر بسانا (C) چبانا (D) مسکرانا

11۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی۔

(A) 25ھ (B) 30ھ (C) 35ھ (D) 40ھ

12۔ غزوہ احد پیش آیا۔

(A) 2ھ (B) 3ھ (C) 4ھ (D) 5ھ

13۔ دادا کی وفات کے وقت حضورؐ کی عمر مبارک کتنے سال تھی؟

(A) 5 (B) 6 (C) 7 (D) 8

14۔ اخوت کے لغوی معنی ہیں۔

(A) بھائی چارہ (B) مدد کرنا (C) دوستی (D) لڑائی

15۔ معاشرے کے لغوی معنی ہیں۔

(A) گننا (B) لڑنا (C) علیحدہ رکھنا (D) اکٹھے رہنا

16۔ اسلامی ریاست کا اہم مقصد ہے۔

(A) ترقی (B) دین کا غلبہ (C) امن (D) خوشحالی

17۔ امت کے معنی ہیں۔

(A) جماعت (B) حصہ دار (C) دوست (D) ساتھی

18۔ روئے زمین پر پہلی مسجد ہے۔

(A) مسجد نبویؐ (B) مسجد الحرام (C) مسجد اقصیٰ (D) مسجد قبا

19۔ بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔

(A) گھر (B) سکول (C) کالج (D) محلہ

20۔ جار کے معنی ہیں۔

(A) ہمسایہ (B) بڑا (C) رشتہ دار (D) دشمن

بہاولپور بورڈ 2018

Time: 2.30 H SUBJECTIVE حصہ انشائیہ وقت = 2.30

Maximum Marks: 80 کل نمبر = 80

SECTION-I حصہ اول

سوال نمبر 2:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) تہذیب کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم تحریر کیجئے۔ (2) اسلامی تمدن کی دو خصوصیات بیان کیجئے۔

(3) ترجمہ کیجئے۔ انك لعلى خلق عظيم۔ (4) تقویٰ کے دو درجات تحریر کیجئے۔

(5) ذکر کی دو اقسام لکھئے۔ (6) شکر کے لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کیجئے۔

(7) بیوی کے دو فرائض تحریر کیجئے۔ (8) اولاد کے دو حقوق لکھئے۔

(9) رضاعت کا مطلب اور مدت بیان کیجئے۔ (10) تعلیم کے دو مقاصد لکھئے۔

(11) مسجد کے دو آداب تحریر کیجئے۔ (12) استاد کے دو حقوق لکھئے۔

سوال نمبر 3:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 16 = 2 x 8

(1) شہریوں کے دو فرائض لکھیے (2) اُمت کی دو اقسام لکھئے۔

(3) تبلیغ میں حکمت کی وضاحت کیجیے (4) چند اسلامی شعائر مختصراً لکھئے۔

(5) ترجمہ کیجئے۔انما المومنون اخوۃ۔ (6) جہاد کی دو اقسام لکھئے۔
(7) جہاد کے دو مقاصد لکھئے۔ (8) صابی کون تھے؟
(9) حرب فجار سے کیا مراد ہے؟ (10) حجر اسود کا تنازعہ حضورؐ نے کس طرح حل کیا؟
(11) عام الفیل سے کیا مراد ہے؟ (12) دو غیر عرب صحابہ کے نام لکھئے۔

سوال نمبر 4:- کوئی سے نو اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے 18 = 2 x 9

(1) ہجرت مدینہ کے کیا اسباب تھے؟ (2) میثاق مدینہ کی اہم شرائط بیان کیجئے۔
(3) صلح حدیبیہ کی اہمیت بیان کیجئے۔ (4) غزوہ خندق کب ہوئی؟ وجہ تسمیہ بھی بیان کیجئے
(5) غزوہ خیبر کے واقعات مختصراً تحریر کیجئے۔ (6) فتح مکہ کے اسباب بیان کیجئے۔
(7) خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت بیان کیجئے۔ (8) غزوہ تبوک کے موقع پر صحابہ کرامؓ نے کس طرح ایثار کی مثال قائم کی؟
(9) خلفائے راشدین کے نام ترتیب سے بیان کیجئے۔ (10) عدل فاروقیؓ کے کوئی دو واقعات تحریر کیجئے
(11) غزوہ احد میں مسلمانوں کے نقصان کے کیا اسباب تھے؟
(12) آپؐ نے غزوہ موتہ کیلئے کن سپہ سالاروں کا اعلان فرمایا؟
(13) حضرت عثمانؓ کی سیرت کے نمایاں پہلو بیان کیجئے۔

SECTION-II حصہ دوم

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔ 30 = 10 x 3

5۔ احسان کا مفہوم لکھئے۔ 10
6۔ عائلی زندگی کے مقاصد قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر کیجئے۔ 10
7۔ اُمت کی تعریف بیان کیجئے۔ نیز اُمت مسلمہ کی خصوصیات تحریر کیجئے۔ 10
8۔ غزوہ بدر کے اسباب و واقعات تحریر کیجئے۔ 10
9۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت کی مشکلات تحریر کیجئے۔ 10

گوجرانوالہ بورڈ 2018

Time: 30 M **OBJECTIVE معروضی** **وقت = 30 منٹ**

Maximum Marks: 20 **کل نمبر = 20**

سوال نمبر 1:-

1۔ تہذیب اسلامی کے عوامل سے مراد ہے۔
(A) اسلام کے بنیادی عقائد (B) ارکان اسلام (C) اسلامی دنیا (D) اسلامی معاشرہ

2۔ تہذیب کا لغوی معنی ہے۔
(A) بھاگنا (B) کانٹ چھانٹ کرنا (C) جانا (D) رونا

3۔ تقویٰ کے قریب ترین ہے۔
(A) عدل (B) دنیا (C) عبادت (D) معیشت

4۔ صبر کا لغوی معنی ہے۔
(A) آرام کرنا (B) برداشت کرنا (C) کوشش کرنا (D) عزت کرنا

5۔ عفو کا مطلب ہے۔
(A) معاف کرنا (B) پڑھانا (C) انصاف کرنا (D) کاٹنا

6۔ شکر گزاری کے طریقے ہیں۔
(A) ایک (B) تین (C) آٹھ (D) چھ

7۔ انسان فرشتوں سے افضل ہے۔
(A) طاقت کی وجہ سے (B) علم کی وجہ سے (C) رنگ کی وجہ سے (D) جنگ کی وجہ سے

8۔ مسجد لفظ ہے۔
(A) ہندی کا (B) فارسی کا (C) انگریزی کا (D) عربی کا

9۔ امت سے مراد ہے۔
(A) کسی نبی کو ماننے والے (B) پاکستان کے لوگ (C) عرب میں رہنے والے (D) یورپ میں رہنے والے

10۔ جہاد کا لغوی معنی ہے۔
(A) کوشش کرنا (B) جنگ (C) بولنا (D) کھیلنا

11۔ عرب واقع ہے پاکستان سے۔
(A) مشرق میں (B) مغرب میں (C) شمال میں (D) جنوب میں

12۔ حضرت محمدؐ پیدا ہوئے۔
(A) مدینہ میں (B) مکہ میں (C) طائف میں (D) ریاض میں

13۔ ہجرت حبشہ ثانی ہوئی۔
(A) سات نبوی (B) دس نبوی (C) پانچ نبوی (D) چار نبوی

14۔ ہجرت مدینہ کے دوران حضرت محمدؐ نے قیام فرمایا۔
(A) غار ثور (B) غار حرا (C) طائف (D) ریاض

15۔ غزوہ بدر ہوا۔
(A) دو ہجری (B) پانچ ہجری (C) دو نبوی (D) چار ہجری

16۔ مکہ فتح ہوا۔
(A) آٹھ ہجری (B) سات ہجری (C) آٹھ نبوی (D) پانچ ہجری

17۔ حضرت محمدؐ کی بیٹیاں تھیں۔
(A) چار (B) پانچ (C) دو (D) تین

18۔ حضرت محمدؐ کی پہلی زوجہ محترمہ تھیں۔
(A) حضرت خدیجہؓ (B) حضرت ماریہؓ (C) حضرت عائشہؓ (D) حضرت حفصہؓ

19۔ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔

(A) حضرت علیؓ (B) حضرت عثمانؓ (C) حضرت عمرؓ (D) حضرت ابوبکرؓ

20۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تدوین قرآن کیلئے مقرر کیا۔

(A) حضرت عثمانؓ (B) حضرت زید بن ثابتؓ (C) حضرت علیؓ (D) حضرت عمرؓ

گوجرانوالہ بورڈ 2018

وقت = 2.30 — حصہ انشائیہ — **SUBJECTIVE** — Time: 2.30 H

کل نمبر = 80 — Maximum Marks: 80

SECTION-I حصہ اول

سوال نمبر 2:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے — 16 = 2 x 8

Attempt any Eight parts.

(1) ''غار مین'' سے کیا مراد ہے۔ (2) کراماً کاتبین سے کیا مراد ہے؟

(3) ترجمہ کیجئے۔ فان خیر الزاد التقوی۔ (4) رزق حلال کی اسلامی نقطہ نظر سے اہمیت تحریر کریں

(5) ذبیحہ پر احسان سے کیا مراد ہے؟ (6) حضورؐ کی زندگی سے عفو کی دو مثالیں تحریر کریں۔

(7) بیوہ کی عدت کتنی ہے؟ (8) ترجمہ کریں۔ النكاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی

(9) ہمسائے کے کوئی سے چار حقوق تحریر کریں۔ (10) اسلامی نظام تعلیم کے کوئی سے دو مقاصد تحریر کریں

(11) شاگرد کے کوئی سے دو حقوق تحریر کریں۔ (12) صُفّہ سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 3:- کوئی سے آٹھ اجزاء کے جوابات تحریر کیجیے — 16 = 2 x 8

(1) اسلامی معاشرے کی دو خصوصیات تحریر کریں (2) ترجمہ لکھئے۔ فات ذالقربی حقه

(3) ہمسایوں کے دو فرائض لکھئے۔ (4) اسلامی ریاست کے دو فرائض لکھئے۔

(5) جہاد کی دو اقسام لکھئے۔ (6) اخوت کا مفہوم تحریر کریں۔

(7) اصول تبلیغ پر تین سطروں کا نوٹ لکھئے۔ (8) لفظ ''عرب'' کا مفہوم لکھئے۔

(9) ''حلف الفضول'' سے کیا مراد ہے؟ (10) غار حرا کی اہمیت پر چار سطور لکھئے۔

(11) آپؐ کی دو بیٹیوں کے نام تحریر کیجئے (12) دار ارقم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

SECTION-II حصہ دوم

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔ — 30 = 10 x 3

5۔ اسلامی تہذیب کی خصوصیات تحریر کیجئے۔ — 10

6۔ زوجین کی اہمیت اور مبلغ کے اوصاف تحریر کریں۔ — 10

7۔ تبلیغ کی اہمیت اور مبلغ کے اوصاف تحریر کیجئے۔ — 10

8۔ غزوہ احد کے اسباب اور نتائج لکھیں۔ — 10

9۔ حضرت عمر فاروقؓ کے انتظام سلطنت کے حوالے سے تاریخ ساز اقدامات کا جائزہ لیجئے۔ — 10